773

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

رہبر و رہنما

سیرتِ رسولؐ کا دلآویز مرقّع

تالیف

ضیاء الرحمٰن فاروقی

Marfat.com

DATA ENTERED
۲۹۷۶۹۹۲۱
م ۲۸ ض
۲۰۰۷۶

نوٹ

کتابت کے سہو کے باعث صفحات متن زدوبدل ہے
لہذا فہرست میں درج شدہ ہر صفحہ کے ساتھ
8 نمبر اور ملا کر صفحہ معلوم کریں

★

پیش لفظ۔ مفتی محمود

تالیف :۔ ضیاء الرحمٰن فاروقی

ناشر :۔ ادارہ اشاعت المعارف سمندری و پی ۱۹۸ گلبرگ اے لائل پور

طابع :۔ اشرفی پریس لائل پور

قیمت اعلیٰ ایڈیشن :۔ ۲۰/- سستا ایڈیشن ۱۵/- روپے

Marfat.com

فہرس

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	شیرازہ عنوان		۱۷	عہد ساز انسانؐ۔ عہد ساز رسولؐ	۳۸
۲	آغاز کلام		۱۸	جامع انسانؐ	۴۰
۳	پیش لفظ ــــ قائد تحریک اسلامی مفتی محمود سابق وزیر اعلیٰ صوبہ سرحد	۱۳	۱۹	جامع رسولؐ	۴۵
			۲۰	کامل انسانؐ ــــ کامل رسولؐ	۵۰
۴	تقدمہ ــــ مؤلف	۱۵	۲۱	سیرۃ نبویؐ کا مطالعہ کس لئے کیا جائے	۵۳
۵	ذکر حبیبؐ سے پہلے دیار حبیب کا تذکرہ	۲۳	۲۲	مسلمانوں کیلئے ــ غیر مسلموں کیلئے	۵۳
۶	عرب کی قدیم قومیں	۲۳	۲۳	سیرۃ رسولؐ کا فلسفی پہلو	۵۶
۷	جزیرہ نمائے عرب	۲۴	۲۴	سیرۃ رسولؐ کا نسبی پہلو	۶۷
۸	عرب کی جغرافیائی حیثیت	۲۴	۲۵	خاندان نبوتؐ کا سلسلہ نسب	۷۰
۹	تاریخ کعبۃ اللہ پر ایک سرسری نظر	۲۵	۲۶	آپؐ کس کس کے آغوش میں رہے!	۷۱
۱۰	بناءِ کعبۃ اللہ	۲۶	۲۷	سیرۃ نبویؐ کا ابتدائی سوانحی پہلو	۷۲
۱۱	بناءِ قریش	۲۷	۲۸	ظہور قدسی سے غار حرا تک	۷۴
۱۲	آنحضرتؐ سے قبل دنیا کی مذہبی معاشرتی حالت	۲۹	۲۹	سیرۃ رسولؐ کا اسمی پہلو محمدؐ کی حیثیت	۹۶
۱۳	یہود کی مختصر تاریخ	۳۱	۳۰	آنحضرتؐ کا نام محمد کیوں رکھا گیا	۹۶
۱۴	عیسائیوں کی مختصر تاریخ	۳۲	۳۱	آنحضرتؐ ایک ممتاز رسولؐ اور نبیؐ	۹۹
۱۵	ہنود اقوام	۳۴	۳۲	آنحضرتؐ ایک مرقع حسن وجمال	۱۱۱
۱۶	مجوسیت	۳۴	۳۳	ہمارے محسن کا چہرہ ــ ایک جھلک	۱۱۲

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۳۴	وجاہت نبوتؐ	۱۱۳
۳۵	سیرۃ رسولؐ کا معجزاتی پہلو	۱۱۶
۳۶	آئینہ معجزات	۱۱۸
۳۷	رہبر ورہنما کا نظام الاوقات	۱۲۱
۳۸	سیرۃ نبویؐ کا اخلاقی ومعاشرتی پہلو	۱۲۴
۳۹	عدل وانصاف	۱۲۶
۴۰	بُرائی کی جگہ نیکی	۱۲۸
۴۵	فقر و استغناء	۱۲۸
۴۶	اعلیٰ اخلاقی عادات کے شہ پارے	۱۲۹
۴۷	امام غزالی رقمطراز ہیں	۱۲۹
۴۸	مطعومات نبویؐ۔ مشروبات نبویؐ	۱۳۵
۴۹	آنحضرتؐ کے کھانے پینے کا طریقہ	۱۳۶
۵۰	ملبوسات نبویؐ	۱۳۸
۵۱	لباس پہننے کا طریقہ	۱۳۸
۵۲	انگوٹھی	۱۴۱
۵۳	موزے جوتے	۱۴۱
۵۴	آنحضرتؐ کے غلاموں کے نام	۱۴۲
۵۵	چند اہم معاشرتی طریقے	۱۴۳
۵۶	طریقہ گفتگو	۱۴۳
۵۷	طریقہ نشستن	۱۴۳
۵۸	آنحضرتؐ کا چلنے کا طریقہ	۱۴۳
۵۹	آنحضرتؐ کا خوشی کا طریقہ	۱۴۳
۶۰	آنحضرتؐ کا رونے کا طریقہ	۱۴۵
۶۱	[illegible] بال اور مونچھوں کے متعلق طریقہ	۱۴۶
۶۲	نماز میں طریقہ	۱۴۷
۶۳	نماز جنازہ میں طریقہ	۱۴۸
۶۴	تدفین میں طریقہ	۱۴۸
۶۵	زیارت قبور میں طریقہ	۱۴۸
۶۶	میت کو ثواب پہنچانے کا طریقہ	۱۴۹
۶۷	تلاوت کلام پاک میں آپؐ کا طریقہ	۱۵۰
۶۸	روزہ رکھنے میں آپؐ کا طریقہ	۱۵۰
۶۹	مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے میں آپؐ کا طریقہ	۱۵۰
۷۰	آنحضرتؐ کی مہمان نوازی کا طریقہ	۱۵۳
۷۱	آنحضرتؐ ایک مہمان	۱۵۴
۷۲	ہدایا وتحائف قبول کرنے کا طریقہ	۱۵۴
۷۳	زہد وقناعت کا طریقہ	۱۵۵
۷۴	آنحضرتؐ ایک تاجر	۱۵۷
۷۵	آپؐ نے کیا کیا فروخت کیا	۱۵۷
۷۶	تجارت اور تاجر	۱۵۹
۷۷	اُدھار لین دین میں آپؐ کا طریقہ	۱۶۱
۷۸	آنحضرتؐ ایک عظیم شوہر	۱۶۱
۷۹	تعدد ازواج کی حکمتیں	۱۶۱
۸۰	ازواج النبیؐ	۱۶۲
۸۱	ام المومنین سیدہ طاہرہ خدیجہؓ	۱۶۳
۸۲	ام المومنین سیدہ سودہؓ بنت زمعہ	۱۶۵
۸۳	ام المومنین سیدہ عائشہؓ صدیقہ	۱۶۵
۸۴	ام المومنین حفصہؓ بنت عمر	۱۶۶
۸۵	ام المومنین ام سلمہؓ بنت ابی امیہ	۱۶۸
۸۶	ام المومنین جویریہؓ بنت حارث	۱۶۹
۸۷	ام المومنین حبیبہؓ بنت ابی سفیان	۱۶۹
۸۸	ام المومنین صفیہؓ بنت حیی	۱۶۹
۸۹	ام المومنین میمونہؓ بنت حارث	۱۷۰

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۹۰	آنحضرتؐ کی کنیزیں	۱۷۰
۹۱	ماریہؓ قبطیہ	۱۷۰
۹۲	ریحانہؓ بنت شمعون	۱۷۰
۹۳	نفیسہؓ	۱۷۰
۹۴	آنحضرتؐ کی اولاد شہزادگان نبوت	۱۷۲
۹۵	آنحضرتؐ کی لڑکیاں	۱۷۲
۹۶	آنحضرتؐ کی پھوپھیاں	۱۷۳
۹۷	سیرۃ کا معاشی پہلو	۱۷۴
۹۸	آنحضرتؐ ایک طبیب حاذق	۱۷۶
۹۹	آنحضرتؐ ایک بے مثال داعی انقلاب	۱۸۰
۱۰۰	مکہ کی گلیوں میں فریضہ	۱۸۱
۱۰۱	طائف کی سختیوں میں انقلابی دعوت	۱۸۸
۱۰۲	مضافات میں دعوت و تبلیغ	۱۹۱
۱۰۳	غیر ملکی سفراء کو دعوت و تبلیغ	۱۹۱
۱۰۴	ایام ج میں دعوت و تبلیغ	۱۹۲
۱۰۵	یوم احد سے زیادہ سخت دن	۱۹۳
۱۰۶	انقلابی دعوت میں عورتوں کا حصہ	۱۹۵
۱۰۷	مبلغۂ اسلام خدیجہؓ بنت خویلد	۱۹۵
۱۰۸	مبلغۂ اسلام ام شریک دوسیہ	۱۹۵
۱۰۹	فاطمہؓ بنت خطاب	۱۹۵
۱۱۰	سعدیؓ بنت کریز	۱۹۶
۱۱۱	آنحضرتؐ بحیثیت ایک ہادیٔ مہدی	۱۹۷
۱۱۲	آغاز تعلیمات	۱۹۸ ~~208~~
۱۱۳	اعتقادات و عبادات	۱۹۹
۱۱۴	ایمان بالآخرۃ 208	۲۰۱
۱۱۵	ایمان بالملائکہ	۲۰۱

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۱۶	سابقہ انبیاء پر ایمان	۲۰۱
۱۱۷	تعلیم و عبادات	۲۰۳
۱۱۸	زکوٰۃ	۲۰۳
۱۱۹	حج	۲۰۴
۱۲۰	روزہ	۲۰۵
۱۲۱	سیرۃ نبوی کا عملی پہلو	۲۰۶
۱۲۲	آنحضرتؐ ایک معلم مربی محسن	۲۱۰ (۲۱۸)
۱۲۳	تبوک کا حیرت انگیز خطبہ	۲۱۲
۱۲۴	خطبہ حجۃ الوداع. تعمیر انسانیت کی سب سے پہلی دستاویز	۲۱۴
۱۲۵	آنحضرتؐ ایک افصح العرب خطیب	۲۱۶
۱۲۶		
۱۲۷	آنحضرتؐ کے سائنسی اصول	۲۳۲
۱۲۸	آنحضرتؐ بحیثیت قانون ساز	۲۳۷
۱۲۹	اخلاقی و معاشرتی قوانین	۲۴۰
۱۳۰		
۱۳۱	ازدواجی قوانین	۲۴۴
۱۳۲	آنحضرتؐ بحیثیت ایک سپہ سالار	۲۴۶
۱۳۳	ایک شہسوار	
۱۳۴	ایک فوجی قائد	
۱۳۵	بیعت عقبہ اولیٰ	
۱۳۶	مدینہ پہنچنے کے بعد	
۱۳۷	ایک کامیاب جرنیل یا سپہ سالار	
۱۳۸	سقراط کے مطابق ایک جرنیل کی خوبیاں	
۱۳۹	آنحضرتؐ ایک انتظامی اور عسکری عبقری	
۱۴۰	گشتی اور جہادی دستے	

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۴۱	لڑاکا اور جنگی فوجی دستے		۱۶۶	آزادیٔ رائے کا حق	
۱۴۲	تبلیغی دستے		۱۶۷	فوج کا معائنہ	
۱۴۳	نذیری دستے		۱۶۸	منافقین کی علیحدگی	۲۷۹
۱۴۴	جنگی حفاظتی اور عقبی دستے FLIRK GARD		۱۶۹	ترتیب فوج	۲۸۰
۱۴۵	غزوات نبویؐ		۱۷۰	دشمن کی صف بندی	
۱۴۶	غزوہ ابواء		۱۷۱	آغاز جنگ	۲۸۷
۱۴۷	غزوہ بواط		۱۷۲	ایک ایک مبارز کا قتل	۲۸۱
۱۴۸	غزوہ عشیرہ		۱۷۳	پہلوان حمزہؓ کی شہادت	۲۸۲
۱۴۹	غزوہ صفوان		۱۷۴	آنحضرتؐ پر کفار کا ہجوم	۲۸۳
۱۵۰	آنحضرتؐ کے دفاعی اصولوں پر ایک نظر		۱۷۵	مشرکین پر آنحضرتؐ کا افسوس	۲۸۵
۱۵۱	اسلام کا پہلا معرکہ۔ غزوہ بدر		۱۷۶	فتح کے بعد فتح رُک گئی	۲۸۶
۱۵۲	ایک عجیب سیاسی چال		۱۷۷	شہداء جنازہ اور تدفین	۲۸۷
۱۵۳	جنگ بدر کی چند تفصیلیں	۲۶۹	۱۷۸	غزوہ حمراء الاسد	۲۸۸
۱۵۴	غزوہ قرقرۃ الکدر		۱۷۹	غزوہ بنی نضیر	۲۸۹
۱۵۵	غزوہ بنی قینقاع	۲۷۰	۱۸۰	غزوہ ذات الرقاع	۲۹۱
۱۵۶	غزوہ السویق	۲۷۱	۱۸۱	غزوہ بدر موعد	
۱۵۷	غزوہ غطفان		۱۸۲	غزوہ دومۃ الجندل	۲۹۲
۱۵۸	کعب بن اشرف کا قتل	۲۷۲	۱۸۳	غزوہ بنی مصطلق	
۱۵۹	غزوہ بنی سلیم	۲۷۳	۱۸۴	اچانک حملہ	۲۹۳
۱۶۰	اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ۔ غزوہ احد	۲۷۴	۱۸۵	اسلام کا تیسرا بڑا معرکہ۔ غزوہ احزاب	۲۹۶
۱۶۱	مدینہ کے مقامی حالات اور آبادی		۱۸۶	سالار اعظمؐ نے مقامات خندق کا معائنہ کیا	۲۹۷
۱۶۲	جبل احد کا محل وقوع				
۱۶۳	وجوہ جنگ	۲۷۶	۱۸۷	سالار اعظمؐ کا فوجی ہیڈ کوارٹر	۲۹۹
۱۶۴	جاسوسی دستہ اپنا فرض پورا کرتا ہے	۲۷۷	۱۸۸	سالار اعظمؐ کی سیاسی تدبیر	۳۰۱
۱۶۵	سالار اعظمؐ کی صدارت میں صحابہ کا جنگی اجلاس	۲۷۸	۱۸۹	ایک اور سیاسی چال	۳۰۳
			۱۹۰	یہودیوں کی سازشیں	۳۰۷

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۹۱	اسبابِ مخالفت	۳۰۷	۲۱۶	زرہیں	
۱۹۲	عجیب و غریب شرارتیں	۳۰۸	۲۱۷	کمانیں	۳۳۴
۱۹۳	پھوٹ کی چالیں		۲۱۸	ڈھالیں	
۱۹۴	سالارِ اعظم کو شہید کرنے کی ناکام کوشش		۲۱۹	نیزے	
۱۹۵	جادوگری کی سازش	۳۰۹	۲۲۰	خود	
۱۹۶	غزوہ بنی قریظہ		۲۲۱	ترکش	
۱۹۷	غزوہ بنی لحیان	۳۱۲	۲۲۲	سواریاں	
۱۹۸	غزوہ ذی قرد		۲۲۳	جنگی گھوڑے	۳۳۵
۱۹۹	غزوہ صلح حدیبیہ	۳۱۴	۲۲۴	سفارتیں : وفود	
۲۰۰	بیعت رضوان		۲۲۵	وفد ہوازن	
۲۰۱	معاہدہ پر آنحضرتؐ کا عمل	۳۱۶	۲۲۶	وفد ثقیف	
۲۰۲	غزوہ خیبر	۳۱۸	۲۲۷	وفد بنی عامر	
۲۰۳	کارزار کی صحیح صورت حال	۳۱۹	۲۲۸	وفد عبد القیس	
۲۰۴	یہود کے قلعوں کا محاصرہ		۲۲۹	وفد ہمدان	
۲۰۵	غزوہ فتح مکہ	۳۲۱	۲۳۰	وفد مزینہ	
۲۰۶	شوکت اسلام کا مظہر		۲۳۱	وفد دوس	
۲۰۷	والی رحمت نے معافی کا عام اعلان کر دیا	۳۲۶	۲۳۲	وفد نصارائے نجران	
۲۰۸	آنحضرتؐ ایک اولو العزم فاتح		۲۳۳	وفد طارق	
۲۰۹	غزوہ حنین	۳۲۷	۲۳۴	وفد ہذیم	
۲۱۰	غزوہ طائف	۳۲۹	۲۳۵	وفد بنی فزارہ	
۲۱۱	غزوہ تبوک		۲۳۶	وفد بنی اسد	
۲۱۲	حاصل کلام	۳۳۱	۲۳۷	وفد براء	
۲۱۳	سپہ سالارِ اعظمؐ کا سامانِ جنگ	۳۳۳	۲۳۸	وفد عذرہ	
۲۱۴	جنگی پرچم		۲۳۹	وفد بلی	
۲۱۵	تلواریں		۲۴۰	وفد ارد	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۲۴۱	وفد جرشی	
۲۴۲	وفد بنی الحارث	ـــ
۲۴۳	وفد بنی مرہ	
۲۴۴	وفد بنی حنیفہ	
۲۴۵	وفد کندہ	
۲۴۶	وفد خولان	
۲۴۷	آنحضرتؐ بحیثیت ایک سیاستدان	۳۳۶
۲۴۸	سیاست کا لغوی معنی	
۲۴۹	اصطلاحی مفہوم	
۲۵۰	اسلامی سیاست	۳۳۷
۲۵۱	مغربی سیاست	۳۳۸
۲۵۲	سیاستدان کی خصوصیات اور محسن کائناتؐ	۳۳۹
۲۵۳	سیاسیات میں آنحضرتؐ کا پہلا قدم	۳۴۱
۲۵۴	اندرونی استحکام	
۲۵	مدینہ کی دفاعی حیثیت	۳۴۲
۲۵۶	سیاسیات میں آنحضرتؐ کا دوسرا قدم	۳۴۳
۲۵۷	مضافاتی استحکام	
۲۵۸	قبائل سے دفاعی معاہدہ	
۲۵۹	جہاد اسلامی کے بنیادی اصول	۳۴۴
۲۶۰	آنحضرتؐ ایک قائد انقلاب	
۲۶۱	غاران کی چوٹیوں سے خطرہ کا الارم	

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۲۶۲	قائد انقلاب کے قتل کی سازش	
۲۶۳	آنحضرتؐ ایک سربراہ مملکت اور آپکی سیاسی عبقریت	۳۵۰
۲۶۴	دستور حکومت	
۲۶۵	سربراہ مملکت کی پولیس	
۲۶۶	آپ کا سیکرٹریٹ	
۲۶۷	ساری دنیا کے سلاطین کے نام انقلابی خطوط	
۲۶۸	چند انقلابی خطوط	
۲۶۹	دعوت کے الفاظ	
۲۷۰	سربراہ مملکت کے گہرے تدبر کے شاہکار	
۲۷۱	غیر اقوام سے آنحضرتؐ کے سیاسی معاہدے	
۲۷۲	طرز حکومت	
۲۷۳	آنحضرتؐ ایک فیصل اور حکمران	
۲۷۴	ذات حق نما کا عکس پہلی کتابوں میں	
۲۷۵	آنحضرتؐ اللہ کی زبان	۳۶۱
	ضمیمہ	
۲۷۶	آنحضورؐ چودہ سو سالہ شعراء کی زبان میں	
۲۷۷	آنحضرتؐ غیر مسلموں کی زبان میں	۳۶۵
۲۷۸	گذارش مصنف	۳۹۹
۲۷۹	کتابیات	۴۰۰

Marfat.com

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

رہبر و رہنما

سیرۃ رسولؐ کا دلآویز مرقّع

تالیف/

ضیاء الرحمٰن فاروقی

Marfat.com

عالمی ادارہ کتب

"اشاعت المعارف" کے اغراض و مقاصد

- محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئین و پروگرام کی ترویج کیلئے کوشاں رہنا۔
- شاہ ولی اللہؒ کے سیاسی افکار کی بنیاد پر عالمگیر دعوتِ انقلاب۔
- شیخ الہند محمود حسنؒ کے انقلابی طرزِ عمل سے ذہن سازی کی تحریک کا آغاز۔
- مشرق سے مغرب تک ایشیائی، افریقیائی اور عربی ممالک میں اسلامی نظریات کا لٹریچر بھیج کر عالمی سطح پر مسلمانوں کا سیاسی شعور بیدار کرنا۔
- انگریزی، عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں دنیا کے کونے کونے تک حق کی آواز پہنچانا۔
- جدید مسائل کو اسلامی نظریۂ حیات کے عین مطابق پیش کرنا۔
- وطن و قوم کی حقیقی کامرانی کے لئے اسلامی تہذیب و ثقافت کی دعوت۔
- معاشرتی ناہمواری کے خاتمہ کیلئے خدائی منشور کے قیام کی دعوت۔

آئیے! اس ادارے کی رکنیت قبول فرما کر اس تحریک میں شامل ہو جائیں!

شرکائے ادارہ

- قاری محمد ابراہیم ـــــ ملت روڈ (گوکھووال) لائلپور پنجاب (پاکستان)
- مؤلف کتاب ـــــ سمندری (لائلپور)

نہ ہے تاب سخن مجھ کو نہ ہے تحریر کا یارا
میں ذرہ ہوں مرا موضوع خورشید جہاں آرا

کیا مرا منہ ہے میری مدح نگاری کیا چیز
جب خدا خود ہی ثنا خواں ہے رسول عربی

حامیٔ بے کساں، ناصر بے دلاں، والیٔ مضطراں، یاور محزوناں
امیِ بطحا، خواجۂ گیہاں، جلوہ طراز عرش معلی
کے حضور گدائے بے نوا کے ٹوٹے پھوٹے حروف

Marfat.com

یہی کتاب

ہاں یہی کتاب جو آپ کے

ہے ایسی پڑھنے کیلئے

کیا صرف دیکھنے کیلئے ہے

اور کیا صرف پڑھنے ہی کیلئے ہے

جا تو دن سے کرنے کیلئے

سیرۃ رسول کی بے مثال کتاب

یا نبی

محمد صلعم

سیرۃ النبی اردو

شیرازۂ عنوان

...م ماں کے نام
جس کی کوکھ سے انسانیت کے سب سے بڑے محسن نے جنم لیا

...ان اصحابؓ کے نام
جنہوں نے
ریت پر تڑپ کر ―― انگاروں پر جل کر ――
تیروں پر سج کر ―― زنجیروں کی زینت
سولیوں پر چڑھ کر ―― وطن سے بے وطن ہو کر
بن کر ―― آتش شرک کو بجھایا ―― بزم سے رزم تک بسا کر
جان مال لٹا کر ―― مصائب سہہ کر ―― منبر و محراب سے میدان کارزار تک
...ے بے گھر ہو کر ―― طعنے سن کر ――
...اقب دیکھ کر ―― ظلم و ستم کے مورد بن کر ―― سلطنتوں کے ایوانوں میں زلزلہ بپا کر ――
...شاہوں کے گریبانوں سے کھیل کر ―― ظلمت کے اندھیروں میں چراغ رشد ہو کر ―― حکمران بن کر ――
...سمندروں کے شناور بن کر ―― فیصل بن کر ―― جرنیل بن کر ―― مغرب ...
سپاہی بن کر ―― مبلغ، مفسر، محدث بن کر ―― تعلیمات مصطفوی کو
سالار بن کر ―― دین مصطفوی کو
آبروئے مصطفوی کو ――
...ق تک اسلام کا پرچم لہرا کر ―― خون سے شجر اسلام کی آبیاری کی۔
...ن رکھا، جوں کا توں رکھا ―― اور اس طرح اپنے

...ان تابعین، تبع تابعین، ائمہ کرام، مفسرین، محدثین اور مؤرخین علماء کے نام
جن کی عظیم محنتوں سے، کاوشوں سے، عرق ریزیوں سے، سوچ بچار
سے، فکر و نظر سے، عقل و دانش سے، زبان و قلم سے، اسلام کا پودا
تن آور ہوتا گیا اور اس کے ثمرات ہر دور میں ہر خطے میں پہنچے

دیوبند کی ان عہد ساز شخصیات کے نام
جن کے علم و تقویٰ اور جرأت و سیاست سے سارا برصغیر سیرت دل...
معنوی تازگی سے بہرہ ور ہے۔

میں ——— فخرِ آدمؑ ——— ہوں

میں ——— معرفتِ شیثؑ ——— ہوں

میں ——— شجاعتِ نوحؑ ——— ہوں

میں ——— دعائے خلیلؑ ——— ہوں

میں ——— زبانِ اسمٰعیلؑ ——— ہوں

میں ——— رضائے اسحٰقؑ ——— ہوں

میں ——— حکمتِ لوطؑ ——— ہوں

میں ——— لحنِ داؤدؑ ——— ہوں

میں ——— فصاحتِ صالحؑ ——— ہوں

میں ——— شکوہِ موسٰیؑ ——— ہوں

میں ——— صبرِ ایوبؑ ——— ہوں

میں ——— امیدِ یعقوبؑ ——— ہوں

میں ——— حسنِ یوسفؑ ——— ہوں

میں ——— سطوتِ سلیمانؑ ——— ہوں

میں جہادِ یوشعؑ ہوں

میں محبتِ دانیالؑ ہوں

میں طاعتِ یونسؑ ہوں

میں وقارِ الیاسؑ ہوں

میں طہارتِ یحیٰؑ ہوں

میں یقینِ عیسٰیؑ ہوں

مجھے پہچان لو مجھے مان لو مجھے اپنا لو سرمدی فلاح تمہارے
قدم چوم جائے گی۔ صلی اللہ علی النبی الامی

Marfat.com

"

میں جامع کلام کا حامل ہوں

مجھے ساری دنیا میں امتیازی رعب دیا گیا

میرے لیے مالِ غنیمت حلال کیا گیا

میرے لیے تمام روئے زمین مسجد بنائی گئی

میں تمام مخلوق کا نبیؐ بنایا گیا ہوں

میرے سر پر ختمِ نبوت کا تاج ہے

اگر تم بادشاہ ہو تو ——— میری رعایا پروری کو دیکھو

اگر تم حاکم ہو تو ——— میری حکمرانی کو دیکھو

اگر تم فیصل ہو تو ——— میرے فیصلوں کو دیکھو

اگر تم تاجر ہو تو ——— میرے طرزِ تجارت کو دیکھو

اگر تم مبلغ ہو تو ——— میرے ایامِ تبلیغ کو دیکھو

اگر تم امیر ہو تو ——— میرے ایامِ امارت کو دیکھو

اگر تم دولت مند ہو تو ——— میرے ایامِ نشاط کو دیکھو

اگر تم شوہر ہو تو ——— میرے طرزِ ازدواج کو دیکھو

اگر تم باپ ہو تو ——— میرے مشفقانہ اسلوب کو دیکھو

اگر تم سپہ سالار ہو تو ——— میرے غزوات کی کارگذاری دیکھو

اگر تم سیاستدان ہو تو ——— میری بصیرت و سیاست کا مطالعہ کرو

اگر تم بیکس و مظلوم ہو تو ——— میری بے کسی اور مظلومی کے ایام دیکھو

اگر تم استاد و معلم ہو تو ——— میرے طرزِ تعلیم کو دیکھو

اگر تم رعایا ہو تو ——— میری مکی زندگی کا مطالعہ کرو

Marfat.com

اگر تم عابد ہو تو ________ میری عبادت کی جامعیت کو دیکھو
اگر تم حاذق ہو تو ________ میری حذاقت کو دیکھو

میں رحمت ہوں چراغ ہدایت ہوں
بے راہروں کا مربی ہوں
انسانیت کا سب سے بڑا رہبر و رہنما ہوں
صلی اللہ علیہ وسلم

اگر رہنا ہے ________ میری طرح رہو
اگر سونا ہے ________ میری طرح سوؤ
اگر بیٹھنا اٹھنا ہے ________ میری طرح بیٹھو اٹھو
اگر چلنا ہے ________ میری طرح چلو
اگر خوشی کرنا ہے ________ میری طرح خوشی کرو
اگر غمی ہے ________ میری طرح غمی کرو
اگر ملنا ہے ________ میری طرح ملو

بہر حال صبح سے شام تک کے لئے میرے معمولات کو دیکھو۔

Marfat.com

- جب مالِ غنیمت (قومی خزانے) کو ذاتی منفعت میں خرچ کیا جائے گا
- جب امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے گا۔
- اور جب علم غیر دین کے لیے حاصل کیا جائے۔
- جب مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرنے لگے۔
- جب والدین کو دُور کر کے دوست کو قریب کیا جائے۔
- جب قبیلے کا سردار (سربراہِ مملکت) فاسق ہو۔
- جب قوم کا قائد ان کا کمینہ اور گھٹیا آدمی ہو۔
- اور اس کی عزت اس کی شر سے بچنے کے لیے کی جائے۔
- جب گانے والیاں اور آلات لہو و لعب گھر گھر ہو جائیں۔
- جب شرابیں عام ہو جائیں۔
- جب بعد والے پہلوں پر طعن کرنے لگیں۔
- سو اُس وقت تم سُرخ ہوا کے چلنے، زلزلے آنے، زمین میں دھنسانے شکلوں کے بگاڑے جانے اور آسمان سے پتھر برسنے کا انتظار کرو "

له مسلم، بخاری، ترمذی، (عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ)

☆

سیرتِ محمدی دنیا کا آئینہ خانہ ہے جس میں دیکھ کر ہر شخص اپنے جسم و روح، ظاہر و باطن، قول و عمل، زبان و دل، آداب و رسوم، طور و طریق کی اصلاح اور درستی کر سکتا ہے اور اسی لئے کوئی مسلمان قوم اپنی تہذیب و شائستگی اور ادب و اخلاق کے لئے اپنے مذہب سے باہر اور اپنے رسول سے الگ کوئی چیز نہیں مانگتی اور نہ ہی اس کو ضرورت ہے۔

(خطباتِ مدراس)

☆

Marfat.com

آغازِ کلام

اس میں کچھ شک نہیں کہ کنجشکِ عشق باز کے معصوم دہن کے نم بھر قطرے سے آتشِ نمرود میں کچھ فرق نہ پڑ سکتا تھا، مگر داورِ محشر میں براہیمی عاشقوں کی صف میں شمار ہونے کے لئے اگر مخلوقات کا کوئی فرد فرطِ عقیدت میں جگر سوزی کا مظاہرہ ایسی ہی صورت میں کرے تو بارگاہِ ذوالمنن میں ان جذبات کا بھی بے حد احترام موجود ہے۔

چنانچہ میری مثال بھی ایسے ہی سیرت نگار کی ہے جو ممدوح کی لامتناہی مدحتوں کے احاطے کا دعویٰ کئے بغیر فقط عقیدت کیشی کے سبب اپنے قلم کو مہکِ نبوی کی مہمیز لگانے کی خامہ فرسائی کر رہا ہے ـــــــ کون ہے جو اس صحیفۂ نبوت کا اوّل سے آخر تک مطالعہ کر کے اس کے پورے کے پورے نقوش صفحۂ قرطاس پر رقم کر دے ـــــــ میں ایک عرصہ سے خیابانِ چمنِ نبوت کے گل فردا کی سیرت کے موضوع پر کچھ لکھنے کے متعلق سوچ میں پڑا ہوا تھا، مگر امتیازی شان کے حامل نبی کی سیرت کے ہزاروں موضوعات کا احصاء کرنا اور پھر عظمتوں اور رفعتوں کے تاجدار کی تاجوری کے خطوط لکھنے پر کمی بیشی کی ٹیسیں میرے عزائم و مقاصد کے سامنے سدِّ سکندری بنی رہی۔ یہ اندیشہ و خوف اس وجہ سے بھی تھا کہ جہاں محورِ سیاست کے تاجدار کے سیاسی سوانحات کا احاطہ اور ان کی اتھاہ گہرائیوں تک رسائی میرے بس کی بات نہیں وہاں جمالِ جہاں آرا کی تابانیوں کا صحیح نقشہ اور آپ کی حسن بھری

Marfat.com

صورت کی رعنائیت اور تجلیات یزدانی کا بیان کرنا بھی حقیر و بے بضاعت سیرت نگار کے لئے ایک معمہ سے کم نہیں، —— میں جانتا ہوں کہ میری یہ کتاب محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و محاسن کا اظہار اسی قدر کر سکتی ہے جس قدر ذرّہ بے مقدار آفتاب عالم تاب کے انوار کو آشکار کر سکتا ہے —— ؎ چراغِ مردہ کجا، نورِ آفتاب کجا۔

پہلے بھی جس سیرت نگار نے کامل سیرت کا قصد باندھا اس کا قلم سیرت کے زاویے درست کرتا کرتا آپ کی رفعتوں کی نذر ہو گیا —— دوسروں کے احوال ترتیب دیتے وقت تو طلیق اللسان کچھ آزاد ہوتا ہے تاہم نطقِ قلم اس شخصیت کی عظمت کا اعتراف ضرور کرتا ہے، یہاں تو معاملہ اعتراف ہی کا نہیں بلکہ اس محیط انوارؐ کے ہر حال کے سامنے دل تک جھکے پڑے ہیں۔

کمالات نبوت میں مبالغہ تو بعد کی بات ہے فقط آپ کی زندگی کا ہر پہلو صحت ہی کے لباس میں اگر سامنے آجائے تب بھی سیرت کی کتاب جامعیت کی حامل ہو سکتی ہے۔

بالآخر موجودہ دور کے تالیفی قحط یا جسے علمی و اصلاحی کتب کے قحط سے تعبیر کیجئے، نے میرے قلم کا جمود توڑتے ہوئے راقم کو دو قسم کی کتابیں لکھنے پر مجبور کر دیا۔

ارادہ یہ ہوا کہ سیرت کی پہلی کتاب آنحضرتؐ کے اجمالی احوال (مگر مکمل اور آسان فہم) پر مشتمل ہو جس میں عنوانات کے اعتبار سے حتی الوسع انسانیت کی عظمت کا کوئی موضوع باقی باقی نہ رہے جبکہ تالیفِ ثانی[1] انہیں اجمالی موضوعات کی تفصیل ہو۔

—— راقم نے سیرت کی اس مختصر اور جامع کتاب میں آپ کی زندگی کے ۱۹ پہلو ترتیب دیئے ہیں —— ہر پہلو ایسے اسلوب کے ساتھ زیب تحریر ہے کہ اس میں مذکور وصف سے ناظرین اندازہ کر سکیں گے کہ اگر آپ دوسرے کسی بھی وصف سے موصوف نہ ہوتے تب بھی اس کمال میں آپ کا مرتبہ جمیع آفاق سے بلند ہے۔ اس طرح ہر پہلو آپ کا امتیازی وصف شمار ہو جائے گا۔ مثلاً آپ کا نسبی پہلو آپ کو یاد کرا دے گا کہ آنحضرتؐ کا نسب کل دنیا کے انساب سے عالی تھا۔ صوری پہلو آپ کے حسن و جمال کی یکتائیگی ثابت

[1] تالیفِ ثانی کا نام رہبرِ اعظم ہوگا۔

Marfat.com

آغازِ کلام

اس میں کچھ شک نہیں کہ کنجشکِ عشق باز کے معصوم دہن کے نم بھر قطرے سے آتش نمرود میں کچھ فرق نہ پڑ سکتا تھا، مگر داور محشر نے براہیمی عاشقوں کی صف میں شمار ہونے کے لئے اگر مخلوقات کا کوئی فرد فرطِ عقیدت میں جگر سوزی کا مظاہرہ ایسی ہی صورت میں کرے تو بارگاہِ ذوالمنن میں ان جذبات کا بھی بے حد احترام موجود ہے۔

چنانچہ میری مثال بھی ایسے ہی سیرت نگار کی ہے جو ممدوح کی لامتناہی مدحتوں کے احاطے کا دعویٰ کئے بغیر فقط عقیدت کیشی کے سبب اپنے قلم کو مہکِ نبوی کی مہمیز لگانے کی خامہ فرسائی کر رہا ہے —— کون ہے جو اس صحیفۂ نبوت کا اوّل سے آخر تک مطالعہ کر کے اس کے پورے کے پورے نقوش صفحۂ قرطاس پر رقم کر دے —— میں ایک عرصہ سے خیابانِ چمنِ نبوت کے گلِ فرد اکی سیرت کے موضوع پر کچھ لکھنے کے متعلق سوچ میں پڑا ہوا تھا، مگر امتیازی شان کے حامل نبی کی سیرت کے ہزاروں موضوعات کا احصاء کرنا اور پھر عظمتوں اور رفعتوں کے تاجدار کی تاجوری کے خطوط لکھنے پر کمی بیشی کی ٹیس میرے عزائم و مقاصد کے سامنے سدِ سکندری بنی رہی۔ یہ اندیشہ و خوف اس وجہ سے بھی تھا کہ جہاں محورِ سیاست کے تاجدار کے سیاسی سوانحات کا احاطہ اور ان کی اتھاہ گہرائیوں تک رسائی میرے بس کی بات نہیں وہاں جمالِ جہاں آرا کی تابانیوں کا صحیح نقشہ اور آپؐ کی حسن بھری

صورت لی رقصانیت اور تجلیاتِ یزدانی کا بیان کرنا بھی حقیر و بے بضاعت سیرت نگار کے لئے ایک معمے سے کم نہیں، ــــ میں جانتا ہوں کہ میری یہ کتاب محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و محاسن کا اظہار اسی قدر کر سکتی ہے جس قدر ذرہ بے مقدار آفتاب عالم تاب کے انوار کو آشکار کر سکتا ہے ــــ ؎ چراغِ مردہ کجا، نورِ آفتاب کجا۔

پہلے بھی جس سیرت نگار نے کامل سیرت کا قصد باندھا اس کا قلم سیرت کے زاویے درست کرتا کرتا آپ کی رفعتوں کی نذر ہو گیا ــــ دوسروں کے احوال ترتیب دیتے وقت تو طلیق اللسان کچھ آزاد ہوتا ہے تاہم نطقِ قلم اس شخصیت کی عظمت کا اعتراف ضرور کرتا ہے، یہاں تو معاملہ اعتراف ہی کا نہیں بلکہ اس مہبطِ انوار کے ہر حال کے سامنے دل تک جھکے پڑے ہیں۔

کمالاتِ نبوت میں مبالغہ تو بعد کی بات ہے فقط آپ کی زندگی کا ہر پہلو صحت ہی کے لباس میں اگر سامنے آ جائے تب بھی سیرت کی کتاب جامعیت کی حامل ہو سکتی ہے۔

بالآخر موجودہ دور کے تالیفی قحط یا جسے عمدہ و اصلاحی کتب کے قحط سے تعبیر کیجئے نے میرے قلم کا جمود توڑتے ہوئے راقم کو دو قسم کی کتابیں لکھنے پر مجبور کر دیا۔

ارادہ یہ ہوا کہ سیرت کی پہلی کتاب آنحضرتؐ کے اجمالی احوال (مگر مکمل اور آسان فہم) پر مشتمل ہو جس میں عنوانات کے اعتبار سے حتی الوسع (ذاتِ) انسانیت کی عظمت کا کوئی موضوع باقی باقی نہ رہے جبکہ تالیفِ ثانی[ل] انہیں اجمالی موضوعات کی تفصیل ہو۔

ــــ راقم نے سیرت کی اس مختصر اور جامع کتاب میں آپ کی زندگی کے ۱۶ پہلو ترتیب دیئے ہیں ــــ ہر پہلو ایسے اسلوب کے ساتھ زیبِ تحریر ہے کہ اس میں مذکور وصف سے ناظرین اندازہ کر سکیں گے کہ اگر آپ دوسرے کسی بھی وصف سے موصوف نہ ہوتے تب بھی اس کمال میں آپ کا مرتبہ جمیع آفاق سے بلند ہے۔ اس طرح ہر پہلو آپ کا امتیازی وصف شمار ہو جائے گا۔ مثلاً آپ کا نسبی پہلو آپ کو یاد کرا دے گا کہ آنحضرتؐ کا نسب کل دنیا کے انساب سے عالی تھا۔ صوری پہلو آپ کے حسن و جمال کی یکتائی کی ثابت

ل تالیفِ ثانی کا نام ہیرِ اعظم ہو گا۔

کرے گا ـــــ اخلاقی پہلو آپ کے عالی کردار کو تفرد کا درجہ دے دیگا۔ سیاسی پہلو آپ کے سیاستدان ہونے، جرنیل اور سپہ سالار بلنے کو دوسرے جمیع سپہ سالاروں، سیاستدانوں شہسواروں اور جرنیلوں سے ممتاز کر دے گا۔

تبلیغی پہلو آپ کو دنیا کا سب سے بڑا مبلغ ثابت کرے گا ـــــ ازدواجی پہلو میں آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ آپ ہی ایسے منصف مزاج شوہر ہیں جو ۱۱ بیویوں کے باوجود باہمی حقوق کی ادائیگی کا مرحلہ انتہائی خوش اسلوبی سے طے کرتے ہیں ـــــ یہ ایسا اسلوب ہے کہ قیامت تک آنے والی نسلیں اس پر عمل پیرا ہو کر خانگی حالات سنوارتی رہیں گی۔

میں امید کرتا ہوں، ناظرین اس کتاب کے پڑھنے سے خود محسوس کریں گے کہ آنحضرتؐ کی زندگی سے قبل اور بعد کے دھور وزمن آپ ہی کی رہنمائی میں انسانیت کے عظیم المرتبت مقام پر فائز ہو سکتے ہیں۔ اگر ایک آدمی بھی اس کتاب کے سبب سیرت پر عمل پیرا ہو گیا تو میں سمجھوں گا میری یہ حقیر کوشش ٹھکانے لگی ورنہ ؎ قہر درویش بر جان درویش کی بات ہو گی

طالبِ رحمت

ضیاء الرحمٰن فاروقی ۱۳۹۴ھ

۹ ستمبر ۱۹۷۴ء

حال اسیرِ ختمِ نبوت ڈسٹرکٹ جیل مظفر گڑھ

Marfat.com

پیش گفتار

پاسبانِ ملت رہبر و رہنما مفتی محمود، قائدِ حزبِ اختلاف پاکستان

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی افضل الرسلِ الذی لانبی بعدہٗ

وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ ومن دخل جندہ اجمعین۝

ساری کائنات ضلال کے گرداب میں غوطہ زن تھی، ظلم کا دور دورہ تھا، تعدی و تجاوز کی آندھی چل رہی تھی، ہر طرف انسانیت سر پیٹتی جارہی تھی — دفعۃً عرب کے صحراؤں سے ایک نبی اُمّی ظاہر ہوتا ہے جس نے سب سے پہلے معاشرہ کی اصلاح کیلئے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت اور وقت کی خداؤں کے خلاف آواز اٹھائی — اس کے بعد اس نے اپنی جماعت کی تشکیل کی، جو رفتہ رفتہ ایک مضبوط اور فعّال ارکان کی مقدس جماعت کی صورت میں نمودار ہوئی۔

پھر جہاں خدائے واحد کی شاہی منوانے اور باطل خداؤں سے بغاوت کی پاداش میں اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حیرت انگیز مصائب خود اٹھائے وہاں ان کے رضا کاروں نے بھی جانوں پر کھیل کر اس کے لائحہ عمل کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچایا — بالآخر نوائب کا دور ختم ہوا اور مدنی زندگی کی ... پھیلاں

حکومت و سلطنت کی باگ انہیں حاصل ہوئی ــــــ اب پوری دنیا کی نگاہیں اس نئے منشور کے علمبردار رسول کی طرف اٹھی ہوئی تھیں، چنانچہ وجہ ارض کے جابروں نے بغور دیکھا کہ ایک خدا کا پیغام دینے والا رسول بہت ہی قلیل عرصہ میں آگے بڑھتا ہے۔ اور فتح اس کے قدم چومتی جاتی ہے جہاں بھی اس کا نظام نافذ ہوتا ہے، مخلوق خدا اسے خراج عقیدت پیش کرتی ہے کہ انصاف و عدل کا ترازو ہر جگہ قائم ہے۔

بالآخر یہ قوانین و احکام "اسلام" کے عالمگیر نظام کا نام پاتے ہیں، ان تعلیمات و ہدایات اور اس پروگرام کی تعمیر و ترقی کی مکمل کارگذاری مختصر مگر بہت ہی جامع انداز میں عزیزم ضیاء الرحمٰن فاروقی نے آپ کے سامنے پیش کی ہے، میں یقین کرتا ہوں کہ اس کتاب کے طرز نگارش سے ناظرین کی اکثریت سیرۃ نبویؐ پر عمل پیرا ہو سکے گی ــــ

ــــــ دعا ہے یہ کتاب دنیا کے کونے کونے تک پہنچے ــــ اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح و افکار سے ہر انسان اپنی زندگی کے ایام سنوارے ــــــ فجزاہ اللہ احسن الجزاء

محمود عفی اللہ عنہ
۲۴ صفر المظفر ۱۳۹۶ھ

Marfat.com

تقدمہ

سیرت عربی کا ایک مخصوص لفظ ہے، اس کا وزن فِعْلَۃٌ ہے، علم صرف کے قواعد کے مطابق کلام عرب میں جو لفظ بھی اس وزن پر ہوگا، اس میں خاص صفت نوعیہ کے معنی پائے جائیں گے جیسے جِلسَۃٌ کسی خاص قسم کا بیٹھنا، صِبغَۃٌ خاص قسم کا رنگنا، پس لفظ "سیرت" جو سیر سے ماخوذ ہے جس کے معنی چلنے کے ہیں۔ اس وزن کے اعتبار سے کسی خاص قسم کے چلنے پر بولا جائے گا۔ یہ تو اس کا لغوی معنی ہوا۔ اصطلاحِ شریعت میں یہ لفظ جب بھی بولا جائے گا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص زندگی کے اعمال و افعال مراد ہونگے

سیرتِ نبویؐ کا مقام

قرآن حکیم جو کلام الٰہی کا مرقع ہے اپنی آیات میں نبی علیہ السلام کے اخلاق و کردار اور اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی تلقین کرتا ہے، انسانیت کی سرخروئی کے لئے اطاعت رسول کا حکم دیتا ہے معاشرت و معاملت کی زندگیوں کو سنوارنے کے لئے شاہراہِ نبوّت پر چلنے کی تاکید کرتا ہے، طمانیّت و قرار قلب کی بھوک پیاس اور شک و اضطراب کی تشنگیات کو دور کرنے کے لئے قائد انسانیت کے بتائے ہوئے نقوش پر چلنے اور ان پر ثابت قدم رہنے کا سبق دیتا ہے۔ آخر میں ان احکام کی بجا آوری کرنے والے سعید بخت کو دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کی ضمانت دیتا ہے، یوں کہئے قرآن اپنے صاحب کی عظمت و صداقت کا اعلان

Marfat.com

کر رہا ہے، کیونکہ صداقتِ قرآن کو جانچنے کے لئے صاحبِ قرآن کی عظمت کا جانچنا ایک لازمی امر ہے، عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں حضورؐ کی سیرت قرآن ہے اور قرآن حضورؐ کی سیرت ہے۔ پس یہ قرآنؐ سرزمین یثرب پر چلتا پھرتا قرآن ہے اور وہ اقلامِ عصر کے اثر سے صفحۂ قرطاس پر زیبِ عنوانِ نبوت ہے، یا یوں کہیئے قرآن علم ہے سیرتِ نبویؐ عمل ہے۔ قرآن اجمال ہے نبیؐ تفصیل ہے قرآن متن ہے نبیؐ تشریح ہے۔ علاوہ ازیں ایک سیرت نگار کے نزدیک قرآن ہی سب سے اول محکم، مستند سیرت کا ماخذ ہے۔ یہی کتاب ہر تغیر سے پاک اور ہر تبدیلی سے معرا ہے، ابتدائے نزول سے اب تک صحیح ہے اس میں کوئی ترمیم و تنسیخ ہوئی ہے نہ آئندہ ہو سکتی ہے۔ ایک حرف اور اس کا ایک لفظ بھی کسی عہد اور کسی دور میں نکالا یا بڑھایا نہیں گیا جس طرح حضور صلی اللہ وسلم پر نازل ہوا تھا، ایک نقطے کی کمی بیشی کے بغیر آج ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے اور یقیناً ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔ ایسا اس لئے ہوا کہ خود باری تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ اٹھا لیا ہے۔ کلام پاک کی نسبت صرف یہ ہم مسلمانوں ہی کا عقیدہ نہیں بلکہ ایک انگریز مورخ و سیرت نگار سر ولیم میور لائف آف محمد LIFE OF MOHAMMAD میں لکھتا ہے " اس بات کی تسلی اور قابلِ اطمینان اندرونی اور بیرونی شہادت موجود ہے کہ قرآن اس وقت بھی ٹھیک اسی شکل و صورت میں محفوظ و مامون ہے جس حالت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے

لہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں وعدہ فرمایا : انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ؁

پ ۱۴ سورہ حجر آیت ۹

یعنی ہم نے اس کو نازل کیا اور ہمیں اس کے محافظ ہیں۔

پیش کیا تھا[1]، جن یورپین مستشرقین نے اس امر میں انتہائی کوششیں کی ہیں کہ قرآن کریم کو کسی طرح محرف اور مبدل ثابت کریں اس کے متعلق جرمنی کے مشہور اور اٹلسٹ لولڈیکی کا فتویٰ یہ ہے:

"یورپ کے جن مصنفین نے اس بات کے معلوم کرنے میں زبردست جدو جہد اور سعی کی ہے کہ کسی طرح قرآن میں تحریف ثابت کریں اپنی ان تمام کوششوں میں حیرت انگیز طور پر ناکام ہوئے ہیں[2]"

مثلاً جرمن مستشرقین نے من بعدی اسمہ احمد پ ۲۸ میں احمد کی جگہ قثم یا قثامۃ بنانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا وغیرہ وغیرہ۔ مسیحی مستشرقین میں نکولادیکیز، مراتشی، بلیبانڈر، پریدو، پرونزایل، الوسان ہشتم، وستر اور جیرود تو جن نے آنحضرتؐ کے خلاف جو زہر اگلا ہے میرے قلم کی زبان اسے واگذار کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی، ان مسیحی مستشرقین نے آنحضرتؐ کے خلاف جی بھر کر لکھا۔ اسلام پر لوگس قسم کے اعتراضات کئے، کلام پاک کو ہدفِ تنقید بنایا، تاہم عقلِ سلیم ان اعتراضات کو متعصب ذہنیت سے تعبیر کر کے ناقدین ہی کے منہ پر چپت رسید کرے گی کیونکہ ان مراردات میں کوئی اعتراض بھی تو دل کو نہیں بھاتا[3]۔

ان کی دیکھا دیکھی فرانسیسی مورخ اور مستشرق امیل ورمنگم نے بھی آنحضرتؐ کی شان میں گستاخی کی جسارت کی، غرض قرآن اور صاحبِ قرآن کے خلاف زبان وقلم استعمال کرنے والے معاندین کا ایک گروہ ہر دور میں اپنی ذمہ داریوں کا احساس کر کے کھلم کھلا اسلام کی

---

[1] دیباچہ لائف آف محمد ص ۲۶ ۱۱ انگریزی سے ترجمہ۔

[2] انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر تحت لفظ قرآن

[3] معترضین مستشرقین میں فریڈرک شلیے، منٹگمری واٹ، جارج بیل، آرتھر جیفر، اور لولڈیکی شامل ہیں یہاں ان کے اعتراضات دہرانے کا موقعہ نہیں۔ از مذاہب التفسیر الاسلامی مصنفہ گولڈزیہر

Marfat.com

مخالفت کرتا رہا ہے اور انہیں کی طرف سے بعض لوگ مسلمانوں کے مابین ایسے پیدا کئے جاتے رہے کہ انہوں نے نام تو اسلام اور بانی اسلام کا لیا، خدام تو وہ قرآن اور صاحب قرآن کے کہلائے مگر ان کی سرگرمیاں ان کی ہمدردیاں، ان کی قلم اور زبان سے چلنے والی عیاں اور نہاں تحریکوں کا اثر کبھی مسیحی مورخین کو ملا کبھی یورپین مستشرقین نے اس سے فائدہ اٹھایا، کبھی تہذیب و تمدن کے انقلاب کی صورت میں ان کا مفاد امریکی استعماریت کو بہم پہنچا۔ کبھی ان کا کریڈٹ برطانوی سامراج نے لیا ـــــ بات اپنے موضوع سے دور نکل رہی ہے۔ یہاں مجھے عرض یہ کرنا ہے کہ چودہ سو سال کے مذہبی و سیاسی انقلابات، معاشرتی و معاملاتی تصرفات اور مخالفین اسلام کے ہر قسم کے تغیرات کے باوجود قرآن جوں کا توں ہمارے سامنے ہے۔ یہی قرآن سیرت النبیؐ کا اولین ماخذ ہے۔ قرآن پاک کے بعد حدیثِ رسول کو ہی سب سے مستند ماخذ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے صحیح بخاری، مسلم، ترمذی شریف ابن ماجہ، ابو داؤد اور نسائی شریف کے علاوہ دوسری سینکڑوں احادیث کے گلدستے آنحضرتؐ کی احادیث کے پھولوں سے مہک رہے ہیں، یہی گلدستے آپؐ کی زندگی کے ہر قول و عمل کی نشاندہی کر رہے ہیں اسکے بعد آنحضرتؐ کی سیرت کا سب سے بڑا ماخذ مغازی و سیر کی وہ چند کتابیں ہیں جو مسلمان محققین، مصنفین نے ابتدائی زمانہ میں بڑی کاوش اور محنت کے بعد مرتب کیں، ان میں ابن اسحٰق، ابن ہشام، واقدی[1]، عیون الاثر، مواہب الدنیہ، زرقانی علی المواہب کی کتابیں قابل ذکر ہیں، سیرتِ نبویؐ کا چوتھا ماخذ تفاسیر ہیں جو علمائے کرام اور محدثین عظام نے وقتاً فوقتاً لکھیں، ان میں تفسیر ابن عباس، تفسیر ابن جبیر، جامع البیان، یاقوت التاویل، تفسیر

---

[1] محمد بن عمر الواقدی مورخ کے بارے میں امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام نسائی اور دوسرے آئمہ محدثین و مفسرین کی رائے ہے کہ اسے من گھڑت اور جھوٹی روایات بنانے اور انہیں خاص مقامات پر چسپاں کرنے میں بلا کی مہارت تھی اسلئے اسکی تاریخ کو بالکل صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ از سیرت الرسول مقدمہ ڈاکٹر محمد حسنین ہیکل صد ۳۰

Marfat.com

کشاف، تفسیر اصفہانی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر مظہری اور تفسیر روح المعانی شامل ہیں۔

پانچواں ماخذ عالم اسلام کی وہ قدیم اور ضخیم تاریخیں ہیں جو اسلامی مؤرخین نے قدیم زمانہ میں لکھیں ان کتابوں کو اگرچہ سیرت کی کتب نہیں کہا جا سکتا تاہم ان میں خلفاء اسلام اور سلاطین اسلام کے احوال کے ساتھ ساتھ سیرت نبوی کا بھی بہت سا مواد شامل ہے۔ ان کتب میں تاریخ یعقوبی تاریخ الامم والملوک، تاریخ طبری، التاریخ الکامل، تاریخ ابن خلدون اور تاریخ ابو الفداء کی کتابیں شامل ہیں جن میں محدثین اور مصنفین نے ۵ لاکھ صحابہ کرام، تابعین اور اتباع تابعین کے سوانحی افکار جمع کر کے عالم اسلام پر ناقابل فراموش احسان کیا ہے۔ فی الحقیقت ایک سیرت نگار کے لئے ان تمام کتب کا تدریجی مطالعہ نہایت ضروری ہے تاکہ سیرت نبوی کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل تبصرہ ہو سکے؛ ورنہ آجکل کی بیشتر سیرت کی کتابوں کا یہ حال ہے کہ کسی میں حوالہ جات کی کمی، کسی میں آنحضرتؐ کے سیاسی امور کے تذکرے سے پہلو تہی، کسی کتاب میں آپ کی رحمت و رأفت کے ابواب کا فقدان کسی میں معجزات وغیرہ کا ترک، ایسے امور ہیں جس کے باعث ان میں جامع نبیؐ کے احوال کی جامعیت کا نہ ہونا کامل سیرت کا نام نہیں پا سکتا، چند بڑی سیرتوں کو چھوڑ کر باقی کا یہی حال ہے جو گذشتہ سطور میں مذکور ہو چکا، ـــــ سیرت نبوی کے مقام کی بات چل رہی تھی، حافظ ابن کثیر اپنی کتاب تاریخ کبیر "البدایہ والنہایہ" میں شیخ عماد الدین واسطیؒ کی نسبت لکھتے ہیں کہ ابتدا میں ان کا مسلک دوسرا تھا، پھر دوسرا رنگ چڑھ گیا، ان کی نشو و نما فقہاء و متکلمین کی جماعت میں ہوئی تھی اس لئے ان میں نوک جھونک اور کلام و رائے کا اثر غالب تھا مصر سے بغداد گئے تو وہاں خیالات میں توسیع ہوتی رہی۔ اپنی حالت کا محاسبہ کیا تو یقین و طمانیت کی دولت سے قلب کو خالی پایا، نتیجہ یہ نکلا کہ فقہاء و متکلمین کے طریق سے دل برداشتہ ہو گئے، تصوف کی طرف توجہ ہوئی لیکن عامہ صوفیین کی صحبتوں کا جو رنگ ڈھنگ نظر آیا اس نے طبیعت اور زیادہ مکدر ہو گئی، بالآخر دمشق پہنچے اور علامہ ابن تیمیہؒ کی صحبت میں داخل ہو گئے۔ خود شیخ واسطیؒ ا

بیان ہے کہ میں دمشق میں علامہ ابن تیمیہؒ سے ملا جب پہلی مرتبہ ان کے درس میں حاضر ہوا تو عجیب اتفاق ہے ان کے یہاں بھی علم کلام کی نسبت گفتگو تھی، اور امام موصوف فرما رہے تھے:

"دنیا میں متکلمین سے بڑھ کر مضطرب و محروم، اطمینانِ قلب اور سرور کی لذت سے یک قلم نا آشنا اور کوئی گروہ نہیں"۔

پھر علامہ نے مشاہیر فلاسفہ قدماء اور چند ارباب مقالات کے اقوال سنائے۔ جس میں انہوں نے خود اپنے وجود پر مجہولیت و نامرادی اور بدحالی و بے بصیرتی کا الزام لگایا کیونکہ منطقیانہ تتبع و تلاش اور تحقیق و تدقیق ایسی مرض ہے کہ اس کا حامل توحید سے لے کر شریعت کے ہر مسئلہ میں عقلی گھوڑے دوڑاتا چلا جائے گا۔ اس طرح اس کے ذہن میں وحدانیت کے بارے میں بھی ضرور کوئی اعتراض موجود ہوگا، چنانچہ شیخ واسطی کہتے ہیں علامہ کی ایک ہی صحبت سے مجھ سے شکوک و اضطراب کے سارے حجاب اٹھ گئے میرے دل نے حلاوتِ ایمان و لذت اور ایقان و طمانیت کی دولت حاصل کر لی، پھر جب علامہ موصوف میرے حال سے آگاہ ہوئے تو وصیت کی:

"ساری چیزیں چھوڑ کر صرف سیرتِ نبویہ کا مطالعہ کرو، اسی کے تدبر و فکر کو اپنے اوپر لازم ٹھہرا لو، یقین اور ایمان کی تمام بیماریوں کے لئے یہی نسخہ شفا ہے۔"

اس طرح سیرت کو ہر دور کے غوغائے فتن اور عقائد و نظریات کی خرابیوں میں ایک رہبر و رہنما کا مقام حاصل رہا۔ اس پرفتن دور میں بھی فروعی اختلافات سے دل برداشتہ کے لئے سیرتِ نبویہ کی ایک ایسی ایمان کی صحیح تصویر ہے جس کے مطالعے سے باطل نظریات کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں، غلط عقائد کی برائی مضمحل ہو جاتی ہے سیرت کے آئینۂ شفافت سے دینِ اسلام کے مسائل اپنی صحت و درستگی کے لباس میں بدیہیہ اور واضح نظر آتے ہیں، پس سیرت کے طالب علم کو چاہیئے کہ وہ سیدِ لولاک کی زندگی کے ہر گوشے کا مطالعہ گہرے تدبر و فکر سے کرے۔ آپ کی معاشی و اقتصادی زندگی سے اپنی معیشت و اقتصادیت کو

انہ رسما
ابوالکلام آزاد

Marfat.com

کے خطوط استوار تا چلا جائے، نبی علیہ السلام کی سیاسی اور حکیمانہ زندگی کو ملکی معاملات کی تعمیر و ترقی کا ذریعہ بنائے۔ بدر وحنین کے واقعات میں فتح کو رہبر خیال کرے۔ احد میں ہزیمت کی عبرتیں اور پسپائی کی حکمتیں مدِنظر رکھے، سیاسی امور کے لئے مدنی زندگی اور صبر و استقلال کے محاسن کے لئے مکی زندگی کو رہنما بنائے، فخرِ رسل کی خانگی اور ازدواجی زندگی سے اپنی معاملت و معاشرت کے طریقے متعین کرے، یقیناً ایسا سیرت میں انسان آنحضرتؐ کی سیرت کے تمام شعبوں کو ہر دور ہر زمانہ ہر قرن کے لئے ایک واضح اصولوں سے بھرپور کھلی ہوئی کتاب قرار دے گا، ایسا طالب علم عصرِ حاضر کی یورپی تہذیب سے متاثر ہونے کی بجائے عقل و فہم کے زاویہ میں تہذیبِ رسولؐ ہی کو انسانی زندگی کا جزوِ لاینفک قرار دے گا، جو شخص اسلام کی ہمہ گیری اور جامعیت کا تجزیہ کرنا چاہے اسے سیرتِ نبویؐ کے گہرے مطالعے کی ضرورت ہے جس انسان کو اسلام کی تعلیمات سے شناسائی کرنا ہو وہ بھی بانیٔ اسلامؐ علی صاحبہا السلام کی مقدس زندگی کے علمی، عملی، اخلاقی اور سیاسی پہلوؤں کو تدبر و تامل کا گہوارہ بنائے یقیناً اسے آپ کے اندازِ فکر اور مدبرانہ نظر تعمق سے سیاسیات کی عقدہ کشائی میں بیش بہا مدد ملے گی۔ دراصل وہ اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہیں جو اسلام کے کسی بھی مسئلہ پر نظرِ ہدف کئے ہوئے ہیں، فی الحقیقت انہیں اس جامع نظام کی حکمتوں پر احاطہ نہیں، انہیں چاہیئے کہ وہ مطالعہ اسلام میں اتنی وسعت پیدا کریں کہ تفاسیر و احادیث اور تواریخ و روایات پر کم از کم سرسری نظر ہو جائے، پھر کسی مسئلہ میں عقل و فہم کو تامل نہ کرنا پڑے گا۔

سراج منیر ہی مقتدا چاہیئے

جو اجالا اجالے کے لئے آیا، جو نور افگن چاند چاندنی کے لئے ظہور پذیر ہوا، جس تابداری کی تاب شمس و قمر نہ لاسکے، جس مرکزِ تجلیات کو سراجؐ منیرؐ کا لقب ملا، یہ سراج جو سورج سماوی سے ممتاز ہے جب آسمانی سورج غروب ہوتا ہے تو اس سورج کا طلوع ہوتا ہے۔ جہاں مکانات کی دیواروں کے حجاب اور بیشتر پردوں میں آسمانی روشنی پہنچنے سے قاصر

Marfat.com

ہے بار۔ س دن رات کے سورج کی ہدایت کی کرنیں پہنچ چکی ہیں، آنحضرتؐ کے عشق میں ڈوب کر کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے

یہ شمسِ نہار و لیل وہ شمسِ نہار بس ہے
یہ قمرِ منیرِ عالم وہ قمر ستار بس ہے

جس کی دانائی، عقل وفہم اور منفرد عالی کردار پر قرآن شاہدِ عدل ہے، انجیل و توراتؔ جس کے تقدس میں محمودیت کے نغمے گاتے ہیں، جس کی صداقت و عظمت کی گواہی شجر و حجر دے چکے ہیں جس کے دشمن عداوتوں کے باوجود عظمت و رفعت کے معترف رہے جس کی تکذیب کرنے والے آخر تصدیق پر مجبور ہو گئے جس کو سبّ و شتم کرنے والے رطب اللسان رہے جس نے مہد سے لحد تک انسانیت کی رہنمائی کی، جب اس کی سطوت کا پرتو پڑا تو بتوں کے عزائم خاک میں مل گئے، اسی عظیم نبی نے قیصر و کسریٰ کے طلسم توڑ دیئے، خسرو اور ہرقل کی سلطنتیں لرزہ براندام کر دیں، دنیائے عالم کو ایک جامع اور ہمہ گیر نظام بخشا، بنی آدم کو حیوانیت و خبیثیت کی دہلیز سے اٹھا کر اشرف المخلوقات بنایا، انسان کو کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر مصابیح توحید کے سامنے بٹھایا، امتِ محمدیہ کو زندگی کے اصول بتائے، رہن سہن کے طریقے سمجھائے امن و راستی کا سبق دیا، مضمار سیاست کے گر سکھائے، میدانِ کارزار میں اترنے، جرأت و شجاعت کی جولانیاں دکھانے اور استقلال و استقامت کے ساتھ نصب العین پر مرمٹنے کا درس دیا، دروغ گوئی، چور بازاری، عداوت و شقاوت، جدال و فساد کی لعنتوں سے محفوظ کر کے راست بازی رأفت و الفت، صلح و آشتی کے زریں اصول بطورِ توشہ حیات عالم کو دیئے، یہ کلام اس نبی کی نسبت ہو رہی تھی جس کا نام آدم و حوّا کے نکاح کا مہر ٹھہرا جس کا اسوہ آفاق ہستی کی کامرانیوں کا محور رہا جس کا وجود باعثِ موجودات ہوا جس کی تخلیق مقصدِ تخلیقات ہوئی۔

پس ہمیں ایسے ہی ریفارمر (RE FORMER) مصلح، امام الانبیاؐ کا دامن تھام لینا چاہیئے ان کے اقوال و افعال پر اپنی عملی قوتیں نچھاور کر دینی چاہئیں۔

لے مدارج النبوت ص شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔

Marfat.com

ذکرِ حبیبؐ سے پہلے دیارِ حبیبؐ کا تذکرہ

عرب کی قدیم قومیں اجمالی طور پر عرب میں جو قومیں طلوعِ اسلام سے پیشترہی ہی تباہی وگرداب میں گر چکی تھیں ان میں عاد وثمود، عمالیق، طسم، جدیس اور امیم کے گروہ تھے۔ جو قومیں بعثتِ نبویؐ کے وقت زمینِ عرب پر اپنا زور آزما رہی تھیں، ان میں ——

طئی، اشعر، عاملہ، کندہ، لخم، مذحج، ہمدان، مازن، غسان، عدنان

مزلیقیا، ازدشنوئن، اوس، خزرج اور خزاعہ کا نام بڑا ہے[1]

ادھر —— غساتیوں کی سلطنت

شام، تدمر، لبنان اور فلسطین پر حاوی تھی۔ ان کے محلات میں قصرِ سفید

قصرِ فضا، قصرِ ابین، قصرِ سیاہ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ ایک طرف ریاست حیرہ تھی، دوسری طرف ریاست کندہ کا زور شور تھا جس میں دومۃ الجندل، بحرین، نجران، ذی کندہ اور حضرموت کا علاقہ شامل تھا، ایک عرصہ تک اس کا والی امرأ القیس رہا۔

---

[1] اسلام کا نظامِ حکومت صـ ۱۷۴

جزیرہ نمائے عرب — جغرافیائی حیثیت

سمندروں اور نہروں میں چونکہ یہ علاقہ گھرا ہوا تھا اس لئے اسے جزیرہ کا نام دیا گیا، یہاں رسولِ ہاشمیؐ کا نزول کیوں ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ یہ علاقہ ساری دھرتی کا درمیانی علاقہ اور بیچ کی جگہ تھی۔ نافِ زمین بھی اسی کو کہا گیا ملاحظہ ہو کہ اس عرب کا مغربی کنارہ بحرِ احمر کی بڑی شاہراہ پر افریقہ کے ساحل سے ہاتھ ملا رہا ہے۔ وادی کی جانب سے فرعونوں کا شہر مصر نظر آتا ہے جہاں نپولین نے ایشیا اور افریقہ کی فتح کا نقشہ تیار کیا، یہی سرزمین تھی کہ جس میں خون سے قیمتی نہر سویز گذرتی ہے

شمالی حصہ —— فلسطین کا علاقہ اور اسی کی برابری میں یورپ کی ساری کائنات دکھائی دیتی ہے۔

مشرق کی جانب کویت اور خلیج فارس کی کل ساسانی حکومتیں انگڑائی لے رہی ہیں۔

جنوب مشرق میں عمان، مسقط، قلات، ایران، وسطی ایشیا، روس اور درہ بولان نظر آتا ہے

جنوب میں —— باب المندب کے اس پار حبش ہے۔

مختصر یہ کہ عرب براعظم ایشیا میں ایک خاص جغرافیائی وسطیت رکھتا ہے اور پوری دنیا میں یہ ملک درمیانِ زمین پر واقع ہے۔

علاقوں کی تقسیم

اقلیم حجاز یہ تہامہ اور نجد کے درمیان تک واقع ہے

اقلیم یمن یہ نجد سے بحرِ محیط ہند تک اور مشرق میں حضرموت اور عمان کے درمیان تک

اقلیم عروض —— عراق کے درمیان تک اور بحرین ویمامہ پر مشتمل ہے۔

یہ تھا نقشہ عرب کا جو انتہائی اجمال کے ساتھ آپ نے ملاحظہ کیا۔ اس سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ آنحضرتؐ کی اس جگہ بعثت سے طبعی اور سیاسی طور پر ساری دنیا متاثر ہو سکتی تھی چنانچہ اسی علاقہ کا وسطانی درجہ اشاعت اسلام کا بڑا ذریعہ ثابت ہوا۔

تاریخ کعبۃ اللہ پر ایک سرسری نظر

کعبۃ اللہ جس کعبہ کے لئے بنایا گیا تھا اس کے ذکر سے پہلے اس کعبہ کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے

"آداب عبودیت کو بجالانے کے لئے ضروری ہوا کہ عابد و معبود میں آمنا سامنا ہو اور اس کے لئے بظاہر مکان اور جہت درکار ہے۔ اللہ کی ذات تو اس سے منزہ اور پاک ہے ۔۔۔ عبادت روحانی کے لئے تو مکان کی ضرورت نہ تھی مگر جسمانی عبادت ضرور اس کی محتاج تھی پھر یہ بھی درست نہ تھا کہ ہر انسان جس طرف چاہے نماز کے لئے منہ کر لیا کرے، چنانچہ خداوند عالم نے عبادت کے لئے ایک جہت مقرر فرما دی تاکہ ملت کا انتظام و اتحاد برقرار رہے اور سب کی عبادت میں یک جہتی قائم ہو جائے"

اسرار کعبہ کے متعلق یہ کلام فیلسوف اسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنی مشہور کتاب قبلہ نما میں رقم فرمائی ہے:

"چنانچہ روئے زمین پر سب سے پہلے جو مکان بنایا گیا وہ ایک نورانی خیمہ تھا، جس کو خانہ کعبہ کا نام دیا گیا۔ خالق کائنات نے باور کرا دیا کہ آدم علیہ السلام خلیفۃ اللہ فی الارض ہیں اور یہ دار الخلافہ ہے تو گویا مکانات شاہی کی جو جگہ دار الخلافہ کے لئے منتخب کی گئی وہ عرب کی ہی مقدس زمین تھی جہاں سے اسلام کا ایک عالمگیر

Marfat.com

پھر یرا اٹھنے والا تھا اور مقصودِ کائنات کی بعثت بھی یہیں سے ہونے والی تھی، روایات سے ظاہر ہے کہ بیت اللہ عرش الٰہی کی محاذات (برابری) میں واقع ہے تو جس طرح عرشِ عظیم آسمانی مخلوق کے لئے انوار و تجلیات کا محور و مرکز ہے اسی طرح بیت اللہ بھی مخلوق ارضی کے لئے انوارِ الٰہیہ کا محور ہے۔ عرش عظیم سے خدا کی رحمتیں فرشتوں کے کعبہ بیت المعمور سے ہوتی ہوئی بیت اللہ کی طرف ایسے طریقے سے منتقل ہوتی ہیں جیسے بلوری آئینوں سے روشنیوں کا انعکاس ہوتا ہے پھر تمام روئے زمین کی مساجد بیت اللہ کے محاذات میں واقع ہیں تو سمجھ میں آگیا کہ سمتِ کعبہ کے معنوی رابطہ اور تعلق کی بدولت ہر مسجد کا رخ عرش عظیم کی طرف ہے جس بجلی کا ایک مرکز تمام روشنیوں کو تاب لمعانیت بخشتا ہے بالکل اسی طرح تمام مسجدیں بجلی کے قمقموں کی طرح ہیں اور ان کا منبع و سرچشمہ کعبۃ اللہ ہے اور یہی کعبۃ اللہ روئے زمین پر تجلیاتِ خداوندی اور عرش عظیم کے انوار کا مرکز ہے [1]

بنا کعبۃ اللہ

حضرت آدم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اے آدم تم ہمارے لئے ایک گھر بناؤ جو سب سے اول ہو، آدم نے جگہ کے متعلق استفسار کیا تو حضرت جبرئیل نے حکم جگہ کا تعین کر دیا۔ آدم نے زمین تک پتھروں کی بنیاد اٹھائی۔ اس پر ملاء اعلیٰ کی طرف سے ایک نورانی خیمہ لاکر رکھ دیا گیا۔ یہ خیمہ جنت کے سرخ یاقوتوں سے تیار کیا گیا تھا جس میں متعدد قندیل اور نہایت عظیم الشان روشنی تھی اس کے ساتھ حجر اسود بھی اترا جو اس وقت ایک سفید چمکدار یاقوت تھا۔

حضرت آدم کعبہ کا طواف کرنے لگے، ایک عرصہ یہ خیمہ بصورت کعبہ باقی رہا،

---

[1] تاریخ حرمین صہ ۱۸

تاریخ ارزاقی کے مطابق حضرت آدم کی وفات کے بعد یہ خیمہ آسمانوں پہ اٹھا لیا گیا۔
لیکن حضرت آدم کے بیٹوں نے یہاں ایک سقف مکان کی طرح عمارت بنا دی
طوفان نوح میں اس کی تمام دیواریں سیلاب کی نذر ہو گئیں، حافظ ابن کثیر کے مطابق
کشتی نوح جس میں ۸۰ افراد سوار تھے، بحالت طوفان چالیس روز تک کعبہ کا طواف
کرتی رہی اور اس کے بعد جودی پہاڑ کی طرف کشتی کا رخ پھیر دیا گیا اور وہاں جا کر
تمام سوار کشتی سے نیچے اترے، اس کے بعد زمانہ گذرتا گیا یہانتک کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا زمانہ آگیا اور قرآن کے مطابق اس کے بعد پہلی تعمیر حضرت ابراہیم
اور ان کے نامور فرزند حضرت اسمٰعیلؑ کے ہاتھوں ہوئی۔[1]

امام تقی الدین نے لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم نے پانچ پہاڑوں کے پتھر تعمیر کعبہ
میں استعمال کئے:

—— جبل طور سینا
—— جبل طور زیتا
—— جبل لبنان
—— جبل جودی
—— جبل حرا

بنا قریش

حضرت ابراہیم کی تعمیر کے سینکڑوں برس بعد قریش مکہ نے عمارت کا بیڑا اٹھایا جس میں
مندرجہ ذیل افراد شریک ہوئے:

دروازہ —— بنو عبد مناف نے تعمیر کیا۔

---

[1] واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت واسمٰعیل

Marfat.com

حجرِ اسود ـــــ بنو مخزوم نے نصب کیا۔

پشت بیت اللہ بنو جمح اور بنو سہم نے تعمیر کی۔

بیت اللہ کی چھت ولید بن مغیرہ نے چھپائی۔

حطیم ـــــ بنو عبد الدار کی نگرانی میں کھڑا ہوا۔

اور

معمار یاقوم رومی تھا۔

بنا قریش کے بعد بعثتِ نبوی کے بعد مندرجہ ذیل تعمیریں عمل میں آئیں:

تعمیر عبداللہ بن زبیر	۶۴ھ
تعمیر حجاج بن یوسف	۷۴ھ
تعمیر سلطان سلطان رابع	۱۰۴۰ھ

تو جہاں سے اسلام کا سب سے بڑا ہادی نکلنے والا تھا، آپ نے دیکھا کس طرح اس جگہ کی مرکزیت ہر دور میں ہویدا رہی کبھی اس کو ملائکہ نے تعمیر کیا تو کبھی انبیا اس کے معمار ہوئے بات صرف مرکزِ واحد کے قیام کی تھی اور اس کے لئے مکہ کی زمین سب سے موزوں سمجھی گئی پچھلے باب میں آپ دیکھ آئے ہیں کہ عرب آبادی دنیا کے وسط میں ہے اور پھر عالمی دائمی انقلاب بھی اسی موزوں جگہ سے ظاہر کیا گیا۔

Marfat.com

آنحضرتؐ سے قبل دُنیا کی مذہبی و مُعاشرتی حالت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل پوری دنیا معصیت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں غلطاں تھیں، خصوصاً سرزمین عرب کے باشندوں کا یہ حال تھا کہ انہیں بدکاری و زناکاری میں تردد کی بجائے اطمینان ہوتا، شراب نوشی میں خوف کی بجائے خوشی ہوتی، اس زمانے میں ناچنے اور گانے کے لئے لونڈیاں پالی جاتیں، عصمتیں فروخت ہوتیں، جہالت کا یہ عالم تھا کہ کوئی عورت کسی جانور کا دودھ نہ دوہ سکتی تھی، مالِ وراثت کا حصہ صرف بالغ مرد پا سکتا تھا۔ بیوہ عورت، متوفی کے بھائی کی بیوی کہلاتی، سوتیلے بیٹے اپنی سوتیلی ماؤں کو خواہشات کا نشانہ بناتے، عورتیں بے حجاب ہو کر عام مجمعوں میں نکلا کرتی تھیں، عورتیں اپنے جسم کا مخفی حصہ تک لوگوں کو دکھانے میں عار محسوس نہ کرتیں، عورتیں مصنوعی بال لگاتیں، دانتوں کو درانتی سے تیز بناتیں، دوسرے مصنوعی طریقوں سے اپنے حسن کی کرشمہ سازیاں کرتیں[1]۔ جاہلیت عرب میں عورت کو حقیر تر خیال کیا جاتا تھا۔ شریف خاندان اپنی لڑکیوں کو زندہ گہرے کھڈوں میں ڈال دیتے یا اسی حالت میں درگور کر دیتے، ازدواج کے متعلق ان کے یہاں کوئی قاعدہ قانون نہ تھا۔ ایک ایک آدمی ۲۰، ۴۰ اور ۱۰۰ تک بیویاں رکھتا، عرب میں محرم اور غیر محرم کی تمیز

---

[1] مشرکین عرب کی یہی لعنتیں آج کل یورپی ترقی کے روپ میں دنیا میں پھیل رہی ہیں۔

Marfat.com

کے لئے واضح قانون نہ تھا، قمار بازی ان کا نہایت دل پسند مشغلہ تھا، ان کے ہاں توہمات کی اساس پر بیشتر من گھڑت رسوم مذہب کا نام پا چکی تھیں، دیوی اور دیوتاؤں کی منتیں مانی جاتیں، جاہل عرب ان کی عجیب عجیب صورتیں اور شکلیں بنالتے، گھڑ دوڑ میں بازی لگاتے، کہ ان میں عام رواج تھا، اس مشغلے میں تین یا سات گھوڑے استعمال کئے جاتے، آزاد شدہ غلاموں پر بھی ملکیت کا حق باقی رکھا جاتا، بتوں اور ارواح کی پرستش کی جاتی، حقیقی مسجود کو چھوڑ کر بتوں کو مسجود بنایا جاتا، ان کی منتیں مانی جاتیں، ان کے ناموں پر جانور ذبح کئے جاتے، ان کے ناموں کے صدقے دیئے جاتے، بھوک اور قحط میں لوگ مویشیوں کا خون پی جاتے، زندہ جانوروں کا گوشت کاٹ کر کھا جاتے، انتقام اور کینہ وری کو وصف خیال کیا جاتا۔ جذبہ برتری اور بغض و عناد میں کوئی عار نہ ہوتی، حسب و نسب پر تفاخر ہوتا، ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کو ذلیل و حقیر جانتا، معمولی معمولی باتوں پر عداوتیں، منافرتیں اور رن قائم ہوتے اور دوسری جانب روم و ایران کی سلطنتیں برسرِ پیکار نظر آ رہی تھیں۔ رومی حکومت میدان جیت لیتی تو آتشکدے کلیسا بن جاتے، جب ایرانیوں کا غلبہ آتا تو کلیسا آتشکدے بن جاتے، ان کے باہم کشت و خون اور بغاوتیں اٹھ رہی تھیں، مذہبی فرقے خونریزیاں کر رہے تھے، ہر طرف نامرادیاں، مایوسیاں پاؤں پھیلائے ہوئے تھیں، نت نئے فتنے، نت نئی تہذیبیں، نت نئے نظریات، نت نیا فلسفہ انگڑائیاں لے رہا تھا، ہبل بت کے سامنے عظمتِ عرب بھی سرنگوں ہو جاتی۔

ابتداءً عرب میں تقدیس و تکریم کے اعتبار سے بتوں کے تین مدارج قائم تھے، صنم، وثن، نصب۔ مشرکینِ عرب کی سجدہ گاہ تھے، لیکن بعد ازاں ہر ایک قبیلہ کا بت علیحدہ علیحدہ مخصوص ہو گیا۔ صنم بت انسانی صورت میں پتھر یا دھات سے بنایا جاتا تھا، وثن تراشے ہوئے پتھر سے تیار ہوتا، نصب ایک دوسرا پتھر تھا جس کی کوئی شکل متعین نہ ہوتی تھی مگر اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ چقماق کے پتھر سے وضع کیا گیا ہو۔

بت تراشنے میں اہلِ یمن اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ حجاز، نجد اور کندہ کے سنگتراش ان کا

مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ اس وقت ان تمام بتوں کا سردار ہبل بت تھا۔ ایک دفعہ اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا تو قریش نے سونے کا ہاتھ اس کی جگہ نصب کر دیا۔ ہبل بت کی زیارت گاہ مکہ میں تھی، عربوں کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ بت بارگاہِ الٰہی میں ان کی قربت کا ذریعہ ہیں[1]۔ آخر میں جب عربوں نے علیحدہ علیحدہ بت تیار کئے تو اس کی صورت یہ تھی، بنو کلب وُدّ (بت کا نام) کو پوجتے، بنو ہریح سواع کو حاجت روا خیال کرتے، بنو مراد یغوث کو اور بنو ہمدان یعوق کو مشکل کشا مانتے، بنو ہمدان کی دوسری شاخ نسر کے سامنے سر جھکاتی، لات[2] و منات[3]، اوس و خزرج اور ہذیل و نزار کے مخصوص بت تھے، عزّیٰ[4]، دوّار، اساف، عبعب، نہم، الش، فلس (یہ قبیلہ طے کا بت تھا) سعد (بنی ملکان کا بت)، ذوالشریٰ (بنو حرث کا بت)، ہم (بنو مزینہ کا بت)، شعر (بنو عنزہ کا بت)، ذوالخلصہ (قبیلہ خثعم کا بت)، ایسے سینکڑوں بت قبائل عرب میں شرک کے محور بنے ہوئے تھے۔

یہود کی مختصر تاریخ

دوسری طرف اسرائیل (حضرت یعقوب) کی اولاد یہود کے نام سے معروف تھی۔ دراصل یہود حضرت یعقوب کے بیٹے یہوداہ کی اولاد کو کہا جاتا ہے (حضرت یعقوب حضرت اسحٰق کے بیٹے تھے اور وہ حضرت ابراہیمؑ کے فرزندِ ارجمند تھے) حضرت یعقوب کے بارہ فرزند تھے، نام حسب ذیل ہیں۔ ادبن، شمعون، لادی، یہوداہ، دان، نفتالی، جبد، آشر، آشکار، زبون، یوسف بن یمین، یہودیوں کی عزت حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد سے بڑھ گئی تھی، حضرت داؤدؑ

---

[1] سیرت الرسول از ڈاکٹر محمد حسین ہیکل مصر صہ ۱۰۶

[2] لات یہ اِلٰہ کا مونث بنایا گیا ہے۔

[3] منات یہ منان کا مونث ہے

[4] یہ عزیز کا مونث ہے۔

کے فرزند حضرت سلیمانؑ اور ان کے فرزند رجعام سے دس قبیلوں نے جنم لیا یعنی جعام کی حکومت دو قبیلوں میں بٹ گئی۔ ان قبیلوں میں رجعام کی اولاد کا قبیلہ شاہان یہود اور دوسرا قبیلہ بنو اسرائیل کے نام سے مشہور ہوا۔ یہود نے اسی دور سے انبیاءؑ کی تذلیل و تکذیب کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔ تورات کے احکام جھٹلانا ان کا شیوہ ہو چکا تھا، سود خوری اور جرائم کاری میں دلیر ہو گئے، وہ انبیاء تک کو قتل کرنے سے نہ ہچکچاتے، انہوں نے توہمات کو شریعت کا نام دے دیا تھا، ان کو اس امتیاز پر ناز تھا کہ بہت سے انبیاءؑ ان کی قوم سے مبعوث ہوتے تھے، وہ جنت پر اپنی ٹھیکیداری کا گھمنڈ کیے، بڑے بڑے گناہ کر جاتے، خود اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو بہت سی مراعات دیں، یوں کہیئے اللہ تعالیٰ نے ان کی شیخیوں کو بہت برداشت کیا، باری تعالیٰ نے ان کی باگیں کھلی چھوڑ دی تھیں۔ جب یہ لوگ انعامات باری تعالیٰ کے بعد کثیر مدت تک شریر حرکات سے باز نہ آئے اور یہ لوگ سرکشی اور تعدی میں بڑھتے ہی چلے گئے، ان کی کمینگیوں کی جب انتہا ہو گئی تب سے اللہ کی جانب سے مختلف عذاب مختلف صورتوں میں ہر دور میں ان پر نازل ہوتے رہے اور ہمیشہ کے لئے ان کی زندگی مصیبتوں کی المناک داستان بن گئی۔ بخت نصر نے بنو یہوداہ اور بنو اسرائیل کی دونوں شاخوں کا خاتمہ کیا۔ اس وقت سے ان کی تاریخ غلامی، اسیری، مظلومی، جلاوطنی اور بیچارگی و درماندگی کی یادگار بن گئی ۱۳۵ء میں شاہ روما کے عہد سلطنت میں فلسطین بالکل خالی تھا، اس کے بعد رفتہ رفتہ سازشوں کے ذریعے یہ لوگ قبائل عرب میں شامل ہوتے چلے گئے اور آنحضرتؐ کی بعثت کے وقت یہ لوگ عرب میں قریباً ۲۵ فیصد تک موجود تھے۔

عیسائیوں کی مختصر تاریخ

حضرت مسیحؑ نے اپنے لئے بارہ شاگرد چن لئے تھے کہ وہ بنی اسرائیل کے بارہ قبائل کے سامنے مسیح کی تعلیم کے گواہ ٹھہریں۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام کی پر اثر تبلیغ کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا۔ حضرت عیسیٰ مسیحؑ کے بعد ان کے مذکورہ بالا شاگردوں کے درمیان عقائد

اعمال کے متعلق اختلافات کی ایک ایسی خلیج پڑی جو رفتہ رفتہ وسیع ہوتی چلی گئی۔ اس دوران پولوس یہودی مسیحیت کے پرچم تلے آچکا تھا۔ وہ اپنی خداداد ذہانت و قابلیت کے باعث مسیح کے بارہ شاگردوں میں ممتاز تھا۔ آخر ایک وقت ایسا آیا کہ ناہنجار عیسائی پولوس نے مسیحیت پر نکتہ چینی شروع کر دی، پولوس نے اپنی زندگی میں ایسے عمیق استدلالات وضع کیے کہ اس کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد عیسائیت کا شیرازہ بکھر گیا۔ پولوس کے عقیدہ کیش آئے دن نئے نئے نظریات پیش کرتے، نئے نئے اشکالات وارد کر کے ہر عیسائی کو تذبذب میں ڈالتے۔ پھر کونسلوں کی کونسلیں تحقیقِ مذہب کے لئے بیٹھیں کوئی مسیح کو الوہیت کی دہلیز پر کھڑا کرتا، کوئی مسیح کے ابن اللہ ہونے کی دلیل دیتا، تثلیث کا عقیدہ بھی انہی کونسلوں کی نوک جھوک سے معرضِ شہود میں آیا۔ پھر تثلیث کے ارکان کی نسبت بھی اختلافات ہوئے کسی نے خدا، مریم اور مسیح کو تثلیث کہا، کسی نے خدا، مریم اور روح کو تثلیث جانا، کسی نے فقط خدا اور مسیح کو تثلیث گردانا، پھر روح القدس کی بابت بھی اختلاف ہوا، کسی نے مسیح کو خدا اور روح القدس (جبرئیل) سے مرکب جانا، پھر کسی نے روح القدس کو خدا اور مسیح کا مجموعہ بتلایا، غرض جہلاء کی اس کونسل نے ہر طرف عقل کے گھوڑے دوڑائے، جہاں عقل ٹھہر گئی، وہی خدائی یا مسیحائی کا جزو بن گیا، یہیں سے مسیحیت شک و اضطراب کی نذر ہو گئی، آج بھی یورپ کے کلیساؤں میں رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ دونوں عیسائی فرقوں میں جاری ومساعی مباحثے انہی نظریات کی پیداوار ہیں۔

القصہ آنحضرت کی آمد تک اس مذہب نے کئی قلابازیاں کھائیں، مذکورہ بالا تمام خرابیوں نے مسیحیت کو نہایت مکروہ اور قابلِ نفرت بنا دیا تھا۔ اس لئے بھی ضروری تھا کہ اب کوئی ایسا نبی ظہور پذیر ہو جو فسادوں کو رفعت بخش دے، عداوتوں کو الفتوں میں، دشمنیوں کو محبتوں میں، شک کو یقین میں، اضطراب کو ایقان میں بدل دے، جہالت کو علمیت کا لبادہ اوڑھا دے، فواحش کو نیکوکاری، فسق و فجور کو آئینہ اسلام کی اصلی روح سے معمور کر

دے، اختلاف و انشقاق کر اتحاد و اتفاق کی دولتوں سے مالامال کر دے، آخر وہ نبی آیا، خاتمیت کا تقدس ساتھ لایا، جامعیت و کاملیت کے اوصاف کا حامل بن کر آیا۔ ایسی نورانی تعلیمات ساتھ لایا کہ جو دین فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہوا، آج اس کی شعلیں عالم دنیا کے ہر خطے میں فروزاں ہیں۔

ہندو اقوام مسیحیت کے ظہور سے چھ صدی پیشتر بدھ مذہب کا ظہور ہوا، اس وقت ہندوستان کی کل آبادی ۵ کروڑ سے کم نہ ہوگی بدھ مت کا دور راجہ اشوک تک رہا۔ بدھ مذہب کے خاتمے کے بعد ہندوستان کی حالت پہلے سے بھی بدتر ہوتی چلی گئی، بدھ مذہب تو ختم ہو گیا مگر اس جنم لینے والے فرقوں نے ایک عرصہ تک ہندوستان میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ بعد میں انہی فرقوں کے لوگ بدھ مذہب کہلائے، بدھ کے بانی مہاتما بدھ تھے۔ اس مذہب سے نکلنے والے فرقوں میں چکر انت، وام مارگی، بسمر بھاگ، واشان مکتی، شاکت، منتوارک، آوک، رام اپاسک، مونڈی قابلِ ذکر ہیں۔

آنحضرتؐ کی بعثت کے وقت یہ فرقے ہندوستان پر چھائے ہوئے تھے، مسلم مورخین کا خیال ہے کہ اس وقت شرقِ ہند میں بسنے والی آبادی ہندو مذہب کی پیروکار تھی۔

مجوسیت مجوسیت یعنی آگ کو پوجنا، اس کی ابتدا ایران سے ہوئی، بعثتِ نبویؐ سے ایک طویل عرصہ قبل یہاں ایک سلطنت قائم ہوئی تھی جس کے اربابِ حل و عقد مملکت کے امن سے عیش و عشرت اور مجوسیت کے رہبر مانی نے آئینِ قدیم کو ختم کر کے شوریدگی و آوارہ گردی کی راہیں کھول دی تھیں فسق و ظلم اور طغیان و عصیان کا طوفان اٹھایا، مائیں اپنے بیٹوں کے عشق کا نشانہ بنیں [۱]

---

[۱] ڈاکٹر سنسات کی کتاب "بدھ" صفحہ ۱۳۵   [۲] از رحمۃ للعالمین جلد سوم

Marfat.com

شہزادیاں اپنی عصمتیں کھو بیٹھیں، پوری سلطنت جب معصیت کے جھگڑوں میں پھنس گئی، تب جاہلیت نے اپنا کرشمہ جو دکھایا ساری دنیا آگ کی پرستش کرنے لگی۔ اس اثنا میں ساری سلطنت ان باطل نظریات کی لپیٹ میں آ گئی۔ بعثتِ نبوی کے وقت یہ حکومت اتنی وسیع ہو چکی تھی کہ اس کی سرزمین پر سورج غروب نہ ہوتا تھا۔

الغرض دنیائے انسانیت سے تہذیب کی وہ روشنی گل ہو چکی تھی جس کے چراغ انبیاء کی تعلیمات، یونان کے فلسفے، ویدانت اور بدھ مت کے تصورات، منوشاستر کے نکات، جسٹینین کے ضوابط، سولن کے قوانین کی صورت میں ایک مدت مدید تک اس دھرتی پر ضیا پاشیاں کرتے رہے تھے۔ اس طرح پوری انسانیت تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی[۱] ایسے حالات میں شبِ ضلالت صبح درخشاں کے انتظار میں بے خود ہوئے جا رہی تھی۔ ایسے میں ایسے نبی کی ضرورت تھی جو صاحبِ شمشیر و نگیں بھی ہو اور گوشہ نشیں بھی شہنشاہ کشور کشا بھی ہو گدائے بے نوا بھی ہو، فرمانروائے جہاں بھی ہو اور کجا ہا گرداں بھی ہو، مفلس قانع بھی ہو، غنی دریا دل بھی ہو، صاحب محراب و منبر بھی ہو اور نمونہ صدق و صفا بھی، جامع کمالات بھی ہو، ربِ ذوالمنن کا عظیم موردِ عنایات بھی ہو ان نادرہ صفات کا اطلاق حضرت محمد صلی اللہ کی ذاتِ طیبہ پر ہوتا ہے۔

---

[۱] اسی حقیقت کا نقشہ قرآن یوں کھینچ رہا ہے۔

ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت الخ

سلطنتوں میں کشت و خون

ہمارا رسول ؐ ابھی آیا نہ تھا کہ مملکتوں کی ناگفتہ بہ حالت دنیائے انسانیت کو غرقِ دریائے عصیاں کئے جاتی تھی، دیکھئے تو ــــــــ

فارس ــــ کی قوم اپنے سکندرِ اعظم سے عملِ جراحی میں شفایابی کے باوجود انسانیت کے اصولوں سے شکست کھا چکی تھی۔

یورپ ــــ مطلع فتنہ و فساد کے سیاہ بادلوں سے تیرہ و تار تھا۔ اسپین اور جنوبی فرانس کے باشندے شہنشاہ کلاوڈیس کے کیتھولک خاندان سے پریشان حال تھے۔ انہوں نے مشرقی روم کے شہنشاہ جسٹینین کو امداد کے لئے بلایا، جب وہ قاہرہ کی طاقتوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے آیا تو انہی مظلوموں کو جبری لام بندی کے ماتحت مقابلہ کے لئے میدانِ جنگ میں اپنے محسنوں کے خلاف صف آرا ہونا پڑا۔ اب جنگ کا کھانڈا بجا کشت و خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں۔ دور تک کوئی صلح جو نظر نہ آتا تھا۔

انگلستان ــــ میں کیمبرین نسل اور انگلوسیکس قومیں وحشیانہ معرکہ آرائی اور جامیانہ قتال کے باعث غرقِ خون تھیں۔ بربر نسل، اسکاٹ لینڈ کی کلٹک نسل، جیوٹ نسل یکے بعد دیگرے کارزار میں کود رہے تھے۔

Marfat.com

(دائرۃ المعارف ج ۴ ص ۵۵۲)

یونان ——— اپنی تاریخی عظمت کو فراموش کر کے سیاہی کے اوراق چن رہا تھا مشرقی روما کے ہاتھوں اس نے اپنا دفتار پیچ ڈالا تھا۔

مشرقی یورپ ——— دریائے رائن کے جنوبی کنارے سے دریائے ڈینوب کے مشرقی اور مغربی وادی تک اضطراب و اختلاف کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

ڈنمارک ——— اس کے باشندے گاتھ اور ہون قوموں کے مزاحم تھے۔

ایشیا ——— ہندوستان، چین اور تبت عجیب وغریب فلسفیانہ مسائل سے دوچار تھے۔ فوج کشی عام تھی، مذہبی بے راہروی جیسا کہ ابھی میں کہا ارزاں تھی، ان کی کوئی چیز نام کو نہ تھی۔

ایک ہی نظر میں آپ نے آنحضرت کی بعثت کے وقت کے مذاہب کو دیکھا، ممالک کو جان لیا۔ اب کیا ہوتا ہے ——— روشنی کی ایک کرن عرب کے ریگستانوں سے پھوٹتی ہے، سارے جگ میں الارم دیتی ہے۔ آتش فارس خرابات تلے دب جاتی ہے۔ جلالِ قیصری مرعوبیت کا پیرہن اوڑھتا ہے ——— ساری کائنات اس چراغِ ہدایت کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے۔

عہد ساز انسان۔ عہد ساز رسول

یہ بات درست ہے کہ ابتدائے آفرینش سے آج تک کوئی صدی ایسی نہیں گذری جس میں کسی بھی شخصیت کا تعطل رہا ہو، مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس عہد ساز شخصیت کو کس حد تک بطور رہبر محفوظ رکھا گیا، کس حد تک اس کی تعلیمات، اس کے احکامات اور اس کے نصب العین کو اہمیت رہی، پھر کہاں تک اس شخصیت کے ذریعے فیض بہم پہنچا، کہاں تک اس کے بکھرے ہوئے احوال سنوارے گئے، کتنی مدت تک زمانہ اس کی سرگذشت پر رطب اللسان رہا، پھر یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ وہ انسانیت کے تمامی اوصاف کا جامع تھا یا بعض اوصاف پر اسے دسترس تھی، تواریخ کی کتابیں چھان ماریئے، احوال کی وسعتیں مدنظر رکھئے، آدم سے لے کر آج تک ہر زمانے کی مرکزی شخصیات پر نظر ڈالئے، ہر ایک کو عالم انسانیت کے ہر سانچے میں پرکھئے ہر وصف کی نسبت اس کا مقام متعین کیجئے۔ یقیناً ان اصولوں پر اگر کوئی نادرہ اور نابغہ روزگار شخصیت اپنی ہمہ گیری اور کاملیت کے ساتھ پوری اتر سکتی ہے تو وہ صرف اور صرف حضرت سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات ہے۔ دنیائے انسانیت کا کوئی جگہ تو ایسا نہیں جس کی رہبری اور رہنمائی آپ کی زندگی سے حاصل نہ کی جاسکتی ہو۔ تاریخ کے آغوش میں بڑی بڑی شخصیتوں نے جنم لیا، بڑے بڑے فرماں رواؤں نے، فاتحین نے، فلسفیوں نے صناعوں نے، مفکرین نے، مدبرین نے، شعرا نے، فنکاروں نے، مختلف ادوار میں بڑے سے

Marfat.com

بڑا مقام پایا، شخصیتوں کی عظمت کے بعد مندرجہ بالا اصولوں کے مطابق اگر دیکھا جائے تو بہت ہی کم ایسے لوگ ہیں جن کا فقط تذکرہ تاریخ کے سینے میں محفوظ رہا اور بس، ان کے احوال، مختصر، ناکافی اور ادھورے رہے جو صفحۂ تاریخ کی زینت ہیں، بہت سی زندگیوں کے اوراق تو غائب ہیں گمنامی اور بے خبری کے کتنے اندھیرے ان کی زندگیوں پر چھائے ہوئے ہیں اور نہ مکمل معلومات کے دھندلکے ان کی معرفت تک کی خبر نہیں دیتے۔ حضرت آدمؑ، شیثؑ، موسیٰؑ، ابراہیمؑ، عیسیٰؑ، زکریاؑ، اور یحییٰؑ جیسے مقدس نبیوں، بودھ، کنفیوشس، اور کرشن جی جیسے دینی پیشواؤں، ہومر اور چاسر جیسے شاعروں، پورس اور سکندر جیسے فاتحین اور فرمانرواؤں، مانی جیسے مصوروں، فیثاغورث جیسے فلسفیوں، سولن جیسے مقننوں اور اجنتا والیورہ جیسے حیرت انگیز فنکاروں کے حالات کس درجہ اختصار و ابہام اور انتشار کے ساتھ ملتے ہیں۔ ادھر بوعلی سینا جیسے منطقیوں، ارسطو اور افلاطون جیسے داناؤں، سقراط اور بقراط جیسے حکماؤں کے سوانحی اذکار کہاں تک تاریخ کے آبگینوں میں محفوظ ہیں؟ اب دیکھئے انسانی تاریخ میں اگر پوری کی پوری زندگی، سینوں اور سفینوں میں محفوظ ہے تو وہ خاتم النبیینؐ، فخر العالمین احمد مجتبیٰ، شافع محشر، ساقی کوثر، فخر رسل، تاج رسل، ختم رسل، قائد انسانیت، رہبر بنی آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی ہے، پھر آپ کے سوانح حیات جس احتیاط، ذمہ داری اور فرض شناسی کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں اس کی نظیر تو خیر کیا ملتی اس کی پرچھائیں بھی کہیں نظر نہیں آتیں۔ آنحضرتؐ کے قول و فعل کو جانچنے کے لئے ایک پورا فن وجود میں آیا، روایت و درایت کی گہرائیاں، نقل و عقل کی نزاکتیں، صحیح و ضعیف کا امتیاز اور مرویین کی چھان پھٹک کے بعد ان کی تعداد پر احادیث کے اقسام وضع ہوئے، پھر یہ بھی نہیں کہ آپ کے اہم اہم واقعات جمع ہوئے بلکہ حقیقت یہ ہے حضورؐ کی سیرت کے ایک ایک جزیئے کو حرز جاں بنایا گیا۔ تاریخ و سیر میں آپ کی رضاعی ماؤں تک سب کے سوانحی حالات ان کی دوسری اولاد کے اسماء، آنحضرتؐ کے اقارب میں ہر ایک پر تبصرہ، حضرتؐ

اسمٰعیل تک آپ کے ایک ایک جدِ امجد پر بحث و تحیص، تواریخ بنو ہاشم، تواریخ قبائل عرب، تواریخ ارضِ عرب، تواریخ مکہ، کعبہ، قریش کی سب کتابیں آنحضرتؐ ہی کے احوال کی تہذیب و تنقیح کے لئے عمل میں آئیں سیرتِ نبوی میں حضورؐ کے سفرِ طائف غزوات بدر و احد اور فتح مکہ جیسے مہتم بالشان واقعات ہی محفوظ نہیں بلکہ حدیث کی کتابوں میں یہ تک ملتا ہے کہ حضورؐ کے کتنے بال سفید تھے؟ سرکارؐ کے نعلینِ مبارک کے کتنے تسمے ہوتے تھے، آپ کتنے گھونٹوں میں پانی پیتے، آپ کس کروٹ سوتے، آنحضرتؐ کی تلواروں، سواریوں اور زرہوں کے نام کیا تھے، آپ کے خدام کونسے تھے۔ بزم سے رزم تک، مہد سے لحد تک، ممبر و محراب سے عدالت کے کٹہرے تک، مسجد سے میدانِ کارزار تک آپ نے کیا سکھایا، کیا بتایا، کیا عمل کیا، کیا سمجھایا، اٹھنے بیٹھنے چلنے . . ، کھانا کھانے تک کے احوال ایسی جامعیت اور استناد کے ساتھ ہمارے پاس محفوظ ہیں کہ اس کا ہزارواں حصہ بھی کسی دوسری شخصیت کو نصیب نہ ہوا۔ آپ نے مزدور، کسان، غریب اور محنت کش کے لئے اسلامی مملکت کو کیا احکام جاری کئے۔ یتامیٰ مساکین کے لئے آپ کا طرزِ عمل کیا ہوا۔ کیا رفائیل، شیکسپیئر، گلیکو اور کوپرنیکس ایسی خیالی شخصیتوں میں اس جامعیت و کاملیت کا شمہ تک موجود ہے، نہیں اور یقیناً نہیں، حاصلِ کلام یہی ہے کہ انسانیت کی تعمیر و ترقی کا انحصار آنحضرتؐ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے میں ہے۔

جامع انسان

آؤ پھر ہم بھی اسی نبیؐ کو اپنا لیں جو اپنائے جانے کے لئے آیا تھا جس کو عرب کے بدوؤں نے اپنایا تو ستاروں کا جھرمٹ بن گئے، جس کو گلہ بانوں نے اپنایا تو فاتح عالم کہلائے، جس کو حبشہ کے بلال نے اپنایا تو جنت میں اس کی آہٹ کھنکا دینے لگی، جس کو شرابیوں نے اپنایا تو محسن کا حکم سنتے ہی ساغر انڈیل دیئے، میکدے ویران کر دیئے، مٹکے گلیوں میں لنڈھا دیئے، جو کلمہ پڑھ گئے صرف پڑھ ہی نہیں گئے کلمے کو اپنا گئے ، ایسے ہو گئے کہ استقامت کا پہاڑ بن

Marfat.com

ساون کے دیا رک سکتے ہیں، جیٹھ کی ہوائیں بند ہو سکتی ہیں مگر اپنائے ہوئے کلمے پر کٹ تو سکتے ہیں اس سے ہٹ نہیں سکتے۔ ابوبکر نے اپنایا تو صدیق بن گئے، عمر نے اپنایا تو فاروق بن گئے، عثمان نے اپنایا تو ذوالنورین ہو گئے، علی اپنا گئے تو مرتضیٰ ہو گئے۔ حنظلہ اپنا گئے تو غسیل الملائکہ بن گئے، ابنِ عباس اپنا گئے مفسرِ قرآن بن گئے۔ ابنِ مسعود ایسے ہوئے تو محدث بن گئے۔ ظالم تھے تو رحمدل بن گئے، برے تھے تو بھلے ہو گئے، عیش پرست تھے تو بوریا نشین بن گئے۔ وہ ۳۱۳ ہو کر ۱۰۰۰ پر بھاری ہو گئے۔ تین تین ہزار کیوں دس دس ہزار کے لئے کافی ہو گئے، ساٹھ ساٹھ کے غلام کیسے ۶۰ ہزار کے مقابلے پر اتر آئے۔ برسوں کی دشمنیاں کیوں دوستیوں میں بدل گئیں۔ مخالف کیوں موافق ہو گئے۔ انہوں نے زہر کے جام پی پی کر بھی کیوں ڈکار تک نہ لیا۔ ان کے حکم پر دریاؤں نے کیوں سرِ تسلیم خم کر دیا۔ جنگلات کے درندے، پرندے چرندے کیسے ان کی اطاعت کرنے لگے، ہواؤں نے ان کا کہا کیوں مانا، صرف اس لئے کہ انہوں نے محمد صلی اللہ کو اپنایا تھا، ایسا اپنایا کہ صبح و شام میں اپنایا، چال چلن میں اپنایا، اٹھنے بیٹھنے میں اپنایا، غمی خوشی میں اپنایا، عیش و طیش میں اپنایا۔ ان کا عزم تھا کہ زندگی کے ہر امر میں جو نبیؐ کی تعلیمات ہوں گی، جو نبیؐ کی ثقافت ہو گی جو نبیؐ کا کلچر ہو گا بلا چون و چرا وہ ہمیں قبول کرنا ہے اس پر عمل کرنا ہے۔

ناظرینِ کرام! ہمیں بھی اسی انقلاب کی طرف تیزی سے چلنا ہے جس کے لئے سرکارِ دوعالم تشریف لائے تھے۔ اخلاق کی سب قدریں بدل گئیں جو محمدؐ کو اپنانے سے پہلے تھیں، فکر کے سب زاویے بدل گئے، زندگی کا ہر موڑ بدل گیا۔ دماغ و دل کی تمام سمتیں بدل گئیں، ادا اور وفا کے پیمانے اور عیش و نشاط کے سب زمزمے بدل گئے، مجالس بدل گئیں مکاتب بدل گئے۔

یہ تو ان لوگوں کی بات تھی جنہوں نے ضیا گسترِ نبیؐ کی زندگی کا مشاہدہ کیا تھا جو نبی صلعم کی رسالت و نبوت کے عینی گواہ تھے جنہوں نے نبیؐ کے ہر قول کو ہر عمل کو، ہر فکر کو ہر ادا کو

Marfat.com

جانچا، پرکھا، دیکھا بغور دیکھا اور مشاہدہ کیا تھا۔ ان کے علاوہ بھی اس عظیم محسن کو اپنانے والے ہر دور میں آتے رہے، محمد بن قاسم نے اپنایا تھا، راجہ داہر کے پرخچے اڑاتا ہوا ایک بیٹی کی آبرو بچانے ملتان تک پہنچا تھا۔ صلاح الدین ایوبی بھی اسی قافلے کا راہی تھا اس نے بیت المقدس پر اسلام کا پرچم لہرا دیا تھا۔ طارق بن زیاد کو بھی دیکھو جس نے اندلس کے ساحل پر کشتیاں جلا دی تھیں، دل و جان سے ہمارے لئے بھی اسی نبیؐ کے اسوۂ حسنہ کو رہنما بنانا زندگی کا خاصہ لازمہ ہونا چاہیئے۔ اگر آپ نے دل و جان سے اس نبیؐ کی غلامی قبول کر کے اس ارفع قائد اعظم کو اپنا سب کچھ خیال کر لیا، اس عظیم رسولؐ کو کل کائنات سے افضل ترین بشر مان لیا ہے تو آج ہی اپنے ایام و شہور کا جائزہ لیں۔ اپنے طور و اطوار کو اپنے رہبر کے بتائے ہوئے اصولوں پر پرکھیں، اگر کوئی لمحہ کوئی فعل یا عمل کوئی قول اس نبیؐ کی رضا و خوشنودی کے خلاف ہے تو اسے آج ہی درست کر لیں، ورنہ فقط نوکِ زبان سے اس نبیؐ کا کلمہ پڑھ کر اسی کلمہ طیبہ کے تقدس کو اعمال سے خراب کرنا کوئی مسلمانی نہیں، مبادا وہ نبیؐ، وہ قائد، وہ رسول، وہ رہبر، وہ رہنما، ہم سے روٹھ جائے اور ہماری الفت و محبت کے دعوے دھرے کے دھرے رہ جائیں۔

یاد رکھو! پیغمبر علیہ السلام سے عقیدت کا سب سے بڑا اور اہم طریقہ یہی ہے کہ انسان اپنی خواہشات کو اپنے نبیؐ کے تابع کر دے۔ اپنی ضروریات کو فرمانِ رسولؐ کے سامنے ہیچ خیال کرے۔ ماں، باپ، اولاد اور جمیع مضربات سے اپنے رسولؐ کی عزت و احترام کو مقدم جانے! صد حیف! ان لوگوں پر جو میلاد کی مجالس میں ٹھمری ٹھپے کے عادی ہو چکے ہیں اور محض عشق کے دعووں اور پرفریب نعروں کے سوا عمل کا توشہ نام کو بھی ان کے نامے سے نہیں ملتا۔ بعض لوگ ان میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تک کو افسانہ خیال کر کے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ اقدس کو ایذا دیتے ہیں۔

Marfat.com

تاریخ کے صفحات کو الٹئے تو معلوم ہوگا کہ اگر کسی بادشاہ نے آنحضرتؐ کو اپنایا تو تغلق گستری کا معمار بن گیا، جس سلطنت نے اپنایا وہ جنت کا ٹکڑا بن گئی، غرض جس نے بھی ہمارے نبیؐ کی تعلیمات کو اپنایا وہ دوسروں کے لیئے ایک مثال بن گیا۔

آنحضرتؐ کا لائحہ عمل ایک ایسا انقلاب تھا جس نے قوموں کی تقدیریں بدل دی تھیں ماؤں کے معرکوں پر اخوت کے پھریرے لہرا دیئے تھے۔ لے افسوس ہم اس پیغام اور اس انقلابی تحریک سے ماورا ہو کر منازل و مقاصد سے کوسوں دور کھڑے ہیں۔ یہاں سیرت کی مجالس منعقد کرالو، سیرت کے جلسے بنالو، سیرت پر ایک الف کے انداز کی دھواں دار تقریر کرالو، سیرت کی اہمیت و ضرورت گنوالو، سجالو، گلوں کے گجرے، ہار، قوالیوں کے اہتمام کرالو، لوبانوں کی دلنواز بتیاں تو دہکا جائیں گی رقعے اپنی ذمہ داری پوری کردیں گے، فانوس اپنا فرض ادا کردے گا: مگر مجلس برخاست ہو گئی، ہم اپنا فرض کھو گئے، عمل کی زندگی سے پوری زندگی الگ رہے۔

آخر تجھے اس شور و شغف سے کیا لینا ہے۔ کیا آج تک تیرے خانۂ خیال میں یہ خیال نہیں اٹھا کہ ہمارے نبیؐ نے ایسی نمود نہیں سکھائی، فقر و استغنا کے علمبردار رسولؐ کو ایسی نمائشوں سے کچھ لگاؤ نہ تھا، کیا آپؐ نے پوری زندگی فقر و فاقہ اور سادہ سی گذران پر عمل نہیں کیا، کیا اگر وہ چاہتے تو احد پہاڑ سونے کے نہ بنوا سکتے تھے۔ اپنے محلات پہ زیبائش کی چادریں نہ چڑھا سکتے تھے، یہ سب کچھ ہو سکتا تھا مگر انہوں نے دنیا تک ایک فکر کی دعوت پہنچانے میں اپنا سب کچھ صرف کردیا، جان، مال لٹا دیا، کاوشیں کیں، مصائب اٹھائے، تکلیفیں برداشت کیں، عواقب سہے، نوائب و حوادث دیکھے، چلو صحابہ کرام ہی کو دیکھ لو، تابعین پہ ہی نظر ڈالو، ائمہ و محدثین ہی کی زندگی کا مطالعہ کر ڈالو، یہاں بھی عمل ہی کا توشہ نظر آئے گا۔ وہ لوگ بھی آنحضرتؐ کی دعوتِ انقلاب کا درس سمجھائیں گے۔

آج ہم دولت کے باوجود غریب کیوں ہیں، وسائل کے باوجود کمزور کیوں ہیں، طاقت کے ہوتے ہوئے کمزور کیوں ہیں، عصمتیں آبرو بن لٹی جاتی ہیں، لٹائی جاتی ہیں، کرئی تحمے

ہو رہا ہے کوئی ٹکڑے کر رہا ہے، نفسانیت ہر ایک کو شکار کر چکی ہے، غربت و افلاس، بدحالی طوائف الملوکی، دشمنی، منافرت، عداوت، بگاڑ، کشمکش، تصادم، آویزشیں، آلائشیں بھیانک خطرات منہ کھولے چاروں طرف اچک لینے کی انتظار میں کھڑے ہیں، ادھر یورپ قبل از اسلام کی عہدِ جاہلیت کے مذمات کو "تہذیبِ یورپ" کے نام سے بڑی سج دھج سے پیش کر رہا ہے مغرب کی افسانوں بھری عقل "اسلام" کے "ریسرچ" (RESEARCH) میں مگن ہے۔ خود بیان چنگیزیت کو جمہوریت کہا جا رہا ہے، انسانیت شیطنیت کے اصولوں پر چل نکلی ہے، ہمارا تمدن ایک عظیم بحران کا شکار ہے۔ ہمیں اس کے لئے کیا کرنا ہے، کیا سوچنا ہے، اس کا حل کیا ہے، ہماری ہزیمتوں کا علاج کیا ہے۔ ہماری معاشی خرابیوں کا حل کیونکر ممکن ہے ہمیں ملت کے پیچ دار مرحلوں میں کامیابی کے لئے کونسی راہ اختیار کرنا ہے۔

کیا دیر ہے چودہ سو سال سے ایک سورج روشن ہے، ضرورتمند ہر دور میں اس سے کرنیں لیتے رہے، تم بھی لے لو، انسانی زندگی کے ہر علاج کے لئے وہ فروزاں ہے۔ اس نے اپنے سے لمعانیت اخذ کر لے کے چند اصول بتائے ہیں اس پر عمل پیرا ہو رہو، مقاصد پورے ہو جائیں گے پھر اس کی کرنیں دور تک پہنچانے کے لئے ہر شخص کو اس کی راہنمائی دینے کے لئے راستوں سے معصیت کے کانٹے ہٹاتے چلے جاؤ، یہ کام اقتدار کے ذریعے جلد پورا ہو سکتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

جامع انسان جامع رسولؐ

جس طرح کلام الٰہی کا ہر کلمہ اعجازی کمالات کا حامل ہے، ایسے ہی سیرتِ نبویؐ کا ہر پہلو بھی آپ کے اعجازی محاسن کا حامل ہے۔ آپ نے یہ آرسن رکھا ہوگا کہ ہمارا نبیؐ جہانوں کیلئے رحمت ہے، ہمارا نبیؐ ہر دور کے لئے آفتابِ ہدایت ہے۔ سیرت کا یہ موضوع ہزاروں عنوانات اور سینکڑوں ابواب پر مشتمل ہے۔ زبان وقلم میں کہاں قدرت ہے کہ وہ آپؐ کے اعجازی محاسن کا احاطہ کر سکے۔ ——— ایک مثال سے میں آپؐ کی جامعیت کی چھوٹی سی جھلک پیش کرنے کی سعی کر رہا ہوں۔ اس رفعتِ شانِ محسنِ کائنات کے جامع کمالات کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا جائے تو بات آسانی سے سمجھ میں آجائے گی۔

ایک مکہ کے بھٹکے ہوئے مسافروں کا طبقہ ہے جو اپنی بت پرستی اور نفس پرستی کے باعث پریشان، درماندہ، آسودہ حال، گمراہی کے گرداب میں ضلالت کے بیابانوں میں، شرکت وبدعت کی ظلمتوں میں کسی روشنی کا متلاشی ہے کسی ہدایت کا خواستگار ہے، زندگی کا اطمینان وامن چاہتا ہے ——— اس میں ابوبکرؓ جیسے تاجر، عمرؓ جیسے وجیہہ انسان، عثمانؓ جیسے مالدار، علیؓ جیسے جوانمرد خالدؓ جیسے سپہ سالار، معاویہؓ جیسے سیاستدان ——— اور بڑے بڑے تدبیر کے شہسوار دست بستہ حاضر ہیں ——— وہ آپ کی غلامی کا طوق پہن کر فخر ونا زکی

Marfat.com

لذتیں اٹھا رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے صلاح تدین کا ثمرِ حقیقی پالیا ہے، وہ جبیں نہیں دل جھکائے بیٹھے ہیں، اب ان کی مرضی، مرضئ مصطفےٰ ہیں، اب ان کا قول و عمل آپؐ ہی کے خطوط کے مطابق ہے ـــــ اب قرآن بھی ان پر رطب اللسان ہے۔ اب دنیائے عالم ان کی غلامی کی آرزومند ہے سلطنتیں ان کے قدموں میں آپڑی ہیں، وہ کہ جنہیں زندگی کا سلیقہ نہ تھا اب دوسروں کی زندگی سنوار رہے ہیں، وہ کہ جنہیں بھیڑیں چرانا نہیں آتی تھیں اب حکومتیں چلا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ـــــ کیوں تھا؟ اس لئے کہ وہ ہادیٔ کائنات سے ہدایت پا گئے تھے۔

★

ایک طبقہ ہے جس میں زمین کے بڑے بڑے بادشاہ، عرب و عجم، روم و شام ایران و ہند وغیرہ کے سربراہ ہیں وہ آپ سے تدابیرِ مملکت، قوانین جہانداری، اصولِ رعیت پروری دریافت کر رہے ہیں، کہیں فاروق اعظم دست بستہ کھڑے ہیں، کہیں عمر بن عبد العزیز سر جھکائے بیٹھے ہیں، کہیں ہارون الرشید کھڑا ہے ایک گوشے میں مامون ہیں، ایک گوشے میں سلاطین سلجوقیہ ہیں، ایک کونے میں خلفائے مصر ہیں، ان کے پیچھے کہیں سلطان بایزید یلدرم ہیں، کہیں تیمور صاحبقراں ہیں، کہیں علاؤ الدین خلجی ہیں، کہیں نور الدین زنگی ہے، پچھلی جانب شاہجہاں کھڑا ہے، ظہیر الدین بابر جھکے بیٹھے ہیں، جلال الدین التمش، نصیر الدین ہمایوں، اورنگزیب عالمگیر سہمے ہوئے ہیں، مغلیہ خاندان کا ایک ایک حاکم سب سے بڑے حکمران کے سامنے ہے، ایک ایک بادشاہ سب سے بڑے شہنشاہ کی درگاہ میں حکم کے منتظر کھڑے ہیں، ان کی سلطنت اسی شہنشاہ کی سلطنت، ان کا حکم انہی کا حکم، ان کا قانون انہی کا قانون ہے۔

Marfat.com

★

ایک طبقہ ہے جس میں بڑے بڑے مفسرین ہیں، معلمین ہیں، محدثین ہیں حکما ہیں، زیرک و دانا ہیں — اگلی جانب عبداللہ بن مسعود ہے، عبداللہ ابن عباس ہے۔ ابن جریر کھڑا ہے، صاحب مدارک، صاحب کشاف کھڑے ہیں، امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام محمد، امام قاضی ابویوسف، امام غزالی، امام رازی، امام ذہبی، علامہ سخاوی اور بڑے بڑے فیلسوف، بڑے بڑے عبقری سکتے میں نظریں جھکائے، جبیں جھکائے — سبھی دل جھکائے فرطِ ادب میں کھڑے ہیں — ایک کونے میں شاہ ولی اللہ بیٹھے ہیں، شاہ عبدالعزیز کھڑے ہیں حجۃ الاسلام قاسم نانوتوی جھکے ہوئے ہیں۔

★

ایک طبقہ ہے جس میں روحانیت کے چمنستان نظر آتے ہیں مگر وہ آفتاب روحانیت کے روبرو ماند ہیں، ان میں سلمان فارسی ہیں، ابوذر غفاری ہیں، علی المرتضےٰ ہیں، امام شافعی ہیں پچھلی صفوں میں ابراہیم ادھم ہیں، پیرانِ پیر سید عبدالقادر جیلانی ہیں، رابعہ بصری ہیں، جنید بغدادی ہیں، شبلی ہیں، بہاءالدین ہیں شیخ احمد بدوی ہیں، قطب الدین بختیار کاکی ہیں، معین الدین چشتی ہیں، فریدالدین گنج شکر ہیں، علی ہجویری ہیں، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ہیں اور بڑے بڑے اولیا قطب ہیں، ابدال ہیں — سب کے سب اس روحانیت کے ماہتاب سے حظ وافر اٹھا رہے ہیں۔

★

ایک طبقہ ہے جس میں اسلام کے بے مثال مجاہدوں کی جماعت ہے، وہ استقلال و استقامت کے پیکر رسول سے جذبۂ حق گوئی اور جرأت کا سبق لے رہی ہے، ان میں بلالؓ ہیں، خبیبؓ ہیں، حسین بن علی ہیں، سعید بن جبیر ہیں،

احمد بن حنبل ہیں، علامہ ابن تیمیہ ہیں، مجدد الف ثانی ہیں، شیخ الہند محمود الحسن ہیں وہ آپؐ کی ثابت قدمی و استقلال کا پرتو پا رہے ہیں۔

★

ایک طبقہ ہے جس میں بڑے علوم و فنون کے امام بیٹھے ہیں۔ سب آپؐ کے گرد حلقہ کئے ہوئے ہیں ـــــ علوم کی گہرائیاں، فنون کی دانائیاں سیکھ رہے ہیں، کہیں فرّا بیٹھا ہے، کہیں ابن حاجب ہے، کہیں علامہ تفتازانی ہے، کہیں سید سند شریف ہے، کہیں صاحب ہدایہ ہے، کہیں اصحاب مناطقہ ہیں، کہیں اصحاب فلاسفہ ہیں، آپ کی صفت علم کے بحرِ بیکراں سے قطرہ قطرہ لے رہے ہیں

★

ایک طبقہ ہے جس میں بڑے بڑے جرنیل اور شہسوار حاضر خدمت ہیں، یہ رزمگاہوں کے گر سیکھ رہے ہیں، کارزار کی سیاست اور حکمت عملی کا درس لے رہے ہیں۔ ان میں ابوعبیدہ بن جراح ہیں، خالد سیف اللہ ہیں سلطان محمد فاتح ہے ان میں محمد بن قاسم ہے، ان میں صلاح الدین ایوبی ہے، دوسری صف میں شہاب الدین غوری بیٹھا ہے۔ ایک جانب ٹیپو سلطان نظر آتا ہے، ایک طرف سید احمد بریلوی اور شاہ اسمٰعیل شہید سہمے ہوئے نظر آتے ہیں، یہ سب فیضانِ سیاست کے خواستگار ہیں، آپؐ کی جانب سے نوازا جا رہا ہے۔

★

ایک جانب لہو و لعب، ناچ گانے والوں پہ کوڑے پڑ رہے ہیں، جمال کے ساتھ جلال کا بھی اظہار ہے، شرک و بدعت اور فسق و فجور کے رسوم مٹائے جا رہے ہیں، دغابازوں، مکاروں، فریبیوں پر سرزنش ہو رہی ہے، سرکشی حکام سے باز پرس ہو رہی ہے۔ یہ صاحب وقار محتسب

Marfat.com

ار محسنؐ ہے۔

★

یک جانب صحابہ کے ساتھ جنگی مشاورتی کونسل کے اجلاس ہو رہے ہیں۔ فوجی
ار کی تربیت ہو رہی ہے۔ عہدناموں کی پابندی ہو رہی ہے۔ سلاطین عصر سے
معاہدے ہو رہے ہیں۔ یہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

★

ایک طرف ایک واعظ دنیا کو دعوت و ارشاد دے رہا ہے ۔۔۔ وہ
و عقاب کا پتہ دیتا ہے۔ عذاب قبر کی سختی، عذاب حشر کی ذلت سے
تلہے۔ برون کو برائیوں سے روک رہا ہے۔ فواحش سے منع کر رہا ہے کبائر
نے کی تلقین کر رہا ہے۔ انسانیت کو فرض شناسی کا سبق دے رہا ہے۔ یہ
سے محسن کی ذاتِ ستودہ صفات ہے۔

★

ے انبیاؑ کا طبقہ بھی آپؐ کے دیار میں ہے۔ آپ نہایت عزّ و شان کے
نت پر رونق افروز ہیں۔ آپؐ ابراہیمؑ، یعقوب، داؤد، سلیمان، موسیٰ
سلام کی شرائع میں اصلاح فرمار ہے ہیں۔ کہیں ضرورت زمانہ کے لحاظ
احکام بڑھا رہے ہیں، کہیں گھٹا رہے ہیں، کہیں مٹے ہوئے نشانات کو
قائم کر رہے ہیں۔

★

ایک طرف سورج، چاند، آسمان، زمین، افلاک و خاشاک، ستارے
کے جمال سے لمعانیت اخذ کر رہے ہیں۔ مخلوق پروانہ کی طرح اس شمع پر
ہو رہی ہے۔ یہ لمعہ افگن ذات بھی کائنات کے سب سے بڑے محسن کی ہے

کامل انسانؐ کامل رسولؐ

کاشانۂ نبوّتؐ — ایک فیض گاہ ایک معیاری تعلیم گاہ

اسی فیض گاہ سے علم نکلا علوم نکلے، اسی کے باعث عمل نے اپنی ضرورت بتائی، یہیں سے ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہؓ کی قدسی الاصل جماعت نے رہبری کا مقام پایا، خانۂ نبوّت جہاں ایک خانقاہ تھی وہاں تربیتِ سپاہ کا مرکز تھا۔ خانۂ نبوت ایک دفترِ شکایت تھا — وہاں کسی نے گھریلو شکایات کا حل پوچھا تو کسی نے زندگی کے اصول دریافت کئے — غلام مولیٰ کی شکایت کرتا ہے، بیوی خاوند کی ناہمواری بتاتی ہے، کسان زمیندار کی زیادتی کہتا ہے، مزدور مالک کا حکم سناتا ہے آنحضرتؐ ہر ایک مشکل کا ایسا حل بتاتے کہ غلام اور مولا بھی خوش، بیوی اور خاوند بھی مطمئن، کسان اور زمیندار بھی مسرور، مزدور اور مالک بھی مطمئن، اور تو اور وہاں اونٹ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے — یارسولؐ اللہ میرا مالک مجھ سے کام زیادہ لیتا اور چارہ تھوڑا ڈالتا ہے — آپ نے مالک کو تنبیہ فرمائی، آپ کا بتایا ہوا ہر اصول، ہر ضابطہ، ہر قاعدہ، ہر قول شریعت بنتا جاتا ہے، اسی سے اسلام کا ہمہ گیر نظام تشکیل پاتا ہے۔

یتیموں کے والی اور غلاموں کے مولیٰ کا شاہی محل کیا تھا — ایک جھونپڑا تھا —

Marfat.com

مگر وہ مادیت کے اعتبار سے ــــ اگر روحانیت کی عینک سے دیکھا جائے تو یہی خانہ، شبستان نبوت کہلائے گا یہاں اگرچہ ظاہری شہنشاہیت نہ تھی مگر شاہانِ عالم یہیں کے دریوزہ گر تھے ــــ اور شاہوں کے مسکن تو قصرات ہوتے ہیں۔ یہ ہمارے محسن کا قصر شاہی اس طور سے بھی ممتاز ہے کہ وہاں غریب آتے ہیں۔ امیر آتے ہیں، بے روک آتے ہیں، بلاجھجک آتے ہیں یہاں کوئی فوج نہیں کوئی دربان نہیں، کوئی چوکیدار نہیں، کوئی جلاد نہیں ــــ کوئی محتسب نہیں ــــ جو آتا ہے بامراد لوٹتا ہے جو سوال کرتا ہے، پورا کیا جاتا ہے، جو مانگتا ہے دیا جاتا ہے۔

کسی نے کہا، آنحضرتؐ کا گھر ــــ خانقاہ ہے، کسی نے کہا دار العلم ہے، کسی نے کہا، سیاسی ہیڈ کوارٹر ہے، کسی نے کہا تربیت گاہ انسانیت ہے، کسی نے کہا عسکری تنظیموں، گھڑ دوڑ اور نیزہ بازی کی جولان گاہ ہے۔

کسی نے کہا صحابہ کی مشاورتی کمیٹی کا ہال ہے، کسی نے کہا قیصر و کسریٰ کے غرور خاک کرنے والا توپ گھر ہے ــــ مگر سچ تو یہ ہے کہ کاشانۂ نبوت سب کچھ تھا۔ آنے والا ہر دور، ہر جگہ ہر قرن، ہر زمانہ، ہر انسان، مہد سے لحد تک ــــ رہنمائی طلب کرے تو بھی اسی گھر کے صاحب سے ملے گی، کفر و ضلالت کی ظلمتوں میں ۱۴سو سال دور، ایک آفتاب لمعہ افگن ہے۔

نبی مرسلؐ کی یہ تعلیم گاہ ایک فن کی تعلیم گاہ نہیں تھی وہ صرف انجینئرنگ سکول نہیں تھا اور نہ ہی صرف زراعت کالج تھا، وہ ایک یونیورسٹی تھی جہاں حبشہ طالب علم اصحمہؓ آیا اور بادشاہت کا فن سمجھ رہا تھا۔ فروہ معان کا رئیس تھا۔ ذوالکلاع حمیر کا سردار تھا۔ عامر بن شہر قبیلہ ہمدان کا والی تھا ــــ دوسری

طرف بلال حبشہ کا غلام تھا، صہیب روم کا غلام تھا، خباب تھا، یاسر تھا ـــــ ایک ہی قبیلے کے لوگ تھے ـــــ نہیں، ایک ملک کے طالب علم آئے تھے، جیسے پہلے نبیوں کے اسکولوں میں تھے ـــ نہیں، ایک قریہ کے بچے تھے ـــ نہیں پھر کون تھا، کہاں سے آیا تھا، باذان بن ساسان یمن سے آیا تھا۔ خالد بن سعید صنعا کا باشندہ تھا، زیاد بن لبید حضر موت کا طالب علم تھا، عمر بن حزم نجرانی تھا یزید بن ابی سفیان تیما سے چلا تھا۔ علاؔبن حضرمی بحرین کا رہنے والا تھا، کون کون کہاں کہاں سے آیا، سلمان فارسی ایرانی تھا، جعفرؓ و عبیدؓ عمان سے تھے ـــــ

پھر یہ طالب علم، مقدس طالب علم، پھیل گئے، سارے جہان میں پھیل گئے، ابو ایوب کا مزار آج بھی قسطنطنیہ کے بیابانوں میں ہے۔ سعد بن ابی وقاص آج بھی چین میں سویا ہوا ہے۔ عمرو بن عاص مصر میں مدفون ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم،

Marfat.com

سیرتِ نبویؐ کا مطالعہ کس لئے کیا جائے

جب ۱۴ صدیاں گذر گئیں اور دنیائے مستعار کا تصوّرِ حیات ہی بدل گیا، صحرا نشینان عرب تعمیر و تہذیب کے سنہری زیور سے آراستہ ہیں، نیلگوں آسمان کئی انقلابات کا شکار ہے زمین کا چہرہ ہماری دھما کرمی سے سرخ ہے۔ غیر ترقی یافتہ اقوام بھی خلق سے مشک نافہ لارہی ہیں اور ذرہ، ذرہ زمین و آسمان کا بدل چکا ہے تو ایسے میں ایک طویل عرصہ قبل ہونے والے رسول کی زندگی کا مطالعہ کیوں کیا جائے جبکہ وہ بحیثیت انسان ہمارے جیسے تھے۔ یہ سوال ہر سنجیدہ اور غور و فکر کرنے والے تاریخ داں کے ذہن میں اٹھتا ہے۔

مسلمانوں کے لئے اس کے جواب میں کہا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے مطالعہ سیرت کی جو اہمیت ہونی چاہیئے وہ تو کسی لمبی تفصیل کی محتاج نہیں، مثلاً اسلامی قانون اور عقائد کا ہر ایک مسلم کلیہ آنحضرتؐ کے قول و فعل کا شاہکار ہے: اس لئے مسلمان بننے اور مسلمان رہنے کے لئے آپؐ کی حیاتِ بابرکات کا مطالعہ ضروری ہے۔

غیر مسلموں کے لئے جیسا کہ میں آئندہ سطور میں کہنے والا ہوں کہ آپؐ سارے عالم کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا چراغ بن کر آئے تھے ان کے یہاں ہر ایک کی بھلائی کا درس ملتا ہے تو غیر مسلم کو بھی چاہیئے کہ معاشرت کے اٹل اور

Marfat.com

بے مثل اصول آپؐ کی زندگی سے سیکھے اور دنیا کے کسی انسان کو آپ کی سیرت سے آسودہ خواب نہ رہنا چاہیئے۔ وجہ ظاہر ہے کہ آپؐ کی زندگی سے رہنے سہنے کا، معاملہ کرنے کا، نبھا کرنے کا حسن معاشرت برتنے کا، ہمسائیگی کی رحمت کا، تجارت و کاروبار کا، گفتگو کا، بیان کا، تکلم کا، تعلق کا، راستی کا، دوستی کا اور ہر ایک دنیوی معاملت کا ایسا سبق ملتا ہے کہ انسانی زندگی کو شاہراہ مستقیم مل جاتی ہے اور فیض محمدی واسے آئے جس کا جی چاہے۔ ہدایت لیتا جائے، دنیا کو بتاتا اور دکھاتا جائے، سارے عالم کو پڑھاتا اور سارے جگ میں پھیلاتا جائے۔

پھر صرف تہذیب و ثقافت تک اس کا دائرہ محدود نہیں بلکہ ساری کائنات کی بہتری اور سربلندی کیلئے اس نے ایک لازوال قانونی کتاب (قرآن) دُنیا کو دی جس کے متعلق چیلنج کیا جا سکتا ہے کہ کسی دوسرے نظام سے کوئی ایسی دفعہ آج تک نہ بن سکی جس کی ایک شق بھی قرآن کی کسی شق سے بہتر ہو ۔۔۔۔ اسی رسولؐ نے اپنے عمل (سنت) کے ساتھ ان قوانین کے نفاذ کا آئینہ بھی دُنیا کے سامنے رکھ دیا ۔۔۔۔ اب کونسا انسان ہے جو انسان کے حقیقی منشور سے آنکھ چرائے۔

Marfat.com

اس دیپ سے لاکھوں دیپ جلے
طوفاں کا سینہ چاک ہوا
دم ٹوٹ گیا اندھیاروں کا

نظر کو ضو، عمل کو حُسنِ نیت بخشنے والا
محمدؐ، آدمی کو آدمیت بخشنے والا
نظر کو روشنی، دل کو سہارے بخشنے والا
اُجالے بانٹنے والا، ستارے بخشنے والا

زندگی میری ہے طائف کے سفر کا پرتو
مَیں نے پائی ہے ستم سہنے کی قوت تجھ سے
سطوتِ کفر سے ٹکراتا ہوں بے خوف و خطر
مَیں نے سیکھے ہیں یہ اندازِ شجاعت تجھ سے
آرزومند ہوں، مٹ جائیں یہ داغِ عصیاں
ورنہ شرماؤں گا، مَیں روزِ قیامت تجھ سے

سیرتِ نبویؐ کا فلسفی پہلو

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جس نے دنیائے انسانیت کی ہدایت کے لئے سرکارِ طابہ سرورِ دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

اے اللہ اس نبیؐ پر درود نازل فرما۔ ایسا درود جو آدمؑ سے لے کر آج تک خطاؤں کے سمندر میں غلطاں پوری مخلوق کو اپنی رحمتوں کی چادر میں ڈھانپ لے ایسا درود جس کے طفیل دنیائے فلق کی بساط پر پھر سے حکومتِ الٰہیہ کا پرچم لہرایا جائے، ایسا درود جس کے صدقے ابطال کی آگ گلزار ہو جائے، ایسا درود جس کے تقدس کے باعث پوری دنیا ضلالت وغوایت، بددینی، الحاد، زندقے اور دوسرے فاسد نظریات سے محفوظ ہو جائے۔ ایسا درود جس کے صدقے ظلم ختم ہو، ظلمت چھٹ جائے، اندھیرا سویرا ہو، تیرا اسلام قیادت پر ہو دوسرے نظام نابود ہوں، تیرا قرآن ہو، تیرا نام ہو، تیرا حکم ہو، تیری حاکمیت ہو اور باقی سارے بت پاش پاش ہو جائیں۔

"نشر الطیب" کی ابتدائی حدیث کے مطابق تخلیق آدمؑ سے چودہ ہزار سال قبل ہی نورِ نبوت کا متصور زاویہ الواح آفرینش پر رقم کر دیا گیا تھا، مگر اس وقت نامعلوم وجہ

Marfat.com

کی بنا پر مہر تاباں کا ظہور درجہ التوامیں رکھا گیا، بعد ازاں ایک غیر معمولی مدت وجہ ارض کی سجاوٹ اور لولاک وافلاک کے آثار و اسرار کی بناوٹ میں گذری، آفتاب و ماہتاب بھی بطور مقدمات کے سموات پر موزوں طریقے سے نصب کر دیئے گئے تھے، ان میں ایک کو صرف دن اور ایک کو صرف رات کی روشنی پر قدرت عطا کی تاکہ بدر منیر کی لیل و نہار کی لعانیت کا امتیاز بھی ابھی سے ہو جائے۔ ابحار و اشجار کو بھی سبز ہائے ارض کی معنوی تازگی کا سبب بنایا گیا۔ دشت و جبل بھی معرض وجود میں آگئے۔ اب ارواح انسانیت کی کانفرنس بلائی جاتی ہے۔ الست بربکم کے سوال کے بعد حاضرین کے قالوا بلیٰ کے جواب پر بات ختم کر دی گئی۔

ادھر آخری نبی کی آمد سے قبل راہ و طریق کی نگہداشت کے لئے یا ارباب لباط ارض کی کامل تمکنت کے لئے غیر معمولی تعداد میں برگزیدہ انبیاء کی ایک جماعت کو توحید کا علمبردار بنا کر بھیجنے کا فیصلہ ہوا جس سے آخر الزماں نبی کی امتیازی شان کا بھی پتہ چل جائے گا اور مقصود کائنات کی جامعیت بھی ہویدا ہو جائے گی اور کیونکہ مقصود تخلیق عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی، اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اس اجتماع کے مصطفوین سے اس آخری نبی کی نبوت پر ایمان لانے کا میثاق بھی لے لیا جائے چنانچہ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الخ کی قرآنی آیت اسی میثاق الانبیاء کا بیان ہے۔ ملائکہ کے قدسی الاصل گروہ نے مہرۂ لاجورد کے سایہ تلے مفسک دمار اور مفسد ازلی کی تخلیق پر اظہار تعجب کیا، مگر تھوڑے ہی عرصے کے بعد ان پر آدمیت کے فساد اور اس کی حیثیت آشکار ہو گئی، وہ پکار اٹھے لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ۔ بالآخر تخلیق آدمؑ کا ازلی فیصلہ عملی صورت میں نمودار ہوا تو ملائک کو عظیم تقدس کے باوجود سجدہ تعظیمی کا حکم دے دیا گیا، اگر مناقب کے باب میں ناظرین اجازت دیں تو کہتا چلوں کہ یہ سجدہ اگرچہ اکرام انسانیت کی وجہ سے تھا مگر صلب آدم میں مقصود کائنات کے نور کا تقاضا بھی یہی تھا کہ نورانی مخلوق کو تاجدار مدینہ کی عظمت کا پہلے دن ہی سبق پڑھا دیا جائے اور یوں نوری مخلوق پر بشریت کا تفوق بھی ہو

Marfat.com

جلئے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد جب لوحِ ارض پر ہابیل قابیل کا پہلا انسانی خون ہوا تو زمین خونِ ناحق سے رنگین ہو گئی۔ اب اس رنگینیٔ احمر کی صفائی کے لئے آدمِ ثانی کی بعثت ہوتی ہے، وہ ساڑھے نو سو سال تک پیغامِ توحید کے ابلاغ میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ ان کی تبلیغ کا کچھ اثر ہوا تو گنتی کے چند افراد حلقۂ ارادت میں جمع ہو گئے، پھر طوفان آیا تو مومنین سلامت رہے منکرین غرقاب ہوتے۔ اس طرح پہلے انسانی خون کی سیاہی دھل گئی، طوفانِ نوحؑ دعائے نوح کا نتیجہ تھا، ادھر مقصودِ کائنات کا رویہ اس کے برعکس ہوگا۔ مومنین کی سلامتی میں ان کے ایمان کے ساتھ ساتھ قمر الانجم[۱] کی عظمت کا دخل بھی تھا[۱]۔ آخر یہ سلسلہ چلا اور مختلف قریوں میں بستیوں میں، بلاد میں، ممالک میں، دھور و زمن میں، چلتا گیا، پھیلتا گیا، کوئی جگ، کوئی قرن، کوئی زمانہ بھی تو ایسا نہ آیا جو کسی نبی یا رسول سے خالی گذرا ہو، اس کی حکمت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متفرد نبوت اور تحت الثریٰ سے عرشِ معلیٰ تک کی رسالت کے امتیاز کا پتہ چلتا ہے یہاں یٰقوم عاد، یٰقوم ثمود، یٰقوم نوح، یٰقوم شعیب وغیرہ کے محدود الافراد الفاظ سے انبیاءؑ کا مقامِ علو مذکور رہا۔ ادھر یا ایہا الناس، کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس، کے جامع الافراد خطاب سے ختمِ مرتبت کی شان کا بیان ہوا، آگے چلئے تو سلطنتِ بابل کا اوجِ عروج یہ ہے، اس کی نخوت و انانیت چرخِ نیلگوں تک پہنچ چکی تھی، اس نے سلطنت کے معبدِ اعظم میں اپنی سونے کی مورت رکھوا رکھی ہے کہ مخلوق اس کو سجدہ کرے اور اسی سے نذر و نیاز مانگی جایا کرے۔ ربُّ العٰلمین نے لوحِ تقدیر کے فیصلے کے مطابق ابنِ آذر کو مبعوث فرمایا حضرت ابراہیم کا سلسلۂ نسب ۹ واسطے سے حضرت نوح علیہ السلام سے جا ملتا ہے، شاہِ وقت کو توحید کی آواز پسند نہ آئی، دعوتِ ابراہیم کو قبول کرنے کے بعد اس کو خدائی کی مسند سے اتر کر بندگی کی مسند پر بیٹھنا پڑتا تھا۔ آخر حضرت ابراہیمؑ مصر کو روانہ ہو گئے، اس وقت مصر کا بادشاہ رقیونؒ تھا،

---

[۱] ایسے ہی تخیل کی طرف حضرت عباسؓ کے قصیدہ کے اشعار سے بھی چند اشارات ملتے ہیں۔

نے زوجِ نبی پر نظرِ ناخوش اٹھائی تو بارگاہِ ایزدی سے فوراً سرزنش ہوئی۔ زبانِ حال نے
ں آمیز لہجہ میں کہا۔ یہ اس برگزیدہ شخصیت کی بیوی ہے جس کے صلب میں قرِ انجم کی چاندنی
ں وہ نہایت شرم سے پانی پانی ہو گیا، پھر اکرام و اعزاز سے پیش آیا۔ جاتے وقت اس نے
بی ہاجرہ بھی ساتھ کر دی تاکہ اس نیک خاندان میں اس کی تربیت اچھی ہو جائے۔ القصہ
ت ابراہیم کا حضرت ہاجرہ سے نکاح ہوا، خدا نے انہیں پہلوٹا بیٹا اسی ہاجرہ کے بطن سے
ت کیا۔ اس کا نام اسمٰعیل رکھا گیا[2]۔ ادھر آتشِ نمرود میں عشقِ ابراہیم کا نظارہ بھی ہو چکا تھا
جس میں آتشِ نمرود پر آتشِ عشق غلبہ پا

تی۔ اب معصوم بیٹے کو عرب کی ریگستانی سرزمین پر تن تنہا ماں کے ساتھ چھوڑ جانے کا حکم ہوتا
۔ یہاں اسمٰعیل کی ایڑیوں سے اجسادِ انسانی کو سیراب کرنے کے لئے آبِ زمزم جاری ہوا
ں تنبیہ کر دی گئی کہ اسی سرزمین پر اسمٰعیلؑ ہی کی اولاد میں ایک ایسا نبی ہو گا جو اجسادِ انسانی کے
ایمان و عمل کی سوتیں کھول دے گا۔ پھر اسی سرزمین پر ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ سے بھی زیادہ قربانیاں
کرے گا۔ دینِ حنیف کا پرچم اکنافِ عالم کے ہر قطعے میں لہرا دے گا۔

یہاں ابراہیمؑ کو نبی آخر الزمان کی آمد کی اطلاع تو ابتدا ہی سے تھی مگر یہ سرفرازی کس گھرانے
حاصل ہو گی۔ اس کے متعلق کچھ خبر نہ تھی۔ پس جب تعمیرِ کعبہ سے فراغت کے بعد طلبِ اجرت
لئے کہا گیا تو خلیلؑ و ذبیحؑ دست دراز ہو کر کہنے لگے ربنا وابعث فیھم رسولاً
نھم الخ یعنی اے خدا جس نبی کے لئے یہ وجہ ارض سجائی گئی ہے کیوں نہ ہو اس کا ظہور میرے
رانے سے ہو جائے۔ بس میرے لئے یہ سعادت ہی بڑی اجرت ہے۔ دعا قبول ہو گئی
ب آئندہ ارض کی قدرتی تقسیم بھی یوں ہوئی کہ شام کا ملک اسحٰق کو ملا تو عرب اسمٰعیل کے حوالے کیا گیا

---

[1] خطباتِ احمدیہ ص ۱۰۹ از سر سید احمد خان

[2] یہ نام اللہ کی طرف سے تجویز ہوا از کتاب پیدائش ۱۶-۱۱

اسمٰعیل کی اولاد سے ہاشم پیدا ہوئے۔ اسحٰق کی جانب سے پھر نبوت کی یہ امانت چلی تو یعقو
کے گھرانے میں پہنچی، وہاں خاتم الانبیاءؐ کے وصفِ حسن کا اظہار صورتِ یوسفؑ میں کرکے ا
کو فکر و نظر میں ڈال دیا گیا، پھر ان پر زندانِ مصر کے ایام گذارے گئے تو باور کرایا گیا کہ آنے
نبیؐ شعب ابی طالب میں اس سے بھی بامشقت طریق سے تین سال کی قید گزارے گا، پھ
نے دیکھا داؤد علیہ السلام بھی بادشاہ شموئیل کی سختی کے باعث عرب میں آکر آباد ہو گئے
جب بنی اسرائیل کو بخت نصر نے تباہ کیا تو معد بن عدنان نے بھی عرب میں پناہ لی تھی۔ ادھر
کے شمال میں ابراہیم کا مقام اُر تھا۔ انہی کی اولاد عرب میں آباد ہوئی، ساتھ ہی علاقہ نوحؑ بھی
میں تھا۔ تھوڑے دور سے مقامِ لوطؑ تھا۔ ایک جانب انبیاءؑ کا دوسرا مرکز فلسطین و یروشلم کی نہ
تھی، یہی مقام عیسیٰؑ کی مقامِ دعوت تھا یہی وہ مقام تھا جہاں معراج کی رات ایک لاکھ چو
ہزار انبیاءؑ نے ہمارے محسن صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز ادا کی تھی۔ یہیں آنحضرتؐ اما
بنائے گئے تھے۔ جنوب میں عاد و ثمود کی بستیاں تھیں، علاوہ ازیں سیکڑوں انبیاءؑ عرب
سکونت پذیر ہوئے اور یہ کہ عرب تجارتی اور جغرافیائی لحاظ سے بھی وسط دنیا میں تھا، ان انبیا
کے باعث ابھی سے قطعاتِ ارض کے عرب و عجم کے علاقوں میں نبی آخر الزمان کے لئے عر
کی سرزمین کا انتخاب ہو چکا تھا۔ عرب کی مرکزیت کی صورت یہ تھی کہ عمان اور یمن، صنع
مکہ، جدہ اور ینبوع، مدینہ اور دومۃ الجندل میں بیرونِ دنیا کے تجارتی مراکز تھے۔ او
ہند، چین، ایران، عراق، مصر، روم اور حبش میں باہمی، آمد و رفت کا سلسلہ بھی عرب
گذر کر جاری رہ سکتا تھا، قریش ان سے پروانہ راہداری وصول کرتے ہیں (ماقبل میں اس کا
ہو چکا ہے) انبیاءؑ کی مراجعت الی العرب اور دنیائے عالم کی تجارت و ضرورت الی العر
بھی اس بات کی مخبر تھی کہ دنیائے عالم کا سب سے بڑا امن کا داعی اسی عرب میں آئے گا
مرجع الخلائق اسی عرب سے ہوگا۔ موردِ رحمت اسی زمین سے ہوگا۔ خاتم النبیین اسی علا
سے ہوگا۔ تاکہ پوری دنیا کے ساتھ رابطہ قائم رہے اور پھیلنے والی تعلیمات پھیل جائیں، پہنچنے وا

Marfat.com

ں سورج کی، جہاں انہوں نے پہنچنا ہیں پہنچ جائیں۔

ں حال میں بھی برگزیدہ افراد جن میں تشریعی وغیر تشریعی سب شامل تھے، کفر کے ظلمات ں ہوئی مخلوق کو ایمان کی نورانیت سے منور کرتے رہے توحید کی تعلیمات سے کرتے رہے۔

ب جو دھونس و تکبر اور صولت و حشمت کی بنا کرنے والا فرعون آیا۔ اس کے تزویر و دخل میں ملانے والا موسیٰؑ عصا دے کر اسی کے گھر سے نکالا اور مقابلے میں کھڑا کر دیا جب ون نے غوغا کیا تو موسیٰؑ کے نعرۂ مستانہ فکر میں ایسی جنبش ہوئی کہ ساحرین فرعون تک ایمان ئے، توحید کا پرچم بلند ہوا، مشکوٰۃ نبوت دعدغانے لگی، انانیت و استکبار کے ستون گرنے کاسہ لیسوں کے ہاتھوں پر چپت رسید ہوئی۔ کاغذی گھوڑے ہمت ہار گئے، دین کا طلوع ہوا۔ یہ فرعون، فرعونِ سحر کا آئینہ دار تھا جبکہ موسائے مصر موسائے مکہ کی آمد ہوا۔ بعثتِ موسیٰؑ کے بعد گلستانِ نبوت کے گل فرد اکی دید کا شوق انتظار پکڑ و افلاک، آفاق و خاشاک، مقصودِ کائنات کی راہیں تاکنے لگے۔ فیصلے کے مطابق ہوا کہ آنے والے سے پہلے بساطِ ارض کی سیاحت کرنے کے لئے ایک مسیحؑ پیدا چلئے جو خبر دے کہ زمین صاف ہے، راستہ بن چکا ہے۔ آنے والے کو آنے دیا جائے اس میں ایسی تعجیل ہوئی کہ باپ کا انتظار کئے بغیر مسیحؑ کو دنیا میں روانہ کر دیا گیا۔ پھر ارض کا اضطراب دیکھ کر موت کا انتظار کئے بغیر آسمان پر اٹھا لیا گیا چنانچہ حضور علیہ السلام ہوا کہ قربِ قیامت میں اسلام کے ساتھ لوگ خرابیاں کریں گے۔ تو فرمایا عیسیٰؑ ہم سال یامت آئیں گے، پھر آخر الزمان نبیؐ کی آمد میں پانچسو سال کا وقفہ ہوا۔ اللہ نے فرمایا

"حبیب! ذرا ٹھہرو، میں چاہتا ہوں۔ آپ کا طلوع ایسی سیاہ رات میں ہو جس میں بھولے بھٹکے مسافر راہوں کے متلاشی ہوں، آندھیوں کے جھکڑ ایسے چلتے ہوئے ہوں کہ لولاک و افلاک کے خلائق کسی روشنی کے لئے بیتاب

Marfat.com

ہوں، کفر و شرک کی گھٹائیں ایسی پھیل چکی ہوں کہ اصنام بھی کسی موحّد کی راہ تک رہے ہوں، ظلم و ستم، جبر و تعدّی کے طوفان ایسے اٹھ چکے ہوں کہ فضائیں کسی معلّم کی راہ دیکھ رہی ہوں۔

اب وہ آن پہنچا ہے کہ بے بصر کو بالبصر کرنے کے لئے، بے نظر کو بانظر کرنے کے لئے، مردہ دلوں کو حیاتِ جاودانی عطا کرنے کے لئے، بناتِ ارض کی بے بسی کے خاتمے کے لئے، قیاصرہ و اکاسرہ کی نخوت کا بھرم توڑنے کے لئے، اضمحلال کے خوگردں کو اطمینان بخشنے کے لئے، قافلۂ نبوت کے آخری مقتدا اور قصرِ نبوت کے آخری عمود کو جامِ رنگین کی رنگینیاں دیکھ کر عربستان کے ریگستانوں سے طلوع کر دیا جائے۔

حکم ہوا، دیکھو، اب میں تمہیں بھیج رہا ہوں، کچھ عرصے کے بعد شب تاریک کے سناٹوں میں اسرای کے نظارے بھی ہوں گے —— لو یہ کمالات یزدانی کی الماریاں ہیں، سیادت تمہارے ہی لئے پڑی ہے لے جاؤ"

بس سیادت انھا ئے جب نبوت کے لئے آئے تو نبوت ساری کی ساری اٹھا کر خاتم الانبیاء ہو گئے —— اب کتاب کی دیر تھی، آواز آئی،

حصولِ وحی میں موسیٰ طور پہ پہنچے
کیا عجب جو وحی تیرے حضور پہ پہنچے

بڑے آدمیوں کا سامان غلام لاتے ہیں، اب تم چلو، نورانی مخلوق کا وزیر تعلیم تمہاری کتاب لے کر خود حاضر ہوگا، اب جو آؤ گے، مکہ بھی معظمہ ہو جائے گا۔ کوہ سلع یا مدینہ میں قدم رکھو گے تو منوّرہ کہلائے گا۔

عرب میں بہت سے قبائل ہیں، کس کا انتخاب ہو، بس نہایت شریف اور ذی اثر قبیلہ بنو ہاشم اس عزت سے سرفراز کر دیا گیا لہ (اے حضور نے ارشاد فرمایا:- ان اللہ اصطفی کنانہ من ولد اسماعیل —— واصطفی قریشؐ من کنانہ واصطفی من

قریش نبی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم، از مسلم روایت واثلہ بن اسقع دوسری روایت ترمذی عن عباس —، باپ کا نام ایسا ہوگا جس سے انبیاؑ سابقین کا پروگرام واضح ہوگا۔ ماں کا نام بھی آمنہ ہوگا کہ اس کے پاس دنیا کی سب سے بڑی امانت ہے اور یہ کہ مکہ میں جس شہری جمہوریت کا قیام تھا اس کے مطابق خارجی، ملکی احوال اور جنگی ذمہ داریاں بنو اُمیہ پر تھیں، خطابت وغیرہ کا ذمہ خاندانِ عمر نے اٹھایا تھا، تاوان اور قرضے کا چکانا خاندان ابوبکر کے عہد میں تھا، یہاں پر بھی تولیت کعبہ بنو ہاشم کے حصہ میں آئی، اتفاق کہیئے یا حکمت سے تعبیر کیجئے، قریش ہی کی قوم کو حامل وحی ہونے کا شرف ملا۔

خود اس نابدار کا ایسا اسم ہوگا۔ عصمت ہی عصمت کے مطابق خطاط بھی خطوط کا نکتہ نہ لگا سکیں گے۔ فرش اور عرش کے دو ناموں (محمدؐ اور احمد) میں ہر نام آئینہ شفاف سے سیرت کی معنوی خوبیاں ظاہر کرتا چلا جائے گا۔

ٹھہر و ٹھہر و، مہینے اور دن کا بھی انتخاب ہو جائے، ماہِ رمضان اگرچہ بابرکت ہے، مگر کوئی یہ نہ کہے، شاید ہمارے نبی کو رمضان کے باعث عزت ملی، بلکہ معلوم ہو جائے ربیع الاول کو آقائے انسانیت کے طفیل برکت عطا ہوئی[1] یوم جمعہ بھی بیشتر انبیاؑ کی بعثت و ولادت کا یوم ہے مگر یہاں بھی ابہام عظمت کی خاطر سوموار کا روز مقرر کیا گیا۔

اب انتظامات مکمل ہو گئے، راہ وطریق سنوار دیئے گئے ہیں۔ آثار و اسرار بے خود ہوئے جا رہے ہیں۔ ابطال کی شطحیات نالہ کناں ہیں —— بس وہ آ گئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے اقوام و قبائل دیکھتے، سردار تکتے ہیں، قیصر و کسریٰ پرکھتے ہیں غسانی دم بخود ہیں، ساسانی متحیر ہیں، خراسانی نالاں ہیں، یہودی ساہوکار عقل وخرد کھو بیٹھے ہیں، صابئی تعقلی عقل پرست پریشان ہیں، ادھر شاعروں کا تخیل جنبش میں ہے، مدح سراؤں کی نغمہ سنجیاں تحرک میں ہیں

---

[1] از تواریخ حبیب اللہ، مصنفہ مفتی عنایت احمد

Marfat.com

ملائک کی مسرتیں عروج پر ہیں، رحمت ہی رحمت کے آثار ہیں، تقدس ہی تقدس ہے، ان کی آمد کی گھڑی ایسی ہوئی کہ جس پر ایام و شہود کی تمام ناز برداریاں قربان کر دی جائیں۔

آدمؑ کے لئے فخر یہ عالی نسبی ہے
مکی و مدنی، ہاشمی، مطلبی ہے

ادھر فرشتگان قضا و قدر پکار پکار کر کہہ رہے تھے۔ ـــــ صحرا نوردوں سے کہو، بیابانوں کے حدی خواں اپنے نغمے بدل لیں ـــــ ہندوستان کے برہمنوں سے کہو، باز آجائیں

یورپ کے کلیسا سے کہو، چیرہ دستیاں چھوڑ دیں، افریقہ کے سیاہ فاموں سے کہو مذہب کی رعایت شروع کر دیں ـــــ واشنگٹن و نیویارک کے معزز پاسداروں سے کہو سرگرمیاں بند کر دیں۔

آج دکھوں پر واویلا مچانے والوں اور مرگھٹوں پر نالہ کرنے والوں کا مفرط مذہبی جنون خطرات میں جا پڑا ہے۔

اب قدسیانِ ارض و سما کا تاجدار آ گیا ہے، جن کے صدقے جگر کو شوق اور تخیل کو ذوق بخشا گیا جن کی بدولت عزم کو پختگی، روح کو طمانیت اور جذب کو عذب عطا ہوا، جن کے طفیل صبا کو ریا اور ادا کو وفا ملی، وہ لیل و نہار کا بدرِ منیر بشریت کے بھیس میں سرزمینِ عرب پر طلوع ہو چکا تھا۔

بدلا ہوا تھا رنگ گلوں کا تیرے بغیر
اک خاک سی اڑی ہوئی سارے چمن میں تھی

(فانی بدایونی)

اب عالی کردار و اخلاق سے نوازے ہوئے گل کی پرورش ہوتی ہے، والد محترم کا سایۂ عاطفت قبل از ولادت دور کر کے ظلِ رحمانی کی آغوش میں دے دیئے گئے

Marfat.com

ماں چھ سال کی عمر میں ساتھ چھوڑ دیتی ہے، یہیں سے صبر و استقلال کا درس ذہن نشین کر
دیا جاتا ہے، بکریوں کو چرانے کا موقع آیا تو احساس ذمہ داری، تلطف و رحمت کی آمیزشوں
سے ظاہری خد و خال سنوارے جا رہے ہیں تاکہ باور کر دیا جائے کہ مسبب الاسباب
اسباب کے پردے میں ظاہر ہوتا ہے، ادھر اقارب ایک ایک کر کے جدا کر دیئے گئے
آخری ہونے کے باعث بہت سے خانگی بار بھی نبوت کا پیش خیمہ بنائے گئے۔
ایامِ تجارت میں آنے والی نسلوں کے لئے طریقۂ تجارت و معیشت کو بطور نمونہ واضح
کر دیا گیا تاکہ قبل از نبوت ہی اس عنوان کی تکمیل ہو جائے۔

ازدواجی زندگی میں بیشتر بیویاں عقد میں داخل ہوئیں کہ مقررہ حد تک عمر کے اعتبار ہی
سے امت، نبوی مساوات کو راہ ہدایت بنائے اور یہ کہ تعلیم النساء کا فریضہ بھی شروع ہو
تاکہ بیواؤں کی لٹی ہوئی عظمتیں بحال ہو جائیں اور یہ کہ خواہشات، انسانیت تک محدود دلیل۔
خیر موضوع اپنے تئیں پھیلتا جا رہا ہے۔ مختصر یہ کہ فاران سے اعلامِ توحید کی ابتدا ہوتی ہے، یہاں
انبیاءِ سابقین کی عین سنت کے مطابق پتھروں سے استقبال ہوتا ہے۔ اقارب جدا ہو گئے ہیں
مداح ہجو پر اتر آئے ہیں، تعظیم کرنے والے تذلیل کئے جا رہے ہیں۔ بس ہمارے نبیؐ پر ظلم کے طوفان
آئے، ستم کی آندھیاں چلیں، کوچہ و بازار سے نالوں کی صدائیں اٹھیں، رؤساءِ مکہ، دار الندوہ
میں قتل کے منصوبے تیار ہونے لگے ہیں، یہ چیزیں آپ کی عظمت اور رفعت کا نشان تھیں، دوسرے
انبیاءؑ پر آپ کے تفوق کا بین ثبوت تھیں، آنے والی امت کو اعلائے کلمۃ الحق میں مصائب پہ
صبر و شکیبائی کی تلقین تھی، اگر انبیائے سابقین کے مصائب تمہید عشق تھے تو آخر الزمان پہ کی گئی
یہ سختیاں تکمیلِ عشق کا درجہ رکھتی تھیں۔

طائف میں پہنچے تو بھی حریصِ ہدایت کے حرص کا استہزا ہوا، یہ ایسے واقعات ہیں جن
کی گہرائیاں اقوام و ملل کے فہم و عقل کے محتاج ہیں۔ تامل کیجئے، غور فرمائیے، دیکھتے اور سوچتے
چلے جائیے، وہ ہیبت کدائی خیال کر کے احوال پر نظر ڈالئے، ہر دور کے رہنماؤں کی

حب الوطنی، حب الایمانی، حب الانسانی کو اس رہبر و رہنما کے اسوہ حسنہ پر پرکھئے۔

وہاں جوابی کارروائی میں نوح کا طوفان، ثمود کا صیحہ، عاد کی آندھی، شعیب کا رجفہ، بصورت عذاب نمودار ہوئے تھے، یہاں معاملہ برعکس ہے۔ دشمنوں کو دعائیں دی جا رہی ہیں غلاظت کے ڈھیر پھینکنے والوں کی تیمارداری ہو رہی ہے۔ کانٹے بچھانے والوں کو عطیات سے نوازا جا رہا ہے۔ رحمتِ کائنات کی رحمتوں کا یہ موضوع بہت طویل ہے۔

دنیا نے آپ کو رحمۃ اللعٰلمین جانا مگر نہ جانا، انہوں نے۔ صرف آپ کو مذہب کا امام بنا کر پیش کیا مگر حال یہ ہے آپ جیسا سیاست داں روئے ارض پر رونما ہوا ہی نہیں، یہ درست ہے کہ بدر و حنین، خندق و خیبر اور دوسرے غزوات میں نصرتِ الٰہی کا نزول ہوا، ملائک اترے، مگر یہ بات کسی کے فہم و خیال ہی میں نہیں کہ سپہ سالارِ اعظم نبی کی تربیت، انتظام، عسکری صلاحیتیں، جنگجویانہ کمالات، بے مثال سیاسی شعور عمیق نظر و فکر، استقلال کی بے پناہی، بھی فتح و کامرانی کا سبب تھیں۔

اور آپؐ عالمِ عقبیٰ کے لئے رحمت تھے، عالمِ ارواح کے لئے رحمت تھے، عالمِ ... کے لئے رحمت تھے۔ عالمِ نباتات کے لئے رحمت تھے، عالمِ جمادات کے لئے رحمت تھے، عالمِ حیوانات کے لئے رحمت تھے، وہ سب کی رہنمائی کے لئے آئے تھے، سب کی فلاح کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ جمیع انسانیت کے لئے وہ رہبر تھے، کسی دور، کسی بھی انسانی زندگی، حکمرانی زندگی کا کوئی مرحلہ ایسا نہیں جس کا حسن و قبح ہمارے محسن نے بتایا نہیں اور یہ فرمودہ اسلام کا ایک اصول بن گیا۔

سیرتِ نبویؐ کا نسبی پہلو

جس باعثِ تخلیق کے صدقے بزمِ عالم کی انجمن سنواری گئی تھی۔ قضا و قدر کی نغمہ آرائیاں ہوئی تھیں۔ عناصر کی جدت طرازیاں معرضِ شہود میں آئی تھیں۔ ابتدائے آفرینش ہی سے جس کے استقبال کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں، مشاطۂ قدرت نے جن کی پاکیزہ زندگی کے نقوش سنوارے تھے جس کے خطوط پر نوعِ انسانی کا سانچہ تیار ہوا تھا، اس آفتابِ ہدایت کا نسب ——— کیا ہوگا، کتنا شفاف ہوگا اس میں کیونکر کوئی ابہام واقع ہو سکتا ہوگا، اور بات بھی صحیح ہے پیغمبر عصمت کا تاجدار کیسے ہو سکتا ہے جس کے نسب میں کسی شبہہ کا شمہ بھی موجود ہو۔

عرب جو انساب کی پاکیزگی کو انسانی عظمت کا بڑا معیار سمجھتے تھے، ان کے روبرو بھی ایسا شخص ہی روبہ تبلیغ و تعلیم ہو سکتا ہے جس کا نسب ایک درخشاں سورج کی مانند ہو اور اس کے آباؤ اجداد کی گنتی ایک کھلی اور واضح کتاب ہو، کیونکہ ان میں تھوڑی بھی خامی رہ گئی تو آنے والی کٹھن منزلوں میں وہ اسکا طعنہ ضرور دیں گے۔

پھر دیکھا آپ نے ——— سیرت کے قرطاس پر آپ کے مخالفین کے وجوہ مخالفت دیکھ جانے سے طعنوں کے انبار کھل جانے کے بعد بھی کسی کی زبان پر یہ لفظ نہ آیا کہ محمدؐ کے نسب میں کچھ خرابی ہے۔

قیصر روم حضورؐ کے دشمن ابوسفیان سے آپکے نسب کی بابت دریافت کرتا ہے۔ اس کا سوال تھا کیف نسبہ فیکم (وہ (نبی) تم میں سے کیسے نسب والا ہے)، وہ ہم میں اعلیٰ نسب والا ہے، ابوسفیان نے کہا۔

ایک مرتبہ سیدِ لولاک نے انبیاء کی عصمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

"کسی پیغمبر کی بیوی نے کبھی زنا نہیں کیا۔"[1]

جب سابقین انبیاءؑ کی بیویوں کی شانِ عصمت یہ ہے تو خاتم الانبیاء علیہ التحیہ میں تو کچھ

کلام ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ کی عظمت و معصومیت اور نسبی شرافت کا کیا حال ہوگا۔ نبی ہر اعتبار سے دوسری مخلوق سے ممتاز ہوتا ہے۔ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب جو نبی آدمؑ کے تمام انساب سے اعلیٰ و برتر اور سب سے افضل و بہتر ہے وہ سلسلۃ الذہب اور شجرۃ النسب حاضرِ خدمت ہے۔

سیدنا و مولانا **محمد** بن عبداللہ بن عبدالمطلب

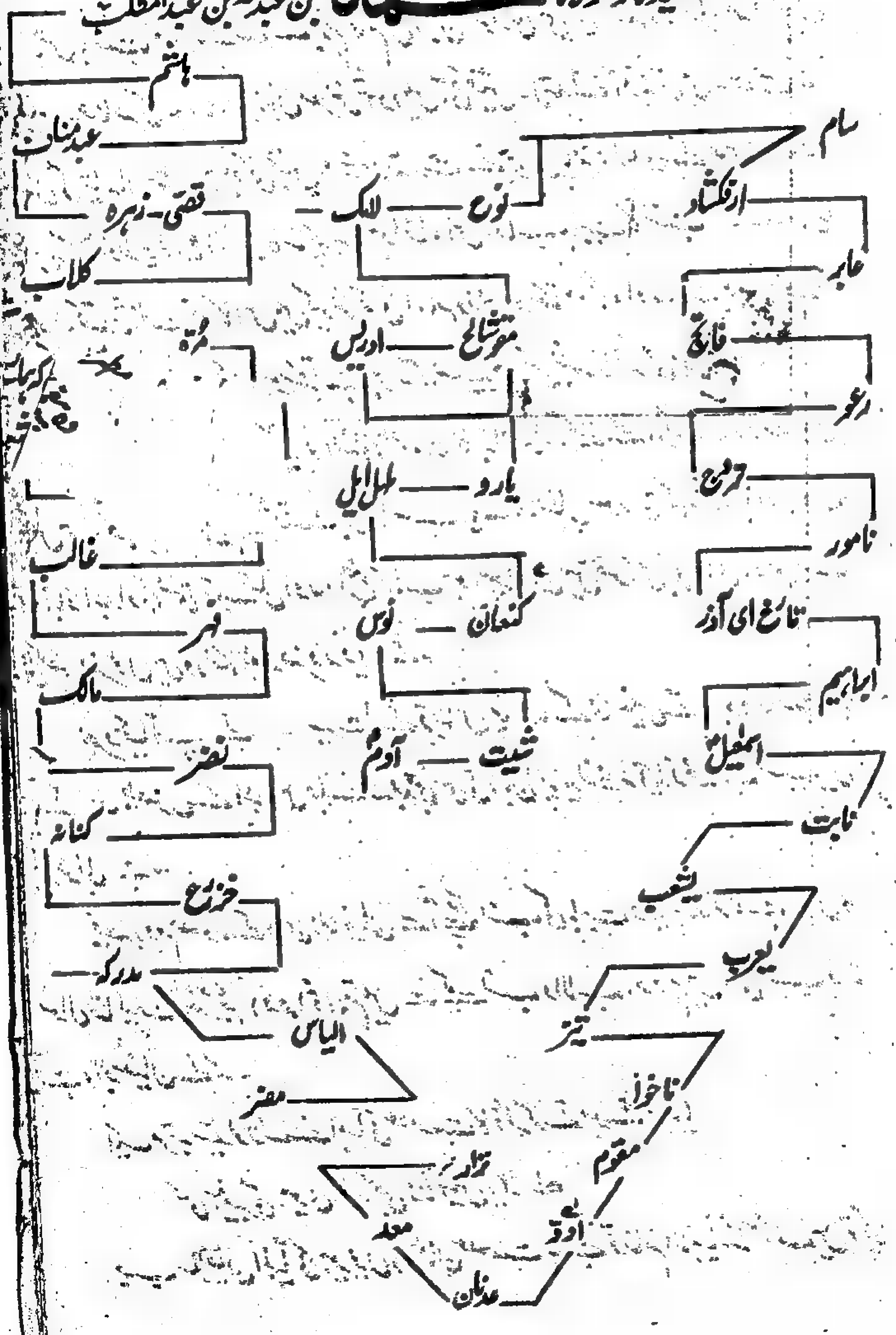

عدنان تک آپؐ کا سلسلہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ ایک حساب کے مطابق عدنان کے ساتھ حضورؐ کا تعلق نسبی اکتالیسویں درجے تک آتا ہے۔ فاصلہ اس میں ۵۰۸ ابرس کا ہے عرب کے مشہور ۳۴ قبائل کا تعلق کسی نہ کسی مرتبے پر حضور کے سلسلہ نسب سے جڑ جاتا ہے اس بات میں بھی مورخین کا اختلاف ہے کہ حضرت اسمٰعیل سے آدم تک ۲۰ پشتیں ہیں یا چالیس۔

لہ عمومی طور پر حضور کا سلسلہ نسب عدنان تک ملتا ہے کیونکہ آگے کی تصدیق حضورؐ نے نہیں فرمائی، لیکن امام بخاری نے جو عدنان سے آگے اسمٰعیل تک ذکر کیا ہے حاضر خدمت ہے۔

از سیرت المصطفےٰ صہ۱۳ جلد ا

لہ ابراہیم سے آدم علیہ السلام چند ایک اجداد کی صحت میں جو مورخین کا اختلاف وہ صرف تاریخی آبگینے میں سہو کے باعث ہے، ورنہ اس اختلاف سے آنحضرت کے نسب میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ (از قاضی سلیمان پوری)

Marfat.com

جو نبی براہیمی توحید کا علمبردار بن کر آیا، جمال یوسفی کا مظہر اتم ہوا، معجز طرازی موسیٰ[1] اور جاں نوازی مسیح بنا۔ ان کے خاندان کو مندرجہ ذیل مختصر اجمالی نسب نامہ بھی ملاحظہ ہو۔

خاندان نبوت کا سلسلہ نسب

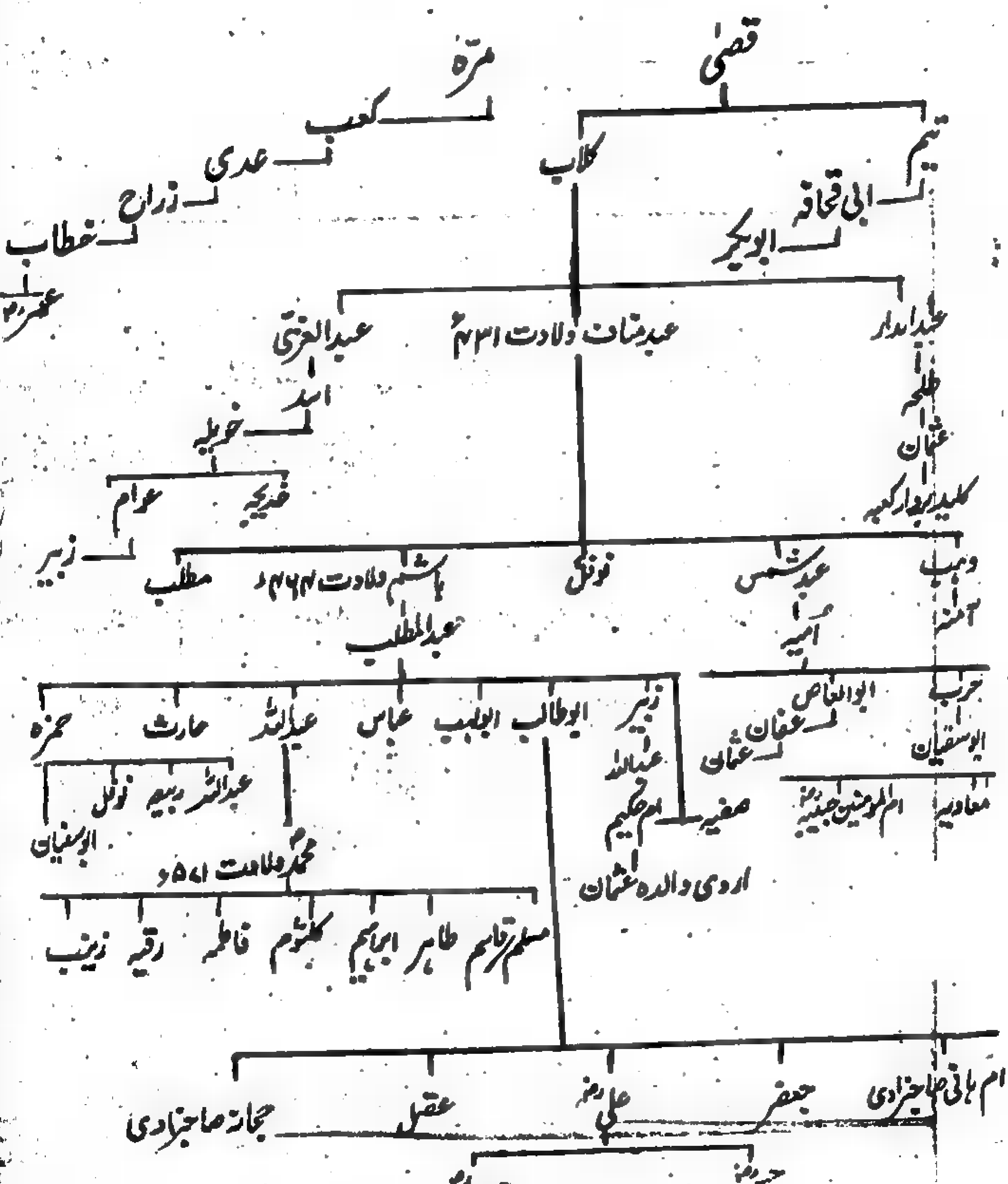

۱۔ یہ نسب نامہ کا خاکہ سیرۃ کی مختلف کتب سے ماخوذ ہے لیکن اس میں کافی حد تک بنیادی تبدیلی کی گئی ہے

۲۔ طبقات ابی سعد ص ۱۲ ج ۱

آدمؑ سے نوحؑ علیہ السلام تک دیکھ ان ناموں کے) ۱۰ پشتیں

سام بن نوحؑ سے ابراہیم خلیل اللہ تک ۹ پشتیں

اسماعیل بن ابراہیم سے عدنان تک ۴۰ پشتیں

عدنان بن اُدد سے والد بزرگوار عبداللہ تک ۴۱ پشتیں

میزان ۱۰۰ پشت ۔ یہ نسب نامہ اگرچہ پہلے سے مختلف ہے ۔ وجہ یہ ہے کہ اس میں کئی جد چھوڑے گئے ہیں ۔ بہرحال یہ نسب نامہ بھی ریب سے خالی نہیں ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی مائیں

آنحضرت کی رضاعی ماؤں میں ابولہب کی باندی ثویبہ ہیں ۔ ولادت کے بعد جس تے چند روز آپؐ کو دودھ پلایا ۔ اسی باندی نے آپؐ کے چچا حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا ۔ محدثین نے ثویبہ کے اسلام لانے میں اختلاف کیا ہے[1] ۔ ان کے بعد حضرت حلیمہ بنت عبدالعزیٰ بن رفاعہ سعدی نے آپ کو دودھ پلایا ۔ حضرت حلیمہؓ کے والدین کے اسلام میں بھی علماء نے اختلاف کا قول کیا ہے ۔ دستورِ عرب کے مطابق جب آپ کو مکہ کے مضافات میں کھلی آب و ہوا کے سپرد کرنے کا ارادہ ہوا تو آپؐ حلیمہ سعدیہ کے حصے میں آئے اسی برگزیدہ دائی نے آنحضرت کے چچازاد بھائی ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کو بھی دودھ پلایا ۔

آپؐ کس کس کی آغوش میں رہے ؟

حضرت حلیمہ کی تفویض کے بعد آپؐ اپنی والدہ سیدہ آمنہ کی گود میں پرورش پاتے رہے ان کے علاوہ آپؐ نے ام ایمن کی آغوش کو بھی زیبِ رحمت سے نوازا ۔ ام ایمن آپ کے والدین کی باندی تھی ۔ ان کے خاوند زید بن حارثہ تھے ۔ اسامہ بن زید انہی کے صاحبزادے تھے یہی خاتون ہیں کہ آپؐ کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان کے

[1] زاد المعاد خلاصہ ابن قیم صفحہ ۴۲ ج ۱

Marfat.com

پاس تشریف لائے، یہ رو رہی تھیں۔ انہوں نے فرمایا۔ اے ام ایمن کیوں روتی ہو۔ اللہ کے ہاں اپنے رسولؐ کے لئے یہاں سے کہیں بہتر نعمتیں ہیں۔ فرمانے لگیں۔ میں یہ سب کچھ جانتی ہوں۔ میری ضعیف آنکھیں اس لئے اشکبار ہیں۔ جو آسمان سے خبر آیا کرتی تھی۔ اب منقطع ہو چکی ہے۔

سیرتِ نبویؐ کا ابتدائی سوانحی پہلو

جب چمنستانِ دھر کی قسمت کا ستارہ ہویدا ہوا اور ظلمات کو اجالوں کی خبر ہوئی تو یتیم عبداللہ، جگر گوشہ آمنہ، شاہِ حرم حکمرانِ عرب، قائد الانسانیت، فرمانروائے عالم، شہنشاہِ کونین عالمِ قدس سے عالمِ امکان میں تشریف لائے، ـــ تو ـــ جحیمِ شر ختم ہوئی، آتشکدۂ کفر سرد ہوا، کلیسائے روم ویران ہوا، آذرکدۂ گمراہی خاک ہوا، صنم خانوں سے توحید کے نغمات اٹھنے لگے، مجوسیت کا شیرازہ بکھر گیا، یہودیت دم توڑ چکی، نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے، قصراتِ نوشیرواں میں زلزلہ ہوا، فارس کی ہزار سالہ آتش نے تمازت کو خیرباد کہا، اباطیل کی سطوت کے کنگرے گرنے لگے۔ مقوقس[1] اور اصحم[2] کی سلطنتیں لرزہ اندام ہو گئیں، پاپائے روم اور شاہانِ حمیر سکتے میں پڑ گئے۔ ان کے اعجاز و امتیاز کے سامنے نگاہیں خیرہ ہو گئیں، عقول و فحول نے حیرت و استعجاب میں ہمت ہار دی انسانیت غبطہ و رشک کے کیف و سرور میں سرمست ہوئی، شانِ عجم اور شوکتِ روم نے اعترافِ عظمت کر لیا۔ اوجِ چین کے قصرہائے فلک بوس گرنے لگے۔

---

[1] حاکم مصر [2] شہنشاہ حبش، یہ نجاشی بادشاہ بعد میں مسلمان ہو گیا تھا۔

آفتاب ہدایت کی شعاعیں چار سو عالم میں پھیل گئیں، بالآخر وہ دن آپہنچا کہ چشم فلک کو مدت سے جس کا انتظار تھا جس کی دید کے لئے ہر دن سورج طلوع ہوتا تھا، وہ دن جو بطن تقدیر میں مدت سے پرورش پا رہا تھا، جس دن کی دید کے لئے خلائق کا ہر ذرہ نگاہیں دوڑا رہا تھا انسانیت جس کی جستجو میں تھی، جس دن کی شعاعیں ادھر آدمؑ تک اور ادھر قیامت تک لمعہ افگن رہنے والی تھیں، وہی دن جو یوم الایام تھا، وہی دن جو تاریخ ہستی کا سب سے اہم ترین دن تھا وہ اقوام عالم میں سب سے عظیم یوم تھا، سب سے روشن روز تھا۔ اس کی نسبت مصر کے مشہور ہیئت دان عالم محمود پاشا فلکی نے ایک رسالہ میں دلائل ریاضی سے ثابت کیا ہے کہ دن ۹ ربیع الاول سوموار ۲۰ اپریل ۵۷۱ء یکم جیٹھ، سمت ۶۲۸ بکرمی کا دن تھا[1]

اس روز مردہ دلوں کو زندگی بخشنے والے ظلمات کو لمعات دینے والے اقوام عالم کی ناہمواریوں کو تعمیراتی نصب العین سے ہم آغوش کرنے والے مظلوموں کی فریاد رسی اور ستانے والوں سے بھلائی کرنے والے[3] باطل کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھٹکنے والی قوم کو صراط مستقیم کا درس پڑھانے والے سید الاولین والآخرین، اشرف الانبیاءؑ، اکمل الانبیاءؑ، اطیب الانبیاءؑ خاتم الانبیاءؑ، امام الانبیاءؑ، شفیع المذنبین یتیم مکہؐ کی وادی مکہ میں ولادت ہوئی ہے۔

---

[1] از سیرت النبیؐ علامہ شبلی جلد اول صفحہ ۱۹۰

[2] از سیرت النبی مصنف سیماب اکبر آبادی۔ بعض سیرت نگاروں نے ۹ ربیع الاول کی تاریخ سے اختلاف کر کے ۱۲ ربیع الاول اور بعض نے ۸ ربیع الاول کی تاریخ بتائی اصح یہی ہے جو ہم نے نقل کر دی ہے

[3] اس سے مراد آپؐ کی وہ حدیث ہے جس میں ارشاد ہے ظالم کو ظلم سے روکنا اس کی بھلائی ہے۔

Marfat.com

ظہورِ قدسی سے غارِ حرا تک

۹ ربیع الاول ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کے سات روز[1] بعد آپ کے دادا نے خانہ کعبہ لے جا کر آپ کا نام محمد رکھا۔

سوانحات	عمر مبارک	سن
حضرت حلیمہ سعدیہ کے یہاں پرورگی	۵ یوم	۱۷ ربیع الاول
حضرت حلیمہ کی طرف سے پہلی واپسی	۲ سال	۵۷۳ء
حضرت حلیمہ کی طرف سے آخری واپسی	۶ سال	۵۷۷ء قبل ہجرت ۴۷ء
والدہ سیدہ آمنہ کا انتقال (مقام ابواء)	۶ سال	۵۷۷ء " ۴۷ء
دادا[2] کا انتقال بعمر ۸۲ سال مقام مکہ	۸ سال ۲ ماہ ۱۰ دن	۵۷۹ء " ۴۵ء
شام کا پہلا تجارتی سفر	۱۲ سال ۲ ماہ	۵۸۳ء " ۴۰ء
ملاقات بحیرا راہب	" "	۵۸۳ء " ۳۷ء
جنگِ فجار میں شرکت	۱۵ سال ۷ ماہ	جون ۵۸۶ء " "

[1] سات روز کا تعین باعتبار قرائن کیا گیا ہے ورنہ کسی کتاب میں یہ حد راقم کی نظر سے نہیں گذری

[2] آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب کی پیدائش ۴۹۷ء کو ہوئی از رحمۃ للعالمین۔

Marfat.com

حلف الفضول میں شرکت	[illegible] سال ۸ ماہ	جولائی ۵۸۶ء	قبل ہجرت	۳۷ سنہ
شام کا دوسرا تجارتی سفر	۲۵ سال (ق ب)	جولائی ۵۹۵ء	,,	۲۸ سنہ
نسطورا راہب سے ملاقات	۲۵ سال ,,	,,	,,	,,
پہلا نکاح۔ زوجیت حضرت خدیجہؓ	۲۵ سال ۲ ماہ ۱۰ دن	ستمبر ۵۹۵ء		
سیدنا قاسمؓ بن رسول اللہ صلی اللہ کی پیدائش	۲۸ سال (ق ب)	جون ۵۹۸ء	,,	۲۵ سنہ
سیدہ زینبؓ بنت رسول اللہؐ کی پیدائش	۳۰ سال ,,	جون ۶۰۰ء	,,	۲۳ سنہ
سیدہ رقیہؓ بنت رسول اللہؐ کی پیدائش	۳۳ سال ,,	۶۰۳ء	,,	۲۰ سنہ
سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہؐ کی پیدائش	۳۴ سال	۶۰۴ء	,,	۱۸ سنہ
تعمیر کعبہ اور آپؐ کا فیصل ہونا	۳۵ سال	۶۰۵ء	,,	۱۸ سنہ
سیدہ فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہؐ کی پیدائش	۳۵ سال	,,	,,	,,
غار حرا کے شب و روز	۴۰ سال ایک دن	۹ فروری ۶۱۰ء	,,	۱۳ سنہ قبل

طلوع آفتاب سے وفات تک

آغاز نزول قرآن و بعثت و نبوت	۴۰ سال ۶ ماہ ۱۰ دن	شب جمعہ ۱۸ رمضان المبارک بعثت سنہ ۱، ۱۴ اگست ۶۱۰ء
خفیہ دعوت کا آغاز دو نمازوں کی فرضیت	,, ,,	,, ,, ,,

انقلابی دعوت کا اعلانیہ پروگرام کا آغاز	۴۴ سال ۶ ماہ	سنہ ۶۱۴ء	قبل ہجرت سنہ ۹
ملک حبش کو صحابہ کی ہجرت	۴۵ سال ۳ ماہ (ق ب)	۶۱۶ ؍	؍؍ رجب سنہ ۷
امیر حمزہؓ حلقہ بگوش اسلام میں	۴۶ سال	؍؍	؍؍
شعب ابی طالب میں نظر بندی	۴۶ سال ۹ ماہ ۱۳ دن	سنہ ۶۱۶ء	؍؍ سنہ ۶
خواجہ ابوطالب کی وفات	۴۹ سال ۸ ماہ ق ب	سنہ ۶۱۹ء	؍؍ سنہ ۳
ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی رحلت	؍؍	؍؍	؍؍ ؍؍
ام المومنین حضرت سودہؓ سے نکاح	۴۹ سال ۶ ماہ ۲۲ دن	فروری سنہ ۶۱۹ء	؍؍ ؍؍
ام المومنین حضرت عائشہؓ سے نکاح	۴۹ سال ۷ ماہ ق ب	سنہ ۶۱۹ء	؍؍ ؍؍
دعوت اسلام کے لئے طائف کا سفر	۴۹ سال ۷ ماہ ۱۹ دن	مارچ سنہ ۶۱۹ء	؍؍ ؍؍
قبائل میں تبلیغ اسلام	۴۹ سال ۹ ماہ ق ب	مئی سنہ ۶۱۹ء	؍؍ ؍؍
سوید بن صامت کا ایمان لانا	۵۰ سال ق ب	ستمبر سنہ ۶۱۹ء	؍؍ سنہ ۲
مدینہ میں اسلام کا آغاز			
ایاس بن معاذ کا قبول اسلام	۵۰ سال ق ب	ستمبر سنہ ۶۱۹ء	؍؍ ؍؍
ضماد ازدی کا حلقہ بگوش اسلام ہونا	۵۰ سال ق ب	ستمبر سنہ ۶۱۹ء	؍؍ ؍؍
اسراء ۔ معراج	۵۰ سال ۳ ماہ ۹ دن	۸ مارچ سنہ ۶۲۰ء	؍؍ ؍؍
نماز پنجگانہ کی فرضیت	۵۰ سال ؍؍	۸ مارچ سنہ ۶۲۰ء	؍؍ ؍؍
طفیل بن عمرو دوسی کا مسلمان ہونا	۵۰ سال ۵ ماہ	سنہ ۶۲۰ء	؍؍ ؍؍

Marfat.com

Marfat.com

سریہ سیف البحر	۵۳ سال ۶ ماہ (ق ب)	مارچ ۶۲۳ء	رمضان المبارک ۱ھ
سریہ رابغ	۵۳ سال ۷ ماہ "	اپریل ۶۲۳ء	شوال ۱ھ
ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی رخصتی	" "	"	" "
سریہ خرار	۵۳ سال ۸ ماہ "	۶۲۳ء	ذیقعد ۱ھ
فرمانِ جہاد	۵۳ سال ۱۱ ماہ ۴ دن	۱۵ اگست ۶۲۳ء	۲ھ
غزوہ ودان	۵۳ سال ۱۱ ماہ ۲۲ دن کے مابین	۶۲۳ء	[illegible]
غزوہ بواط	۵۴ سال ۲۲ دن ق ب	ستمبر ۶۲۳ء	۲ھ
غزوہ سفوان، غزوہ بدر اولیٰ	"	"	"
غزوہ ذوالعشیرہ	۵۴ سال ۳ ماہ ۲۲ دن ق ب	دسمبر ۶۲۳ء	۲ھ
سریہ نخلہ	۵۴ سال ۴ ماہ ۲۲ دن	جنوری ۶۲۴ء	"
تحویل قبلہ	۵۴ سال ۵ ماہ ۷ دن	۱۱ فروری ۶۲۴ء	"
روزوں کی فرضیت	۵۴ سال ۵ ماہ ۱۳ دن	۶۲۴ء	"
غزوہ بدر	۵۴ سال ۶ ماہ ۹ دن	۸ تا ۱۳ مارچ ۶۲۴ء	"
بدر میں صف بندی اور معرکہ کارزار	" "	"	"
غزوہ بنی سلیم	۵۴ سال ۶ ماہ ۷ دن	۸ تا ۱۳ مارچ ۶۲۴ء	"
زکوٰۃ الفطر اور نمازِ عید	۵۴ سال ۶ ماہ ۲۰ دن	۲۴ مارچ ۶۲۴ء	شوال ۲ھ
زکوٰۃ کی فرضیت	۵۴ سال ۷،۸ ماہ ق ب	مارچ اپریل ۶۲۴ء	" "
ازدواج حضرت علیؓ و فاطمۃ الزہراؓ	۵۴ سال ۷،۸ ماہ ق ب	" "	" "

Marfat.com

غزوۂ بنی قینقاع	۵۴ سال، ۷ ماہ، ۷ دن	۱۰ اپریل سنہ ۶۲۴ء	۱۵ شوال سنہ ۲ھ
غزوۂ سویق	۵۴ سال، ۸ ماہ، ۲۷ دن	۱۹ مئی سنہ ۶۲۳ء	"
مسلمانوں کی پہلی بقرعید	۵۴ سال ۹ ماہ ۲ دن	۳ جون سنہ ۶۲۴ء	
غزوۂ غطفان	۵۴ سال، ۱۰ ماہ ۲۲ دن	جولائی سنہ ۶۲۴ء	محرم سنہ ۳ھ
غزوۂ بحران	۵۵ سال ایک ماہ ق رب	ستمبر، اکتوبر "	"
سریہ زید بن حارثہؓ	۵۵ سال ۲ ماہ ق رب	نومبر "	جمادی الآخر "
ام المومنین حضرت حفصہؓ سے نکاح	۵۵ سال ۶ ماہ ۲۰ دن	مارچ سنہ ۶۲۵ء	"
غزوۂ احد	۵۵ سال ۶ ماہ ۲۸ دن	مارچ "	"
غزوہ حمراء الاسد	۵۵ سال، ۷ ماہ	۲۴ مارچ "	"
ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ سے نکاح	۵۵ سال، ۷ تا ۱۰ ماہ	مئی "	"
سریہ ابی سلمہ مخزومیؓ	۵۵ سال ۹ ماہ ۲۳ دن ق رب	مئی سنہ ۶۲۵ء	سنہ ۳ھ
سریہ عبداللہ بن انیسؓ	۵۵ سال ۹ ماہ، ۲۷ دن "	۱۰ جون "	۵ محرم سنہ ۴ھ
سریہ رجیع	[illegible] سال ۱۱ ماہ ۲۲ دن کے مابین۔	اگست "	صفر
سریہ بیر معونہ	"		"
قنوت نازلہ	"		"
غزوۂ بنی نضیر	۵۶ سال (ق رب)	ستمبر "	"
حرمت شراب کا قطعی حکم	۵۶ " "		"
غزوۂ ذات الرقاع	۵۶ ، ۳۱ ماہ "	اکتوبر، نومبر "	"
ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے نکاح	۵۶ سال، ۸ ماہ کے مابین	مارچ سنہ ۶۲۶ء	"

Marfat.com

۱۰۸

غزوہ بدر الاخریٰ	۵۶ سال ۹ ماہ ق ب	اپریل سنہ ۶۲۶ء	ذلقعد 〃
غزوہ دومۃ الجندل	۵۷ سال ۱ دن	۲۴ اگست 〃	۲۵ ربیع الاول سنہ ۵ھ
غزوہ بنو مصطلق یا مریسیع	۵۷ سال ۵ ماہ		۲ شعبان
تیمم کے حکم کا نزول	۵۷ سال ۴ ماہ ۲۵ دن	دسمبر سنہ ۶۲۶ء	〃
غزوہ بنی قریظہ	۵۷ سال ۹ ماہ ق ب	اپریل مئی سنہ ۶۲۷ء	سنہ ۵ھ
سریہ محمد بن مسلمہؓ انصاری	۵۷ سال ۱۱ ماہ ۲ دن	یکم جون	۱۰ محرم سنہ ۶ھ
غزوہ بنی لحیان	۵۷ سال ۱۱ ماہ ۲۳ دن	۲۱ جولائی	〃
غزوہ ذی قردہ	۵۸ سال ایک ماہ ۲۲ دن	ستمبر 〃	ربیع الآخر 〃
سریہ عکاشہؓ بن محصن		〃	〃
سریہ ذی القصہ	۵۸ سال ایک ماہ ۲۲ دن	〃	〃
سریہ بنو ثعلبہ	〃		〃
سریہ جموم	〃	〃	〃
سریہ عیص	۵۸ سال ۲ ماہ ۲۲ دن	ستمبر اکتوبر 〃	جمادی الاول 〃
سریہ طرف	۵۸ سال ۳ ماہ ۲۲ دن	اکتوبر نومبر	〃
سریہ وادی القریٰ	۵۸ سال ۴ ماہ ۲۲ دن	نومبر دسمبر	رجب 〃
سریہ دومۃ الجندل	۵۸ سال ۵ ماہ ۲۲ دن	دسمبر ۶۲۷ جنوری ۶۲۸ء	شعبان 〃
سریہ فدک	〃	〃	〃
سریہ ام قرفہ	۵۸ سال ۶ ماہ ۲۲ دن	جنوری فروری سنہ ۶۲۸ء	رمضان المبارک 〃
سریہ عبد اللہ بن رواحہ	۵۸ سال ۷ ماہ ۲۲ دن	فروری مارچ	شوال 〃
سریہ کرز بن جابر الفہری	〃	〃	〃
غزوہ حدیبیہ	۵۸ سال ۸ ماہ ۲۳ دن	۱۳ مارچ	یکم ذیقعد 〃

نزولِ حجاب	۵۷ سال ۷ ماہ ۲۳ دن	۴	〃	〃	〃
غزوۂ احزاب یا خندق	۵۷ سال ۸ ماہ	۳۱ مارچ	〃		〃
سلاطین کو دعوتِ اسلام	۵۸ سال ۹ ماہ ۲۳ دن	۱۱ مئی	۶۲۸ء	یکم محرم	۷ھ
غزوہ خیبر	۵۸ سال ۱۰ ماہ ۲۲ دن	مئی جون	۶۲۸ء	〃	〃
مراجعت اہلِ حبشہ	〃		〃		〃
وفد اشعریین کا قبولِ اسلام	〃		〃		〃
ام المومنین حضرت صفیہؓ سے نکاح	〃		〃		〃
غزوہ وادی القریٰ وتیما	〃		〃		〃
واقعہ لیلۃ التعریس	〃		〃		〃
سریہ کدید	۵۸ سال ۱۱ ماہ ۲۲ دن	جون جولائی	〃	صفر	〃
سریہ رحمی	۵۹ سال ۳، ۴ ق ب	اکتوبر نومبر	〃	جمادی الآخر	〃
سریہ تربہ	۵۹ سال ۳، ۴ ماہ 〃	〃	〃	〃	〃
سریہ بنو کلاب	〃		〃		
سریہ فزیہ	۵۹ سال ۶، ۷ ماہ 〃	جنوری	۶۲۹ء		〃
سریہ بنی مرہ	۵۹ سال ۷، ۸ ماہ 〃	فروری	〃		〃
سریہ بشیر بن سعد انصاریؓ	〃		〃		〃
حضورؐ کا عمرۃ القضا	۵۹ سال ۸، ۹ ماہ	مارچ	〃	ذیقعد	〃
ام المومنین حضرت میمونہؓ سے نکاح	〃		〃		〃
سریہ اخرم بن ابی العوجا	۵۹ سال ۹ ماہ ۲۰ دن	اپریل	〃	ذوالحجہ	〃
حضرت خالد بن ولیدؓ کا قبولِ اسلام	۵۹ سال ۱۱ ماہ ۲۲ دن	جون	〃	صفر	۸ھ
حضرت عمرو بن العاص کا اسلام لانا	〃		〃		〃

Marfat.com

سریہ موتہ، غزوہ موتہ	۶۰ سال ۲ ماہ ۲۲ دن	اگست ستمبر ۶۲۹ء	سنہ ۸ھ
سریہ ذات السلاسل	۶۰ سال ۳ ماہ ۲۲ دن	ستمبر اکتوبر ،،	،،
سریہ سیف البحر	۶۰ سال ۴ ماہ ۲۲ دن	اکتوبر نومبر ،،	رجب ،،
غزوہ فتح مکہ، غزوہ الفتح الاعظم	۶۰ سال ۶ ماہ ۲ دن	یکم جنوری ۶۳۰ء	رمضان المبارک ،،
سریہ خالدؓ بن ولید	۶۰ سال ۶ ماہ ۱۷ دن	جنوری ،،	،،
سریہ عمروؓ بن العاص	،،	،،	،،
سریہ سعد بن زید اشہلیؓ	۶۰ سال ۶ ماہ ۱۰ دن	،،	شوال سنہ ۸ھ
سریہ خالد بن ولیدؓ	۶۰ سال ۶ ماہ ۲۳، ۲۴ دن ق ب	جنوری فروری ۶۳۰ء	،،
غزوہ حنین اوطاس یا ہوازن	۶۰ سال ۷ ماہ ،،	،، ،، ،،	،،
غزوہ طائف	،،	،،	،،
جعرانہ میں آمد	۶۰ سال ۷ ماہ ۱۲ دن	۲۳ فروری ،،	،،
وفد ہوازن کا قبول اسلام	،،	،،	،،
جعرانہ	۶۰ سال ۸ ماہ ۱۰ دن	۹ مارچ ،،	،،
وفد صداء کا قبول اسلام	۶۰ سال ۹ ماہ ق ب	فروری مارچ ،،	محرم ،،
سریہ عیینہ بن حصن	،،	،،	،،
سریہ قطبہ بن عامرؓ	۶۰ سال ۱۱ ماہ ۱۲ دن کے مابین	مئی جون ،،	،،
وفد عذرہ کا اسلام قبول کرنا	،،	،،	،،
وفد بلی کا قبول اسلام	۶۱ سال ق ب	جون جولائی ،،	،،
سریہ ضحاک بن سفیانؓ کلابی	،،	،،	،،
سریہ علقمہ بن مجززؓ مدلجی	،،	،،	،،
سریہ بنو طی	۶۱ سال ایک ماہ ق ب	جولائی اگست ،،	سنہ ۹ھ

Marfat.com

سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائشؓ	۶۱ سال ۲ ماہ (ق ب)	ستمبر ۶۳۰ء		۹ھ
غزوۂ تبوک حضورؐ کا آخری اور عظیم الشان غزوہ	۶۱ سال ۴ ماہ ۲۲ دن	اکتوبر نومبر ۶۳۰ء	رجب	؍
جزیہ لینے کا حکم	؍	؍		؍
سریۂ خالد بن ولیدؓ	؍	؍		؍
مسجد ضرار، جو جلا دی گئی	۶۱ سال ۶ ماہ (ق ب)	دسمبر ۶۳۰ء		؍
متخلفین کی معذرت	؍	؍		؍
وفد ثقیف کا قبول اسلام	۶۱ سال ۶،۷ ماہ	؍ جنوری ۶۳۰-۳۱ء		؍
وفد بنی عامر صعصعہ کا قبول اسلام	؍	؍		؍
وفد بنی فزارہ کا حلقہ بگوش اسلام ہونا	؍	؍		؍
وفد عبد القیس کا اسلام لانا	؍	؍		؍
وفد بنی مرہ کا قبول اسلام	؍	؍		؍
حضرت صدیق اکبرؓ کا حج، حج اکبر	۶۱ سال ۸ ماہ ۲۲ دن	کے مابین فروری مارچ ۶۳۱ء		؍
فرضیت حج	۶۱ سال ۹ ماہ (ق ب)	اپریل ۶۳۱ء		؍
سود کی حرمت	؍	؍		؍
وفد بنی حنیفہ کی آمد	؍	؍ ؍		؍
وفد طے کا قبول اسلام	؍	؍		؍
وفد ہمدان کا حلقہ بگوش اسلام ہونا	؍	؍		؍
وفد بنی اسد کی آمد اور قبول اسلام	؍	؍		؍
وفد بنی عبس کا اسلام لانا	؍	؍		

Marfat.com

وفد بنی المنتفق کا مسلمان ہونا	۶۱ سال ۹ ماہ (ق ب)	مارچ اپریل سنہ ۶۳۱ء		سنہ ۹ھ
وفد نصاریٰ نجران	"	"		"
قدوم ضمام بن ثعلبہ	"	"		"
وفد ازد کا مسلمان ہونا	"	"		"
وفد بنی الحارث کا قبول اسلام	"	"		"
سریہ خالد بن ولیدؓ	۶۲ سال ۲۰۲ ماہ کے مابین	جولائی اگست سنہ ۶۳۱ء	جمادی الاول	سنہ ۱۰ھ
وفد خولان کی آمد اور قبول اسلام	۶۲ سال ۵ ماہ ۲۲ دن	نومبر سنہ ۶۳۱ء	شعبان	"
وفد غسان کا اسلام قبول کرنا	۶۲ سال ۶ ماہ ۲۲ دن	دسمبر سنہ ۶۳۱ء		"
سریہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بسوئے یمن	"	"		"
وفد سلامان کا قبول اسلام	۶۲ سال ۷ ماہ ۲۲ دن	جنوری سنہ ۶۳۲ء		"
وفد تجیب کی آمد	"	"		"
حجۃ الوداع مدینہ منورہ سے روانگی	۶۲ سال ۸ ماہ ۷ دن	۲۲ فروری "	ذیقعد	سنہ ۱۰ھ
ب: مکہ معظمہ میں داخلہ	۶۲ سال ۹ ماہ ۲۶ دن	یکم مارچ "		"
ج: عرفات کو روانگی	۶۲ سال ۹ ماہ ایک دن	مارچ "		"
د: منیٰ سے واپسی	۶۲ سال ۹ ماہ ۵ دن	۱۰ مارچ "		"
وفد نخع کی آمد				
حیات مبارکہ کا آخری وفد	۶۲ سال ۱۰ ماہ ۷ دن	۱۱ اپریل "	۱۵ محرم	سنہ ۱۱ھ
سریہ اسامہ بن زیدؓ				
آخری فوج ظفر موج	۶۲ سال ۱۱ ماہ ۱۱ دن	"	۲۹ صفر	"

Marfat.com

ا۔ آغازِ مرض	۶۲ سال ۱۱ ماہ ۲۱ دن	سنہ ۶۳۲ء	۲۹ صفر سنہ ۱۱ھ
ب۔ رحلت سے ۵ یوم قبل	۶۳ سال	۲ جون سنہ ۶۳۲ء	۶ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ
ج۔ رحلت سے ۴ یوم قبل	۶۳ سال ایک دن	۴ جون 〃	۵ 〃 〃
د۔ رحلت سے دو یا ایک دن قبل	۶۳ سال تین یا چار دن	۶، ۷ جون سنہ ۶۳۲ء	۸ ربیع الاول 〃
ہ: حیاتِ اقدس کے آخری لمحات			۹ ربیع الاول
وفات	۶۳ سال ۴ دن	۸ جون سنہ ۶۳۲ء	〃
و۔ تجہیز و تکفین			
وفات سے ۳۲ گھنٹے بعد		۹، ۱۰ جون سنہ ۶۳۲ء	۱۱ ربیع الاول

سیرتِ رسول کا اسمی پہلو۔ محمدؐ کی حیثیت

نام کا اثر ذات پر پڑتا ہے اچھا نام اچھی طبیعت کا حسن بتاتا ہے اس اکثری قاعدے کے مطابق آنحضرتؐ کے معظم و محترم نام سے آپ کی لازوال شخصیت کا کتبہ دکھائی دیتا ہے۔

آنحضرتؐ کے بہت سے اسمائے گرامی ہیں ہر ایک اسم آپ کی شخصیت کے محاسن کی خبر دیتا ہے۔

امام نوویؒ نے "تہذیب" اور قاضی ابوبکر ابن العربیؒ نے "الاحوذی" میں لکھا ہے۔

"اللہ جل شانہ کے ہزاروں اسماء ہیں اسی طرح آنحضرتؐ کے اسماء ایک ہزار ہیں"۔

قسطلانی کہتے ہیں۔

"ایک ہزار اسماء مبارکہ سے مراد آپؐ کے اوصاف حمیدہ ہیں۔ تمام اسماء آپؐ کی مدحیات اور صفات ہیں اس طرح آپؐ کی ہر صفت کے لئے ایک نام ہو گیا"۔

"تہذیب" میں ابن عباس سے مروی ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا "میرا نام قرآن میں محمدؐ انجیل میں احمد اور تورات میں اُحید ہے آخر الذکر نام اس لئے رکھا گیا کہ میں اپنی امت کو دوزخ سے ہٹانے والا ہوں"۔

عبدالمطلب نے اپنے پوتے کا نام محمدؐ رکھا تاکہ سب سے زیادہ اس کی مدح کی جائے محمدؐ نام ایسا ہے کہ خط و خطاط کے نکتوں سے بھی پاک ہے۔

انجیل میں آپ کا نام احمد ہے، مقام محمود کا جو لفظ آیا ہے اس سے آپؐ کے جنتی قصر

کی طرف اشارہ ہے۔

احادیث کو دیکھئے "آپ کے ہمزاؤں کو حمادون کہا گیا۔ قریش نے آپؐ کو مذمم کہا — مگر آپ پیدا ہی محمدؐ ہوئے تھے۔ حذیفۃ الیمان کا بیان ہے۔

میں بارہا حضورؐ سے ملا ہوں آپؐ فرمایا کرتے تھے میں محمدؐ ہوں میں احمدؐ ہوں، میں نبی رحمت ہوں۔ میں نبیؐ توبہ ہوں۔[1] میں خاتم النبیین ہوں، میں جہاد کرنے والا ہوں۔

ابوموسیٰ اشعری فرماتے ہیں۔

حضورؐ نے فرمایا میں مقفی (دآخر میں آنے والا) ہوں۔ کلام پاک میں آپؐ کو اُمّی، شاہد مبشر، ہادی، داعی الی اللہ، نذیر، رؤف، رحیم، مذکر کہا گیا۔

قسطلانی "مواہب" میں باجوری "حاشیہ الشمائل" میں کعب احبار سے نقل کرتے ہیں۔

اہل جنت کے نزدیک آپؐ کا نام عبدالکریم[2] — اہل دوزخ کے نزدیک عبدالجبار — اہل عرش کے نزدیک — عبدالحمید ہے۔ جمیع ملائکہ میں آپ عبدالمجید ہیں۔ انبیاؑ کے حلقے میں عبدالوہاب ہیں۔ شیاطین کے خیال میں عبدالقہار ہیں۔ آپ سمندروں میں عبدالمہیمن ہیں — حشرات الارض میں عبدالنعیات ہیں۔ درندوں میں "علیہ السلام" ہیں، جنگلی جانوروں میں عبدالرزاق، چوپایوں میں عبدالمومن اور پرندوں میں عبدالغفار ہیں۔ توراۃ میں آپؐ کا نام "موذموذ" ہے۔ انجیل میں طاب طاب، دوسرے آسمانی صحیفوں میں عاقب اور زبور میں آپ کو فاروق کہا گیا۔

مواہب میں ہے۔

"اللہ کے نزدیک آپ طٰہٰ، اور یٰسین بھی ہیں" انسانوں میں آپ کا نام محمدؐ اور کنیت

---

[1] اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ عربی۔ [2] سہیلیؒ فرماتے ہیں یہ لفظ علامتی طور پر استعمال کیا گیا اس کے معنی ہیں طیب طیب

ابوالقاسم ہے کیونکہ آپ جنت کے منعمین پر نعمتیں بھی تقسیم فرمائیں گے

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اسماء النبویہ میں رقمطراز ہیں

"آنحضرتؐ کے پانچ سو صفاتی نام ہیں"

علامہ سخاوی نے "القول البریع" اور قاضی عیاضؒ نے شفا میں ابن عربی نے القبس والاحکام میں آپؐ کے چار سو نام ذکر کئے ہیں۔ یہ اسماء ان کی کتابوں میں حروف تہجی کے اعتبار سے مرقوم ہیں۔

مندرجہ بالا اسماء میں ۲۰۱ اسماء کو امام جزولی نے دلائل الخیرات میں بھی نقل کیا۔

امام نوویؒ کا بیان ہے۔

"جبرائیل نے آپؐ کو ابراہیم کی کنیت سے پکارا۔ اس کی ایک روایت کے مطابق تخلیق کائنات سے دو ہزار سال قبل آپ کا نام محمدؐ رکھا گیا۔"

ابن عامرؒ نے کعب احبار کے حوالے سے بیان کیا۔

"آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیثؑ کو وصیت فرمائی اے بیٹے تو میرے بعد میرا نائب و خلیفہ ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنا لے اور جب بھی خدا کے ذکر کی توفیق ہو اس کے ساتھ محمدؐ کا نام ضرور لینا، میں نے ان کا نام عرش الٰہی کے پایا پر لکھا ہوا دیکھا۔ میں نے تمام آسمانوں کی سیر کی۔ وہاں کوئی جگہ ایسی نہ پائی جس پر محمدؐ کا نام نہ لکھا ہوا ہو۔ میرے پروردگار آقا نے مجھے جنت میں رکھا وہاں میں نے کوئی محل، کوئی جھروکہ ایسا نہ دیکھا جس پر محمدؐ کا نام نہ درج ہو۔"

ابن عامر کی اس روایت میں آدمؑ مزید کہتے ہیں۔

"میں نے محمدؐ کا نام حوروں کے سینوں پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر، شجر طوبیٰ

ؔ۱ شمائل الرسول علامہ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی رح طبع مصری، ؔ۲ ایضاً

Marfat.com

کے پتے پر پردوں کے کونوں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا دیکھا۔ تم ان کا ذکر کثرت سے کرنا اس لئے کہ فرشتے کثرت سے ان کا ذکر کرتے ہیں ؂۱۔

علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں نبی الملحمہ، فاتحہ، صادق، مصدوق، متوکل، متوکل، قتال، سراج منیر، سید ولد آدم کو بھی آپ کے اسماء میں شمار کیا ہے۔

آنحضرتؐ کا نام محمدؐ کیوں رکھا گیا

حکمتیں ــــ رموز ــــ اسرار

عرب ــــ کی جہالت اہل عرب کے جاہلانہ ناموں سے ظاہر تھی۔

ان کے نام مشرکانہ ان کے القاب جاہلانہ اور ان کے رسوم عادیانہ تھے۔ مکروہ سے مکروہ معنے رکھنے والا نام ان کا نام تھا۔

مثلاً ــــ عبدالدار ــــ آستانے کا غلام

عبدشمس ــــ سورج کا غلام

عبدعزیٰ ــــ عزیٰ دیوی کا غلام

عبدوُدّ ــــ دیوتا کا غلام

حرب ــــ لڑائی

حزن ــــ غم

جح ــــ سرکش

لہب ــــ شعلہ

شداد ــــ تندخو

غرض نہ اسم کی تمیز تھی نہ مسمیٰ کا خیال، اسی طرح عورتوں کے نام بھی جہالت کا عنوان تھے۔

؂۱ شمائل الرسول علامہ یوسف نبہانی بیروت طبع مصری

Marfat.com

خنساء ——— چپٹی ناک والی

عاصیہ ——— نافرمان

باجا ——— خاک آلود

غبیزہ ——— پہاڑی بکری۔ وغیرہ

قبائل کو دیکھئے۔ بنو اسد۔ شیر والے اور بنو ضنب ——— گوہ والے

ادھر آنحضرتؐ کے خاندان پر نظر اٹھایئے معاملہ برعکس نظر آتا ہے۔ حالانکہ ابھی ان کے پاس کوئی ہادی نہ آیا تھا۔

آنحضرتؐ کے والد کا نام ——— عبداللہ ——— اللہ کا غلام

آنحضرتؐ کے نانا کا نام ——— وہب ——— بخش

آنحضرتؐ کی والدہ کا نام ——— آمنہ ——— امن دینے والی، امانت والی

آنحضرتؐ کی دایہ ——— حلیمہ ——— حلم والی

آنحضرتؐ کی ابتدائی محافظہ ——— ام ایمن ——— برکت والی

آنحضرتؐ کی زوجہ ——— عائشہؓ ——— زندہ رہنے والی

آنحضرتؐ کی زوجہ ——— ام سلمہؓ ——— سلامتی والی

آنحضرتؐ کے قبائل کو دیکھئے۔

دادھیال ——— بنو ہاشم ——— یعنی حاجیوں کی خدمت گار

ننھیال ——— بنو زہرہ ——— یعنی غنچوں والے

آنحضرتؐ کی دایہ کا قبیلہ ——— سعد ——— نیک بختی والے

بغور دیکھئے جہالت کی ظلمت میں گرے ہوتے معاشرہ میں یہ مبارک اسماء کیا ہی بلند مقام رکھتے ہیں۔ صرف اس کی حکمت میں آنحضرتؐ کی مبارک ذات اور آپ کے مبارک نام محمدؐ کی عظمت نمایاں ہونے والی تھی۔

آنحضرت کا نام محمدؐ صفت بھی ہے اور موصوف بھی ــ کمالات نبوت پر دال بھی ہے اور مدلول بھی، علامہ ابن قیم کے مطابق محمدؐ ــ حمد کی کثرت و کمیت اور احمدؐ ــ حمد کی صفت و کیفیت کا معنیٰ دیتا ہے۔ ایک توجیہہ میں آپؐ اہل عرش کے لئے احمدؐ اور اہل فرش کے لئے محمد ہیں۔ اگر احمد کو اسم تفضیل کا صیغہ نہ بنایا جائے کمالات علمی میں آپ محمدؐ اور عملی میں احمد ہیں۔

قرآن میں جہاں محمد کا ذکر ہے وہاں رسول اللہ بھی فرمایا گیا یعنی وہ محمدؐ رسول اللہ صرف خدا کا فرستادہ ہے ــــ پس عبداللہ کے لخت جگر، مکی المدنی، امی الہاشمی، القرشی الکنانی العدنانی فخر اسمٰعیل دعائے ابراہیمؑ نوید مسیحا ہی ایسی ذات ہے جس کے ایک ہی نام سے ساری کائنات سے زیادہ کمالات پھوٹ رہے ہیں۔

صلی اللہ علی النبیؐ علی الامی۔ اس کے علاوہ بھی آخر وہ کیا نہیں ــــ وہ سب کچھ ہے ــــ ہاں وہ خدا نہیں سب کچھ ہے۔

وہ مطلوبؐ ــــ ہے کہ ساری دنیا اسی کی طالب ہے۔

وہ متبوعؐ ــــ ہے کہ ساری کائنات اسی کے تابع ہے۔

وہ عبدؐ ــــ ہے کہ عبادت سب عابدوں کی اس صدقے پایہ قبولیت کو پہنچتی ہے۔

وہ معلمؐ ــــ ہے کہ دنیائے انسانیت کو زندگی کا ہر سبق سکھاتا ہے۔

وہ امینؐ ــــ ہے کہ دشمن بھی اس کے پاس امانتیں رکھتا اور دین اسلام کی سب سے بڑی امانت کا حامل ہے

وہ برہانؐ ــــ ہے اور اس سے بڑی برہان وجود باری کی کیا ہو سکتی ہے جس کو خود بھیجنے والے نے برہان کہا[2]

وہ امیؐ ــــ ہے کیسا امی ایسا کہ علم کے بڑے بڑے ستون اس کے دریوزہ گر ہیں اور ساری انسانیت کے علوم اس کی صفت علم کا پرتو ہیں۔

---

[1] زاد المعاد ج ا صفحہ ا [2] قد جاءکم برہان من ربکم

وہ حبیبؐ ـــــ ہے ساری دنیا کا

وہ محسنؐ ـــــ ہے جہانوں کا

وہ علیمؐ ـــــ ہے کہ وفور دانش اور کمال عقل اسی کا خاصہ ہے۔

وہ خازنؐ ـــــ ہے خزینہ ربانی کا گنجور رحمانی کا عطیات سبحانی کا کمالات یزدانی کا۔

وہ بیّنہؐ ـــــ ہے واضح بیّنہ، علامات واضح کا مجموعہ کون و مکان کے خالق کے وجود کی بیّنہ۔

وہ رشیدؐ ـــــ ہے رشد و ہدایت کا تاجدار، سراپائے رحمت اور مجسمہ ہدایت۔

وہ خلیل رحمٰنؐ ـــــ ہے ہاں وہی خلیل جو اپنے خالق کیلئے غور زخموں کا گہوارہ تھا اور نعتیہ توحید سے ایسا مخمور کہ لہو چپک گیا، زخم کھل گئے، ہوش قربان ہوتی مگر وہ جام عشق کا متوالا تھا

وہ خطیب الانبیاءؐ ـــــ ہے کمال خطابت اسی سے پیدا ہوا اور آج سارے خطبا اس کی عکاسی کر رہے ہیں۔

وہ افصح العربؐ ـــــ ہے کہ کوئی ادیب اس کے جامع اور متوازن کلام کی مثل نہیں لا سکتا۔

وہ جوامع الکلمؐ ـــــ ہے ایک لفظ میں سمندر کا سمندر بند کرتا ہے۔ ایک جملے میں لاکھوں اصول پنہاں رکھتا ہے۔

وہ واعظؐ ـــــ ہے پند و موعظت کا امام ہے امر و نواہی اسی کے لائق ہیں۔

وہ خافض[1] ـــــ ہے شرم و حیا کا پیکر ہے۔

خیرت اللہ ـــــ ہے ساری دنیا سے بہتر، اولین سے بہتر، آخرین سے بہتر۔

وہ سراج منیر ـــــ ہے سورج جیسا نہیں چاند جیسا نہیں بلکہ دن اور رات کا سراج مکانوں کے حجابات کا چراغ بیابانوں کے سناٹوں کا چراغ۔

وہ داعی اللہ ـــــ ہے تاکہ جحیم اور سقر کے گرداب میں گرنے والے باغات جنت میں آجائیں

---

[1] قال علیہ السلام ان اللہ اتخذنی خلیلا، [2] نظر جھکانے والا

وہ بشیر ـــــ ہے اچھوں کو اچھے ٹھکانے کا
وہ نذیر ـــــ ہے بروں کو برے ٹھکانے کا
وہ رحمت ـــــ ہے کیوں نہیں اس کا بنانے والا جہانوں کی رحمت بتلا رہا ہے ہاں وہی رحمت جس کا ظرف وسیع ہے[1]۔ وسعت تو آپ ہی ہو گئی جب فرمایا گیا اہل خسران اس سے فیض پا گئے، اہل ایقان نفع اٹھا گئے۔ عورتوں نے بچوں نے، یتیموں نے، رانڈوں نے، مسافروں نے، اسیروں نے، غلاموں نے لونڈیوں نے، امراء نے، غرباء نے، حکماء نے، حکمرانوں نے، علماء نے، فلسفیوں نے، مدبروں نے، ہر ایک نے، ہر جگہ نے، ہر کسی نے ہر زمانے نے فیض اٹھایا ـــ تعلیم سیکھی ـــ اصول سمجھے ـــ نصیحت پائی ـــ دستور دیکھا ـــ قوانین پڑھے ـــ اور رشد کا لباس پہنا۔
وہ سیدؐ ـــــ ہے کہ سیادت کا تمغہ اور کسی کو نہیں اسی کو دیا گیا ـــــ وہ تو کیا جو اس کے ساتھ جڑے وہ بھی سید ہو گئے۔ سیادت اس کے گھر کی لونڈی ہے ـــ پر وہ سید کہلانے کا محتاج نہیں ـــــ وہ سید ولد آدم ہے ـــــ
وہ روح الحقؐ ـــــ ہے۔ اس خطاب سے آپؐ کو مسیحؑ نے پکارا۔
وہ صادعؐ ـــــ ہے کہ اپنوں کو اور غیروں کو حق کی بات واشگاف کہہ رہا ہے۔
وہ شاہدؐ ـــــ ہے قدرت خدائے لم یزل پر شاہد ہے۔
وہ صاحبؐ ـــــ ہے یعنی تمام امتوں کا صاحب اور حشر کے دور کا صاحب۔

---

[1] ورحمتی وسعت کل شی

Marfat.com

وہ صادق[1] ـــــ ہے صدق کا معیار اولین ہے صداقت کا سرمایہ ہے سچائی کا تاجدار ہے۔
وہ طٰہٰ ـــــ ہے کہ دنیا تے دوں جس کے قدموں میں تھی مگر وہ پیغام حق میں محو تھا۔
وہ یٰسین ـــــ ہے جسے سیدالناس کہا گیا اور جسے سید البشر کا فخر ہے۔
وہ طیب ـــــ ہے جو طہارت و پاکیزگی کا مینار ہے عیوب سے نقائص سے وہ طیب ہے وہ فانوس عفاف ہے۔
وہ عبداللہ ـــــ ہے یعنی انسانیت کے سب سے بڑے مقام پر فائز ہے۔ معبود کی عبودیت اس کا سرمایہ افتخار ہے۔
وہ عفو ـــــ ہے۔ چچا کے قاتل کو معاف کرنے والا ہے۔
و بیئر رومہ کے ۹۸ قاریوں کے قاتلوں کا انتقام چھوڑنے والا ہے۔
و بیت اللہ سے نکلنے والوں کو۔ امن دینے والا ہے۔
و قاتلانہ حملہ کرنیوالوں سے درگزر کرنے والا ہے۔
و عفو درگذر اس کا شیوہ ہے۔
و وہ مخالفوں کو دعائیں دیتا ہے۔
و غزوہ حنین کے چھ ہزار قیدیوں کو ایک ہی درخواست پر چھوڑ
و دینے والا ہے۔
وہ فاتح ـــــ ہے ہاں وہ فاتح ہے مگر ظالم نہیں ہے۔
ہاں وہ فاتح ہے مگر انسانیت کا قاتل نہیں ہے۔
ہاں وہ فاتح ہے مگر مخالفوں کو تہہ تیغ کرنے والا نہیں ہے۔
ہاں وہ فاتح ہے مگر ہزیمت خوردوں کی بستیاں اجاڑنے والا نہیں

---

[1] الذی جاء بالصدق، و فی مقعد صدق

Marfat.com

ہاں وہ فاتح ہے مگر بچوں، بوڑھوں اور عورتوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔
ہاں وہ فاتح ہے مگر عیش پرست نہیں ہے۔
ہاں وہ فاتح ہے مگر انانیت، و استکبار کا خوگر نہیں ہے۔
ہاں وہ فاتح ہے مگر عاجزی و انکساری کا کوہ گراں ہے۔
ہاں وہ فاتح ہے مگر بے چاروں کیلئے چارہ گر، بے رحموں کے لئے رحیم اور مغتوں کے لئے راحت ہے

ایسا کوئی فاتح دُنیا نے نہ دیکھا ہوگا جو مکہ کی سلطنت فتح کرتا ہے جہاں سے اسے تنگ کر کے نکالا گیا تھا ــــ اس کے رفقاء کو تپتی ریت پر گھسیٹا گیا تھا، آگ کے انگاروں پر جلایا گیا تھا ــــ مگر وہ شعور کشاؐ فاتح بن کر اس شہر میں آیا تو کوئی قہر زبان نہ تھا معافی کا عام اعلان کر رہا تھا اور عاجزی و نیاز کے ساتھ اپنے رب کے آگے سربسجود تھا۔

وہ مصطفٰےؐ ــــ ہے یعنی ساری خدائی سے چنا گیا ہے۔
وہ قاسمؐ ــــ ہے جو علوم الٰہیہ کا قاسم ہے ــــ کیونکہ
آج ساری دُنیا زلہ خوار کرم مصطفٰےؐ ہے۔
آج سارا عالم نمکخوار مصطفٰےؐ ہے
وہ قاسمؐ ہے ہمدردیوں کا
وہ قاسمؐ ہے داناییوں کا
وہ قاسمؐ ہے مہمان نوازیوں کا
وہ قاسمؐ ہے الفتوں کا
وہ قاسمؐ ہے دانش و آگہی کا
وہ قاسمؐ ہے درس اصلاح و عمل کا
وہ قاسمؐ ہے ساری کائنات کیلئے اسوۂ حسنہ کا۔

Marfat.com

وہ مطاعؐ —— کہ قرآن اس کی اطاعت کی تاکید کرتا ہے[1]۔

وہ ماحیؐ[2] —— ہے کفر و ضلالت کا، ظلمت و غوایت کا، کفران کا، طغیان و عصیان کا

فسق و فجور کا، تکبر و غرور کا۔

وہ عاقبؐ —— ہے کہ سب سے بعد میں آیا ہے۔

وہ حاشرؐ —— ہے کہ ساری خدائی روز محشر آپ کے قدموں میں جمع ہوگی۔

وہ نورؐ —— ہے کیوں نہیں جس نے سارے جگ کو منور کر دیا۔

جس نے بتوں کی وادی میں توحید کا چراغ جلا دیا۔

قرآن جس کو صفت میں نور بتلا رہا ہے۔

اور مجیب الدعوات کے رو برو اسی عالی رسولؐ نے دعا فرمائی تھی

الٰہی میرے قلب میں نور ہو

الٰہی میری آنکھوں میں نور ہو

الٰہی میرے کانوں میں نور ہو

الٰہی میرے دھنے باھنے اور آگے پیچھے نور ہو

الٰہی میرے خون میں نور ہو

الٰہی میرے بالوں میں نور ہو

الٰہی میرے چہرے میں نور ہو

الٰہی میرے پٹھوں میں نور ہو

الٰہی مجھے نور عطا فرما[3]

---

[1] وان تطیعوہ تہتدوا — ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ [2] مٹانے والا۔ [3] رحمۃ للعلمین ج ۲ ص ۲۲۶

تو پھر وہ نور کیوں نہ تھے ہاں بشریت کا جامہ تھا۔ نہیں ذات بشر اور حقیقت نور ہی نور تھی۔

وہ مدثرؐ ـــ ہے کہ ساری دنیا کے بگڑے احوال کو اپنی ہدایت کے جامع اصولوں سے درست کرتا ہے۔

وہ مزملؐ ـــ ہے کہ اس کی آنکھیں دنیائے تیرہ و تاریک کے بدنما چہرہ کو دیکھ نہیں پاتیں مگر وہ ایسا خلوت گزیں ہے کہ رہبانیت کو چھوڑتا تبتل سے منہ موڑتا ہے۔ غار حراؑ کے سناٹوں میں شب بیداری کر کے واپس لوٹتا ہے دنیا کو ہدایت کی گتھی سلجھاتا ہے، معاملات کی اچھائی کا درس دیتا ہے انسانیت کو راہ پہ ٹوکتا ہے، ہلاکت و تباہی کے موڑ پر تنبیہہ کرتا ہے ـــ ہاں وہ ایوبؑ کا صبر ہے فرعونیوں کے لئے موسیٰؑ کا شکوہ اور ایمانیوں کیلئے عیسیٰؑ کا یقین ہے[1]

وہ مشہودؐ ـــ ہے امام قرطبیؒ کا بیان ہے اور انبیاء شاھد ہیں آپؐ مشہود ہیں۔

وہ رؤف الرحیمؐ ـــ ہے خدا کی رحمتوں کا پرتو ہے اور اللہ کی عظمتوں کا مہر منیر ہے۔

وہ مذکرؐ ـــ ہے یہ وحی مبارک ہی نصیحت کرنے والا جس کی نصیحت سے بے ہدایتوں کو شعور آدمیت میسر آیا۔

وہ مبارکؐ ـــ ہے کہ برکتیں اسی کے دم خم سے وجود میں آئی ہیں۔

---

۱ رحمۃ للعلمین ص ۲۲۷

وہ ہادیؐ ——— ہے چراغ ہدایت اور مشعل وحدت ہے

وہ خاتم النبیینؐ ——— ہے اب اس کے بعد کوئی ہدایت والا نہ آئے گا، بس اسی کی سنّت کا گلدستہ قیامت تک نشان راہ رہے گا۔

وہ مہاجرؐ ——— ہے خدا کے حکم سے اپنا مولد و وطن چھوڑنے والا ہے

وہ مصدوقؐ ——— ہے کہ صداقت کی مہر اس کے مخالفوں نے بھی ثبت کی ہے۔

وہ شافعؐ ——— ہے اس وقت کا جب کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔

وہ جامع ——— ہے ہر کمال کا ہدایات کا اور مقام ہدایت رکھتا ہے۔

Marfat.com

آنحضرتؐ ــــ ایک ممتاز رسولؐ اور نبیؐ

سیرۃ نبویؐ کا امتیازی پہلو!

حضور علیہ السلام کا امتیاز جمیع انبیاءؑ پر ایسے ہی ہے جیسے چاند کو ستاروں پر، سورج کو باقی لامعات پر، سمندر کو ندیوں پر، گلستانوں کو سبزہ زاروں پر، اور جیسے جمعہ کو دوسرے ایام پر، رمضان المبارک کو باقی مہینوں پر، مسجد حرام کو جمیع مساجد پر ــــ اگرچہ باقی تمام فضیلتیں بھی فضیلت نبویؐ کی پوزہ گر ہیں، تاہم ان سے اعجاز نبویؐ ہی نمایاں ہے۔

نہیں تو یوں سمجھ لیجئے، جیسے فرید کو امتیاز ہے دوسرے موتیوں پر، مجموعہ گلاب کو پتیوں پر، قصرات شاہی کو بیوت عامہ پر، اپنے حسن میں اہمیت حاصل ہے۔

جمادات کی یہ مثال ممثل لہ کو قریب الفہم کرنے کی خاطر تھی، انسانیت کے باب میں بھی آپ اگر نظر کریں تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء پر ایسے ہی فوقیت حاصل ہے، جیسے ــــ بادشاہ کو وزراء پر، صحابی کو تابعی پر، تابعی کو تبع تابعی پر، ائمہ کو اولیاء پر، اسلاف کو اخلاف پر، مفسر کو محدث پر، معلم کو مبلغ پر، عالم کو عابد پر ــــ تو اسی طرح حضور کی فضیلت کیلئے عالم انسانیت سے سینکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں ــــ اگر مناقب کے باب میں حدود سے تجاوز نہ سمجھا جائے، تو یہ بات بھی کہی جاسکتی ہے کہ اتفاق ہستی میں تفاوت مراتب کا سلسلہ ختمی مرتبت کو اجاگر کرنے کیلئے معرض شہود میں آیا ہے ــــ بات موضوع سخن سے دور نہ نکل جائے ــــ

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

Marfat.com

اگر اور انبیاءؑ انبیاءؑ ہیں تو رحمت و عفو کا تاج پہن کر آنے والا یہ نبی خاتم الانبیاءؐ ہے[1] ـــــــ اگر اور انبیاءؑ کی نبوتیں، ایک قوم، ایک بستی، ایک شہر، ایک جگ یا ایک قرن کیلئے ہیں تو آپؐ کی نبوت جمیع آفاق اور تمام عالمین کیلئے رہبری کی حامل ہے[2] ـــــــ اگر اور انبیاءؑ کی نبوتیں عوام کیلئے خاص ہیں تو عبداللہ کے یتیم کی نبوت کے سامنے انبیاءؑ و مرسلین بھی دم بخود نظر آرہے ہیں، بلکہ انکی بعثت ہی سرور کائنات کی نبوت کی تصدیق پر موقوف ہے[3] ـــــــ اس کوہ صفا پر جلوہ افروز ہونے والے نبی کی ظفر مندیوں کی کیا انتہا ہوسکتی ہے جسے اس وقت ہی نبوت کا تاج پہنا دیا گیا تھا کہ ابھی آدم پانی اور مٹی میں تھے[4] ـــــــ پھر اس نبوت کی عظمت یہ کہ یہ نبوت قیامت تک رہے گی[5]۔ جب کہ دوسری نبوتیں زمانوں کے ختم ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہوگئیں[6]۔ اگر دوسرے انبیاءؑ کو کمالات نبوت کے ساتھ فقط مخلوق محض ہونے کا شرف ہے، ہمارے نبیؐ کو سبب مخلوق ہونے کا اعجاز ہے[7] ـــــــ جس طرح ہمارے نبی کائنات میں مقصد تخلیق ہونے کے لحاظ سے ہیں، تو ایسے ہی عہد الست میں بلیٰ کا جواب کہنے والوں میں بھی آپ کا نام سب سے اول ہے[8]۔ شاید اسی کے سبب قیامت میں آپ ہی سب سے پہلے قبر سے اٹھائے جائیں گے[9]۔ اسی طرح دوسرے انبیاءؑ ابھی شور قیامت میں پانی پانی ہوں گے اور ہمارے نبی کو اوّل پکارا جائے گا تاکہ مقام محمود پہنچ کر اللہ کی منتخب و مخصوص حمد کریں[10] ـــــــ اوّلیت کی مناسبت دیکھو، آپؐ ہی قیامت کے دن سب سے پہلے سجدہ ریز ہوں گے[11] ـــــــ دوسرے انبیاء و اولیاء بعد میں شفاعت کریں گے، اوّل شفیع ہمارے آقا و مرسل ہی ہوں گے[12] ـــــــ جامعیت نبوی ملاحظہ ہو دوسرے نبی فقط اپنی اپنی اُمتوں کی سفارش کریں گے اور محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم، کل انسانیت

---

[1] القرآن س ۲۲ اور خصائص کبریٰ ص ۱۹۳/۲ [2] وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین (القرآن) [3] واذ اخذ اللہ میثاق [4] از مسند احمد ص [5] مستدرک حاکم ص و بیہقی و ابو نعیم [6] مستدرک [7] مستدرک [8] از خصائص [9] ربک مقاما محمودا [10] مسند احمد عن ابن عباس [11] کما قال النبی اول من یدعیٰ کذالک قولہ تعالیٰ عسیٰ ان [12] مسند احمد عن ابی الدرداء [13] ابو نعیم فی الحلیۃ عن جابر

کی شفاعت کر کے شفاعت کبریٰ کا مقام پائیں گے[۱] ——— ہمارے نبی ایسے وقت میں شفاعت کریں گے جب دوسرے انبیاءؑ کی زبانوں پر ہوگا۔ لست لھا لست لھا ——— میں اس (شفاعت) کا اہل نہیں، اہل نہیں تو آقائے انسانیت فرما رہے ہوں گے، اَنَا لھا اَنَا میں اس کا اہل ہوں، میں اس کا اہل ہوں[۲]۔

ہمارے نبیؐ عرش کی ایسی دنیا تک پہنچے جہاں ملائک کو رسائی کی طاقت نہیں۔

ختم نبوت کے حامل نبی کی شان مرتبت کا صدقہ ہے کہ پل صراط کو عبور کرنے والے بھی آپ ہی سب سے پہلے ہوں گے[۳] ——— باب جنت کھٹکھٹانے والے بھی آپؐ ہی ہوں گے[۴] ——— جنت میں سب سے اوّل داخل ہونے والے بھی آپ ہی ہوں گے[۵] ——— آپ کو کتاب بھی ایسی عطا ہوئی جس نے باقی تمام سماوی کتب کے احکام منسوخ کر دیئے[۶] ——— دوسرے انبیاؑ کو دین محض ملا تو آپ کو کمال دین عطا ہوا[۷]۔ اس طرح پہلے دین ہنگامی تھے تو آپ کا دین دوامی حیثیت کا حامل تھا[۸] ——— پھر آپ پر نازل ہونے والی کتاب محفوظ و مصون اس طرح ہوئی، کہ خود بھیجنے والے نے حفاظت کا ذمہ لے لیا[۹] ——— اور جس سے تحریف و تبدیل کا سلسلہ قطعاً ناممکن ہو گیا، جب شریعت موسوی میں جلال غالب تھا تب شریعت عیسوی میں جمال غالب ہوا۔ آنحضرتؐ کی ذات ایسی ہوئی جس میں جلال و جمال کی رنگینی و رعنائی نے اعتدال کا حسن عظیم پیدا کر دیا[۱۰] ——— ایسے ہی مندرجہ بالا شرائع میں تفاوت تھا تو آپؐ کی شریعت میں تساوی ہوئی[۱۱]

بنابریں، دوسری شریعتوں میں صرف ظاہر یا باطن پر احکام لگائے گئے تو نبی علیہ السلام نے ظاہر کے ساتھ باطن پر بھی حکم کیا یعنی آپکو شریعت کے ساتھ طریقت بھی عطا ہوئی[۱۲] مزید یہ کہ انبیاءؑ سابقین نے شرائع اصلیہ پر ہی اکتفا کیا لیکن ہمارے آقا و مرسل کی شریعت کو اجتہادی مذاہب بھی عطا ہوئے[۱۳] جس سے اس مذہب کی جامعیت و کاملیت میں کچھ شبہ نہیں رہتا ——— پھر

---

[۱] مسند احمد عن ابی ہریرہؓ [۲] مصنف ابن ابی شیبہ عن سلمان [۳] بخاری، مسلم روایت ابی ہریرہؓ [۴] ابو نعیم روایت ابی ہریرہؓ [۵] بیہقی، ابو نعیم روایت انس [۶] دارمی روایت جابرؓ [۷] القرآن الحکیم پ۶ الیوم اکملت [۸] ایضاً [۹] ایضاً پ۱۴ [۱۰] وجعلناکم امۃ وسطاً [۱۱] القرآن پ۲ [۱۲] مستدرک و حاکم روایت حارث بن حاطب [۱۳] القرآن الحکیم

شرائع کی جزئیات کو دیکھئے کہ اور انبیاءؑ کو ایک ایک نماز یا حد تین نمازیں ملیں تو عظیم نبی کو سب سے زیادہ نمازیں (۵) عطا ہوئیں[1] ـــــ اعجاز نبوی یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اوروں کو ایک نماز کے بدلے میں ایک ہی کا ثواب ملے گا مگر اُمتِ محمدیہ کو ہر نماز کے عوض ۱۰ نمازوں کا اجر دیا جائے گا[2] ـــــ مزید کمال یہ کہ دوسرے انبیاءؑ نے بطور شکر کے اپنی نمازیں خود متعین کیں تو مہبطِ جبرئیل کو آسمانوں کی مہمانی کے موقعہ پر خدائے برتر کی طرف سے یہ تحفہ ملا[3] ـــــ پھر مواضع صلوٰۃ کیلئے پہلی اُمتیں صرف مخصوص مسجد یا صومعوں میں نماز ادا کر سکتی تھیں مگر اُمتِ محمدیہ کیلئے وجہ ارض کا ہر خطہ مسجد بنا دیا گیا[4] ـــــ محسنِ انسانیتؐ کو یہ اعجاز بھی عطا ہوا کہ اذانوں میں تکبیروں میں خطبوں میں دعاؤں کے افتتاح و اختتام میں آپ کے منصب نبوت کی شہادت کو ہر مسلمان کیلئے ضروری قرار دیا گیا ـــــ حتیٰ کہ زمینوں میں، غاروں میں، پہاڑوں میں، صحراؤں اور بیابانوں میں بھی آپؐ کا نام پکارا گیا[5] ـــــ اگر اور انبیاءؑ کو عملی معجزات (عصائے موسیٰ، ید بیضا، احیاء عیسیٰ وغیرہ) عطا ہوئے جو آنکھوں کو مطمئن کر سکے، تو حضور کو ایسے سینکڑوں معجزات کے ساتھ علمی معجزہ (قرآن) بھی دیا جو روح کو اطمینان بخش دے، ضمیر و عقل کو سکون مہیا کرے[6] ـــــ پھر یہ ایسا علمی معجزہ کہ اسے دوام نصیب ہوا جبکہ دوسروں کے معجزات ہنگامی تھے[7] ـــــ نیز دوسرے انبیاءؑ کی کتب میں صرف ایک ہی مضمون مثلاً تہذیب معاشرت اور ایک لغت پر نازل ہوئیں تو حضور کے علمی معجزات میں سات اُصولی مضامین بتائے گئے جس سے ادوار و زمن کی تمام ضرورتیں بآسانی حل ہو سکتی ہیں ـــــ

نبی صلعم کے جوامع الکلم ہونے کا اعجاز یہ کہ ان کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں سینکڑوں صحیفوں، اور آسمانی کتابوں کے جمیع مضامین سمو دیئے گئے ہیں[8] پہلے انبیاؑ کو انفرادی عبادتیں عطا ہوئیں مگر ہمارے نبی کو صف بندی۔ ایسی اجتماعی عبادت ملی، حج کا اجتماع ملا کہ امیر و غریب، آقا و غلام ایک ہی

---

[1] طحاوی شریف بحوالہ خصائص کبریٰ ص ۲۰۴ [2] نسائی روایت انسؓ [3] مشکوٰۃ شریف حدیث معراج [4] بخاری شریف و خصائص کبریٰ ص ۱۸۷ ج ۲ [5] ورفعنا لك ذكرك (القرآن) وحدیث ابو سعید خدری اذ ذکرت ذکرت معی یعنی اللہ نے فرمایا جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں آپ کا ذکر بھی ضرور ہوگا [6] القرآن الحکیم [7] ایضاً [8] خصائص کبریٰ ص ۱۹۳ ج ۲

Marfat.com

صف میں کھڑے نظر آتے ہیں، جس سے مساواتِ محمدی کی شان نمایاں ہوتی ہے[1]۔ یہ کیا ہی اعجازِ قرآن ہے کہ ایک ہی علمی معجزے نے عالمِ انسانیت کی اکثریت کو مسخر کر رکھا ہے جبکہ اور انبیاءؑ کے معجزات اقلیتیں تو جھکا کر رام کر سکے۔ ادھر اسی کلامِ ھدیٰ کے سحر سے کروڑوں ایمان لے آئے جو ایمان نہ لائے اسکے اصول ماننے پر مجبور ہو گئے ——— پھر بعض نے انہیں اسلامی اصول کہہ کر تسلیم کر لیا، بعض نے عملاً تسلیم کیا تو زبانیں ساکت رہیں[2]۔ آخری نبی کی آخری کتاب بھی ایسی ہے کہ جس میں فاتحۃ الکتاب، اور خواتیم سورۃ بقر کا مضمون پہلے کسی نبی پر نازل نہیں ہوا[3]۔ پھر اس کتاب کے ہر لفظ کی تلاوت سے دس نیکیاں دی جائیں گی[4]۔ پھر ایسا اثر اس میں پیدا کیا گیا کہ اس کلام کی سینکڑوں مرتبہ کی تلاوت کے بعد بھی قلب و نظر کا شوقِ تلاوت اپنے تئیں کوئی کمی محسوس نہ کرے گا۔ نہ ہی علماء محققین اس کے مطالب واضح کر کے انہی کو حرفِ آخر قرار دے سکیں گے، بلکہ اس سمندر کی اتھاہ گہرائیوں سے ہدایت و علمیت کی نئی نئی سیپیاں نکلتی رہیں گی۔ نہ ہی یہ کلام کسی اور کلام سے ملتبس ہو گا[5] ——— ایسا معجز کلام ہمارے نبی ہی کیلئے منتخب کیا گیا ——— یہی وہ کلام ہے جس کی سورتوں کی تلاوت ارض و سما کی آفرینش سے قبل خود باری تعالیٰ نے فرمائی، جس پر ملائکہ نے اُمتِ محمدیہ کو پیغام تہنیت دیا[6]، فقط جس کی ایک سورۃ (الدخان) کی تلاوت سے ۷۰ ہزار ملائکہ مغفرت کی دُعا کرنے لگیں[7] ——— جس کتاب میں روحانی، جسمانی سینکڑوں امراض کا علاج ہے جس میں اصلاح و عمل، فکر و نظر، غور و خوض، کی تلقینات کے علاوہ سیاسیات، معاشیات، اقتصادیات، عمرانیات، کے درس موجود ہیں، جس میں علمی، عملی، تبلیغی، تعلیمی، معاشرتی ہدایات، علوم و معارف، اسرار و رموز، قصص و واقعات، پند و نصائح اور اسلوبِ زندگی کی ہر نگارش اپنی کاملیت کے ساتھ عیاں اور نمایاں ہے، ایجاز و اختصار کا یہ مرقع، رشد و ہدایت کے آفتابؐ کی کوثر سے دُھلی ہوئی

---

[1] بیہقی روایت حذیفہؓ [2] بخاری شریف روایت ابوھریرہؓ [3] صحیح مسلم بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص۱۸۵
[4] الدارمی روایت ابن مسعودؓ [5] الدارمی روایت حارث [6] روایت ابوھریرہؓ الدارمی
[7] الترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص۱۸۷ روایت ابوھریرہؓ۔

Marfat.com

زبان میں، ہر دور کیلئے مشعل راہ بنا رہا ہے۔

ارکان اسلام کی قبولیت ملاحظہ ہو، ہمارے نبیؐ کو دوران عبادت ہی تحیت وسلام تحفہ نادرہ عطا ہوا۔ جبکہ دوسرے انبیاءؑ اس کی جہت سے مخاطب ہی نہیں[1]۔ کیا ہی عجب مت ہے ہمارے نبیؐ کا، یوم محشر میں دوسرے انبیاءؑ کے پرچم محدود لوگوں کیلئے ہوں گے لیکن رہبر نبیؐ کا پرچم عالمگیر ہوگا۔ کل ذریت آدم اس کے نیچے ہوگی، اس کا نام لواء الحمد ہوگا[2] ـــــ روز محشر شافعی محشرؐ خطیب ہونگے، دوسرے انبیاءؑ سامعین ہوں گے[3] ـــــ امت محمدیہ اپنے اعضاء وضو کی انوکھی روشنی سے پہچانی جائے گی، دوسری امتیں فقط اپنے نبی کے نام سے پہچانی جائیں گی[4] ـــــ انبیائے سابقین اپنے اسماء سے پکارے گئے، یا آدمؑ، یا نوحؑ، یا ابراہیمؑ، یا یحییٰؑ یا موسیٰؑ، یا داؤدؑ، یا زکریاؑ، یا عیسیٰؑ ـــــ ہمارے محسن کو تکریماً منصبی القاب سے پکارا گیا

شانِ محبوبیت ہے

یا ایہا النبی، یا ایہا المزمل، یا ایہا المدثر اور کبھی یا ایہا الرسول، کہا گیا[5] یہ شان محبوبیت ہے، اور یہ کہ آنحضرتؐ کو نام لیکر پکارنے سے روکا گیا[6]۔ خاتم الانبیاءؐ کا اعجاز ملاحظہ ہو۔ دوسرے انبیاءؑ کو روحانی معراج ہوا۔ مگر یہ مضیف السماء روحانی مدارج و معارج کی سربلندیوں کے ساتھ ساتھ سموات کے اس پار پہنچا کہ ملائکہ بھی وہاں کی رسائی نہیں رکھتے[7]۔ جہاں جبرئیلؑ کی انتہا ہوئی وہاں سے تو ہمارے محسن نے ابتدا کی تھی ـــــ یہی وہ آخری نبیؐ ہیں، جن کی بیوی کو ملائکہ کا سلام آیا[8]۔ آنحضرتؐ ہی نے جبرائیل کو اسکی اصلی شکل میں دو مرتبہ دیکھا[9]۔ آنحضرتؐ کی خدمت میں جبرائیل و میکائیل اور دو ہزار ملائکہ بھی آئے[10]۔ غزوہ احد میں جبرائیل و میکائیل نے آپؐ کی حفاظت کی[11]، آپؐ کو اپنے امتی بلالؓ کا وجود مثالی جنت میں دکھایا گیا[12] ـــــ آپؐ نے بلا حجاب

---

[1] ذخیرہ حدیث [2] مسند احمد [3] خصائص کبریٰ [4] مسلم، روایت ابوھریرہؓ [5] القرآن الحکیم [6] ارشاد باری تعالیٰ ولا تجعلوا دعاء الرسول کدعاء بعضکم بعضاً [7] نسائی شریف روایت انسؓ [8] سیرۃ النبی، شبلی ص ۳۴۸ ج ۳ [9] ایک مرتبہ سدرۃ المنتہیٰ پر، دوسری مرتبہ ایک اور مقام پر ـــ صحیح بخاری تفسیر سورۃ النجم [10] سیرۃ النبی ص ۲۵۲ ج ۳ [11] ایضاً [12] بخاری و مسلم ـــ امام خطابی، امام غزالی، امام جلال الدین سیوطی، اور شاہ ولی اللہؒ وجود مثالی کے قائل ہیں۔

Marfat.com

جمال الٰہی کو دیکھا۔ — آپؐ نے خانۂ کعبہ میں مسیح علیہ السّلام کا وجودِ مثالی دیکھا[۱]، آپؐ نے دورانِ سفر وادیٔ ارزق میں دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام گھاٹی سے اتر رہے ہیں[۲]۔ ہرشا کی گھاٹی میں آپؐ نے متی کے بیٹے یونس کو سُرخ اونٹنی پر دیکھا، کہ حضرت یونس کمبل کا جُبّہ پہنے ہوئے ہیں اور نکیل کھجور کی چھال کی ہے[۳]۔ واقعۂ معراج کے بعد آپؐ کفار کے سامنے بیت المقدس کا پورا نقشہ دکھا رہے تھے۔ آپؐ کے اشارے سے بُت گرنے لگے[۴]، پہاڑوں سے سلام کا جواب آیا[۵]، ایک روایت کے مطابق تین مرتبہ شق صدر ہوا، ہر مرتبہ سینہ نور سے بھر دیا گیا۔ آپ کا لب مبارک ابوبکر کی ایڑی کو لگا، درست ہو گئی، وہ لب علی کی آنکھوں میں پہنچا، درست ہو گئیں۔ وہی لب کڑوے کنوئیں میں گرا میٹھا ہو گیا، — آنحضرتؐ کا بوجھ ایک آدمی کے ساتھ کیا گیا، آپؐ بھاری نکلے، دو آدمیوں کے ساتھ بوجھ کیا گیا، آپؐ پھر بھی بھاری نکلے۔ پھر ہزار کے ساتھ وزن ہوا، آپؐ پھر بھی بھاری نکلے۔ جبرائیل نے کہا۔ اگر کل دنیا کے ساتھ بھی آپ کا بوجھ کیا جائے، تو آنحضرتؐ کا پلڑا جھک جائے گا[۶]۔

جب شک و اضطراب اور ڈھل مل کے خوگردں نے آنحضرتؐ سے قبل مسیح اللہ کو ابن اللہ کہا اہلِ تبت نے دلائی لامہ کو مسندِ خالقیت پر بٹھایا۔ ہندوؤں نے ایشور کو خدا کا اوتار کہا اور اہلِ انگلستان نے کنگ آرتھر کو معصوم و غیر معصوم کی شناخت کا آلہ بتایا۔ تاتاریوں نے بیگم النقوا کے بیٹوں کو فرزندانِ نور قرار دیا، زنانِ مصر نے جمالِ یوسف کی جھلک دیکھی تو بے ساختگی کے موہیں پکارنے لگیں، یہ تو "فرشتہ بزرگ" ہے۔ یہ تو جزوی کمالات کی رفعتوں کا پرتو تھا۔ جب وجہ منیرؐ کی تابانیت ہوئی تو آپؐ کے متعلق بھی بعض نے مالک و خالق ہونے کا فاسد عقیدہ گھڑا، اجی بشر تو نبی ہو ہی نہیں سکتا — پھر دیکھا آپ نے، قرآن نے ان کا زعم باطل کر کے کیسے ان کی کایا کلپ کر دی۔ اللہ نے فرمایا: رسولاً منکم یہ رسُول تمہیں میں سے ہے، پھر نبیؐ کی زبان حق ترجمان سے کہلا دیا۔ ھل کنت الاّ بشراً رسولاً "میں اللہ کا رسُول بشر ہوں،" مشرکین مکہ جن کی عقل و بصارت پر

---

۱ سیرۃ النبی شبلی ج ۳ ص ۷۳۳ ۲ صحیح مسلم روایت عباس ۳ صحیح مسلم باب الاسرا ۴ صحیح بخاری ۵ از جامع ترمذی روایت علی ۶ باب کیف از سنن دارمی۔

Marfat.com

اباطیل کے حجاب تھے، وہ کیا جانتے تھے "مقام بشریت" کو، انہیں کیا خبر تھی کہ یہی مخلوقیت کا برترین درجہ ہے، حالانکہ بشر اگر بشر ہو تو نورانی مخلوق بھی اس پر غبطہ کرتی ہے رشک کرتی ہے، قرآن کریم نے ان کوتاہ بینیوں کو نظر بلند پرواز کا ہمعنان بنا کر جابجا اعلان فرمادیا "ہم نے تمہاری طرف تم ہی میں سے ایک رسول بنا کر بھیجا ہے" (القرآن) آخر اسے بھی تمہاری طرح انسانی ضروریات ہوسکتی ہیں، وہ تو مقتضیات الٰہیہ کا پابند ہے لیکن تم ہو ___ کہ اپنی مجبوریوں کے باعث ___ میری اطاعت سے عذر لنگ تراشتے ہو؟ ___ اپنے صاحب کو دیکھو وہ انسانی مصروفیات کے باوجود لیل و نہار میرے تابع کئے ہوئے ہے، اس کا اٹھنا، بیٹھنا، جاگنا، سونا اور لمحات زندگی کا ہر نفس میرے احکام کی پیروی میں ہے ___ یہ درست ہے کہ نبوت کے ایسے مقام علو پر فائز ہے کہ تم اس سے ہزاروں گنا زیادہ ظاہری عبادتوں کر کے بھی اس کا مرتبہ نہیں پا سکتے، تاہم تمہیں اپنے ہی قبیلہ اور قوم کے اس عظیم انسان کی طرح میرے اوامر و نواہی کا خیال کرنا چاہیئے۔

وہ جس انقلابی تحریک کا داعی اور علمبردار ہے تمہیں اس کا سپاہی بن کر کام کرنا چاہیئے۔

ہمارا محسن رحمۃ اللعلمین ہے۔

یعنی جہانوں کیلئے رحمت، زمانوں کیلئے رحمت، اپنوں کیلئے رحمت، غیروں کیلئے رحمت عالم دنیا کیلئے رحمت، عالم عقبیٰ کیلئے رحمت، عالم برزخ کے لئے رحمت عالم حیوانات کیلئے رحمت، سب کے لئے رحمت، سراپائے رحمت جس نے گنہگاروں کو اسرار توبہ کی تعلیم دی، جس نے تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کو جدا گانہ مرتب فرمایا، جس نے مراتب احسان اور مقامات عرفان عطا کئے، جس نے رہزنوں کو جہانبانی اور دشمنوں کو اخوانی کا سبق دیا ___ وہی رحمۃ اللعلمین کہ جس کے پرچم تلے چینی و افغانی، افریقی و ایرانی، شامی و سوڈانی، مصری و عدنانی، رومی و خراسانی ہندی و جاپانی، فوقانی و تحتانی، ایک ساتھ کھڑے ہیں۔ جس نے رنگتوں کا تباین ختم کر دیا، زبانوں کا اختلاف مٹا دیا، الوان کا فرق ہیچ بتایا، صورتوں کا بُعد بعید کر دیا ___ ایک خدا، ایک رسول اور ایک کتاب کے ماننے والے، جاننے والے، سمجھنے والے، سمجھانے والے ایک ہی صف میں کھڑے کر دیئے ___ جس نے شمالی عرب کو روما کی غلامی سے اور عرب کو ایران کی آلائشوں سے

Marfat.com

آزاد کر دیا — جس نے غلاموں کو حریت کا جذبہ دیا، غارت گری غارت کر دی، طوائف الملوکی ختم کر دی، شاہوں کے حیوانی تعیش اور سرداروں کے عشرتی خواہش کی دھجیاں اڑا دیں، تمام دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام دیا۔ دشمن کو دوست کرنے کا انتظام دیا۔ صلح و آشتی کو مرتفع کیا — جس نے غلامی کے نقائص دور کرنے کی تدابیر کیں، غلاموں کیلئے برابر کا کھانا برابر کا پہنانا، ان کی استطاعت سے بڑھ کر کام نہ لینا فرض ٹھہرایا، اس طرح غلاموں کو خاندانوں کا ایک جزو یا ممبر بنایا، غلاموں کو حق مکاتبت بخشا۔ جس نے قانون شریعت میں آزادی غلاماں کے مواقع نکالے، آقاؤں کو آزادی اور عتاق کے فضائل سنائے — جس نے غلاموں کو حصول قرابت و مصریت، اخذ امارت و قیادت نصب امارت و ولایت اور عطائے صلح و امان سے مالا مال کیا — یقیناً وہی نبی رحمۃ اللعلمین ہے جس نے انسان کو انسانیت سکھائی، بنی آدم کو ان کے فرائض و واجبات کی ادائیگی کا سبق دیا، اپنا ہر اصول ہو بہو انسانی فطرت کے سانچے میں سمجھایا، اتحاد و اتفاق کو اساسی زندگی کہا، الحاق و ارتباط ہی سے کامرانیوں کے مظاہر سمجھائے، پھر اس کے فیض سے صرف امیر یا صرف غریب ہی نہیں بلکہ دنیائے انسانیت کے ہر طبقے کا فرد اس ہدایت کے سرچشمہ سے سیرابی حاصل کر سکتا ہے — حکمران کیسے حکمرانی کریں، بادشاہ کیسے رعیت پروری کرے، غریب، امیر، کسان، مزدور، محنت کش، دانشور، سرمایہ دار، جاگیردار کس طرح اپنی حیات مستعار کے ایام سنواریں کہ فوز و فلاح کے امیدوار ہو جائیں — پھر اسلامی مملکت کے اصول و قوانین، نظام فوجداری کی تدوین، خارجہ پالیسی، بین الاقوامی تعلقات، سیاست کے پیچ و خم، معاشی بدحالیوں میں اپنا طریق کار، اقتصادی ناہمواریوں میں اپنا کردار، کفار کے ساتھ صلح و آشتی کے مواقع، دشمن کی صفوں کو خاک کرنے کی تدابیر، ذمیوں کے ساتھ اسلامی سلطنت کا برتاؤ، مرتدوں کے ساتھ اسلام کا طرز عمل، جنگی قیدیوں کے ساتھ سلوک — علاوہ ازیں انسانی زندگی اور اسلامی سلطنت کا کوئی موڑ ایسا نہیں جس کی پیچیدگیوں کا حل ہمارے نبی نے نہ سکھایا ہو، نہ بتایا ہو، اسی خاطر مجھے یہ بات کہنے میں کچھ باک نہیں کہ آنحضرت کو صرف مسلمانوں کا رہبر بنا کر پیش کرنے کی بجائے آپ کو غیر مسلم اقوام کا ہادی و مہدی بھی بتایا جائے تو حقیقت کی ترجمانی ہوگی کیونکہ آج دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جس کے بیشتر اعلیٰ اصول آنحضرت کی تعلیمات سے ماخوذ نہ ہوں، ان اقوام کے اسلام لانے سے مجھے بحث نہیں سوال یہ ہے کہ ان لوگوں نے آپ کی زندگی سے اخروی و مذہبی دنیوی رہنمائی تو ضرور حاصل کی ہے۔ آنحضرت کی اسی جامع صفات شخصیت کے پیش نظر قرآن نے آپ کو رحمۃ اللعلمین کے نادر وصف سے موصوف کیا ہے۔ کیوں نہ ہو جس نے کاہنوں کے ترہب سے جدا، ہندوؤں کے جوگ سے علیحدہ، عیسائیوں کے تن و تنک سے ماورا — عالم انسانیت کو ایک جامع اور ہمہ گیر نظام دیا، جس نے عورتوں کی اہانت کی رسم ختم کر کے بیٹیوں کو زندہ درگور ہونے سے محفوظ کیا، جس نے کہانت و شعبدہ بازی کے تقدس توڑ دیئے، افراط و تفریط کی برائیاں مٹا دیں، اس نے ایک قرآن دیا جس نے علوم و معارف کا ایک عظیم خزانہ عالم کو دیا، پھر وہ علوم عملی صورت میں سنت کے نام سے دنیا کو دیئے جس کے باعث پہلی کتاب کے مغلقات واضح ہو گئے، معقدات کھل گئے، اجمال کی تفصیل کر دی، متن کی تشریح کر دی۔ رحمۃ اللعلمین کا جاری کردہ سلسلہ آج تک جاری ہے اور تا قیامت ان کے فیوضات سے دنیا منور ہوتی رہے گی۔

Marfat.com

معراج اور صاحبِ معراج

تجربات کے لاوے سے گزرنے کے بعد ——— ابتلاؤں کے سزاوار بننے کے بعد مالک کل نے حبیبِ کل کی دعوت کا فیصلہ کیا ——— وادیاں، پہاڑیاں عبور کرکے، تلخ کانٹوں سے دامن بچا کر بکھرے سونے اور سچے موتی کی رنگینی لیکر جیسے ہی حبیب کچھ تکان دور کرنے کو، ذرا رک کر ٹھہرتا ہے۔ نوریوں کے سردار سے کہا جاتا ہے جنت سجائی جائے ——— خلا کے چپے چپے کی صفائی کیجائے مہمان سرائے غیب کو نئے ساز و برگ سے آراستہ کیا جائے ——— اور حکم دیا کہ وہ سبک خرام اور تیز گام سواری جو اس حبیب ہی کیلئے بنائی گئی ہے، لیکر فوراً خطۂ لاہوت کے مسافر کے پاس پہنچ جائے۔ اور شب ہی شب مہمان کو میزبان کے دریچے میں لایا جائے ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے معطل کرنے کا حکم ہوگیا ——— یہ کون آرہا ہے ——— کسی ترقی یافتہ ملک کا صدر ہوگا جس کی حفاظت کا ایسا سخت انتظام کیا جارہا ہے ——— نہیں ——— آج وہ آرہا ہے جس کے آنے سے آنے والوں کو آنے کا طریقہ آیا ایسا کوئی میزبان ہوا نہ ہوگا اور ایسا کوئی مہمان کسی کے یہاں نہ گیا ہوگا ———

دیکھئے سارا نظام معطل ہوجاتا ہے ——— نورانی فوج کے سپاہی ہزاروں کی تعداد میں زمین پر گشت کر رہے ہیں غلام قاصد ——— نورانی مخلوق کا

Marfat.com

وزیر تعلیم، پیغامبر جبرائیل پہنچتا ہے ـــــ اجازت اندر آنے کی طلب کرتا ہے اجازت
دی جاتی ہے ـــــ داعی کا پیغام مدعو کے گوش گزار کیا جاتا ہے فوراً
تیاری ہوتی ہے ـــــ ہوا سے ہمکلام ہونے والی براق پیش کی جاتی ہے
پہلا قدم ـــــ انبیاء قدیم کے مولد و مدفن بیت المقدس کی سرزمین پر پڑتا ہے یہاں
خدائی حکومت کے ایک لاکھ چوبیس ہزار خلفاء خلیفہ اعظم کی انتظار میں کھڑے تھے
نماز کا وقت ہوتا ہے ـــــ نزاکت کہتی ہے آدمؑ جد ہے
ـــــ
اسے امامت کا منصب ملے، ابراہیمؑ خلیل ہے موسیٰؑ کلیم ہے عیسیٰؑ روح ہے
کوئی تو آگے بڑھے ـــــ جرأت نہیں پڑتی آخر جس کو آگے ہونا
تھا ـــــ اور جو آگے ہی ہونے کو آیا ہے جبرائیل نے مالک کے یمین
علم پر صفیں چیرتے ہوئے اسے آگے کر دیا ایڑیاں اٹھا اٹھا کر ہر کوئی دیکھ رہا
تھا یہ کون ہے کہ پیچھے آیا اور آگے جا رہا ہے ـــــ نگاہ فکر و نظر
خاموش تماشائی تھی اور دل ہی دل میں کہہ رہی تھی پیچھے آیا تو خاتم الانبیاء کا لقب
پا گیا ـــــ آگے بڑھا تو امام الانبیاء ہو گیا
ـــــ
فراغت ہوتی ہے ـــــ سوار ہونے کو ہیں ـــــ نئی
سے نئی سواریاں کھڑی ہیں، جو آپ پسند کریں ـــــ جبرائیل
نے کہا ـــــ جیسے کسی مملکت کے سربراہ کو ہر نئے سفر پر نئی سواری پیش
کی جاتی ہے۔ آخر اسی براق کو شرف بخشا گیا جو پہلے اس نعمت سے مزین
تھی قوس و قزح کی دلکشی لئے یہ سوار جا رہا ہے ـــــ غلام جبرائیل
ساتھ ہے جگہ جگہ نئے نئے مقامات آتے ہیں ـــــ غلام ایک ایک جگہ کا
نقشہ کھولتا جا رہا ہے ـــــ

لہ نشر الطیب مولانا اشرف علی تھانوی

پہلے آنے والے سارے مہمان نیچے ہی چھوڑ کر یہ مہمان پڑھتا اور چڑھتا جاتا ہے آخر سدرۃ المنتہی کا مقام آجاتا ہے ——— یہاں سے اوپر کوئی نہیں جا سکتا جبرائیلؑ بھی نہیں جا سکتا ——— ہاں یہ مہمان تو وہ دیکھو جا رہا ہے غلام باہر کھڑے ہیں ——— اور یہ میزبان کی تجلیات دیکھنے کو اور نظروں سے نظارہ کرنے کو اوپر چلا جاتا ہے ——— پتہ نہیں کیا کیا باتیں ہوتی ہیں ——— قرآن صرف یہ کہہ کر خاموش ہے ———

فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ

دیا اپنے بندے کو جو دیا !

یہ مہمان قولی، مالی، اور بدنی عبادات کا تحفہ پیش کرتا ہے میزبان جواباً سلامتی کا عطیہ دیتا ہے ساتھ ہی ۵ نمازیں عطا کی جاتی ہیں ———

یہ سب کچھ دیکھا آپ نے ——— کہ جسمانی معراج کے اعتبار سے تھا ورنہ روحانی معراج تو ہر رسول کو ہو سکتا ہے ——— ورنہ پھر اعجاز پیدا ہی نہ ہو سکتا۔ ———

Marfat.com

آنحضرتؐ ایک مرقع حسن و جمال

سیرت نبویؐ کا صوری و معنوی پہلو ہم نابکار، عاصی و خطا کار، آخری دور کے ضعیف الایمان امتی بھی اگر جمال جہاں آرا کی تابانیوں کو پارانِ نبوت کے بتائے ہوئے نقوش کے سانچوں میں دیکھتے ہیں تو صورتِ نبویؐ کا تفرّد، حسن رسالت کی منائیں، جمالِ نبوت کی تازگی، مشرت حمرت کے نظارے، اعجد العنین کی بے خود کیفیت دل نواز دیتی ہے، جگر کو اطمینان بخشتی ہے، ذوق کو شوقِ دیدار مہیا کرتی ہے فرطِ عقیدت میں دل و دماغ جھکائے دیتی ہے، سعید بخت فطرت اس جانِ جاناں کی صورت کے زاویے متعین کرتی ہے، اضطرابی کیفیت کسمسانے لگتی ہے، انبوہ افکار، انبوہ تجلیات میں گم ہو جاتے ہیں، بالآخر مرسخن اپنی بے بسی، بدنصیبی کے متوہم خیالات پر ڈال دیا جاتا ہے۔

ان لوگوں کا مقام کتنا بلند ہو گا، جنھوں نے کسی کے خبر دینے سے قبل ہی اس صورت کا مشاہدہ کر لیا تھا، گلِ فردا کی مہک سے دل وجان کی لذتیں اٹھالی تھیں، آفتابِ ہدایت کی مہدیات سے دل منور کر لئے تھے۔

کیوں نہ ہو جس مجسّم رحمت کی دید ہی سے ہی جنت واجب ہو جائے جس کے در فیض باد پر سردش سالار جھک جھک جائے، اس کے دیدار سے کبھی تم دد کفر کے حامل خورسندہ ایمان کے اہل ہوئے، اسی نبیؐ کی زہرہ جبینی کا اثر تھا کہ سر لینے والا سر دیئے جا رہا تھا۔

اسی کے حسن کی کرشمہ سازیاں تھیں کہ قاتلوں نے ارادے بدل لئے تھے [1] اسی ماہتاب ابدِ ضو و سما کی چاندنی تھی کہ خشک سالیوں نے نضارت و خضرت کا التزام کر لیا تھا۔ وہی عنبر شمیم مجسم فرحت تھا کہ ظلِ سماوی کا سحاب سماوی تشمیں شمس کی تمازت سے حفاظت کیلئے پیکرِ خدمت بنا ہوا تھا۔

ہمارے محسنؐ کا چہرہ

• لکۂ ابر پہ بجلی کوندرہی ہو جیسے
• چہرۂ فلک پہ ماہتاب ضوفشاں ہو جیسے
• ظلمتوں کے اندھیروں سے نکلتا ہوا سورج ہو جیسے

ایسے ہمارے رسول اور تمہارے رسول کا مظہر اور جاذب نظر وجہ منیر تھا۔

ایک جھلک

حالِ نبوتؐ کی صورت کیا تھی
عائشہؓ نے کہا:

• یوسفؑ مصر کو دیکھنے والیوں نے انگلیاں کاٹ ڈالیں تو کیا ہوا، وہ جو میرے یوسف کو دیکھ پاتیں تو گردنیں کٹا لیتیں۔

• ابن سمرہؓ نے کہا: چاندنی رات میں اس وقت مجھ پر عرش و فرش کے دو ماہتابوں میں اشتباہ ہو گیا جب مصورِ یکتا کی تصویرِ یکتاؐ پر سرخ حُلّہ تھا اور سیاہ زلفوں سے جبین متین چہرہ رات سے نکلتا ہوا دن دکھائی دے رہا تھا۔

• شیرِ خدا کہتے ہیں: میں نے آپ سے زیادہ خوبصورت جوان، نیک خو، سچا اور سخی پوری زندگی میں نہیں دیکھا۔[1]

• ابنِ عباس فرماتے ہیں: دندان نبویؐ میں قدرے فاصلہ تھا۔ آپؐ مسکراتے تو معلوم ہوتا ایک نور ہے جو آپؐ کے دہنِ مبارک سے ظاہر ہو رہا ہے۔

---

[1] روایت، الترمذی

عمار بن یاسر نے ربیع بن معوذ سے کہا، حضور کے کچھ اوصاف تو بیان کرو ـــــ ربیع مسکراتے ہوئے کہنے لگے ـــــ اے بیٹے، تم اگر رسول اللہ کو دیکھ لیتا تو گویا ایک آفتاب تری نگاہوں سے گذر جاتا۔

ام ایمن آپ کو نیند کی حالت میں دیکھ کر ایک شیشی میں آپ کے پسینہ مبارک کے قطرات گراتی جا رہی تھی۔ رسالتماب نے فرمایا "ام ایمن کیا کر رہی ہو" صحابیہ نے عرض کیا، اپنے بچوں کی شادی میں آپ کا یہ عطر استعمال کروں گی، مجھے ایسی خوشبو کسی عطر میں نہیں ملی۔

وجاہت نبوت

تر و تازہ کھلا ہوا کتابی چہرہ، رخسار مبارک بھرے ہوئے بدن گٹھا ہوا، دہن مبارک اعتدال کے ساتھ کشادہ، پیٹ اور پسینہ ہموار، کلائیاں دراز اور ہتھیلیاں فراخ، دونوں قدم گداز اور پُر گوشت آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے، ابرو باریک خمدار، جب شانہ مبارک سے چادر ہٹاتے تو معلوم ہوتا کہ چاندی کی ڈلیاں ہیں، جب مسکراتے تو دندان مبارک موتیوں کی لڑی نظر آتے دراز قامت لوگوں کے ساتھ چلتے تو قد مبارک نسبتاً کم رہتا، پستہ قد لوگوں میں آپ دراز قامت معلوم ہوتے۔

آپ کی شخصیت بڑی وجیہہ اور بہت جاذب نظر تھی، روئے مبارک چودھویں رات کے چاند کی طرح منور اور تاباں تھا، سر کے بالوں میں اگر خود بخود مانگ نکل آتی تو نکالتے ورنہ اس کا اہتمام نہ کرتے تھے، دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر آتی سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا فصل تھا، گفتگو کرتے تو نگاہیں نیچی رکھتے، آپ کی نظر بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی، عادت مبارک گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی، یعنی غایت شرم وحیا کے باعث پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے، کبھی چلتے وقت صحابہ کرام کو آگے کر دیتے دائیں بائیں دیکھنے کی عادت نہ تھی، سلام میں ابتدا فرماتے، ابوہریرہ کہتے ہیں آپ بڑے وقار اور سنجیدگی کے ساتھ چلتے تھے، آپ کا چہرہ ایسا تھا گویا چاند آپ کے چہرہ میں ضوفشاں ہے۔

Marfat.com

علی المرتضیٰؓ کہتے ہیں : آنحضرتؐ کا چہرہ پر وقار اور بارعب، قد میانہ، رنگ سفید سرخی مائل، ضخیم راس، گھنی ڈاڑھی، بھری ہوئی ہتھیلیاں اور قدم، جب آپ چلتے تو معلوم ہوتا بلندی سے نشیب کی طرف تشریف لا رہے ہیں۔ سرعت رفتار ایسی کہ گویا زمین لپٹی جا رہی ہے۔

آنحضرتؐ میانہ قد تھے، آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان دوسروں کی بہ نسبت زیادہ فاصلہ تھا، سر کے بال گھنے تھے جو کانوں کی لوؤں تک آتے رہتے تھے۔ آپ کی ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں گوشت سے بھرے ہوتے تھے، یہ صفات مردوں کے لئے پسندیدہ ہیں اس لئے کہ قوت اور بہادری کی علامت ہیں، سر مبارک بڑا تھا[1] اعضا کے جوڑوں کی ہڈیاں مضبوط اور بڑی بڑی تھیں، سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کی باریک دھار تھی۔ آپؐ چلتے تو معلوم ہوتا کہ بلندی سے نیچے تشریف لا رہے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے آنحضرتؐ کے سر کے بال گھنگریالے تھے، آپ کا چہرہ گول تھا نہ بدن بھاری، البتہ آخری عمر میں آپؐ کا بدن بھاری ہو گیا تھا تاہم جوانی اور نوجوانی کی جولانیوں میں کچھ فرق نہ آیا تھا، آپؐ کے چہرے میں معمولی سی گولائی تھی، آپؐ کی آنکھوں کی پتلی سیاہ اور پلکیں دراز تھیں، آپؐ جب کسی سے مخاطب ہوتے تو پوری توجہ فرماتے، آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، روایت میں ہے کہ آپؐ انبیاءؑ کا سلسلہ ختم کرنے والے تھے، سب سے زیادہ دیا دل، سب سے زیادہ راست گو، سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور سب سے زیادہ خاندانی شرافت والے تھے، جو شخص آپؐ کو اچانک دیکھتا مرعوب ہو جاتا، جو شخص بھی میل جول کرتا گرویدہ ہو جاتا۔ آپؐ کا سراپا بیان کرنے والا یقیناً کہہ سکتا ہے کہ میں نے حضورؐ جیسا جمال و کمال کا مرقع پہلے دیکھا ہے نہ بعد۔ آپؐ کا چہرہ ایسا روشن اور تابان ہے کہ

---

[1] رواہ الدارمی ع سے سر مبارک بڑا تھا

تشنہ لب اس سے سیرابی حاصل کرتے ہیں جو یتیموں کا سہارا اور بیواؤں کی پناہ گاہ ہے۔
آپ کے محسن رفیق سیدنا ابوبکرؓ نے آپؐ کی نسبت کہا:

آپ امین ہیں، مصطفےٰ ہیں، لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتے ہیں، آپ چاند کی چمکنے
والی روشنی ہیں جس سے تاریکی چھٹ جاتی ہے۔

ام معبد کہتی ہیں آنحضرتؐ دور سے بے حد وجیہ اور خوبصورت نظر آتے، قریب
آنے پر کشش اور جاذب معلوم ہوتے

نفسیات کا یہ اصول کس قدر احسن ہے کہ صورت سیرت کا آئینہ ہوتی ہے ناظرین
کے ذہن میں مختلف صحابہ کے تاثرات سے نبی علیہ السلام کی حسین و متین صورت کا منفرد
و نادر، یکتا مرقع، بے مثل اسلوب وضع اور صور و نقوش کے اعلیٰ زاویوں کی ایک تصویر نگہت
کا سبب بن رہی ہوگی، دیکھا آپ نے ــــ کہ کائنات انسانی کے نقاش حقیقی نے اپنے
محبوب کی بناوٹ میں آفاق عالم کی صورتوں، مورتوں سے ممتاز، کون و مکان کی ترتیب و تدوین
سے علیحدہ موجود و عدم کے سانچوں سے جدا ایک ایسی صورت بنائی کہ چشم فلک نے ایسی
وضع کا کوئی فرد دیکھا ہی نہیں، وجہ ارض پر ایسا کوئی جمیل و خوبصورت آیا ہی نہیں جس طرح
کی صورت کے اعجاز سے سیرت کا اعجاز بھی ظاہر ہوا۔ جب آپ کی صورت سے جمال
ملاحت کی رنگینیاں اور جمال صباحت کی رعنائیاں ہویدا ہوئیں تو اہل عرب نے امین و
صادق کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا، آخر نگاہ و فکر و نظر نے جانچ لیا کہ آپ کی سیرت
صورت کا آئینہ تھی، اس اعجاز سے بھی آپ کی ذات جمیع عالم میں عظیم مرتبت پر فائز ہے
جب آپ کی صورت کے بعد سیرت کا پرتو پڑا تو عقول و فحول نے گھٹنے ٹیک دیئے
اہل نظر پکار اٹھے یہی شخص نبی ہو سکتا ہے ــــ نجد کے وحشی ــــ تہامہ کے بدو ــــ
یمن کے مسکین، تمغۂ غلامی لینے حاضر ہو گئے ہیں، عبداللہ بن سلام یہود ، ورقہ بن نوفل

Marfat.com

عیسائیت، عثمان بن طلحہ پراہمیت کی مسند بلکہ امامت کو خیر آباد کہہ کر اسلام کا خادم شمار ہونے پر مفتخر ہے۔ نسل آدم کی عنت کی عنت جو ضلالت و غوایت کے اندھیروں میں غلطاں تھی، آنحضرتؐ کی سرمدی غلامی کا طوق پہن گئی۔

سیرت رسولؐ کا معجزاتی پہلو

سید دو عالم کے معجزات؛ نہ قلم کی حد میں آسکتے ہیں نہ زبان کی، ان کا تو ہر قول و عمل معجزہ ہے یعنی دُنیا کا ہر فرد ان جیسے طرز و طریق سے عاجز ہے۔ انکشافات و ایجادات کی اس دُنیا میں چند ایسے لوگوں کا نام بھی سننے میں آیا جنہوں نے اسلام کی عظمت و صداقت کا لوہا ماننے کے باوجود بانی اسلام کے معجزات کو بعید از عقل کہا، حالانکہ معجزات کا تسلیم نہ کرنا ہی بعید از عقل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے سورج کے طلوع ہونے کے بعد جب یورپی کمیاسٹوں کے دیئے چراغ سحر کی طرح ٹمٹماتے ہوئے گل ہو گئے اور افریقی سیاہ فاموں کے رسم و رواج حرف غلط کی طرح مٹ گئے تو برٹینیکا انسائیکلو پیڈیا کی بجائے صحاح ستہ، برنارڈ شاہ اور ویلز کی بجائے صدیقؓ و عمرؓ کی زندگیوں کا مطالعہ ہونے لگا۔ ابھی سے عصبیت کا ایک بیج پڑ گیا جس نے اندر ہی اندر بڑھنے اور پھولنے پھلنے کا موقع پا لیا باطل اپنی کھوئی ہوئی ساکھ کی تلاش میں دور تک نکلا مگر ہر راہ پر اسے محمدؐ کے دین مشعل کی شعائیں خیرہ کرتی گئیں اور اس نے جس جانب دیکھا اسے ایک ہمہ گیر رسول نظر آیا۔ اس کے بے مثال اصول نظر آئے اس کی جامعیت و کاملیت کے حیرت انگیز جواہر پارے نظر آئے وہ سمجھ گیا کہ یہاں پرانے ادیان کا کچھ کام نہیں نامکمل مذاہب کو کچھ یارا نہیں۔ تب ایک مہم کے تحت اسلام اور صاحب اسلام کے مختلف احوال میں کیڑے نکالنا شروع کر دیئے۔

Marfat.com

سابقہ حالات کے پیش نظر آنحضرتؐ کے معجزات بھی ہدف تنقید بنے ان پر بھی طرح طرح کی آوازیں اٹھیں لیکن یہ تمام کوششیں ناکامی کی مراد کو پہنچ کر ٹھہر گئیں اور اس سے آگے کسی کو کلام کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

دراصل ہر ناقد کو ایک غلط فہمی ہر دور میں رہی اور وہ یہ سمجھتا رہا کہ معجزہ نبی و رسولؐ کے اختیار سے ہوتا ہے حالانکہ اہل اسلام میں بھی کوئی اس کا قائل نہیں بلکہ ان کا یہ عقیدہ ہے معجزہ محض خدائی فعل ہوتا ہے[1] خود رسولؐ کا اس میں کچھ دخل نہیں ہوتا۔ اس کا ظہور بھی خدائی ارادے اور مشیت سے ہوتا ہے۔ اب اس کی مثال دوسری تخلیقات سی ہو جائے گی۔ جیسے ایک دلنے سے سات سو دانوں کا اگانا ایک قطرہ سے مجسمہ بنا دینا، مٹی کے کیچڑ سے آدم کو کھڑا کر دینا اور سورج چاند و آسمان زمین کی حیرت انگیز تخلیق جس طرح ایک خرق عادت کا مقام رکھتی ہے اور انسانی عقل جس کے استقصار کو پا نہیں سکتی، بالکل اسی طرح معجزہ کی تخلیق بھی اللہ کی حیرت انگیز قدرت کا نتیجہ ہے جو شخص خدا کو مانتا ہے اس کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ وہ آسمان و زمین کی تخلیق کا معمہ تو سمجھ سکے اور معجزہ نمائی کا قضیہ اس کے فہم میں نہ سمائے حاصل یہ کہ جس شخص کا خالق کائنات پر ایمان ہی نہیں اس سے ہماری کچھ بحث نہیں۔

معجزہ بھی نبوت کی طرح وہبی ہوتا ہے

جس طرح نبوت و رسالت کا منصب وہبی اور عطائی ہوتا ہے اسی طرح معجزہ بھی وہبی ہے اس میں کسی کا کچھ دخل نہیں۔ اس کا ظہور نبی کی رسالت و نبوت کی توثیق کے لئے ہوتا ہے۔

چنانچہ حقیقت کی سراغ رسانی کے لئے مخصوص زاویہ نگاہ اشد ضروری ہے۔ محض توہمات کی بنیاد پر اسلام کے ان اصولوں کا انکار ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص خدا کو خالق

---

[1] الجواب الصحیح از شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (دمشقی)

Marfat.com

مانتے ہوئے خوارق عادات افعال کا انکار کر کے دوسری مصنوعات کو فطری ستونوں کی تخلیق قرار دے۔

آئینہ معجزات

وہ عظیم ذات جس کے باعث عظمت کو عظمتیں، رفعت کو رفعتیں اور تقدس کو تقدس ملے اس کے اعجازی کمالات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر، روایات و احادیث اور کتب سیرۃ کے اوراق کی زینت بنا ہوا ہے۔

مجھے آپ کے لامتناہی معجزات میں صرف چند ایک کی جھلک پیش کرنا ہے۔ علماء اگر اجازت دیں تو کہتا چلوں کہ سید المرسلین صلی اللہ کے اخلاق، معاشرتی، سیاسی، تبلیغی، ازدواجی اور اصلاحی احوال کا ہر لمحہ ایسا ہے جس کا عکس لینے کو دنیا کے لئے لاکھوں فقیہ، مفسر، محدث اور ائمہ تا حیات کوشاں رہے مگر عجز و درماندگی کے سوا کچھ نہ پا سکے، ہاں ظاہری طور پر آپ کے نقوش پر چلنے کا قصد کرتے رہے۔ اسی طرح آپ کا ہر قول و عمل اور لاکھوں صحابہؓ کی جماعت کا قیام بھی کسی معجزہ سے کم نہیں۔ بحیثیت ختمی مرتبت آپ کے تمام محاسن آپؐ کے معجزات ہیں۔ ایشیا کی عظیم دیوبند یونیورسٹی کے بانی مولانا قاسم نانوتوی سے ایک پادری سوال کرتا ہے ــــــ "ہمارے نبی (عیسیٰ علیہ اسلام) تو مردوں کو زندہ کر دیا کرتے تھے اور آپ کے نبیؐ تو اس اعجاز کے حامل نہیں"۔

اسلام کا یہ فلسفی برجستہ کہتا ہے۔

"حضرۃ عیسیٰؑ ایسے اجسام میں قوت گویائی پیدا کرتے تھے۔ جن میں صرف روح کے معدوم ہونے سے گویائی کا ملکہ مفقود ہوا ہے ورنہ ہر عضو نطق رکھتا ہے اور ہمارے رسولؐ نے پتھروں اور درختوں تک کے اجسام کو بھی گویائی بخشی ہے جہاں نہ کلام ممکن ہے نہ حرکت"۔

عیسائی مبہوت ہوکر کہتا ہے۔

"ہمارے نبی (عیسیٰؑ) کی والدہ (مریم) کی پاکدامنی کا اعلان آپ کے قرآن نے کیا اور آپ کے رسول کی والدہ کے متعلق قرآن ساکت ہے"

مولانا قاسم نانوتوی نے جھٹ سے کہا

"حضرۃ مریمؑ کی نسبت لوگوں کو شک گزرا تھا اس کی صفائی ہمارے قرآن نے کی ــــ اور حضرۃ آمنہ کے متعلق تو کسی کو شک ہی نہیں گزرا" ــــ اس لئے صفائی کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔

؎ شکار کرنے آئے تھے شکار ہو چلے

آخر دشمن رسولؐ کو بھی سر خم کرنے کے سوا چارہ نہ ہوا

- چاند کو دیکھئے ایک ہی اشارے سے ٹکڑے ہوا جاتا ہے[۱]۔
- دست رحمت کو دیکھئے بکری کے تھنوں پہ پھرتا ہے دودھ کی نہریں بہہ جاتی ہیں[۲]
- یہی ہاتھ ــ رحمتوں اور برکتوں والا ہاتھ عروس زینبؓ میں قلیل طعام پر پھیر دیا جاتا ہے ــ تین آدمیوں کا کھانا تین سو میں تقسیم ہو کر بھی بچ رہتا ہے[۳]
- اسی دست برکت سے ابن ابی عتیکؓ کی شکستہ پنڈلی دوبارہ مل جاتی ہے[۴]
- یہ ہاتھ ــ نبوت کا ہاتھ خدا کی عنایات سے معمور ہاتھ ــ چشمے نکال دیتا ہے[۵]

ام ابی ہریرۃؓ کا جگر نور سے روشن ہو جاتا ہے جب یہ ہاتھ اٹھتا ہے[۶] عمر فاروقؓ بنتا ہے۔
- غضب کا ہاتھ کنکری پھینکتا ہے کفر سرد ہو جاتا ہے[۷]۔
- زبان ــ کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان ــــ گویا ہے ــ جو گویا ہے۔ وہی ہو

---

[۱] از مشکوۃ ــــ [۲] ایضاً ــــ [۳] ایضاً ــــ [۴] بخاری
[۵] صحیحین ــــ [۶] مسلم ــــ [۷] ایضاً

جاتا ہے. خسرو پرویز کا خاتمہ ہو جاتا ہے[8]. رؤساء مکہ کو داخل جہنم کا پروانہ مل جاتا ہے[9]. ہزیمت کے آثار فتح و کامرانی کا پیرہن اوڑھتے ہیں[10]. آسمان بھر آتا ہے. طوفان رخ موڑتے ہیں[11]. تقدیر کا فیصلہ تاب نہیں لاتا بدل جاتا ہے[12]

لعاب دہن —— جو دنیائے شہود پر کلام الٰہی کا سب سے اول نظارہ کرتا ہے. سانپ کا زہر ختم کرتا ہے[13]. دکھتی آنکھوں کو صحت ملتی ہے —— کڑوے کنویں کو حلاوت میسر آتی ہے[15]. اعجاز کے باب میں کیا کیا کہوں —— قلم رک جائے گا، صفحات مٹ جائیں گے. سیاہی خشک ہو جائے گی مگر —— اعجاز ختم ہوگا نہ کمال ختم ہوں گے.

کابلہ سواریوں کو دیکھو —— تاجدار نبوت سوار ہوتا ہے. ان کا ہر قدم حد نگاہ کو پہنچتا ہے[1]. تمازت ارض برودت میں بدلتی ہے. شجر نخل رو رہا تھا[2]. قضاء حاجت میں درخت حاجب تھا[3]. شجر و حجر جھک رہے ہیں[4]. سنگریزے سلام کہتے سنائی دیتے ہیں[5]. زمین چیرتا ہوا وہ ایک درخت آ رہا ہے تاکہ جمال جہاں آرا کا نظارہ کرلے[6]. بادل سایہ کئے ہوئے ہیں[7]. اونٹ مالک کی شکایت کہتا ہے[8]. قربانی کے جانور گردنیں پیش کر رہے ہیں. براق جنت شوخیاں کرتی ہیں. آخر یانی پانی ہو جاتی ہے[9]. کھجوروں کے درخت بے موسم پھل دیتے ہیں[10]. آپ بنو نضیر کی سازشوں کا پتہ دے رہے ہیں. مہاجرین حبشہ کو بشارت دے رہے ہیں ـــ ابوسفیان کی خفیہ مجلس کا پورا واقعہ کہہ رہے ہیں خالی مشکیزوں سے پانی ابل رہا ہے. ہند میں اسلام کی اشاعت کا مژدہ سنایا جا رہا ہے گونگوں کو بولنے کی قوت بخشی گئی ہے بدر و حنین کی فتوحات کا نقشہ دیا جاتا ہے. یہ سب آپ کے معجزات ہیں.

---

[8] مسلم [9] مشکوۃ [10] ایضاً [11] مسلم [12] حاشیہ معانی الآثار [13] ترمذی [14] ایضاً [15] مشکوۃ [16] بخاری مسلم
[1] مشکوۃ [2] ″ [3] سیرۃ النبیؐ و ترجمان السنۃ [4] ترمذی [5] مسلم [6] شرح السنۃ [7] ترمذی.
[8] شرح السنۃ [9] ترمذی [10] شمائل الرسول ص۳۳

رہبرؐ و راہنماؐ کا نظام الاوقات

وقت ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کا ضیاع عقلمندی نہیں، ہمارے محسنؐ انسانیت کے بارے میں بھی ایک نقشہ چھوڑا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر ہم وقت کی قدر کر سکیں گے۔

آہ! آج کی دنیا کا تو کوئی نظام الاوقات نہیں، ناولوں اور فحش گانوں میں جوانوں کی زندگی کا مایۂ حیات ختم ہوتا ہے، کسی کو خبر نہیں کہ ہم اس قیمتی وقت کو ضائع نہ کریں اور اپنی دنیا و آخرت کے لیے جتنی محنت ہو سکتی ہے کریں۔

فجر سے چاشت تک

آنحضرتؐ نے اپنے اوقات یوں تقسیم کیے تھے۔

خدمتِ خلق کے لیے، عبادتِ الٰہی کے لیے، اپنی ذات کے لیے۔

نمازِ فجر ادا ہوتی ہے، آپؐ آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے ہیں، طلوعِ شمس تک یہی سلسلہ رہتا ہے، باری تعالیٰ کی حمد و توصیف کا ورد جاری رہتا ہے، سورج کی شعاعیں بلند ہوتی ہیں، شمعِ رسالتؐ کے گرد پروانوں کا حلقہ ہو جاتا ہے، پند و موعظت کا باب کھلتا ہے سوال و جواب کی محفل لگتی ہے، ہدایت کے چراغ سے رہنمائی کا نور لینے والے لیتے ہیں جھگڑوں کے فیصلے ہوتے ہیں، فتاوی کے جوابات دیے جاتے ہیں، مالِ غنیمت تقسیم ہوتا ہے، وظائف و خراج بانٹے جاتے ہیں۔ اشاعتِ اسلام کی تدابیر ہوتی ہیں، مملکت کی نسبت ضروری مشورے

Marfat.com

ہوتے ہیں، غزوات و سرایا اور مہمات کی روانگی پر غور ہوتا ہے۔ مریضوں کی عیادت ہوتی ہے مسکینوں کی حاجت روائی ہوتی ہے۔

دشمنانِ دین کی مدافعت کے امور بھی اسی وقت سرانجام پاتے ہیں۔

چاشت سے زوال تک کاشانۂ نبوت میں پہنچتے ہی اہل وعیال کی خاطر داری ہوتی ہے۔ کپڑے خود سی لیتے ہیں، جوتا خود گانٹھ لیتے ہیں، دودھ خود دوہ لیتے ہیں، کبھی گھر میں جھاڑو بھی خود ہی دے لیتے ہیں، اتنے میں کھانا آجاتا ہے فراغت کے بعد تھوڑی دیر قیلولہ فرماتے ہیں۔

جب آفتاب ڈھلتا ہے تو اٹھ جاتے ہیں، ضروری حاجات سے فراغت کے بعد غسل و وضو فرماتے ہیں، اتنے میں مؤذن ظہر کے لئے آواز بلند کرتا ہے،

ظہر سے عصر تک آپ مسجد میں تشریف لے جاتے ہیں، نماز کے بعد پھر دربارِ رسالت لگتا ہے، آپ امورِ مملکت میں مصروف رہتے ہیں۔

عصر سے مغرب تک فصل تنازعات، فتاوی اور تعلیم و تربیت سے اس وقت بھی پہلوتہی نہیں ہوتی، ابھی موذن عصر کی پکار کرتا ہے نماز کے بعد آپ ازواجِ مطہرات کے گھروں میں باری باری جاتے اور تھوڑی تھوڑی دیر میں ان کے حالات دریافت فرماتے ہیں۔

مغرب سے عشا تک پھر مغرب کی اذان ہوتی ہے، نماز کے بعد آپ مقررہ باری والی بیوی کے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ مہمانوں اور مسافروں کی میزبانی فرماتے ہیں۔ ہر ایک سے حالات دریافت کرتے ہیں اتنے میں اندر تشریف لے جاتے ہیں یہاں تمام بیویاں جمع ہیں آپ [illegible] ہیں۔

Marfat.com

عشا سے فجر تک

تھوڑی دیر بعد اذان ہوتی ہے۔نماز کے بعد واپس آکر بستر پر تشریف لے جاتے ہیں، دو کروٹ آرام فرماتے ہیں۔ نمازِ عشا کے بعد بات چیت سے آپؐ اجتناب فرماتے تھے، پھر آدھی رات یا آخر رات کو جاگتے ہیں، دانتوں کو مسواک سے خوب صاف کرتے ہیں، وضو فرما کر بارگاہِ باری میں حاضر ہو جاتے ہیں، طویل قیام فرماتے ہیں کہ ورم سے پاؤں سوج جاتے ہیں مگر اس ماہبرِ ورہنما کی عبادت میں کچھ فرق نہیں آتا ہے۔

آپؐ ہمیشہ اسی نظام الاوقات پر قائم رہے کبھی ہنگامی سفر پیش آجاتا ہے یا غزوہ وغیرہ کا موقع ہوتا تو نظام بدل جاتا تھا، کاش آج کا مسلمان رہبر و راہنما کی مثل پابندی کرکے دینِ عقبیٰ سنوارتا۔

آنحضرتؐ کا طریق عفو و درگزر

بدترین دشمنوں پر تسلط کرکے معاف کر دینا عفو ہے ــــــ یہ عظیم معیارِ اخلاق ہے جو خدا کی بارگاہ کے علاوہ انسانی سوسائٹی میں بھی بلند مقام رکھتا ہے ــــــ ساری عمر آنحضرتؐ نے کسی سے بدلہ نہیں لیا غورث بن الحارث شمشیر لیکر درخت کے نیچے آنحضرتؐ کا معاملہ تمام کرنے آتا ہے ــــــ جھک کر کہتا ہے ــــــ اب تمہیں میری شمشیر سے

کون بچائے گا آپؐ نے فرمایا "اللہ" غورث کا جسم کانپنے لگا، تلوار چھوٹ گئی حضورؐ نے تلوار اٹھا کر اسی کا جملہ دہرایا، فرطِ دہشت سے وہ خاموش تھا آپؐ نے فرمایا۔ جاؤ میں تم سے کوئی بدلہ نہیں لیتا۔

جب مکہ میں قحط ہوا ابوسفیان حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرتا ہے رحمتوں والے ہاتھ اٹھتے ہیں، قحط ختم ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

و ابوجہل کے بیٹے عکرمہ سے درگزر کر لیا گیا وہ اسلام کا زیور پہن گئے۔
و قبیلہ دوس کے بدترین اسلام دشمنوں کے حق میں دعا فرمائی
و عمیر کو معاف کر دیا جو قتل کے ارادے سے آیا تھا وہ کلمہ پڑھ گیا۔
و آپ نے زینب بنت حارث زہر دینے والی عورت کو معاف کر دیا۔
و فرات بن حیان ہجر کرنے والے شاعر پر رحمت کی چادر بچھا دی
و احد میں دانت شہید کرنے والوں پر بددعا کیلئے کہا گیا تو آپ نے فرمایا میں لعنت کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں۔

سیرۃ نبوی کا اخلاقی اور معاشرتی پہلو

عقلی طور پر انسان کی عظمت کا علم اس کے اندرونی اور قریبی ماحول سے ہوتا ہے اس لئے بیوی اور ملازم سے جو حالات سامنے آسکتے ہیں وہ کسی اور سے معلوم نہیں ہو سکتے کیونکہ انسان کی نجی زندگی کا کوئی پہلو ان دونوں ذرائع سے پوشیدہ نہیں ہوتا۔ بات کو عام فہم کرنے کے لئے یہ سمجھ لیا جائے کہ نبی علیہ السلام کی نجی اور عام زندگی کے دو معیار دوسرے سینکڑوں ذرائع کے علاوہ ہیں کسی انسان کی بیوی کا قلبی طور پر اس کے نظریات سے ہم آہنگ ہونا۔ اس کے چال ڈھال کا معترف رہنا۔ اس کی عظمت کا قائل ہونا۔ اس کے عظیم اخلاقی کردار کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ اس معیار پر صحیح معنی میں انبیا علیہم السلام کی ذات ہی پوری اتر سکتی ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ السلام کی عظمت شان ملاحظہ ہو۔ کہ جب آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا تو سب سے پہلے آپ کا کلمہ پڑھنے والی آپ کی بیوی سیدہ خدیجہ الکبریٰ تھیں، جنہوں نے آپ کے اخلاق ہی سے متاثر ہو کر عقد نکاح فرمایا تھا۔ ثانیاً آپ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ کے تاثرات بھی ملاحظہ ہوں کہ ایک عرصہ دراز تک حضرت زید اپنے اہل خانہ سے دور رہے۔ جب زید رسمی غلامی سے آزادی کے بعد حقیقی غلامی

Marfat.com

میں جھگڑے گئے تو ان کے والد اور چچا حاضر ہوئے۔ انہوں نے زید کی رخصتی کی اجازت طلب کی۔ آپ نے زید کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ اگر زید اپنی رضا سے آپ کے ساتھ جانے کو تیار ہو تو میری طرف سے کوئی روک نہیں"

آخر والد کی تحریک پر زید بگڑ گئے۔ والد اور چچا صبح سے شام تک یہی عار دلاتے رہے" "تم آزادی اور خانگی کی زندگی پر اس غلامی اور مسافری کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو"

"چلو اہل خانہ تمہاری انتظار میں ہیں، وہاں عیش و عشرت کے ساتھ رہنا ہوگا"

زید نے برجستہ انداز میں کہا۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھے دنیا کی ہزار آزادیوں سے محمدؐ کی غلامی میں راحت ہے۔ انہوں نے مجھے بیٹا بنایا میری پرورش کی اور مجھے ہر رنج سے محفوظ رکھا۔

آپ کی تعلیمات نے میرے دل سے قرابت داروں کی قرابتیں اٹھالی ہیں، پس میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار نہیں"

ادھر حضرت انسؓ جو دس سال تک حضور کے خادم رہے، فرماتے ہیں

"میں دس سال تک آپؐ کی خدمت میں رہا۔ لیکن میں نے آپ کی زبان سے اف کا کلمہ نہیں سنا۔ انہوں نے مجھے کسی معاملہ میں 'ایسے کیوں' کا لفظ بھی نہیں فرمایا"

حدیث شریف میں ہے۔ آپؐ کے چہرے پر ہر وقت تبسم کھیلتا رہتا، آپ ہر آنے والے کے ساتھ ایسے ملتے گویا وہ آپ کا دیرینہ واقف ہے ہر صحابی یہی گمان کرتا کہ حضور کو میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے"

Marfat.com

اخلاق درحقیقت انسانوں کے ساتھ باہمی تعلقات میں خوش خلقی اور اچھائی برتنے کا نام ہے، یا یوں کہیئے کہ ایک دوسرے پر جو انسانی فرائض عائد ہوتے ہیں۔ ان کے ادا کرنے کو اخلاق کہا جاتا ہے۔

اسی خاطر کہا جاتا ہے، تجرد، رہبانیت، جوگی پن، عزلت، گوشہ نشینی اور خلق سے کم آمیزی اخلاقی صدور کے مواقع کم کردیتی ہے اور اس طرح اخلاقی عظمت کے حصول سے یہ لوگ محروم رہ جاتے ہیں۔ انسانی معاملات کی صفائی، انسانی حقوق کی ادائیگی اسلام لانے کی بعد سب سے بڑی عبادت ہے۔ جو شخص اس عبادت کا پابند نہیں وہ لاکھ سجدہ ریزیاں کرے، روزے رکھے، کچھ اعتبار نہیں، دراصل انسان انس اور محبت کا دوسرا نام ہے اور محبت تب ہی رہ سکتی ہے۔ جب ایک انسان دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کرے۔ اسلام نے گوشہ نشینی کی زندگی سے مخلوق کے ساتھ میل جول کو (بشرطیکہ اخلاقی معیار کے مطابق ہو) اعلیٰ مقام دیا ہے۔ ورنہ انبیا علیہم السلام کی محبت جمیع عالم پر کسی طرح بھی پوری نہ ہونے والی تھی۔

عدل و احسان جو شخص کسی کے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ اتنی ہی برائی کی جائے یہ "عدل" ہے اس کے انتقام کو چھوڑ دینا، درگزر کرنا، معاف کردینا، یہ "احسان" ہے۔ آنحضرتؐ نے دونوں اصولوں پر عمل کرکے اخلاق امت کو سنوارنے کی کوشش کی تاہم دوسرے اصول یعنی "احسان" کے وصف سے آنحضرتؐ کی پوری زندگی بھری پڑی ہے۔

آپؐ نے تحمل اور نرم مزاجی کا سبق سمجھایا، فقرا، غربا پر آپؐ نے مالی احسان کیا دشمنوں پر ان کی سختیوں سے درگزر کرکے بھی احسان کا درجہ پایا۔

اخلاق کی سب سے بھاری اور دشوار صنف جو اکثر نفوس پر شاق گزرتی ہے۔ وہ عفو و درگزر، ضبط نفس، تحمل اور برداشت ہے۔

Marfat.com

لیکن نبی علیہ السلام نے اس درشت زمین کو بھی باسانی طے فرمایا۔ یہ برداشت کا انتہائی درجہ ہی تھا کہ کفار طعنے دے رہے ہیں، مشرکین کوڑا کرکٹ پھینک رہتے ہیں۔ دشمن راستوں میں کانٹے بچھا رہے ہیں، ابو جہل آنحضرتؐ کے مکان کا گھیراؤ کر رہا ہے۔ گالیاں دی جا رہی ہیں، مکہ سے نکالا جا رہا ہے، صحابہؓ کو تپتی ریت پر لٹایا جا رہا ہے۔ انگاروں پہ جلایا جا رہا ہے۔ شعب ابی طالب میں محصور کیا جا رہا ہے، قیامت خیز مصائب کا مورد بنایا جا رہا ہے۔ مگر جب اپنا اقتدار آیا تب بھی انتقام نہ لیا، فتح مکہ میں جب دشمنوں کی گردنیں ماری جا سکتی تھیں، اپنا رعب عدل کر کے بھی جمایا جا سکتا تھا۔ ایسے موقع پر محسن اعظم نے فرمایا، لا تثریب علیکم الیوم یعنی آج کے دن تمہارے اوپر کوئی سختی نہیں میں نے اپنے سب دشمنوں کو معاف کر دیا۔ یہ اخلاق کی تلوار دلوں سے نیچے اتر گئی احسان کی تیغ نے جفا کاروں پر ایسا اثر جمایا کہ بیشتر کلمہ پڑھ گئے۔ عائشہ فرماتی ہیں آنحضرتؐ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا، جو آدمی خدا کے حکم کو توڑتا اسے شرعی سزا دی جاتی۔

اور تو اور یہی اخلاق کا رنگ صحابہؓ پر بھی غالب آگیا تھا۔

صحابہ کی تعریف میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے واذا ما غضبوا ھم یغفرون اور جب ان کو غصہ آتا ہے معاف کر دیتے ہیں

یہ سب کمالات محسن انسانیت کا پرتو تھے۔

پھر عدل کے مواقع میں بھی آپ نے عظیم اخلاق پیش کیا،

ایک دفعہ جب بنو مخزوم قبیلہ کی مسلمان عورت فاطمہ سرقہ کے جرم میں گرفتار کر کے دربار رسالت میں لائی گئی۔ قریش نے چاہا کہ اس کو سزا نہ دی جائے اور زید کے ذریعے آپؐ تک سفارش پہنچائی گئی، تو پیکر عدل فرما رہے تھے۔

"اے لوگو، تم سے پہلی قومیں اس لئے ہلاک ہوئی ہیں کہ جب ان میں کوئی بڑا آدمی

چوری کرتا۔ اسے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اگر کوئی معمولی آدمی چوری کرتا اسے سزا دی جاتی تھی۔ خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔[1]

برائی کی جگہ نیکی احسان سے بھی اگلا درجہ یہ ہے اگر کوئی زیادتی کرکے فقط اس کی معافی ہی نہیں بلکہ اس کے عوض نیکی کا سلوک کیا جائے۔

آپؐ بھی بیشتر دفعہ نہ صرف معاف کرتے، بلکہ زیادتی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرتے، اچھا سلوک کرتے، ایک مرتبہ جب آپؐ نے ایک سن رسیدہ بڑھیا کو بوجھ اٹھائے دیکھا لپک کر آپؐ نے اس کا بوجھ سر لے لیا۔ بڑھیا نے کہا: "اے نوجوان — تیرے روشن چہرے سے بلند اخلاق و کردار کی مہک آتی ہے۔ دیکھنا میری نصیحت یاد رکھنا۔ مکہ میں ایک جادوگر "محمدؐ" نامی نامعلوم کہیں سے آیا ہے اس کے پھندے میں نہ پھنس جانا اس کی صحبت سے دور رہنا۔ وہ آباؤ اجداد کا دین چھوڑ بیٹھا ہے، سب لوگ اسے دیوانہ اور مجنوں خیال کرتے ہیں۔" وہ آپؐ کی نسبت بہت سی باتیں کہی جا رہی تھی لیکن آپؐ بھلائی کے ساتھ عظیم احسان کے پیکر بنے ہوتے تھے۔ آخر اس نے پوچھا اے نوجوان — تیرا نام کیا ہے۔ آپ فرما رہے تھے — اماں محمدؐ میرا ہی نام ہے۔ پس بڑھیا انگشت بدنداں رہ گئی اور حیرت سے کہہ رہی تھی — اے محمدؐ — اگر آپؐ کا اخلاق ایسا بلند ہے تو مجھے جلد کلمہ شہادت پڑھا دیجئے۔

فقر و استغنا کی زندگی کے احوال خود آنحضرتؐ نے فرمایا:

"مجھ پر تیس دن رات (مسلسل) ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال رضؓ کے لئے کوئی ایسا کھانا مہیا نہیں ہو سکا جسے جاندار کھاتے ہیں، بجز اس شے کے جسے چھوٹی سی پوٹلی بنا کر بلالؓ اپنی بغل میں داب لیتے۔"[2]

---

[1] صحیح بخاری جلد دوم کتاب الحدود ص ۱۰۰۷

[2] روایت انسؓ مشکوٰۃ ج ۲ کتاب الرقاق

Marfat.com

اعلیٰ اخلاقی عادات کے شہ پارے

حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے۔
"آپ گھر والوں اور خادموں پر بہت زیادہ مہربان تھے، زبان مبارک پر کبھی کوئی گالی یا گندی بات نہ آئی تھی، آپ کسی پر لعنت نہیں کرتے تھے، دوسروں کی ایذا رسانی پر صبر فرماتے تھے۔ آپ کنبہ کی اصلاح اور قوم کی درستگی کی طرف بہت توجہ فرماتے، آنحضرت آسمانی بادشاہت پر ہمیشہ نظر جمائے رہتے تھے

صحیح بخاری میں ہے۔
"آپ اطاعت شعاروں کو خوشخبری دینے والے، گناہگاروں کو ڈرانے والے، نہ درشت خو تھے نہ سخت خو، معافی مانگنے والوں کو معاف کر دیتے، آپ گناہگاروں کو بخش دیتے تھے۔

امام غزالی

رقمطراز ہیں۔
آپ مویشیوں کو چارہ خود ڈالتے، گھر میں جھاڑو دے لیتے، بکری کا دودھ خود دوہ لیتے، خادموں کو ان کے کاموں میں مدد دیتے ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے بازار سے سودا خرید لاتے، ادنیٰ و اعلیٰ کو پہلے خود سلام کرتے، غلام و آقا، حبشی و ترک میں فرق نہ کرتے، رات دن کا لباس ایک ہی رکھتے، کتنا ہی حقیر شخص دعوت دیتا قبول فرما لیتے۔ جو کھانا سامنے رکھ دیا جاتا، رغبت سے کھا لیتے، رات کے کھانے سے صبح کے لئے، صبح کے کھانے سے رات کے کھانے سے اٹھا نہ رکھتے، آپ نیک مزاج نرم خو کشادہ دل اور خندہ جبین تھے، زور سے نہیں ہنستے تھے۔ اندوہگین تھے ترش رو نہ تھے۔

آہ یہ معاشرہ آج کا معصیت آلود معاشرہ، جہاں عزت و آبرو کو کچھ پیارا نہیں شرافت و حیا کا کچھ پاس نہیں، کب تک ضلالت کے گرداب میں گھرا رہے گا۔ کیا اس معاشرہ کو نہیں چاہیئے کہ مکہ اور مدینہ کے پاکباز معاشرہ کے نقوش بطور مستعاران سے لے لے ان بدوؤں سے جو بتوں کی مورتیاں پوجتے تھے، مگر جب حقیقی خدا کو پہچان گئے

Marfat.com

تو گویا اس کے سوا ان کا کوئی سہارا نہ تھا جو قتل و غارت اور عداوت کے بحر بے کراں میں غرق تھے، آخر ان میں ایک ہادی آتا ہے۔ وہی بدو تھے کہ ایک مرتبہ ایک مہمان کسی گھر آیا، ایک ہی روٹی گھر میں ہے، بیوی سے کہتا ہے۔ جب مہمان کے ساتھ میں بیٹھ کر کھانا تناول کروں دیا بجھا دینا تاکہ آنے والا مہمان سیر ہو کر کھا لے اور میں اپنا ہاتھ ہٹا لوں، تم آج اپنے طرز پہ نظر کرو۔ ہر ایک شخص چاہتا ہے۔ میرا دامن دولت سے بھر جائے۔ دوسرا کوئی آدمی اس میں شریک نہ ہو، یقین کرو اس معاشرہ کو نیکی اور شرافت سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ گانے بجانے کی عیش و مستی میں یہ آسودہ خواب ہے، ڈاکہ زنی، چوری قتل، غارت، جھگڑا، فساد اس کے یہاں فیشن بن کر بہادری اور شجاعت نام پا گئے ہیں، یورپ کی تقلید میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، کھڑے ہو کر کھانا تناول کرنا، عجیب و غریب لباس پہننا، نئی طرز کا چال چلن رکھنا، ستم بالائے ستم یہ کہ اسے اعلیٰ زندگی قرار دینا اس معاشرے کا شعار بن گیا ہے۔ پھر سوچنے اور سمجھنے والے تک یہ بات نہیں سمجھتے کہ یہ حیوانوں کا سا طرز معاشرت ہے۔ آپ ہی بتائیں کیا کھڑے ہو کر حیوان چارہ نہیں چرتے انہیں کے گلے میں حفاظت کا رسہ ڈالا نہیں جاتا، آہ! بات بہت دور نکل گئی، عرض میں کر رہا تھا کہ ہمیں ہر عمل میں دوسروں کی تقلید کی بجائے اس رسولؐ کی تقلید کرنا چاہیئے جس کا کلمہ پڑھ کر اپنی گردن کو اس کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہے۔ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معاشرتی طرز عمل کی ہو رہی تھی۔ حاصل یہ ہے کہ آپؐ دوسرے امتیازات کے ساتھ اس پہلو میں بھی انبیاء سے ممتاز حیثیت کے حامل ہیں، آپؐ نے مکے کے نوائب و حوادث میں ۵۳ سال کی زندگی گزاری ۔ بتوں کے اس معاشرے میں جہاں کا بچہ بچہ آپؐ کا حریف تھا، چھوٹے سے لے کر بڑے تک آپؐ کی تعلیمات سے دور بھاگتے تھے ان لوگوں میں بہت سے شقی ایسے بھی تھے جنہوں نے بیشتر مرتبہ آنحضرتؐ کا کام تمام کرنے کی ناکام کوششیں بھی کیں۔ پھر وہ کون تریاق تھا جو ان دل سوز مصائب کے زہر کو فرو کرتا

Marfat.com

چلا گیا۔ اور آنحضرتؐ کا حلقۂ ارادت وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔ نبوت کے آخری دس سال جو مدینہ میں گزرے یہاں آپ کی فتوحات کا زمانہ تھا، اس اثنا میں عقل و فہم اور بصیرت و تدبر کی گہما گہمیوں نے رات دن کا سکون ختم کر دیا تھا۔

ظاہری طور پر مکہ کی زندگی آزادگیوں سے معمور تھی، جبکہ مدنی زندگی مسرت و انبساط اور خوش روئی کا زمانہ تھی۔

اب یہاں دیکھنا اور سوچنا یہ ہے کہ آپ نے تکالیف کی ان آندھیوں میں کیا کردار ادا کیا کہ جس سے اسلام پھیلتا پھیلتا چلا گیا۔ پھیلاؤ ایسا ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ کی چھوٹی سی ریاست ۱۲ لاکھ مربع میل پر حکومت کرنے لگی۔

کونسی تدبیر آپ نے استعمال کی تھی کہ آپ کا مخالف معاشرہ بھی آپ کے اخلاقی کردار و عمل کا ہر دم معترف رہا۔

مدینہ میں جہاں حکومت کی عنان آپؐ کے سپرد تھی وہاں کونسے محاسن تھے کہ یثرب کی بے ہودیت زدہ معاشرت بھی آپؐ کے اخلاق کی قسمیں کھانے لگی۔ اور ہر فرد آپؐ کے اخلاق پر نغمہ زن ہوا۔

مکی زندگی میں آپؐ پر جو طرب انگیز مظالم ڈھائے گئے اس کی کچھ تفصیل تبلیغی پہلو گزر چکی ہے۔ تفصیل کا موقع ہوتا تو یہاں بہت سی مثالیں رقم کر دی جاتی، بخوف طوالت صرف چند مثالوں پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔

ابن ہشام میں ہے۔

"مکہ میں آپؐ کی رہگذر پر ایک عورت کوڑا کرکٹ کی ٹوکری لئے کھڑی ہوتی، جونہی وجہ منور کا حامل گزرتا وہ عورت نجاست آنحضرتؐ کے نورانی چہرہ پر ڈال دیتی، جب ایک روز آپ نے گلی میں عورت کو نہ پایا تو دریافت کرنے سے معلوم ہوا، عورت ایک روز سے بیمار ہے۔ آنحضرتؐ اس کے

Marfat.com

مکان پر عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

یہ حالت دیکھ کر عورت سرگرداں ہوئی گیا وجہ میری نجاست سے آلودہ ہونے والا آج میری عیادت کے لئے آیا ہے۔

عورت یہ بلند اخلاق دیکھ کر غلاموں میں شامل ہو گئی ہے۔ یہی وہ چیز تھی جس کے باعث ہر معاشرہ نے حضور کے اوصاف حمیدہ کی توصیف میں دل و جان لگا دیئے آپ بیماروں کی تیمارداری کے لئے بنفس نفیس خود تشریف لے جاتے، دشمنوں کے ساتھ بھی اخلاق سے پیش آتے، گالی دینے والوں کو معاف کر دیتے، وقتاً فوقتاً ہمسائے کی حالت دریافت کرتے رہتے۔ کہیں وہ تکلیف میں تو نہیں، صداقت و امانت آپ کا طرہ امتیاز تھا، دشمن بھی اپنی امانتیں حضور کے پاس رکھتے تھے۔ آپ کی زندگی کا جو سفر مکہ میں گزرا۔ اس وقت تک مکہ والوں نے قریب سے اعلیٰ اخلاق کے حامل کی ہر ادا کو جانچ لیا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ابوسفیان دربار ہرقل میں کفر کی حالت کے باوجود آنحضرت کے حسب و نسب اور عالی کردار کا معترف رہا۔ کیوں نہ ہو جو دشمنوں کو دعاوں سے نوازتا ہو۔ غیرت و حمیت میں نگاہ فطرت کا پابند رہا ہو، جس کی پچاس سالہ زندگی کا ہر لمحہ آئینہ شفاف کی طرح عیاں ہو۔ جس کا جانی دشمن ہزار جستجو کے بعد بھی کردار پر انگشت نمائی نہ کر سکتا ہو۔ بھلا وہ بنی معاشرتی راہ و رسم اور اخلاقی اونچ نیچ کا کیسے متحمل ہو سکتا ہے

ادھر مدینہ میں غریبوں کو پالا جا رہا ہے۔ جھونپڑوں میں آپ کی جلوہ افروزی ہوئی تو مزدور کا سر اونچا ہو گیا، خستہ حال مسافروں کی حاجت روائی ہوئی تو سب کے سب دل جھک گئے، اپنے پر دوسروں کو فوقیت دی گئی تو سب رطب اللسان ہو گئے، تکلفات کے حجاب اٹھے تو تانس و غمگساری نے دل جیت لئے، فریاد کرنے والوں پر جود و کرم کا مینہ برسا تو تالیف قلوب کا سامان ہو گیا۔

Marfat.com

دور ہوا تو معاشرتی اصلاح وعمل کا عظیم راستہ کھل گیا،

نبی آخر الزماں کے اخلاقی فکر وعمل نے ساری دنیا کو معاشرتی خوبیوں کی طرز زندگی کا سبق دیا، باہمی التفاق وارتباط کی راہ دکھائی، اپنی تنگی میں دوسروں کے دُکھ کا مداوا کرنے کا سبق دیا۔

مندرجہ بالا اجمالی جزئیات کی تفصیل تو رہبر اعظم میں آئے گی، ناظرین، اگر انہی اصولوں پر نظر کرتے چلے جائیں تو نوع انسانی کا کون سا مرحلہ ایسا ہے جس کا حل ان اصولوں سے نکالا نہ جا سکتا ہو"

آپ کی عفت وپاکبازی کو دیکھو۔ شرم وحیا ملاحظہ کرو۔ عدل وانصاف جانچو، اخوت مساوات دیکھو۔ امانت ودیانت پر غور کرو۔ مقابل میں کسی بھی عہد ساز شخصیت کی تاریخ چھان مارو کہاں ایسی شجاعت۔ کہاں ایسی استقامت۔ کہاں ایسی کریمانہ زندگی۔ کہاں ایسی عاجزی وانکساری۔ کہاں ایسا جودوسخا۔ کہاں ایسا ایفائے عہد۔ کہاں ایسی خوش روئی۔ کہاں ایسا عدل واحسان۔ اگر کسی میں ایک وصف کی کاملیت ہے تو دوسرے کا فقدان ایک کمال ہے تو دوسرا نقص ہے۔ بس ہمارا محسن ہی جمیع کمالات کا ایسا مجسمہ تھا جس کی سیرت وصورت کے حسن کا سانچہ بنایا ہی نہیں گیا۔ ڈھالا ہی نہیں گیا، متصور ہی نہیں ہوا۔

کبھی جمال ہے تو کبھی جلال ہے، کبھی تبسم ہے تو کبھی تفکر ہے، ایک وقت مبلغ ہیں۔ دوسرے وقت معلم ہیں، ایک وقت مربی ہیں دوسرے وقت سیاستدان ہیں۔ ایک طرف منتظم ہیں دوسری طرف جرنیل ہیں، شہسوار ہیں۔ ایک طرف نوجوان کو تربیت دے رہے ہیں۔ دوسرے طرف جنگی کمان کر رہے ہیں۔ ایک طرف بین الاقوامی سیاسی معاہدے ہو رہے ہیں۔ دوسری طرف سلطنتیں کی سلطنتیں قدموں میں آپڑی ہیں۔

Marfat.com

ایسے عظیم جامع اور کامل رہبر رہنما کی معاشرت کا طرز چھوڑ کر جو مسلمان کسی دوسری قوم کا طرز اپناتا ہے۔ خود ہی فیصلہ اسے کرنا چاہیئے کہ اس کے اسلام کا دعویٰ کہاں تک درست ہے۔

آنحضرت کا طریق عیادت مریض

ابو سفیان کا غلام سخت بیمار ہوگیا آپ عیادت کو گئے جب وہ درد سے چیختا آپ فرماتے ٹھہرو تمہیں اللہ فضل کرے گا، میں تمہارے پاس ہوں۔

- ایک یہودی لڑکا جو آپ کا خادم تھا بیمار ہوگیا آپ گئے وہ مسلمان ہوگیا۔
- سعدؓ بن ابی وقاص بیمار ہیں آپ عیادت کو گئے تسلی دی سینہ پر ہاتھ رکھا دعا فرمائی وہ صحیاب ہوگیا۔
- عبد اللہ بن ثابت مرض الموت میں ہیں آپ عیادت کو گئے
- جابر بن عبد اللہ بستر علالت پر تھے آپ عیادت کو گئے آپ نے منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارے۔

آنحضرتؐ کا طریق خدمت خلق

ایک بڑھیا جا رہی تھی سر کا بوجھ بھاری ہے وہ مشکل قدم اٹھا سکتی ہے آنحضرتؐ بڑھے اور خود اس کا بوجھ اٹھا لیا۔

- ایک عورت ٹھوکر کھا کر گرتی ہے قریشی تمسخر کرتے ہیں آپ نے اسے اٹھایا اور گھر تک پہنچایا۔
- ایک غلام آٹا پیس رہا ہے اور درد سے کراہ رہا ہے۔ آپ قریب پہنچے اسے آرام کے لئے لٹا دیا اور سارا آٹا خود پیس دیا۔ فرمایا: "اگر تمہیں آٹا پینے کی ضرورت پڑے تو مجھے بلا لیا کرو"
- ایک بوڑھا غلام بڑی مشکل سے پانی کا مشکیزہ لا رہا ہے آپ بڑھے اور اس کا سارا کام خود کر دیا۔ فرمایا۔ "جب کبھی کام کی ضرورت پڑے تو مجھے بلا لیا کرو"
- آنحضرتؐ ایک بیوہ کا سامان اٹھا کر لا رہے ہیں ابو سفیان کہتا ہے تم نے حقیر حقیر

Marfat.com

لوگوں کا کام کرے اپنی قوم (قریش) کو بدنام کر دیا ہے آپؐ نے فرمایا، میں ہاشم کا پوتا ہوں جو امیروں اور غریبوں کی یکساں حمایت کرتا تھا،،

مدینہ کی لونڈیاں حاضر ہوتیں، کام عرض کرتیں، آپ اٹھتے اور خود کام کر دیتے "

مطعوماتِ نبویؐ، مشروباتِ نبویؐ

ویسے تو کبھی آپؐ کے گھر میں تین تین ماہ تک چولہا گرم نہ ہوتا تھا، پیٹ پر پتھر باندھنے کے قصے بھی آپ نے سن لئے ہوں گے۔ عادات شریفہ کے مطابق جو کھانے وغیرہ کے واقعات احادیث و تواریخ نے محفوظ رکھے ہیں، ان کا اجمالی تذکرہ کیا جاتا ہے۔

آنحضرتؐ کا طعام

سید ولد آدم شہنشاہ ارض وسما کے متعلق آتا ہے کہ آپؐ جو کی روٹی کبھی کدو کے ساتھ، کبھی گوشت کے ساتھ، کبھی روغن زیتون اور سرکہ کے ساتھ تناول فرماتے۔

کبھی ثرید (شوربہ میں بھیگی ہوئی روٹی)، کبھی جو کا دلیہ (جو روغن اور مصالحہ ڈال کر پکایا جاتا تھا) شوق سے کھاتے۔

پھلوں میں تربوز، ککڑی اور تر کھجور زیادہ محبوب تھے۔

کھانے میں کچی پیاز اور لہسن کو ناپسند فرماتے، آپ نے مرغ اور مچھلی کو بھی استعمال فرمایا ہے مگر ایسا اتفاق کبھی کبھار ہوا۔

ہمیشہ موٹے اور بغیر چھنے آٹے کی روٹی استعمال فرمایا کرتے تھے۔

ٹھنڈا پانی آپ کو بے حد مرغوب تھا، آپؐ نے دودھ اور شہد کو بھی بطور غذا استعمال کیا ہے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے ان دونوں میں شفا ہے۔

Marfat.com

آگ پر بھنے ہوئے گوشت کے پارچے بھی آپ نے شوق سے تناول فرمائے۔

آنحضرتؐ کے کھانے کا طریقہ

آپؐ بہت پیٹ بھر کر کھانے کو ہمیشہ ناپسند فرماتے تھے، جو کچھ وقت پر آپؐ کے سامنے آتا، آپؐ اسی پر اکتفا فرما لیتے، آپؐ ہمیشہ دسترخوان پر کھانا نوش فرماتے تھے، جو لوگ وقت پر موجود ہوتے ان سب کو کھانے میں شریک فرما لیتے تھے، کھانے سے پہلے اور بعد ہاتھ دھوتے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع فرماتے، کھانا آہستہ آہستہ چبا کر کھاتے، کھانے میں اکثر تین انگلیاں استعمال فرماتے اور کھانے کے بعد انگلیوں میں لگی ہوئی غذا کو چاٹ لیا کرتے تھے، آپؐ سیدھے ہاتھ سے کھاتے پیتے

آنحضرتؐ کے پینے کا طریقہ

پانی یا شربت کے گلاس کو جب منہ سے ہٹاتے تو الحمد اللہ فرماتے، کھانے کے بعد بھی اللہ کا شکر ادا کرتے، آپؐ نے کھڑے کھڑے کبھی کوئی چیز نہیں کھائی اور راستہ میں کھانے کو ناپسند فرماتے تھے، آپؐ ایسے دودھ کو پسند فرماتے تھے جو زیادہ پکنے سے سرخ ہوگیا ہو پھر اس میں روٹی بھگوئی گئی ہو اور شہد ڈالا گیا ہو، کبھی آپؐ کو ٹھنڈا شربت پیش کیا جاتا تو بڑے شوق سے پیتے۔

اپنے محسنؐ کی قناعت کا حال دیکھو تو خود کو ملامت کرنے لگ گئے، انہوں نے تو کبھی کھجوروں ہی پر گذارہ کر لیا، نہیں، گٹھلیاں بھی پیس پیس کر کھالیں، پھر پتھر بھی پیٹ پر باندھے آپؐ نے تو کبھی گوشت روٹی ایک دن میں دو مرتبہ نہیں کھائی، لاؤ تو غریبوں کا کوئی ایسا غریب ہمدرد، جو شاہِ کائنات کی مثل ہو اس سے بھی اوپر کوئی لفظ ہوتا، نہیں اس سے بھی اچھا منظر پیش کرنے والا کوئی کلمہ ہوتا تو ذکر کر دیا جاتا۔ میں تو سیرت کے وسیع مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ دنیائے کلمات میں کسی کلمہ یا کلام میں یہ جرأت نہیں کہ وہ اپنے اندر ایسے معنی پنہاں کریں جو تاجدارِ انسانیتؐ کے محامد کی صحیح تصویر پیش کر سکے اور سیرت نبویؐ کے

Marfat.com

حسن کا کامل نقشہ کھینچ سکے۔ مجھے یہ کہنے میں کچھ باک نہیں کہ اوصاف انسانیت پر دلالت کرنے والے جمیع الفاظ خواہ وہ کسی بھی زبان سے تعلق رکھتے ہوں باادب، رقت انگیز، فرطِ عقیدت میں محسن کائنات کے کمالات کے رو برو سہمے کھڑے ہیں، اپنی کم مائیگی پر معذرت کناں ہیں میرا قلم عشق کی وادیوں میں اتر چکا تھا اور یہ تو اترتا ہی چلا جائے گا، کلام تو یہیں آکر ختم ہو گی کہ خدا ہی اپنے لاڈلے نبی کی صحیح تعریف کر سکتا ہے جیسا کہ اس کا کلام جا بجا اپنے پیغمبرؐ کے اوصاف سے پردہ اٹھاتا ہے۔ **آنحضرت ایک بہادر اور جری انسان** براء بن عازب کا بیان ہے۔

- گھمسان کی لڑائی میں ہم آنحضرت کی اوٹ لیتے وہ آدمی ہم میں بہادر سمجھا جاتا تھا جو آپ کے پہلو میں کھڑا ہوتا ـــــ یہی بیان حضرت علی کا ہے ـــــ صحیحین
- ابن عمرؓ ـــــ میں نے حضورؐ سے زیادہ بہادر مستقل مزاج اور سخی نہیں دیکھا ـــــ نسائی
- عمرانؓ بن حصین ـــــ خون کی لڑائی میں سب سے آگے آپ ہوتے (شفا)
- مدینہ میں شب کے وقت ایک غیر مانوس آواز سنائی دی سارا شہر گھبرا اٹھا، دیکھا گیا کہ آپ تن تنہا درے سے آرہے ہیں ـــــ آپ نے فرمایا ـــــ ڈرو نہیں فتنہ کی بات نہیں، اس وقت طلحؓ طلحہ کے گھوڑے پر بغیر زین سوار ہو کر آواز کی طرف گئے تھے۔
- احد میں ابی طالب نے برچھی کا وار کیا آپ نے روکا اور جوابی برچھی لگائی وہ چیخوں کی آواز روتا ہے کہہ رہا تھا کہ یہ محمدؐ کے ہاتھ کا زخم ہے۔
- حنین میں مسلمانوں کی فوجوں میں جب بھگدڑ مچی تو آنحضرتؐ کے سوا سب میدان سے نکل گئے آپ تنہا دشمن سے صف آرا رہیں **آنحضرتؐ کی سخاوت کا طریقہ** جابر کا بیان

Marfat.com

ہے، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے آپؐ سے کچھ مانگا ہو اور آپؐ نے نہ دیا ہو۔

ایک بدو نے کہا۔ بکریوں کا یہ سارا ریوڑ مجھے دیدو۔ حضورؐ نے سارا ریوڑ اسے دے دیا

ایک دفعہ ۹۰ ہزار درھم آئے آپؐ نے عام چٹائی پر رکھدیئے سب میں تقسیم کر دیئے ختم ہونے کے بعد جو آیا اسے کہہ دیا میرے نام پر کسی سے قرض لے لو میں ادا کر دونگا

بحرین سے مال آتا ہے لاکھوں درھم ہیں مسجد میں پھیلا دیئے گئے جب آپؐ اٹھے تو سب کچھ جھاڑ کر

ایک دفعہ چند انصار نے آپؐ سے کچھ مانگا آپؐ نے دیدیا

رہے بالآخر سارا ختم ہوگیا۔

ملبوساتِ نبوی ﷺ

آنحضرتؐ کا لباس

ام سلمہؓ کہتی ہیں: آپؐ کا پسندیدہ لباس قمیص تھا، اس دور میں قمیص کا اطلاق اس پر ہوتا تھا جو سلا ہوا ہو جس میں آستین اور گریبان ہوں، آپؐ کے پاس ایک ہی قمیص ہوتا تھا، عائشہؓ کہتی ہیں ـــــ آپؐ کے پاس نہ کبھی دو قمیص ہوئے نہ دو چادریں۔ نہ دو تہبند، نہ جوتوں کے دو جوڑے، آپؐ کی

لباس پہننے کا طریقہ

قمیص کی لمبائی گھٹنوں سے نیچے اور ٹخنوں سے اوپر ہوتی تھی، آپؐ قمیص پہنتے تو پہلے دائیں ہاتھ میں اس کی آستین ڈالتے اور پھر گلے میں ڈالتے ـــــ قرۃؓ بن ایاس کہتے ہیں، میں نے آپ کے گریبان میں ہاتھ ڈالا اور مہرِ نبوت کو چھوا۔

ابو جحیفہؓ کہتے ہیں: میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا، آپ سرخ دھاری دار کپڑے کا جوڑا پہنے ہوئے ہیں، حضورِ اقدس کی دونوں پنڈلیوں کی چمک گویا اب بھی میرے سامنے ہے

۱؎ جامع ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف

Marfat.com

نبی علیہ السلام اگر کبھی ریشم پہن لیتے فوراً اتار دیتے۔ آپؐ کے کپڑوں کی قیمت عام طور پر دس درہم ہوتی، عائشہؓ کہتی ہیں ـــــ ایک روز صبح نبی علیہ السلام اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لے گئے۔ اس وقت آپؐ سیاہ بالوں کی بنی ہوئی ایک لمبی چادر اوڑھے ہوئے تھے مغیرہؓ بن شعبہ کہتے ہیں، آپؐ نے ایک روز رومی جبہ پہنا جس کی آستین تنگ تھیں، عام طور پر نبی علیہ السلام جو قمیص یا جبہ پہنتے اس کی آستین ہاتھوں کے گھٹنوں تک ہوتیں، یہ تنگ آستین والا جبہ آپؐ نے سفر میں پہنایا ہے۔

ابو موسیٰ اشعری کہتے ہیں: حضرت عائشہؓ نے ہمیں دکھانے کے لیے ایک پرانی چادر اور ایک موٹا سا تہبند نکالا اور فرمانے لگیں، نبی علیہ السلام نے ان دونوں کپڑوں میں رحلت فرمائی آپؐ کے پاس ایک پرانی چادر تھی، اسی کو اوڑھ لیتے اور فرمایا کرتے،

"میں تو اللہ کا بندہ اور غلام ہوں اور وہی کپڑے پہنتا ہوں جو غلاموں کو پہننے چاہئیں"

آپؐ کے پاس ایک سیاہ چادر آئی، آپؐ نے وہ ابو موسیٰ اشعری کو ہبہ کر دی، ام سلمہؓ کہتی ہیں، وہ چادر میں نے جتنی خوبصورت آپؐ کی سفیدی پر دیکھی اتنی خوبصورت چیز کوئی نہیں دیکھی آپؐ کبھی کبھار طیلسان کی چادر اوڑھتے ورنہ عام طور پر سوتی چادریں اوڑھتے تھے۔

ایک بار آپؐ نے اون کی بنی ہوئی چادر اوڑھی مگر اسے جلد اتار دیا، آپؐ کے پاس ایک پاجامہ بھی تھا ـــــ آپؐ نے ایک خاص قسم کا جوتا بھی پہنا، جسے "تاسومہ" کہا جاتا ہے، آپؐ کے پاس ایک کپڑا تھا، جسے آپؐ رات کے وقت جسم مبارک پر ڈال لیتے تھے، یہ کپڑا زعفران کی خوشبو میں بسا رہتا تھا۔

کبھی ایسا ہوتا کہ آپؐ ایک چادر میں لپٹ کر نماز تہجد ادا فرما لیتے اور دوسرا کپڑا ازدواج مطہرات میں کسی ایک پر ڈال دیتے، آپؐ کے تمام کپڑے خواہ وہ چادر یا تہبند ہو ٹخنوں سے اوپر رہتے تھے۔

Marfat.com

"آپؐ جب نیا کپڑا پہنتے تو کپڑے کا نام لے کر یہ دعا پڑھتے۔

"اے خدا تیرا شکر ہے تو نے مجھے یہ کپڑا پہنایا میں تجھ سے خیر اور بھلائی کا طلبگار ہوں جو بھی اس میں مقرر کی گئی ہے اور اگر اس میں کوئی برائی ہے تو میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں"

آپؐ عام طور پر نیا کپڑا جمعہ کے روز پہنتے تھے

آپؐ کے پاس ایک جبہ تھا، آپؐ اسے نماز جمعہ و عیدین میں پہنتے اور بسا اوقات عید کے روز سرخ دھاری دار جبہ زیب تن فرماتے البتہ خالص سرخ کپڑا پہننے سے آپؐ نے منع فرمایا ہے۔ آپؐ کے پاس ایک یمنی چادر تھی جو آپؐ عید کے روز پہنتے تھے۔ جب نبی علیہ السلام کی خدمت میں غیر ملکی سفیر اور وفد آتے تو آپؐ قیمتی لباس پہنتے اور اکابر صحابہ کو عمدہ لباس پہننے کی تلقین فرماتے۔

آپؐ کی چادر چھ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ چوڑی تھی، لنگی چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ ایک بالشت چوڑی ہوتی تھی۔ ابن عباس کہتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا:

"تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ اپنے زندوں کو سفید کپڑے پہناؤ اور جب وہ مر جائیں تو سفید کپڑوں میں دفن کرو، کیونکہ سفید کپڑا سب کپڑوں سے بہتر ہے"

امام فخر الدین رازی نقل کرتے ہیں کہ حضور اقدسؐ کے کپڑوں پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی اور نہ کبھی مچھر نے آپؐ کو کاٹا۔

آپؐ سفید کپڑے کی ٹوپی اوڑھتے، ٹوپی کبھی عمامہ کے نیچے اوڑھتے، کبھی عمامہ کے بغیر اوڑھ لیتے اور ایسے ہی کبھی عمامہ باندھ لیتے اور کبھی سفید لمبی ٹوپی پہنتے، دوران جنگ ٹوپ یعنی خود استعمال کرتے، کبھی عمامہ نہ ہوتا تو سر اور پیشانی پر رومال باندھ لیتے۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا:

عمامہ مسلمان اور کافر کے درمیان امتیازی فرق ہے۔ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں:

Marfat.com

"فتح مکہ کے روز جب حضور علیہ السلام مکہ میں داخل ہوئے تو آپؐ کے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا"

انگوٹھی آپؐ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبش کا بنا ہوا تھا، اس میں سیاہی اور سفیدی دونوں تھیں۔

ابن عمرؓ کہتے ہیں، آپؐ نے جو انگوٹھی بنوائی تھی اس سے فقط خطوط پر مہریں لگانے کا کام لیتے تھے، پہنتے نہیں تھے۔ اگر کبھی پہنتے بھی تھے تو دائیں ہاتھ میں آپؐ کی انگوٹھی میں صرف تین لفظ کندہ تھے۔

محمد رسولؐ اللہ

محمد رسولؐ اللہ

انسؓ کہتے ہیں، چونکہ سلاطین عجم بغیر مہر کے خطوط و دستاویز کو سرکاری طور پر تسلیم نہیں کرتے تھے اس لئے آپؐ نے انگوٹھی بنوائی۔ ابن عمرؓ کے قول کے مطابق آپؐ کے بعد یہ انگوٹھی حضرت ابوبکرؓ نے پھر حضرت عمرؓ اور پھر حضرت عثمانؓ نے پہنی، آخر انہی کے دور میں یہ انگوٹھی بئر اریس میں گر گئی۔

موزے اور جوتے نبی علیہ السلام کے جوتے میں دو تسمے تھے اور ہر تسمہ دوہرا تھا تسمہ سے مراد وہ درمیانی تسمہ ہے جس میں انگلی یا انگوٹھا ڈالتے ہیں، آپؐ انگوٹھے کے درمیان والی انگلی یا اس کے برابر والی انگلی ڈالتے تھے۔ (اس کی صحیح تصویر دوسری کتاب میں آئے گی)

آنحضرتؐ کے غلاموں کے نام

۱۔ زید بن حارثہؓ
۲۔ حضرت صالح المعروف شقرانؓ
۳۔ حضرت ابو رافعؓ
۴۔ حضرت سلمان فارسیؓ
۵۔ حضرت سفینہؓ
۶۔ حضرت ابوکبشہؓ
۷۔ حضرت رویفع ابو مویہبہؓ
۸۔ حضرت رباح اسود
۹۔ حضرت فضالہؓ
۱۰۔ حضرت مدعمؓ
۱۱۔ حضرت یسارؓ
۱۲۔ حضرت مہرانؓ
۱۳۔ حضرت مابورؓ
۱۴۔ حضرت سندرؓ

آنحضرتؐ کے امین

۱۔ حضرت عبداللہ بن عوفؓ — مختلف مواقع پر ازواج مطہرات کی حفاظت پر موقوف ہوتے تھے
۲۔ رسد بن اُسیدؓ
۳۔ حضرت بلالؓ — آنحضرتؐ کے امور خانہ داری کے مہتمم تھے
۴۔ حضرت معقیبؓ — آپؐ کی مہر نبوت کے محافظ تھے

آنحضرتؐ کے شعراء

۱۔ حضرت حسان بن ثابتؓ
۲۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ — بدری، احدی، خندقی، حدیبی، خیبری
۳۔ حضرت کعب بن مالکؓ

آنحضرتؐ کے مؤذن (۱) حضرت بلالؓ (۲) حضرت عبداللہ بن ام کلثومؓ (۳) حضرت مصعبؓ (۴) حضرت اوس ابو محذورہؓ ۵ سعد قرظیؓ[1]

---

[1] سیرۃ حلبی

چند اہم معاشرتی طریقے

جس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ تجلیات نے تاریکیوں کو روشنی بخشی اور عہدِ ماضی کی ظلمتوں کے خوفناک اندھیروں میں ایک چراغ، ہدایت کا چراغ جلایا ضروری ہے اس کی معاشرت کا وہ پہلو بھی پیش کر دیا جائے جس میں اس نے ملنے ملانے، اٹھنے، بیٹھنے، چلنے، پھرنے، عیادت کرنے، غم کرنے، خوشی کرنے، عبادات کرنے، سونے جاگنے ——— سے متعلق انسانیت کو جادۂ مستقیم بخشا۔

آنحضرت کا طریقہ گفتگو ——— طرزِ تکلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے زیادہ فصیح اور شیریں کلام تھے، آپ گفتگو میں حلاوت اور تسلسل لئے ہوئے تھے لغو کلام سے آپؐ دور رہتے" آپ جب کسی سے کلام کرتے تو پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوتے اور نہایت گہرائی میں پہنچ کر دوسرے کا مدعا سمجھتے، خود کلام فرماتے تو تین مرتبہ اپنی بات لوٹاتے جدا جدا الفاظ بیان فرماتے کہ سننے والا یاد کر سکتا آپؐ آہستہ اور صاف بولتے ہر مسئلے کو کھول کر رکھ دیتے ——— اگر دوسرا کوئی سخت بات کہتا تو بھی آپ ہمہ تن گوش رہ کر سنتے اور متانت سے جواب دیتے، اکثر اوقات آپ خاموش رہتے۔ ———

آنحضرتؐ کا طریقہ نشستن

آپؐ زمین، چٹائی، اور بستر، ہر جگہ بیٹھ جایا کرتے ——— کبھی مخصوص بچھونے پر تشریف رکھتے، کبھی خالی صاف زمین پر رونق افروز ہو جاتے، عدی بن حاتم کا بیان ہے کہ جب میں آپؐ کے دربار میں لایا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپؐ صاف زمین پر تشریف فرما ہیں، میں سمجھ گیا کہ یہ بادشاہ نہیں ہیں بعض اوقات آپ تکیہ کا سہارا بھی لیتے، کبھی دائیں اور کبھی بائیں پہلو بھی ٹیک

Marfat.com

لگا لیتے۔

آنحضرتؐ کے چلنے کا طریقہ

جب آپؐ چلتے تو خم کھا کر چلتے آپؐ سب لوگوں سے تیز اور پرسکون طریقے سے چلتے، ابوھریرہؓ کا بیان ہے" میں نے آپؐ جیسا تیز رفتار نہیں دیکھا گویا زمین آپؐ کی خاطر لپٹی جارہی ہے ہم پوری کوشش کرتے لیکن آپؐ کو پا نہ سکتے[1]۔ ملاحظہ ہو کہ ماحول انسانیت میں جو رفتار و وقار و ہمت اور شجاعت بہادری کی علامت ہے آپؐ اس پر کیسے پورے اتر رہے ہیں، آنحضرتؐ چلتے وقت ہمیشہ زمین پر نگاہ رکھتے، ادھر ادھر دیکھنا آپؐ کی طبیعت کے خلاف تھا۔ آپ ننگے پاؤں اور کبھی جوتا پہن کر چلتے۔

آنحضرتؐ کا خوشی کا طریقہ اور ھنسی

جب کوئی خوشی کا موقعہ آتا تو آپؐ خدا کا شکر ادا فرماتے سجدہ کرتے، خیرات کرتے آپؐ کا ھنسنا ہمیشہ تبسّم کی حد تک رہتا آپؐ کے تبسّم کی آخری حد یہ تھی کہ ڈاڑھیں نظر آجاتیں، کسی ھنسی کی بات پر آپ مسکرا دیتے، ھنستے وقت قہقہہ نہ ہوتا۔

آنحضرتؐ کے رونے اور غمی کا طریقہ

اسی طرح آپؐ کے رونے میں بھی چیخنا اور چلانا نہ ہوتا، گریہ کے موقعہ پر اتنا ضرور ہوتا کہ آپؐ کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں آنسو بہہ جاتے، اور سینہ سے ہلکی ہلکی آواز سنائی دیتی، کبھی تو میت پر رحمت کے باعث رو پڑتے، کبھی امت پر نرمی اور خطرات کے باعث۔ کبھی اللہ کے ڈر سے اور کبھی قرآن مجید پڑھتے پڑھتے رو پڑتے، آپؐ کے صاحبزادے

---

[1] زاد المعاد ج ۱ ص ۱۳۷

حضرت ابراہیم فوت ہوتے تو آپؐ نے فرمایا۔

" آنکھ روتی ہے دل غم کھاتا ہے البتہ ہم وہی کرتے ہیں جس سے اللہ راضی ہو اے ابراہیم تمہارے لئے ہمیں غم ضرور ہے"

آپؐ نے فرمایا" غم میں جو انسان کپڑے پھاڑے سر پیٹے، بال نوچے اور نوحہ و ماتم کرے اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں"

جب حضرت عثمان بن مظعون فوت ہوتے تو آپؐ رو دیئے، پھر سورج گرھن ہوا تو نماز کسوف پڑھی اور آپؐ نماز میں رونے لگے، آپ بیر معونہ کے ۷۰ صحابہ کی شہادت پر اشکبار ہوئے یہ انتہائی الم کا موقعہ تھا مگر سوائے صبر کے اور چند بے ساختہ آنسوؤں کے قطروں کے آپؐ سے کچھ نہ دیکھا گیا۔

آپؐ بدر کے قیدیوں کے متعلق روتے امت کی فلاح و بہبود کیلئے روتے، اور ہدایت کے بعد بھی جب ابتداء میں کوئی ساتھی غم نہ ہوا اور آپؐ کا انقلاب سر ورہ گیا تو آپؐ روتے آخر خدا کو کہنا پڑا" شاید آپؐ (امت) دعوت کے غم میں خود کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں"

آنحضرتؐ کو کئی مرتبہ بارگاہ ایزدی میں روتے دیکھا گیا، غموں کے طوفان جب آپؐ پر آتے وہ موقعہ بھی صحابہ کرام نے دیکھا اپنوں کی شہادتیں اور، تاربا کی اموات ہوتیں، اچانک ابتلائیں آتیں مگر آپؐ نے ہمیشہ صبر کیا اور صبر کا حکم دیا۔

آنحضرتؐ کے سونے اور جاگنے کا طریقہ

آنحضرتؐ کبھی زمین پر اور کبھی چارپائی پر سو جاتے کبھی چمڑے کے بچھونے پر آرام فرماتے کبھی سیاہ کمبل میں آرام فرماتے ———— کبھی مسجد میں لیٹ جاتے ————

سعدؓ کہتے ہیں " میں نے آپؐ کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے دیکھا آپؐ نے ایک

پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا، آپؐ کا بستر چمڑے کا تھا، جس میں کھجوروں کی چھال بھری ہوئی تھی آپؐ کے پاس ایک بالوں کا کمبل تھا جسے دھرا کر کے بچھا دیا جاتا، ایک دفعہ چار تہیں کر کے بچھا دیا گیا تو آپؐ نے روک دیا اور فرمایا

"اسے پہلے کی طرح دوھرا کر دو کیونکہ آج کی رات اس نے مجھے نماز پڑھنے سے روک دیا تھا"

آپؐ بستر پر بھی سوئے اور آپؐ نے لحاف بھی اوڑھا، آپؐ کا تکیہ چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کی چھال تھی، آپؐ جب بستر پر سونے کیلئے تشریف لے جاتے تو پڑھتے۔

"باسمک اللھم احیا و اموت"

نیز دونوں ہاتھ اکٹھے کر کے ان میں قل ھو اللہ، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھکر پھونک مارتے پھر انہیں اپنے جسم مبارک پر جہاں تک ممکن ہوتا پھیر لیتے، آپؐ یہ عمل تین مرتبہ کرتے آپؐ دائیں پہلو پر سوتے دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے پھر دعا فرماتے"

"اللھم قنی عذابک یوم تبعث عبادک" اس کے علاوہ بھی چند دعائیں منقول ہیں۔ جب آنکھ کھلتی تو آپؐ پڑھتے۔

"الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا و الیہ النشور"

پھر آپؐ مسواک فرماتے اور بسا اوقات سورۃ آل عمران کی آخری دس آیتیں تلاوت کرتے۔ حدیث میں آیا ہے کہ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں اور دل بیدار رہتا تھا۔

سر کے بال اور مونچھوں کے متعلق آنحضرتؐ کا طریقہ

سر منڈانے کے متعلق آپؐ کی سنت یہ تھی کہ یا تو سارا سر منڈاتے یا سارا رہنے دیتے اور

ایسا نہ کرتے کہ کچھ منڈا دیں اور کچھ حصہ رہنے دیں ــــــ سر منڈانا آپ سے قربانی کے موقعہ پر ثابت ہے ورنہ آپ نے ہمیشہ سر پر بال رکھے آپ اپنی مونچھیں تراشتے تھے ایک مرتبہ آپ نے فرمایا مونچھیں کٹاؤ اور ڈاڑھی بڑھاؤ ــــــ ایک روایت میں ناخن کٹوانے کا حکم بھی دیا علماء اسلام کا قول ہے کہ مونچھوں کے متعلق آپ سے دونوں قول منقول ہیں اس لئے نہ تو سرے سے مونڈ دلینا اچھا ہے اور نہ ہی ان کا بڑھانا ــــــ

جنازہ میں آپ کا طریقہ

ہمیشہ آپ نے جنازے میں ایسا طریقہ اختیار کیا جس سے قبر اور حشر میں اسے نفع پہنچے، آپ میت کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرتے خوشبو لگاتے، اور سفید کپڑوں میں کفن دیتے، عصر حاضر کی بدعات میں میت کے ماتھے پر کلمہ لکھنا، میت رکھکر مختلف دعائیں پڑھنا، بلند آواز سے رونا وغیرہ آنحضرت کے کسی قول و فعل سے ثابت نہیں ۔

نماز جنازہ میں آپ کا طریقہ

آپ مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے جب جنازہ لایا جاتا تو آپ کہا کرتے اس پر قرض تو نہیں اگر قرض نہ ہوتا تو جنازہ پڑھ دیتے ورنہ صحابہ کرام کو جنازہ پڑھنے کا حکم دیتے نماز جنازہ میں آپ چار تکبیریں کہتے سلام کے بعد دعا نہ فرماتے آپ بچوں کا جنازہ بھی پڑھاتے خودکشی کرنیوالے اور خائن کی نماز جنازہ آپ نہیں پڑھاتے تھے ــــــ آپ میت کو جلدی لیجانے کا حکم فرماتے، چنانچہ صحابہ جنازہ لیکر تیز تیز چلتے، جنازہ رکھنے سے پہلے آپ نہ بیٹھتے، غائبانہ نماز جنازہ آپ کا معمول نہ تھا[1] - آنحضرت کی سنت طیبہ یہ تھی کہ طلوع آفتاب اور نصف النہار کے وقت میت کو دفن نہ فرماتے تھے

[1] زاد المعاد ۱ د

تدفین میں آپؐ کا طریقہ

آپ کی سنت طیبہ تھی کہ لحد بناتے تعمق گہرا کرواتے اور میت کے سر اور پاؤں کی جگہ کو فراخ کرتے قبروں کو اونچا بنانا پکی اینٹوں یا پتھروں سے پختہ کرنا قبے بنانا خلاف سنت اور امور بدعات مکروہ ہیں، نیز آپؐ نے قبر پر چونا لگانے اور اس پر عمارت تعمیر کرنے سے بھی منع فرمایا آپؐ نے قبروں پر کتبے کی تعمیر سے بھی روکا آنحضرتؐ نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور ان پر چراغ جلانے سے روکا، آپؐ نے ایسا کرنے والوں پر لعنت فرمائی آپؐ نے اپنی امت کو اس بات سے روکا کہ وہ آپؐ کی قبر کو میلہ یا عرس وغیرہ کا مرکز بنالے، اور عورتوں کو قبروں کی زیارت سے سختی سے روکا اور ان پر لعنت فرمائی ——— آپؐ کی سنت یہ تھی کہ قبروں کی توہین نہ کی جائے انہیں روندا جاتے نہ ان پر بیٹھک تکیہ لگایا جاتے نہ اس کے پاس اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جاتے نہ میلے لگائیں جائیں

زیارت قبور میں آنحضرتؐ کا طریقہ

آپؐ جب اپنے صحابہ کی قبروں پر تشریف لے جاتے تو پہلے سلام کرتے اور ان کے لئے دعا کرتے ان کے لئے بخشش چاہتے، یہی زیارت قبور کا مسنون طریقہ ہے قبر پر جا کر میت کو پکارنا بلاشبہ شرک ہے جس سے آنحضرتؐ نے سختی سے منع فرمایا ———

آپؐ کی سنت یہ تھی کہ جب میت کو دفنا دیتے تو اس کے سرہانے کیطرف کھڑے ہو کر سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پائنتی کی طرف آخری آیات پڑھتے

میت کے پسماندگان سے تعزیت کا طریقہ

میت کے اہل خانہ سے تعزیت

۱؎ مشکوٰۃ ۲؎ زاد المعاد صفحہ ۳۵۱ / ۳؎ دعا کے الفاظ ملاحظہ ہوں السلام علیکم اہل القبور من المؤمنین والمسلمین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون الخ زاد المعاد ۳۵۱

یہی آنحضرتؐ کی سنت طیبہ تھی، آپ کا طریقہ یہ نہ تھا کہ میت کے پاس جمع ہو جاتے اور یہاں بیٹھ کر قرآن پڑھتے، یہ تمام باتیں جدید اور مکروہ قسم کی بدعات ہیں[1] بلکہ سنت یہ ہے کہ اللہ کے فیصلہ پر سکون اور رضا کا ثبوت پیش کیا جائے اللہ کی حمد بیان کی جائے، انا للہ وانا الیہ راجعون، پڑھا جائے آپ کی سنت یہ بھی کہ میت کی تعزیت کے لئے آنے والوں کو کھانا نہ کھلایا جائے بلکہ آپؐ نے فرمایا ہمسایوں کو چاہیئے کہ وہ ان کے لئے کھانا تیار کر کے انہیں بھیجیں اور یہی چیز اخلاق حسنہ کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

آپؐ نے فرمایا میت پر ماتم یا واویلا کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے ناظرین کرام — آج کل کے رسم و رواج پر نگاہ کریں اور آنحضرتؐ کے درخشاں طریقوں کو بار بار پڑھیں — کہ ہم کتنی منزل اس اسوہ حسنہ سے دور گمراہی کے گرداب میں ڈوبے جا رہے ہیں تیسرے، ساتویں، چالیسویں، ایام کا تعین اور طرح طرح کی کھانیں، قبروں پر اذانیں کہاں آپؐ کی سنت ہیں غور کرو — اور سوچو کہ کیا سب سے بڑے ہادی کا اسوہ ہمیں اپنانا چاہیئے یا عصر حاضر کے رسوم پر ہمیں ایمان جیسی قیمتی چیز قربان کر دینی چاہیئے

میت کو ثواب پہنچانے کے متعلق آنحضرتؐ کا طریقہ

آنحضرتؐ کی سنت سے ثابت ہے کہ میت کے گناہوں میں تخفیف کیلئے زیادہ سے زیادہ قرآن پڑھا جائے —

خدا کے نام پر غریبوں میں صدقہ کیا جائے اور ثواب میت کو پہنچنے کی نیت کی جائے نیز کلمہ طیبہ اور درود وغیرہ کثرت سے پڑھ کر میت کی روح کو بخشنا بھی جائز ہے۔

---

[1] از علامہ ابن قیم زاد المعاد ص ۳۵۲ / ۱

تلاوت قرآن پاک میں آپؐ کا طریقہ

آپؐ باوضو قرآن کو چھوتے قبلہ رو ہوتے ایک ایک آیت کے وقفے سے قرآن پڑھتے، ترتیل سے پڑھتے اور پڑھاتے آپؐ کے نزدیک یاد پڑھنے سے دیکھ کر پڑھنا اور دیکھ کر پڑھنے سے سمجھ کر پڑھنا افضل تھا، مگر کوئی طرز ثواب سے خالی نہیں۔

روزہ رکھنے میں آپ کا طریقہ

آپؐ کبھی افطار کرتے کبھی روزہ رکھتے، رمضان کے علاوہ کبھی پورے مہینے کے آپؐ نے روزے نہیں رکھے سفر و حضر میں بھی ایام بیض کے روزے ترک نہ کرتے یوم عاشورہ، ذوالحجہ کے دس دن ہر ماہ کے تین دن آپ نے کبھی نہ چھوڑے۔

رمضان میں آپؐ تمام دوسری مصروفیات میں تبدیلی کر لیتے زیادہ تر عبادت فرماتے سخاوت میں کثرت کرتے۔ شوال کے چھ روزے بھی رکھتے شعبان میں بھی کچھ روزے آپؐ سے منقول ہیں۔

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے متعلق آپؐ کا طریقہ

آپ مسجد میں داخل ہوتے تو دایاں پاؤں پہلے رکھتے اور پڑھتے "اللھم افتح لی ابواب رحمتک" جب نکلتے تو بایاں پاؤں پہلے باہر رکھتے اور پڑھتے "اللھم انی اسئلک من فضلک"۔

بچوں سے شفقت کا طریقہ

آنحضرتؐ بچوں کو چومتے اور پیار کرتے کبھی کبھی ان سے مذاق بھی کر لیا کرتے تھے۔

Marfat.com

ماؤں کو بچوں سے پیار کرتے دیکھتے تو بہت متاثر ہوتے سفر سے واپس آتے تو جو بچہ راستے میں ملتا اسے سواری پر بٹھا لیتے آپ کو کوئی میوہ پیش کیا جاتا تو آپ بچوں میں تقسیم فرما دیتے راستے میں کہیں بچے کھیلتے مل جاتے تو آپ ان سے پیار بھری باتیں بھی کر لیتے، آپ بچوں کو گود میں اٹھاتے پیار کرتے کوئی کھانے کی چیز ہو تو عنایت فرماتے کبھی کھجوریں کبھی تازہ پھل کبھی کبھی کوئی اور چیز، ام خالد، عمیر وغیرہ کے متعلق آتا ہے کہ آپ نے ان بچوں سے خوش طبعی بھی فرمائی آنحضرت بچیوں سے حد درجہ محبت کرتے یہ وہ زمانہ تھا جب لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا آپ نے اس رسم کو بیخ و بن سے اکھیڑا اور معصوم ننھی ننھی بچیوں سے پیار فرما کر قیامت تک اس ذلت زندگی کا منہ کالا کر دیا،

رحمت اور معاف کرنے کا طریقہ

انسان تو انسان آپ نے جانوروں سے بھی الفت فرمائی ایک اونٹ پر آپ کی نظر پڑی کہ وہ بھوک سے کراہ رہا ہے آپ نے فرمایا ــــــ "ان بے زبانوں کے متعلق خدا سے ڈرو" ــــــ

ایک مرتبہ ایک صحابی نے کسی پر بد دعا کی درخواست کی آپ نے غضب ناک ہو کر فرمایا "میں دنیا میں لعنت کیلئے نہیں آیا بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں" ــــــ

غلاموں پر رحمت کا طریقہ

ابو مسعود انصاری رضؓ اپنے غلام کو پیٹ رہے تھے آپ کا گزر ہوا تو رنجیدہ ہو کر فرمایا، ــــــ

ابو مسعود رضؓ جس قدر اس غلام پر تمہیں اختیار ہے اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے" ابو ذر غفاری رضؓ نے ایک غلام کو سخت سست کہا، آپ کے یہاں شکایت پہنچی تو فرمایا، ابو ذر غفاری یہ کیا بری حرکت ہے یہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔

Marfat.com

ہو سکے تو ان کا ہاتھ بٹاؤ جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ، اور خدا کی مخلوق کو ستانے سے باز رہو"

آنحضرتؐ کی مہمان نوازی کا طریقہ

آنحضرتؐ خود بھوکے رہ کر مہمانوں کو کھانا کھلاتے تھے مہمانوں میں کافر مسلم کی کوئی تخصیص نہ تھی حضورؐ کے پاس خواہ کوئی مہمان بن کر آیا آپؐ اس کو بغیر کچھ کھلائے واپس نہ کرتے تھے۔

سنہ ۹ھ میں نجران سے ۱۴ آدمیوں پر مشتمل نصرانیوں کا ایک وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا حضورؐ نے ان کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور اپنے طریقے پر انہیں نماز پڑھنے کی بھی اجازت دیدی، آپؐ نے ان لوگوں کی نہایت اہتمام سے مہمان داری کی یہی وہ لوگ تھے جنہیں آپؐ نے مباہلہ کی دعوت دی مگر وہ قبول کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ جو سریر آرائے نبوت ہے اور مدینہ کی عظیم مملکت کا سربراہ ہے طائف سے وفد ثقیف کی خود مہمان نوازی کے فرائض انجام دے رہا ہے ـــــ حالانکہ یہ لوگ بدترین اسلامی دشمنی کا مظاہرہ کر چکے تھے ـــــ،

ـــــ حبشہ کے نجاشی بادشاہ کے سفیر آتے ہیں آپ انہیں اپنے ہاں ٹھہراتے ہیں صحابہ کے اصرار کے باوجود خود میزبانی کے فرائض انجام دیتے ہیں آپؐ نے فرمایا ـــــ ان کی مہمانی میں خود کرنا چاہتا ہوں کیونکہ انھوں نے حبشہ میں میرے صحابہ کی مہمان نوازی کی ـــــ"

ایک دفعہ ایک غفاری مہمان حاضر ہوا شب کو کھانے کیلئے بکری کا دودھ تھا حضورؐ نے یہ دودھ مہمان کو پلا دیا اور خود فاقہ سے رات بسر کی ایک مرتبہ ایک کافر در رسالت پہ مہمان بنتا ہے رات کو اس نے بستر خراب کر دیا صبح کو شرمندگی کے باعث آنحضرتؐ کے تشریف

Marfat.com

تھے سے پہلے ہی نکل گیا ـــــــ راستہ میں یاد آیا کہ تلوار وہیں رہ گئی واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ خود سرکار دو عالم اور سربراہ مملکت بستر دھو رہے ہیں صحابہ کے اصرار پر آپؐ فرماتے ہیں نہیں نہیں وہ میرا مہمان تھا، کافر پہ آپؐ کی نظر پڑی تو فرمایا ـــــــ بھائی تلوار یہیں بھول گئے اسے لو ـــــــ بس پھر کیا تھا ـــــــ یہ کریمانہ اخلاق جب اس نے دیکھا، کفر و شرک کا زنگ اترتا جارہا تھا ـــــــ وہ تھوڑی دیر بعد سرمدی غلامی کا طوق پہن جاتا ہے۔

ایک اور کافر آپؐ کے یہاں مہمان ہوا آپؐ نے اسے بکری کا دودھ پلایا وہ سیر نہ ہوا پھر آپؐ نے دوسری بکری کا دودھ پلایا پھر بھی کافی نہ ہوا اسی طرح سات بکریاں خالی ہوگئیں ـــــــ آخر وہ سیر ہوگیا آپ نہایت آپؐ نہایت مطمئن اور کشادہ دل تھے کہ ماتھے پر شکن تک نہ آئی دیکھ لئے آپؐ نے ـــــــ اس رسولؐ کے بلند اخلاق جو معمار اخلاق تھا، دنیا نے کون فکان جس کے قدموں میں پڑی تھی دلوں پر جس کی حکومت تھی وہ انسانیت کو اپنے اس عظیم اسوۂ پر چلنے کی بار بار تاکید کرتا ـــــــ اور کہتا ہے اخلاق و کردار اعلیٰ رکھو ـــــــ خدمت خلق کرو ـــــــ کامیابی یہی ہے ـــــــ

آنحضرتؐ ـــ ایک مہمان!

آنحضرتؐ غریب سے غریب آدمی کی دعوت قبول فرمالیتے ہمسکین سے مسکین کے یہاں مہمان ٹھہر جاتے ـــــــ آپؐ کسی میزبان پر بوجھ نہ بنتے۔ بے وقت کسی کے گھر نہ جاتے، اگر دعوت وغیرہ میں کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو اہل خانہ سے پہلے اس کی اجازت طلب کرتے عدم اجازت کی صورت میں اس کو واپس کر دیتے ـــــــ

بخاری، مشکوٰۃ وغیرہ بحوالہ اخلاق پیغمبری ص۱۰۱

Marfat.com

ھدایا اور تحائف قبول کرنے میں آپؐ کا طریقہ

آپ تحائف قبول بھی فرماتے اور دوسرے کے پاس بھی تحفے بھیجتے آپؐ کا ارشاد ہے
"آپس میں تحفے دیتے رہو اس سے کینہ دور ہوتا ہے" فرمایا تحفہ قبول کرو خواہ بکری کا کھر ہی ہو"

زہد و قناعت میں آپؐ کا طریقہ

زہد کا معنی ہے ترک دنیا ——— اور قناعت کا مطلب "اشیائے خوردنی اور نوشیدنی میں صرف اشیائے ضروریہ پر اکتفا کرنا" ہے آنحضرتؐ نے قناعت کی توصیف میں فرمایا "القناعۃ کنز لا یفنی" "قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی فنا نہیں ہوتا ———

آنحضرتؐ کی رفیقہ حیات سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے۔
"رسول اکرم نے کبھی پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا کبھی کسی سے شکوہ نہیں فرمایا کبھی فاقہ کے باعث نیند نہ آتی مگر دن میں پھر روزہ رکھ لیتے تھے، ایک دن میں حضورؐ کو فاقہ کی حالت میں دیکھ کر رو پڑی اور عرض کی "دنیا میں اتنا ہی قبول کر لیجیے جو جسمانی طاقت کو قائم رکھنے کیلئے کافی ہو۔

آپؐ نے جواب دیا" ———

مجھے دنیا سے کیا غرض، میرے بھائی اولعزم رسول تو اس سے بھی زیادہ حالت پر صبر کیا کرتے تھے وہ اس طریقہ پر چلے اور خدا کے سامنے گئے خدا نے ان کو اپنے کرم سے نوازا اور پورا پورا ثواب دیا اب اگر آسودہ حالی کی

زندگی میں پسند کرتا ہوں تو مجھے یہ بھی شرم آتی ہے کہ کل کو ان
سے کم رہ جاؤں"۔

نیز عائشہؓ کا بیان ہے۔

"آپؐ کے پاس بقدر ضرورت کپڑے اور اسی قدر
کھانا ہوتا تھا"

—ایک دفعہ کسی نے ریشم کا سلوکہ پیش کیا آپؐ نے پہن لیا اور نماز ادا فرمائی پھر اسے نہایت کراہت سے اتار دیا اور فرمایا" پرہیزگاروں کیلئے یہ لباس مناسب نہیں"۔

—خانہ نبوت پہ فاروق اعظم حاضر ہوتے ہیں" دین و دنیا کے بادشاہ کے تن پر صرف ایک تہبند ہے ایک کھری چارپائی ہے، سرہانے ایک تکیہ پڑا ہے کھونٹی پر مشکیزہ اور کچھ کھالیں لٹک رہی ہیں جسم اطہر پہ چارپائی کے بان کی بدھیاں پڑی ہیں فاروقؓ سے رہا نہ گیا اشکبار ہوکر گویا ہیں" یہ آپؐ کا خانہ اقدس ہے اور اس کا سامان، کوئی نشاط کی چیز ہے نہ عیش کا سہارا، قیصر و کسریٰ تو عشرت کدوں میں رہیں اور کائنات کے سب سے انسان کا یہ حال۔ —آنحضرتؐ نے فرمایا" اے ابن خطاب" کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ وہ دنیا لیں اور ہم آخرت"۔

—رحلت کی شب عائشہؓ کا بیان ہے کہ پڑوسن سے چراغ کیلئے تیل منگوایا جن کپڑوں میں آپؐ نے انتقال فرمایا ان میں اوپر تلے کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔

Marfat.com

آنحضرتؐ بحیثیت ایک تاجر!

آنحضرتؐ نے مال خریدا بھی ہے اور بیچا بھی
اجرت پر کام کیا بھی ہے اور لیا بھی
انہیں چند واقعات سے جو اصول نکلیں گے وہ آنے والی دنیا کے
تاجروں کیلئے ہدایت کی راہ بن جائیں گے،

آپؐ نے کیا کیا فروخت کیا!

احادیث کے مطابق آپؐ نے
ایک پیالہ فروخت کیا
ایک پالان بیچا
نیز ایک مدبر غلام یعقوب فروخت کیا
اس کے علاوہ آپؐ نے ایک غلام
کے عوض دو غلاموں کی فروخت فرمائی۔
روایات کے مطابق آنحضرتؐ
نے قبل از وقت نبوت اجرت پر بکریاں بھی چرائیں امام حاکم کی روایت کے مطابق آپؐ نے
دو مرتبہ شام کا سفر تجارت فرمایا جس میں آپؐ حضرت خدیجہؓ کا مال لیکر گئے تھے۔

---

۱ علامہ ابن قیم نے اس روایت کو صحیح قرار نہیں دیا بلکہ ایک مرتبہ کے سفر کا قول ذکر کیا ہے زاد المعاد ص۱۵۶ ج ۱

آنحضرتؐ نے تجارت میں شرکت بھی فرمائی حاکمؒ لکھتے ہیں آنحضرتؐ ربیع بن بدر کے ساتھ تجارت میں شریک ہوئے۔

ایک مرتبہ ربیع نے کہا۔

"آپؐ میرے بہترین شریک تھے آپؐ نے نہ کبھی دھوکا دیا اور نہ جھگڑا کیا"۔ ———

اسی طرح جب حضرت خدیجہؓ کا مال لیکر آپؐ ملک شام پہنچے تو آپؐ نے ایسے طریقے سے تجارت فرمائی کہ شام کے تاجر دنگ رہ گئے وجہ یہ تھی کہ آپ اپنے مال کی پوری حیثیت سے آگاہ فرما رہے تھے اور عمدہ مال غیر عمدہ سے الگ کر کے علیحدہ علیحدہ بھاؤ کا مطالبہ فرماتے تھے"

——— چنانچہ جب دوسرا سال ہوا اور مکہ تاجر شام پہنچے تو منڈی کے تمام تاجروں نے دریافت کیا ———

"قریش کا وہ صالح مند نوجوان کہاں ہے جس کی امانت وسچائی کا شہرہ ساری منڈی میں ہو چکا ہے ہم نے ایسا امین اور دیانت دار تاجر دیکھا نہ سنا اس کے خریدے ہوئے مال سے اتنا منافع ہوا کہ آج تک ایسا نفع نہ اٹھا سکے"۔ ———

اندازہ کیجئے ہدایت کے شجر طوبیٰ کا یہ حال ——— کس طرح غرق عصیان وکفران ثناخواں ہیں"۔ ———

حدیث کے مطابق ایک مرتبہ آپؐ مدینہ کے بازار میں تشریف لائے اور گندم کے ایک ڈھیر پہ انگشت مبارک لگائی تو معلوم ہوا کہ اوپر کا حصہ خشک گندم ہے آپؐ نے فرمایا۔

من غشنا فلیس منا ——— جس نے ہم کو دگا بکوں کو دھوکہ دیا ہمارے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ ———

——— نیز آپؐ نے وکیل بنایا، اور وکالت بھی فرمائی، آپؐ نے ہدیہ دیا بھی اور لیا بھی، آپؐ نے

Marfat.com

رھن بھی رکھا اور ہر طرح سے قرض بھی لیا، نقد اور ادھار ہیں اشیاء کی خرید و فروخت فرمائی فوت شدہ لوگوں کے قرض بھی ادا فرمائے ——— آپؐ نے مشورہ لیا بھی اور دیا بھی، آپؐ نے شعر بھی سنا اور اس پر انعام بھی بخشا ہاں آپؐ نے سچ پر انعام بخشا، آپ نے کشتی بھی لڑی، آپؐ مذاق بھی فرماتے تھے آپؐ نے تواپہ بھی کیا۔ آپ نے جوتوں کے ٹانکے بھی لگائے، بکری کا دودھ بھی دھویا اپنی اور اپنے اہل کی خدمت میں پتھر بھی اٹھائے ——— سیر ہو کر بھی کھایا اور بھوک بھی برداشت کی آپؐ مہمان بھی بنے اور میزبان بھی، آپؐ نے مرض کا علاج بھی کیا، خود دَم بھی کیا، آپؐ نے قسم بھی کھائی کفارہ بھی ادا فرمایا ———

اف دیکھو میں کہاں چلا گیا آنحضرتؐ کی تجارت کی بات چل رہی تھی ڈاکٹر حمید اللہ کے قول کے مطابق قیس بن سائب سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت ہیں" میں نے محمد صلی اللہ سے بہتر کوئی ساجھی نہ پایا اگر ہم ان کا سامان لیکر جاتے تو واپسی وہ ہمارا استقبال کر کے صرف ہماری خیریت پوچھتے اور چلے جاتے اور بعد میں حساب لینے پر قطعاً تکرار اور بحث نہ کرتے حالانکہ دیگر لوگ سب سے پہلی بات صرف اپنے مال کی کیفیت کے متعلق پوچھتے اس کے برخلاف جب وہ ہمارا سامان لیکر جاتے تو واپسی پر جب تک پائی پائی بیباق نہ کر لیتے گھر تک نہ جاتے اور اسی لئے وہ ہم میں الامین کے لقب سے معروف تھے [۱]

——— بی بی خدیجہ نے آنحضرتؐ اور قریش کے ایک اور شخص کو اجرت پہ سوق حباشہ (یمن کا ایک شہر جہاں تین دن میلا لگتا تھا) میں بھی تجارت کیلئے بھیجا ——— اور واپسی پر اجرت میں ایک اونٹ دیا" ———

——— یہ عہد و پیمان کا ایسا پابند تاجر تھا جس کے متعلق ابو داؤد میں روایت ہے کہ بعثت سے قبل ایک مرتبہ کسی کاروبار کے سلسلے میں عبداللہ بن الحمار نے آپؐ سے کہا تھا کہ ذرا ٹھہریئے میں ابھی آتا ہوں، پھر بھول گیا، تین دن کے بعد اتفاقاً ادھر سے گزرا تو آں حضرت وہی پر منتظر تھے وہ دنگ رہ گیا۔ ———

[۱] از رسول اکرم کی سیاسی زندگی صد ۱۹

ـــــ مسند احمد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے بحرین کیلئے بھی تجارتی سفر فرمایا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ نے مشقر اور دبا کے شہرہ آفاق میلوں میں بھی تجارتی کاروبار فرمایا" ـــــ تاہم تمام دوسری تواریخ اس تجارتی سفر کے متعلق خاموش ہیں اس کے علاوہ فاضل محقق ڈاکٹر حمید اللہ نے نبوت کے ابتدائی سالوں میں آپؐ کے ایک خط سے استدلال کیا کہ آپ نے حبشہ کی طرف بھی تجارتی سفر فرمایا مگر مجھے کسی دوسری کتاب میں اس پر صراحت نظر نہیں آئی ـــــ

صلی اللہ علیہ وسلم

○

- آپؐ کے معاملات کے متعلق آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے کسی سے اونٹ قرض لیا جب واپس کیا تو اس سے اچھا دیا اور فرمایا وہ لوگ سب سے بہتر ہیں جو قرض کو خوش معاملگی سے ادا کرتے ہیں ـــــ
- ایک مرتبہ حضورؐ نے کسی سے ایک پیالہ عاریتہً لیا اتفاق سے وہ گم ہو گیا ـــــ آپؐ نے اس کا تاوان ادا کیا ـــــ
- غزوہ حنین میں آپؐ نے صفوان سے چالیس زرہیں عاریتہً لیں لڑائی کے بعد معلوم ہوا کہ کچھ ضائع ہو گئیں ہیں آپؐ نے ان کو بلا کر ان کی قیمت کی پیش کش فرمائی مگر صفوان نے انکار کیا ـــــ

○

تجارت اور تاجر

کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کی خریداری پر اپنی خریداری نہ کرے ـــــ آپؐ نے فرمایا

- تین چیزوں میں برکت ہے تجارت میں ـــــ ایک دوسرے کو قرضہ دینے میں ـــــ

ـــــ مسند احمد بن حنبل ص ج ۴ ـــ

کھانے کے ساتھ گیہوں میں جو ملانے میں ——— (مشکوٰۃ)

- جو تاجر عیب دار مال بیچے گا اور خریدار کو اس کے نقص سے آگاہ نہ کرے گا وہ ہمیشہ غضب الٰہی میں رہے گا اور فرشتے اس پر لعنت کریں گے (ابن ماجہ) ———
- جو شخص ذخیرہ اندوزی کر کے (عوام) مسلمانوں پر حصول غذا کا دروازہ بند کر دے اللہ اس کو جذام کی بیماری میں ڈال دے گا اور افلاس و ناداری میں مبتلا کر دے گا۔ (بیہقی و ابن ماجہ) ———
- گرانی کے انتظار میں غلے کو روکنے والا بہت برا انسان ہے (عن معمر مسلم)
- تجارت میں جھوٹی قسم نہ کھائی جائے۔
- جھوٹ نہ بولا جائے
- دھوکہ نہ دیا جائے۔
- صاف اور ستھری چیز الگ کھوٹی الگ کر دی جائے۔
- ذخیرہ اندوزی نہ کی جائے
- مہنگائی کرنے والا موجب سزا ہے۔ →

یہ آنحضرتؐ کی درخشاں تعلیمات ساری دنیا کے تاجروں کیلئے پایہ حسن و خوبی ہیں →

← اس پر عمل کرنے والے تاجر ہی آنحضرتؐ کے سچے عاشق ہیں۔

ادھار لین دین میں آنحضرتؐ کا ارشاد

- کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان مر جائے اور اسکے ذمے قرض ہو (ترمذی)
- جو شخص تنگ دست کو قرض وصول کرنے میں مہلت دے خدا تعالیٰ اس کو اپنے سائے میں جگہ دے گا۔

Marfat.com

آنحضرتؐ —— ایک عظیم شوہر

سیرۃ نبویؐ کا ازدواجی پہلو

تعدد ازدواج کی حکمتیں: انسان کی زندگی کا ایک اہم شعبہ اس کی ازدواجی اور خانگی زندگی ہے۔ اس زندگی میں انسان کے اخلاق و اطوار کا بہت اہم یعنی نجی پہلو عیاں اور واضح ہوتا ہے اسی خاطر یہ اصول مسلم ہے کہ اہل خانہ خصوصاً "بیوی" پر انسان کے باطنی احوال کا کوئی حال مخفی نہیں رہتا، ہر انسان کی زندگی کے دو پہلو نجی زندگی اور بیرونی زندگی ہی انسانی زندگی کی صحیح تصور پیش کر سکتی ہیں، انسان اپنی چہار دیواری میں آزاد ہوتا ہے، اسلئے کسی انسان کو پرکھنے کی یہ سب سے بہتر کسوٹی ہے کہ اس کے خانگی حالات دنیا کے سامنے آجائیں۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ بھی دو ہی پہلوؤں پر مشتمل تھی بیرونی زندگی کے حالات بتمام کمال صحابہ کرام نے دنیائے عالم تک پہنچائے، پھر ایسی تفصیل کے ساتھ کہ اس کی نظیر کسی دوسرے مذہب یا ملت میں نہیں ملتی، کسی امت نے اپنے نبی کی زندگی کے حالات ایسی شرح و بسط اور تحقیق و تدقیق کے ساتھ تو کیا اس کا عشر عشیر بھی دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا۔

خانگی اور اندرونی زندگی کے حالات کو امہات المومنین، ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

جس سے اندرون خانہ آپکی عبادت، تہجد شب بیداری، فقیری درویشی اور اخلاقی و عملی زندگی کے تمام اندرونی اور خانگی حالات پر محدثین و مفسرین نے سینکڑوں فقہی اور علمی

Marfat.com

مسائل کا استنباط کیا۔ اور تعلیم کا کام مردوں کے حلقے کے ساتھ عورتوں میں بھی شروع ہوا۔ اور تا
مسلم وغیر مسلم گھرانے نبی کے گھرانے کو پرکھ لیں، غالباً اسی خاطر حضور علیہ السلام نے گیارہ بیویوں سے
نکاح فرمایا (جن میں ۹ آپ کی وفات کے وقت تک زندہ تھیں) تاکہ عورتوں کی کثیر جماعت آپ کی
خانگی زندگی دنیا کے سامنے پیش کر سکے اور اس لئے کہ بیوگان کی حوصلہ مندی ہو۔

اور اسلئے کہ بیوی جس قدر شوہر کے رازوں سے واقف ہو سکتی ہے، کوئی دوسرا ش
اس کی ہوا کو بھی نہیں پا سکتا ——— اور اس لئے کہ عورتوں کی ایک کثیر جماعت کی روایت
کے بعد کسی قسم کا شک وریب باقی نہ رہے اور اس لئے کہ شریعت کے وہ احکام ومسائل
عورتوں سے متعلق ہیں وہ ازواج مطہرات کے ذریعے دنیا تک پہنچ جائیں ورنہ جو نبی عمر
شادی نہیں کرتا وہ بیوی کے حقوق اور اندرونی احوال کے متعلق امت کو کیا سبق دے سکتا
اور مستشرقین کا یہ اعتراض کس قدر عقل سوز ہے کہ آپؐ کا متعدد عورتوں سے نکاح کرنا
خط نفس کیلئے تھا، دراصل انہیں نبی علیہ السلام کے صحیح حالات سے ہی واقفیت نہیں[1]۔ حضور
علیہ وسلّم نے سوائے ایک شادی کے باقی تمام بیواؤں سے کیں، جو نہ اپنے حسن وجمال
کے باعث مشہور تھیں، نہ مال و دولت کے اعتبار سے ان کا کچھ امتیاز تھا، نہ آپ کا یہاں
عیش وعشرت کا کوئی سامان تھا۔ سیرۃ کا طالب علم اس حقیقت سے واقف ہے کہ حضور
گھرانے میں دو دو ماہ تک چولھا گرم نہ ہوتا تھا، چنانچہ جب مدینہ منورہ میں فتوحات کی
فراوانی ہوئی تو بھی آپؐ کے یہاں ازواج مطہرات کا وہی نفقہ متعین رہا جس سے
وقت کے کھانے کے بعد دوسرا وقت عذاب الجوع میں گذرتا تھا۔

پھر دیکھا آپؐ نے، جب ازدواج مطہرات نے نفقہ کی زیادتی کا مطالبہ کیا تو
نے ایک ماہ کیلئے تمام بیویوں سے قطع تعلق اختیار فرمائی جس پہ خود رب ذوالمنن کو صراحتاً مداخلت
یعنی اگر تم دنیا کی عیش وعشرت چاہتی ہو تو اپنی رائے ظاہر کرو، آج ہی تمہیں اپنے گھر سے کو دو

---

[1] اور اگر کچھ حالات کا علم بھی ہے تو وہ غیر معتبر کتابوں سے [2] جیسے ارشاد ہے۔ اشتعلن واشرطہ

وہاں جس عیش سے زندگی گزارو، کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا، ورنہ خدا نے روز محشر میں جو چیز تمہارے لئے تیار کر رکھی ہے وہ کسی اور کیلئے نہیں ــــــ تب تمام بیویوں نے خدا اور رسولؐ کی خوشنودی کو اختیار فرمایا اور عمر بھر نان جویں پہ گذارا کیا، مدنی زندگی میں جب بے شمار فتوحات کے ذریعے صحابہ کرام کے گھروں میں فراوانی صد درجہ زیادہ تھی، اس موقع پر بھی آنحضرتؐ کے پاس جو چیز پہنچی غربا و مساکین میں تقسیم کی گئی، ایسے حالات کے پیش نظر بھی جو شخص آپؐ کی ذات ستودہ صفات پر کسی قسم کا اتہام باندھتا ہے۔ سوائے اس کے قلت فہم اور معلومات کی کمی کے کیا کہا جا سکتا ہے، اسلامی تعلیمات کا مطالعہ رکھنے والا اس حقیقت سے واقف ہے کہ ابتدائے اسلام میں جب مشرکین مکہ نے آپؐ کے سامنے حسین لڑکی کی شادی کی پیش کش کی تو آپؐ نے جس استغناء سے جواب دیا اس سے بھی آپؐ کی عفت و پاکبازی کی شفاف چادر آئینہ کی طرح نظر آ رہی ہے۔ مشکوٰۃ شریف کے باب عشرۃ النساء میں حضرۃ عائشہ فرماتی ہیں، بہت سی عورتیں آپ کے پاس شادی کے پیغام بھیجتی تھیں مگر آنحضرتؐ کچھ جواب نہ دیتے تھے۔ حدیث و سیرۃ کی معروف کتاب زرقانی جلد سوم[1] میں حضرۃ سعید خدریؓ کی روایت منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا،

"میں نے اپنا اور کسی بیٹی کا اس وقت تک نکاح نہیں کیا جب تک جبرائیل امین میرے پاس اللہ کی وحی لیکر نہیں آئے[2]"

امہات المومنین یعنی ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

۱- ام المومنین سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ خویلد باپ اور فاطمہ ماں کی بیٹی تھیں، قصی پر پہنچ کر ان کا سلسلہ نسب آنحضرتؐ سے مل جاتا ہے، چونکہ حضرۃ خدیجہ جاہلیت کے رسم و رواج سے پاک تھیں اور صداقت و امانت میں بھی اہل مکہ کے نزدیک ان کا مقام نہایت بلند تھا اسلئے بعثت نبوی سے قبل ہی ان کا نام طاہرہ تھا، آپ کا پہلا نکاح ابوہالہ بن زرارہ تمیمی سے ہوا، جس سے ہند بن ابی ہالہ اور

[1] ص ۲۱۹ [2] یہ روایت حیوان الاثر ص ۳۰ ج ۲ میں بھی مذکور ہے۔

زینب بن ابی ہالہ دو بچے ہوئے تھے۔ آخر یہ دونوں مشرف باسلام ہوئے، حضرت خدیجہ ابو
کے انتقال کے بعد عتیق بن عائذ مخزومی کے نکاح میں آئیں، ان سے ایک لڑکی ہند
پیدا ہوئی یہ بھی صحابیت کے شرف سے مشرف ہوئیں اور ایک لڑکا عبد اللہ بن عتیق بھی پیدا
ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد عتیق کا بھی انتقال ہو گیا اور آپ بیوہ رہ گئیں[1] ـــــ کچھ عرصہ قبل
حضرت خدیجہ آنحضرت کی صداقت کا چرچا سن چکی تھیں۔ انہوں نے حضورؐ کو مال تجارت دے کر
سفر شام پر روانہ فرمایا[2]، اس سفر کی برکات کا حال میسرہ غلام سے سن کر حضرت خدیجہ
متاثر ہوئیں، اور اسی وقت حضورؐ کو نکاح کا پیغام بھیجا، یہ پیغام نفیسہ بنت امیہ کے ذریعہ
پہنچایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا، میرے پاس کچھ نہیں ہے، حضرت خدیجہؓ نے اس عذر کو رد
کر دیا اور ساتھ ہی آپؐ نے پیغام نکاح قبول کر لیا[3]۔ حضرت صفیہؓ جو آنحضرتؐ کی پھوپھی
تھیں، سے بھی حضرت خدیجہ نے آپؐ کے تمام حالات ذاتی دریافت کر لئے تھے ـــ
ابن اسحاقؒ لکھتے ہیں، حضرت خدیجہ نے بالمشافہ بھی بات پختہ کی[4]۔ حضورؐ نے اس کی اطلاع
خواجہ ابو طالب کو دی، پھر آپؐ خاندان بنی ہاشم کو لیکر خدیجہ کے مکان پر گئے
اور نکاح ہوا، جس کا خطبہ ابو طالب نے پڑھا، خطبہ کے الفاظ کا یہاں موقع نہیں ابو طالب
کے بلیغ خطبے کے بعد حضرت خدیجہ کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل نے بھی خطبہ پڑھا، پھر عمرو بن اسد
نے کہا "میں نے خدیجہ بنت خویلد کو محمد بن عبد اللہ کی زوجیت میں دیا ـــ ابن اسحاق کے
مطابق بیس اونٹ مہر مقرر ہوئے، ولیمہ میں حضرت خدیجہ نے گائے ذبح کرائی[5]۔ نکاح کے
وقت آپ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی[6]۔ حضرت خدیجہ ہی کے بطن
سے آپکی چار صاحبزادیاں زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ اور دو صاحبزادے
قاسمؓ اور طیبؓ پیدا ہوئے۔ آپکی اولاد میں لڑکے صغر سنی میں انتقال کر گئے۔ البتہ

[1] زرقانی ص ۲۲۳ ج ۲ [2] شام کے اس سفر میں یہودی راہب کے دعوت کرنے اور بادل کے سایہ افگن ہونے کا
انکار کیا ہے ... سیرۃ الرسول کے مؤلف محمد حسین ہیکل کا ہے۔ تاریخی طور پر یہ دونوں اقوال غیر معتبر ہیں کیونکہ ...
اس کے خلاف ہے۔ [3] حلبیہ ص ۲۸۲ ج ۱ [4] ترجمہ خدیجہ الکبریٰ بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ جلد دوم ص ۳۴۷ [5] ابن ...
کی ہو ... حضرت خدیجہ نے بیان کی ... ان کے الفاظ میں یہ ہے ...
یعنی میں آپکے حسن اخلاق اور صداقت سے متاثر ہوئی ہوں ـــ از ابن اسحاق [6] زرقانی ص ۲۲۱ ج ۲ ...
ایک روایت نقل کی ہے جس کے مطابق حضرت خدیجہ کی عمر ۲۸ سال تھی۔

صاحبزادیاں بڑی ہوئیں اور نکاح کی عفت سے سرفراز ہوئیں ——

حضرۃ خدیجہؓ کی زندگی تک آپؐ نے کسی اور سے عقد نہیں فرمایا، آپؓ پچیس سال تک آنحضرتؐ کی زوجیت میں رہیں، اور ہجرت تین سال قبل مکہ میں انتقال کر گئیں، حضرۃ خدیجہ کے بے شمار فضائل سیرۃ کی ضخیم کتابوں میں مذکور ہیں۔

ام المومنین حضرۃ سودہؓ بنت زمعہ

آپ کی دوسری زوجہ ام المومنین حضرۃ سودہؓ بنت زمعہ عنہا ہیں، ان کا نکاح حضرۃ خدیجہ کی وفات کے چند روز بعد مکہ ہی میں ہوا، یہ نکاح خولہ بنت حکیم کی معرفت ہوا، حضرۃ سودہؓ کا نکاح ان کے چچازاد بھائی سکران سے ہوا تھا، آنحضرتؐ کے اس نکاح میں چار سو درہم مہر مقرر ہوا آخر عمر میں حضرۃ سودہؓ نے بڑھاپے کے باعث اپنی باری حضرۃ عائشہ کو ہبہ کر دی تھی، آپؓ نے ماہ ذی الحجہ سنہ ۲۳ھ کو مدینہ منورہ خلافت فاروقی کے آخری زمانہ میں وفات پائی[1]

ام المومنین سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ بنت ابوبکرؓ

آپ کی تیسری زوجہ ام المومنین سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ بنت ابوبکرؓ ہیں آپ کی والدہ کا نام زینب اور کنیت ام رومان تھی۔

حضرۃ سودہ کے نکاح کے بعد ماہ شوال سنہ ۱۰ھ میں آنحضرتؐ سے آپ کا نکاح ہوا یہ نکاح بھی خولہ بنت حکیم کے ذریعے ہوا یہاں بھی حضورؐ کے نکاح میں چار سو درہم مہر مقرر ہوئے۔ نکاح کے وقت حضرۃ عائشہ کی عمر ۶ سال تھی۔

یہ ایسا وقت تھا کہ عرب کے لوگوں کی صحتیں بہت قوی ہوتی تھیں۔ حضرۃ عائشہ جب ۹ سال کی عمر کی ہوئیں تو ظاہری جسم و وجاہت میں آج کی بیس سالہ عورت کے برابر خیال کی جاتی تھیں، چنانچہ ۹ سال سے کچھ ماہ اوپر ہوئے تو رخصتی اور عروس کی رسم ادا ہوئی۔

عبداللہ بن عمر سے مروی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جبرائیل میرے پاس آئے اور کہا اللہ عزوجل نے آپؐ کا نکاح ابوبکرؓ کی بیٹی سے کر دیا ہے، جبرائیل کے ساتھ

---

[1] رواہ البخاری و مدارج النبوت ص ۲۴۷

Marfat.com

عائشہ رض کی ایک تصویر بھی تھی جو مجھ کو دکھلائی گئی، اور کہا یہ آپ کی بیوی ہے[1] ـــــ یہ مضمون صحیحین کی روایتوں میں بھی مذکور ہے۔ حضرت عائشہ ۹ سال آنحضرت ص کی معیت میں رہیں۔ آپ ص کے بعد اڑتالیس سال زندہ رہ کر ۶۶ سال کی عمر میں مدینہ منورہ ہی میں وفات پا گئیں، اس اثنا میں آپ نے علم و تقویٰ اور فقہ و مسائل میں جو حیرت انگیز خدمات انجام دی ہیں وہ زوج رسول ہی کا قصہ تھا، سیرۃ عائشہ رض میں سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں ـــــ "آدم سے لیکر آج تک علم و فضل میں پوری دنیا کی عورتوں میں عائشہ صدیقہ کا کوئی ثانی نہیں پیدا ہوا" حضور ص کی صحبت کے ۹ سالوں میں آپ نے ایسا علم پایا کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ وہ حضرۃ عائشہ ہی تھیں کہ جن کا نکاح عرش پر ہوا، ـــــ جن کو جبرائیل کا سلام جن کی نسبت قرآن نے پاکدامنی کی گواہی دی، ـــــ جن سے دو ہزار سے زائد احادیث رسول مروی ہیں ـــــ امیر معاویہ رض نے فرمایا "میں نے عائشہ سے زیادہ فصیح و بلیغ خطیب دنیا بھر میں نہیں دیکھا" ـــــ وہ عائشہ ہی ہیں کہ حضور کو جن سے سب عورتوں سے زیادہ محبت تھی[2] ـــــ عائشہ ہی ہیں کہ انہوں نے جبرائیل کو دیکھا[3] ـــــ عائشہ ہی کی چبائی ہوئی مسواک آپ ص نے استعمال کی ـــــ عائشہ ہی کے حجرے میں آنحضرت ص نے وفات پائی ـــــ وہیں مدفون ہوئے ـــــ رضی اللہ عنہا۔

۴۔ ام المومنین حضرۃ حفصہ رض بنت عمر رض

آنحضرت ص کی چوتھی بیوی ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رض ہیں ـــــ والدہ کا نام زینب بنت مظعون ہے ـــــ حضرت حفصہ کے نکاح کے پس منظر میں دوسرے محرکات کے علاوہ ایک محرک یہ بھی کارفرما تھا کہ صحابہ کی مقدس جماعت کے جن چار معتمد رفقاء کے ساتھ آپ کے گہرے علائق تھے، ان میں ابوبکر کے گھر نکاح ہوا، عثمان کے گھر یکے دیگرے دو بیٹیاں دیں، علی رض کے گھر ایک بیٹی دی، اور فاروق اعظم کا بھی رشتہ قائم ہو گیا، اور اس طرح حضور ص نے مرکزی کڑی بن کر مستقبل کے ان قائدین

---

[1] زرقانی ص ۲۳۲ ج ۳ [2] سیرۃ المصطفیٰ ج ۲ ص ۳۲۱ [3] مجمع الزوائد ص ۲۴۱ ج ۹

کو باہم دگر مربوط بنادیا، حضرۃ حفصہ رضی لعبثت نبوت سے قبل پیدا ہوئیں
پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سہمی سے ہوا، غزوہ بدر کے بعد شوہر کا انتقال ہوگیا[۱]
جب حضرۃ حفصہ رضی بیوہ ہوئیں تو حضرۃ عمر رضی نے پہلے حضرت عثمان رضی اور حضرۃ ابوبکر رضی
سے نکاح کی درخواست کی آنحضرت ص نے فرمایا، اللہ تعالیٰ عثمان رضی کو اس سے بہتر بیوی دے
گا اور حفصہ رضی کو اس سے بہتر خاوند عنایت کرے گا۔ چنانچہ عثمان کا نکاح آپ ص کی بیٹی
سے ہوا اور حفصہ رضی کا نکاح آپ ص سے ہوا ——
نکاح کے وقت آپ ص کی عمر ۵۵ سال تھی ——
—— ایک مرتبہ آپ ص نے حضرت حفصہ رضی کو طلاق دے دی —— جبرائیل وحی لیکر
حاضر ہوئے ——
ارجع الی حفصۃ صوامۃ قوامۃ و انہا زوجتک فی الجنۃ
(ترجمہ) حفصہ کی طرف رجوع کر لیجئے، وہ بڑی روزہ رکھنے والی اور عبادت گذار عورت
ہے اور جنت میں بھی آپکی بیوی ہوگی۔
چنانچہ آپ ص نے رجوع فرمالیا[۲]۔
حضرۃ حفصہ رضی نے شعبان ۴۵ھ[۳] خلافت امیر معاویہ میں ۶۰ سال کی عمر میں وفات
پائی —— حضرۃ حفصہ سے ۶۰ احادیث مروی ہیں۔

۵- ام المومنین زینب رضی بنت خزیمہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں بیوی ام المومنین زینب رضی بنت خزیمہ ہیں، چونکہ آپ
جاہلیت کے زمانہ میں بہت سخی اور فیاض تھیں اسلئے امّ المساکین کے نام سے پکاری جاتی
تھیں، آپ کا پہلا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا۔ موصوف غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔
عدت گذارنے کے بعد آنحضرت ص سے نکاح ہوا۔ پانچ سو درہم مہر مقرر ہوا۔ نکاح کے دو ماہ

---

[۱] زرقانی ص۲۳۹ ج ۳ [۲] زرقانی ص۲۳۷ جلد سوم و اصابہ ص۲۵۳ جلد چہارم
[۳] بعض نے ۴۱ھ اور بعض نے ۴۷ھ کا قول بھی نقل کیا ہے۔ اول قول راجح۔

Marfat.com

بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ نماز جنازہ خود آنحضرتؐ نے پڑھائی، انتقال کے وقت آپ کی عمر ۳۰ سال تھی؎۱

۶۔ ام سلمہ بنت ابی امیہ

آنحضرتؐ کی چھٹی بیوی ام سلمہ بنت ابی امیہ ہیں۔ یہ ابو امیہ قریش مخزومی کی بیٹی تھیں۔ ام سلمہ کا پہلا نکاح ابو سلمہ کے ہاں ہوا۔ خاوند موصوف بدر اور احد کے معرکوں میں شریک ہوا۔ بعد ازاں حضورؐ نے ایک سریہ (دستہ) کا امیر بنا کر روانہ کیا، آخر دوران جنگ دشمن کی ایک کاری ضرب جان لیوا ثابت ہوئی ——— آنحضرتؐ نے اس کی بیوہ عورت کی حوصلہ افزائی کے باعث اسے نکاح کا پیغام بھیج دیا ——— چنانچہ ام سلمہ کہتی ہیں میرے لئے اس وقت دنیا میں آپؐ کی معیت سے زیادہ خوشی کی کوئی چیز نہ تھی خطبۂ نکاح پر ام سلمہ نے اپنی عمر کے زیادہ ہونے کا عذر کیا، پھر کہا میرے ساتھ یتیم بچے ہیں۔ آنحضرتؐ نے اس کے باوجود اس بیوہ خاتون کی دلداری فرمائی اور اسے امہات المومنین کے حلقۂ مقدسہ میں شامل کر لیا۔ آپؓ سے ۳۷۸ احادیث نبویؐ مروی ہیں۔ آخر ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں ۸۴ سال کی عمر میں ام سلمہ نے وفات پائی۔

۷۔ ام المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتویں زوجۂ مکرمہ ام المومنین زینبؓ بنت جحش ہیں۔ یہ حضورؐ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ حضرت زینبؓ آپؐ کی زوجیت سے پہلے آپؐ کے متبنیٰ زید بن حارث کے عقد میں تھیں، زید کی طلاق کے بعد جب آنحضرتؐ سے نکاح ہونے لگا تو مخالفین نے پروپیگنڈہ شروع کیا، محمدؐ اپنے متبنیٰ بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کر رہا ہے۔ فی الحقیقہ یہ اعتراض جہالت کی سوچ کی پیداوار تھا، بالآخر حضورؐ کا نکاح بھی آسمانوں پر ہوا۔ اور جبرائیل یہ آیت لیکر نازل ہوئے ——— فلما قضیٰ زیدٌ منھا وطراً زوجنکھا؎۲ الخ ——— یہ نکاح ۵ھ میں ہوا اس وقت حضرت زینبؓ کی عمر

؎۱ میزان الاثر ص ۲۰۳ جلد دوم ؎۲ (ترجمہ) جب زید نے طلاق دی تو ہم نے اسے نبیؐ اس کا نکاح تجھ سے کر دیا

۲۵ سال تھی، ان کا انتقال سنہ ۲۰ھ میں ۵۳ سال کی عمر میں ہوا۔

۸۔ ام المومنین حضرۃ جویریہ بنت حارث بن ضرار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھویں بیوی ام المومنین حضرۃ جویریہ بنت حارث بن ضرار ہیں ـــــ آپ کا پہلا عقد مسافع بن صفوان سے ہوا تھا۔ وہ غزوہ مریسیع میں شہید ہوئے ـــــ حضرۃ جویریہ ایک باندی تھیں۔ نکاح کے بعد حضورؐ نے اسے آزاد کردیا تھا۔ سنہ ۵ھ میں آپ نے نکاح فرمایا۔ جویریہ اس وقت بیس سال کی تھیں، ان کا انتقال ربیع الاوّل سنہ ۵۰ھ میں ۶۵ سال کی عمر میں ہوا۔

۹۔ امّ المومنین حضرۃ امّ حبیبہؓ بنت ابی سفیان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نویں بیوی امّ المومنین حضرۃ امّ حبیبہؓ بنت ابی سفیان ہیں۔ آپ کا پہلا نکاح عبید اللہ بنت جحش سے ہوا۔ ام حبیبہؓ خاوند کے ہمراہ حبشہ چلی گئی تھیں، وہ شوہر نصرانی ہوگیا تو آپ نے نہایت استقلال کا مظاہرہ کیا۔ آنحضرتؐ کو حالات سے آگاہی ہوئی تو آپؐ نے پیغام نکاح بھیجا، امّ حبیبہؓ ایسی خوش ہوئیں کہ قاصد کو زیور اتار کر دے دیئے۔ ابوسفیان کی بیٹی سے آپ کے نکاح کے بعد اس کی سیاسی طاقت دھیمی پڑ گئی۔ اس کا زورِ مخالفت ٹوٹ گیا۔ بڑی حد تک اس نکاح نے فتح مکّہ کا راستہ ہموار کردیا ـــــ اُمّ حبیبہؓ سے ۶۵ احادیث مروی ہیں، موصوفہ نے سنہ ۴۴ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔

۱۰۔ امّ المومنین حضرۃ صفیہ بنت حیّی بن اخطب

آنحضرتؐ کی دسویں بیوی امّ المومنین حضرۃ صفیہ بنت حیّی بن اخطب ہیں، یہ موسیٰؑ اور ہارونؑ کی اولاد سے تھیں، ان کا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے ہوا۔ دوسرا نکاح کنانہ بن الحقیق سے ہوا تھا ـــــ آپ کا انتقال سنہ ۵۰ھ ماہ رمضان میں ہوا۔ آپ سے ۱۰ احادیث مروی ہیں۔

Marfat.com

۱۱- ام المومنین حضرۃ میمونہؓ بنت حارثؓ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی گیارہویں بیوی ام المومنین حضرۃ میمونہ بنت حارث ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں یہ حضور کی آخری بیوی تھیں، یہ آپؐ سے قبل ابورھم بن عبدالعزّیٰ کے نکاح میں تھیں، آپ کا نکاح حضرۃ عباس نے پڑھا، نکاح اور عروسی دونوں مقام سرف پر ہوئے، یہیں ام المومنین نے انتقال فرمایا۔۔۔ آپ سے ۷۶ احادیث مروی ہیں۔

آنحضرتؐ کی کنیزیں:

ماریہ قبطیہؓ:

یہ مقوقش شاہ مصر نے لبطور نذرانہ بھیجی تھی، لبعد میں آپ کی ام ولد ہو گئی حضرۃ ابراہیمؑ آپؐ کے صاحبزادے انہی کے لبطن سے تھے۔

ریحانہؓ بنت شمعون:

یہ خاندان بنو قریظہ یا بنو نفیر سے تھیں، اسیر ہو کر آئیں اور لبطور کنیز آپؐ کے حضور میں رہیں، حجۃ الوداع کے لبعد انتقال فرمایا، ایک قول کے مطابق آپؐ نے انہیں آزاد کر کے نکاح فرمایا تھا۔

نفیسہؓ:

یہ باندی حضرۃ زینب بنت جحش نے آپکو ھبہ فرمائی تھی۔
اس کے علاوہ آپ کی ایک اور کنیز تھی جس کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

تعدّد ازدواج کی دوسری وجوہات:

تاریخ عالم کے مسلمات میں سے ہے کہ اسلام سے پہلے تمام دنیا میں یہ رواج تھا کہ ایک شخص کئی کئی عورتوں کو اپنی زوجیت میں رکھ سکتا تھا، یہ دستور تمام دنیا میں رائج تھا، حتٰی کہ حضرات انبیاءؑ کرام بھی اس دستور سے مستثنیٰ نہ تھے، حضرۃ ابراہیم کی دو بیویاں حضرۃ اسحٰق

Marfat.com

کی متعدد بیویاں، حضرت سلیمان کی بیسیوں بیویاں، حضرت داؤد کی سو بیویاں، علاوہ ازیں تورات اور انجیل میں بھی حضرات انبیاؑ کی متعدد بیویاں کا ذکر ہے اور کہیں بھی تعدد ازواج کی ممانعت کا ادنیٰ اشارہ بھی نہیں ملتا۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰ علیہ السلام ہی دو ایسے نبیؑ گذرے ہیں، جنہوں نے عمر بھر شادی نہیں فرمائی، سو اگر ان کے فعل کو ہی مشعل راہ بنایا جائے تو شادی بالکل ممنوع ہو جائے گی ـــــ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق اہلسنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ وہ جب قرب قیامت میں نازل ہوں گے تو آپ کی شادی ہوگی اور اولاد بھی ہوگی، اسلام آیا تو نبیؐ کی خصوصیات میں گیارہ بیویاں ہوئیں جن کی چند حکمتیں پچھلے صفحات میں آپ نے ملاحظہ کیں، مگر عامۃ الناس کیلئے چار بیویوں تک نکاح کی اجازت دیدی گئی، تاکہ عفت اور تحصین فرج کے مقاصد پورے ہو جائیں، بے حیائی اور زنا کا دروازہ قطعاً بند ہو جائے، جیسا کہ آج یورپ ایسی لعنتوں کا شاہکار بنا ہوا ہے کہ نہ ماں کا پتہ ہے نہ بیٹی کا نہ بہن کا ـــــ بس وہاں معاملہ صاف ہے ـــــ اسلام نے پہلے ہی چار تک ازدواج کی اجازت دی اور ماضی کی طرح سینکڑوں بیویوں کا سلسلہ ختم کر دیا تاکہ ایک ہی پر اکتفا ہو نہ اتنی کثرت کر دی جائے کہ ازواج کے حقوق کی ادائیگی ہی ناممکن ہو جائے۔

Marfat.com

آنحضرت صلعم کی اولاد

شہزادگان نبوت

• حضرت قاسم ——— • حضرت طیب۔ طاہر ——— • حضرت ابراہیم ———

لڑکیاں

• حضرت زینبؓ • حضرت ام کلثومؓ • حضرت رقیہؓ • حضرت فاطمہؓ

آنحضرت صلعم کے بزرگ رشتہ دار

آنحضرت صلعم کے اعمام (چچا)

• حضرت سید الشہداء حمزہؓ ———
• حضرت عباسؓ ———
• ابوطالب ——— ان کا اصل نام عبد المناف تھا[1] ———
• ابولہب ——— ان کا اصل نام عبد العزّیٰ تھا[2] ———
• زبیر ———
• عبد الکعبہ ———
• مقوم ———
• ضرار ———
• قثم ———
• مغیرہ ——— لقب حجل ———
• غیداق ——— اصل نام مصعب ———
• نوفل ——— فی روایتہ ———

---

[1] زاد المعاد ص ۸۹ ج ۱ [2] ایضاً

آنحضرتؐ کی پھوپھیاں

- حضرت صفیہؓ ——— والدہ حضرت زبیر بن العوام
- عاتکہ ———
- برۃ ———
- اروی ——— یہ مسلمان ہوئیں فی روایتہ
- امیمہ ———
- ام کلیم ———

Marfat.com

سیرت کا معاشی پہلو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی کے بارے میں اجمالی طور پر سیرت نگاروں نے چیدہ چیدہ واقعات نقل کئے ہیں۔ آپ نے بعثتِ نبوت سے قبل ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے ایک سفر کیا اس تجارت میں آپ کی امانت داری، اور طریق حصول زر کے واقعات امتِ مسلمہ کے لئے مشعل راہ ہیں اس کے بعد تمام عمر آپ کا گزران عطیات و ہدایات پر رہا، ضرورت سے زائد حتیٰ کہ ایک وقت کے کھانے سے زائد نفقہ بھی گھر میں نہ رکھتے تھے۔ قومی معاملات کے سلجھاؤ کی نسبت فرمایا الراشی والمرتشی فی النار۔ رشوت لینے اور دینے والا دونوں جہنمی ہیں، یقیناً ایسی ترہیبات سے معاشرے کی معاشی اور اقتصادی ناہمواریاں دور ہو سکتی ہیں، نبی علیہ السلام جب ہجرت کے بعد مدینہ پہنچے تو اس وقت مسلمانوں پر معاشی تنگی کے سخت مواقع پیش آتے جنگی خطرات کے باعث تجارت کے تمام راستے مسدود ہو گئے، سوائے زراعت کے اور کوئی ذریعہ معیشت نہ رہا، غزوات و سرایا کے شروع ہونے کے بعد کسانوں اور مزارعوں کو بھی جنگوں پر روانہ کر دیا گیا، اس وقت آنحضرت نے اخلاقی ضابطوں کے تحت جن تدابیر سے معاشی احوال کو استوار کیا یہ آپ ہی کا حصہ تھا۔ جاں نثار انصار ہر آمدنی کی چیز نبی علیہ السلام کے پاس لے آتے، آپ دانہ دانہ مسلمانوں پر تقسیم کر دیتے، کبھی فاقوں راتیں گزر تیں،

Marfat.com

کبھی پیٹ پر پتھر باندھ کر عذاب جوع پر صبر ہوتا، کبھی درختوں کے پتوں پر گزارا ہوتا، مکانات کی تعمیر رک گئی۔ انصار نے اچھے لباس پہننا چھوڑ دیئے۔ انصار اپنا گزارہ بمشکل کرتے تھے ان پر سینکڑوں مہاجرین کا بوجھ پڑا ایک جنگ کے واقعات میں لکھا ہے کہ ہر فوجی کو رات میں ایک کھجور دی جاتی تھی، وہ سارا دن تلوار چلاتا سفر کرتا، کفر کی تیغ روکتا، اسلام کی عظمت بڑھاتا بالآخر کھجوروں کا یہ سلسلہ بھی ختم ہوا تو چمڑے ابال کر کھائے جاتے، پتوں سے بسر اوقات ہوتا۔ جس کی سختی یہ کہ اجابتیں خون آلود آنا شروع ہو گئیں۔

ادھر مدینہ میں شرعی جرموں کی سزا کفارات مقرر ہو گئی۔ فقراء کے لئے کہیں سے کھجوروں کا توڑا آیا۔ ستوؤں کا تھیلا پہنچا۔ کھانے کی کوئی چیز کہیں سے آئی، سب کی سب آنحضرتؐ کے سامنے لاکر رکھی جاتی، اس طرح مہاجرین و انصار کے معاشی مسئلہ کو نبھانا آنحضرتؐ کی عالی قدر مساوات کی علامت تھی، پھر اس سے اعلیٰ درجہ یہ کہ یوثرون علی انفسھم، ایک اپنے پر دوسرے کو ترجیح دیتا، خود بھوکا رہ کر بھائی کو سیر کرتا، مہمان کو کھلانے کی خاطر خود کھانے سے ٹال مٹول کرتا۔ بس یہیں سے اسلام کا امتیاز ہوا جاتا ہے کہ معاشی احوال کے تمام مسائل اخلاقی ضابطوں سے حل ہو رہے ہیں۔ الخ

آنحضرتؐ — ایک طبیب حاذق کی حیثیت سے!

طب نبویؐ کے ہزاروں مجرب نسخے کتب سیر میں مرقوم ہیں۔ یہاں اختصار کے ساتھ آپکی ان چند ایک ادویات کا ذکر کیا جاتا ہے، جن کا تعلق آپ کے استعمال کرنے یا بیان کرنے سے ہے۔ آنحضرت کے بیان کردہ طبی نسخوں میں ایسی ایسی حکمتیں ہیں جن سے ہر دور کے طبیب عجز و درماندگی کا اظہار کر چکے ہیں، — تفصیل کیلئے زاد المعاد از علامہ ابن قیم جلد سوم ملاحظہ ہو۔

ابتدا آپ نے مرض کی دو قسمیں بیان فرمائیں۔

۱۔ قلب کے امراض ۲۔ بدن کے امراض

ان دونوں کا تذکرہ قرآن پاک میں موجود ہے۔

آگے امراض قلب کی دو قسمیں بیانؐ فرمائیں، ۱۔ امراض شکوک و شبہات

۲۔ امراض شہوت و بہتان،

بعدازاں امراض بدن کے علاج کیلئے تین اصول وضع کئے۔

۱۔ حفاظت صحت۔

۲۔ مرض سے تحفظ یعنی پرہیز وغیرہ

۳۔ مواد فاسدہ کا استفراغ

حفاظت صحت کیلئے مسافر کو روزوں کے انطار کی اجازت دی[1]۔ کھانے پینے میں وقت کی پابندی اور صفائی چھوڑی۔

مرض سے تحفظ کیلئے — مریض کو وضو میں تیمم کی اجازت دی[2]

---

[1] القرآن فمن کان منکم مریضا [2] ان کنتم مرضی

Marfat.com

پھوڑے پھنسی، زخم، چوٹ میں پانی بہانے کی بجائے مسح کی اجازت دی۔ رہا مواد فاسدہ کے استفراغ والا اصول، اس کا لحاظ شریعت نے اسی طرح کیا کہ جس کے سر میں جوئیں پڑ جائیں یا خارش ہو جائے یا کوئی اور تکلیف ہو جائے وہ حالت احرام میں بھی سر منڈوا سکتا ہے[1] تاکہ مواد فاسدہ ختم ہو جائے، ان اصولوں سے پتہ چلتا ہے کہ فلاں مرض کیلئے یہ یہ چیز نقصان دہ ہے۔

امراض قلب کی دو قسموں کا علاج :

امراض شکوک وشبہات ـــــ اس کے خاتمے کیلئے آنحضرتؐ نے یقین کو لازم پکڑنے کا حکم دیا، اسی خاطر حدود و قصاص میں گواہوں کی ضرورت سمجھی گئی، تاکہ کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہے، اسی خاطر ہلال رمضان وعیدین کیلئے دو مرد یا تین عورتوں کی گواہی متعین فرمائی، کیونکہ شک سے کوئی چیز پایۂ اثبات تک نہیں پہنچ سکتی، آپؐ نے ایک جگہ حدیث میں شک و اضطراب سے نفرت کا اظہار فرمایا۔

قلب کی دوسری امرض شہوت :

شہوت کے بے جا استعمال سے بچنے کیلئے نکاح مقرر فرمایا، محرمات قائم کیں، پھر اس کا زور توڑنے کیلئے روزوں کا حکم فرمایا، خواہش برابری کے جذبہ کو ختم کرنے کیلئے بیوی کے حقوق بتلائے۔ پھر بدن کی مادی امراض کے متعلق اصول مقرر کیا ـــــ کہ بدن میں افراط و تفریط ہی کے سبب تمام امراض جنم لیتی ہیں۔

حکیم کائناتؐ نے فرمایا ـــــ غذا کے تین درجات ہیں ـــــ درجہ ضرورت ـــــ اس پر عمل پیرا کو روحانیت کا حامل قرار دیا، آپؐ نے خود بھی اسی پر اکتفا کیا۔ درجہ کفایت ـــــ اسے انسانی صحت برقرار رکھنے کیلئے جائز قرار دیا۔ درجہ زائد ـــــ آپؐ نے غذا میں اس کا استعمال کیا نہ اسکی اجازت دی، کیونکہ اس سے انسان کے پینے اور سانس لینے میں بھی تکلیف ہوتی ہے، سستی و کاہلی جنم لیتی ہے، شہوات کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، اس طرح متعدد اخلاقی بیماریوں کا خطرہ ہوتا ہے اور یہ کہ معدہ کو پُر کرنا اصولِ حکمت کے بھی خلاف ہے۔ پھر اس درجہ غذا

[1] ـ به اذیٰ من راسه (القرآن)

کے استعمال کے بعد عیش و مستی میں غریب و ہمسایہ کا خیال بھی نہیں رہتا ـــــ یقیناً جو شخص کبھی بھوکا رہا ہی نہ ہو، وہ بھوک کی تمازت کا اندازہ کیسے کر سکتا ہے۔ مذکورہ بالا درجہ سیر ہو کر کھانے سے متجاوز کا ہے۔

ادویہ طبعیہ سے معالجہ :

آپؐ بخار کی حالت میں زمزم کا پانی پیتے۔ آپؐ نے فرمایا، بخار جہنم کی آگ ہے، اسے پانی سے ٹھنڈا کیا کرو، ـــــ آپؐ نے فرمایا ـــــ ایک دن کا بخار ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔[۱]

ایک حدیث میں فرمایا ـــــ بخار تمام اعضاء اور مفاصل میں داخل ہو جاتا ہے اور اعضاء کی تعداد تین سو ساٹھ ہے۔ گویا ہر جوڑ کو ایک دن کے برابر معافی ملتی ہے۔[۲]

آپؐ نے فرمایا، جو شخص شراب پیتا ہے اسکی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی کیونکہ پیٹ میں اور عروق و اعضاء[۳] میں چالیس روز تک اس کا اثر باقی رہتا ہے۔

ـــــ آنحضرتؐ نے فرمایا ـــــ تم میں سے جب کسی کو بخار آجائے وہ جاری نہر پر چلا جائے، فجر کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے پانی کی آمد کی طرف رخ کر کے یہ دعا پڑھے : ـــــ

بِسْمِ اللهِ اَشْفِ عَبْدَكَ وَصَدِّقْ رَسُوْلَكَ

پھر تین بار تین روز اسی میں غوطہ لگائے، اگر صحتیاب ہو جائے درست، ورنہ یہی عمل سات ... تک کرے، بخو ... یں دنوں سے تجاوز نہ کرے گا۔

ـــــ آنحضرتؐ نے فرمایا ـــــ پیٹ کی مرض والے کو شہد کھلاؤ۔[۴] شہد بلغمی مزاج والے آدمی کو فائدہ دیتا ہے، جس کا مزاج سرد و تر ہو اس کیلئے معزی اور ملین کا کام دیتا ہے۔ جگر اور سینہ کو صاف کرتا ہے ـــــ پیشاب اور بلغم کی کھانسی کو دور کرتا ہے۔ روغن گلاب

لہ بخاری   ۲ے زاد المعاد   ۳ے گردن کی نالیاں   ۴ے بخاری و مسلم

Marfat.com

ساتھ اس کے گرم گرم کر کے لینے سے جانوروں کے کاٹنے میں فائدہ ہوگا۔ اگراسے سادہ
میں ملایا جائے تو انسان کتے کے کاٹنے اور زہر خوری کے نقصان سے محفوظ ہو سکتا ہے۔
دوسری حدیث میں آنحضرت ؐ نے فرمایا، جو شخص ہر ماہ تین روز صبح صبح شہد چاٹ لے
ی سخت تکلیف کا سامنا کرنا نہ پڑے گا[۱] ——— اس کے علاوہ مرض استسقاء مرض طاعون
وجراحت کا علاج آپؐ کے طبی اصولوں میں بہت مجرّب ہے۔ آپؐ نے خرابی خون کے ازالے
پچھنے لگوائیں، بیماری میں علاج کا حکم دیا، مریض کی دوائی کا انتظام کیا، آپؐ نے صفرادی،
، خونی یا امتلائی امراض میں پرہیز کی تاکید بھی فرمائی، بیماریوں کی کیفیت امراض کے
باب اور انکی علامات کا ذکر بھی فرمایا۔ آشوب چشم والے کو تر کھجوروں کے استعمال سے
رمایا[۲] جسم کو نصف حصّہ دھوپ اور نصف کو سائے میں رکھنے سے منع فرمایا۔ اس سے بخار کی
بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ——— مختلف پھلوں اور غذاؤں کے فوائد[۳] طریق استعمال اور
بھی ذکر کئے، دورانِ علالت مریضوں کے ساتھ برتاؤ کے متعلق بھی آپؐ کی بیشتر احادیث
ہیں[۴] ——— پھوڑے پھنسیوں میں علاج، احتیاط اور ادویہ کا ذکر بھی کیا ——— مزمن
ں اور اورام کے علاج میں آپؐ نے بہت سی ہدایات بھی فرمائیں ——— آپؐ نے زہر کے اثر
ملتے، جادو اور سحر کے تدارک، اور تمام روحانی، جسمانی بیماریوں کا علاج، روحانی اور مادّی
یقوں سے فرمایا اور اسلام کی جامعیّت کو چار چاند لگائے ——— اس طرح آپؐ نے صحت کی
ظت بھی لازمی قرار دی، تفصیل کا یہاں وقت نہیں ورنہ تمام ادویات کو مکمل طور پر
رین کیا جاتا، ——— کیا ہی زرّیں قواعد ہیں کہ جنہیں آپؐ نے قیامت تک کے مطابق
فرمایا، ہر دور کیلئے یہی اسلامی تعلیمات مشعلِ راہ بنتی چلی آ رہی ہیں ——— یاد رکھو یہی جامعیّت
ری اسلام اور بانی اسلام کی صداقت وعظمت پر واضح دلیل ہے۔

---

[۱] سنن ابن ماجہ روایت ابوہریرہ [۲] مشکوٰۃ شریف [۳] سنن ابن ماجہ [۴] ابوداؤد روایت مجاہد
، جامع ترمذی و ابن ماجہ روایت عقبہ بن عامر

Marfat.com

آنحضرتؐ — ایک بےمثال داعی انقلاب

(سیرۃ نبویؐ کا تبلیغی پہلو)

"مکّہ اور طائف کی سرد جنگ"

جونہی فترۃ وحی کا زمانہ گذرا، اسلام کے سب سے پہلے اور عظیم مبلّغ کو اوّلاً اقارب کی طرف پیغام توحید پہنچانے کا حکم ہوا[1] — معشر قریش کو پکارا گیا، بنی عبد مناف کو دعوت دی گئی، بنی عبد المطلب اور بنی قصیّ کے خاندانوں کو وحدانیت و رسالت کا پیغام سنایا گیا۔ محترمہ زوجہ کو تبلیغ کی گئی تو خدیجہؓ سب سے پہلے کلمہ پڑھ گئیں، پھر عمومی دعوت کا حکم ہوا تو پیغمبر اسلام نے اہل مکّہ کو فاران کی چوٹیوں پر آنے کی دعوت دی — سب لوگ اس صادق اور امین نبیؐ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے، کوہ صفا پہ آن پہنچے — آج عرب کا مجمع اس جم غفیر میں موجود ہے سب کی نگاہیں ماہتاب ارض و سما کی طرف اٹھی ہوئی ہیں گویا کسی اہم اعلان کی شنید کیلئے بےتاب ہیں — پس حکیم کائناتؐ نے ممثّل لہ کو قریب کرنے کیلئے ابتداً ایک مثال پیش کی، جس سے اپنے اعتماد کا ووٹ حاصل کرنا مقصود تھا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا — اے وادی مکّہ کے بسنے والو، میں نے تمہارے اندر چالیس سال کا طویل عرصہ گذارا ہے تم نے اس مدت میں میری بابت کیا رائے قائم کی" ہر ایک کی زبان پر تھا، "ہم نے آپ کو ہر اعتبار سے سچّا پایا ہے" — معاملہ سہل ہے، امید ہے صادق ماننے والے دعوت صادقہ بھی قبول کر لیں گے، جب آپ نے اپنے نصب العین اور انقلابی دعوت کا اظہار کیا تو بتوں کے پوجنے والے ناک بھوں چڑھا گئے

لہ وا… …لاقربین (القرآن)

Marfat.com

شوں نے پتھروں کی بارش کردی، ایک ہی لمحہ پیشتر تصدیق کرنے والوں نے سب وشتم کا غوغا یا، ہر جانب سے آوازے کسے جانے لگے، "اجی آ محمد نے کیا نئی بات کردی" ——— مرسے اعلان توحید جوں کا توں جاری ہے ——— آخر اپنے پرائے، خویش چند گھڑیوں مرنے نے پر تیار ہو گئے۔

غرض یہ یاس انگیز منظر دیکھکر آنحضرت صفا سے نیچے اُترتے ہیں، اعلام توحید، پیام ملت اور اعلان رسالت کا سلسلہ جاری ہے ——— یہ سختی آئے دن بڑھتی جاتی ہے ادھر ش عشق کی تمازت میں حرارت بھی بڑھتی جا رہی ہے، اسی عشق سی کیفیت کا سماں قرآن ں باندھتا ہے، حریصٌ علیکم بالمومنین رؤف الرحیم یعنی یہ نبی ہدایت دینے اور راہ مستقیم پر چلانے کا حرص کرتا ہے۔

رفتہ رفتہ تبلیغ کا یہ سلسلہ قریش و غیر قریش سے حجاز دیمن، عرب وعجم، ہند و روم تک پہنچتا ہے، آنحضرت ہر قوم، ہر ملک، ہر گوشہ، میں صدائے الہٰی کی ابلاغ رسانی کیلئے ہر وقت کوشاں ——— وقتاً فوقتاً کلام الہٰی کے زریں اصول آپ کی راہنمائی کرتے ہیں۔

مکہ کی گلیوں میں فریضۂ تبلیغ :

ہر چند مصائب کی گھنگھور مایوسیاں سدراہ ہوئیں تاہم آپکے فریضہ تبلیغ کی ادائیگی میں ہ فرق نہ آیا، آپ مکہ کی گلیوں میں توحید کا اعلان کرتے جاتے ہیں، ایک بدطینت جانب پشت سے وں کو آپ کی دعوت سننے سے روکتا جا رہا ہے، وہ کبھی آوازے کستا، کبھی گالیاں دیتا ہے، نعشر بولا، یہ شخص جھوٹا ہے اس کی بات نہ سنو، یہ مجنون اور دیوانہ ہو گیا ہے ——— اس کی ت پر کان نہ دھرو، یہ آباؤ اجداد کے دین کو خیر آباد کہہ گیا ہے، یہ ہمیں ایک خدا کی عبادت تلقین کرتا ہے ——— اس کے نظریات لات وھبل سے ٹکراتے ہیں۔ اس کی نقل و حرکت ہمارے ین کے خلاف ہے ——— خبردار ——— اپنے کانوں پر روئی کے پھنبے چڑھالو ——— مبادا اس لے کلام کا جادو تم پر بھی چل جائے ——— دوسرا اعتیاش آنحضرت کی گردن میں رسی نما چادر

Marfat.com

ڈال کر کھلکھلاتا ہے ـــــ قریش کی عورتیں کوڑا کرکٹ کا مواد لئے کوٹھوں پر منتظر کھڑی ہیں۔ یہ نجاست اس پاک چہرے بشرے پر گرائی جائیگی، جو مکہ کے کوچہ و بازار میں سے وحدت کا جام لئے پھرتا ہے، دنیا والوں کو برائی سے روکتا، قتل و غارت سے منع کرتا، کفر و شرک سے دُور ہٹاتا، صلح و آشتی کا سبق دیتا، اسلام کے علم کا کوہ گراں لئے ہوئے ہے۔ اس کے راستے میں کانٹے بچھائے جارہے ہیں، وہ دیکھو؟ کعبۃ اللہ میں نبی علیہ السّلام سجدہ ریز ہیں، کفار نے اونٹ کی اوجھڑی حالت سجدہ میں اوپر رکھدی ہے ـــــ خود تمسخریت و استہزاء میں لوٹ پوٹ ہوئے جاتے ہیں۔

تاریخ طبری اور "رحمۃ اللعلمین" میں ہے:

"اکثر اوقات نبی علیہ السّلام کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے، تاکہ رات کے اندھیرے میں آپ کے پاؤں زخمی ہوں، گھر کے دروازے پر غلاظتیں پھینکی جائیں تاکہ صحت و جمعیت خاطر میں خلل پیدا ہو[1]۔"

نبی علیہ السّلام اس قدر فرمایا کرتے، ـــــ فرزندانِ عبد مناف ـــــ ہمسائیگی کا خوب حق ادا کرتے ہو؟

ابن عمرو بن العاص کا چشم دید بیان ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے، عقبہ بن ابی معیط آیا، اس نے اپنی چادر کو لپیٹا دیکر رسی جیسا بنایا، جب آپ سجدہ میں گئے، تو چادر کو حضورؐ کی گردن مبارک میں ڈال دیا اور پیچ پر پیچ دینا شروع کر دیئے، گردن مبارک بہت بھنچ گئی تھی، تاہم حضور اطمینان قلب سے سجدہ کی حالت میں پڑے ہوئے تھے، اتنے میں ابوبکر صدیقؓ آئے انہوں نے دھکے دیکر عقبہ کو ہٹایا اور زبان سے یہ آیت سنائی: اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ ـــــ کیا تم ایک ایسے آدمی کو مار رہے ہو جو کہتا ہے، میرا رب اللہ ہے"۔ ـــــ

ایذا رسانی کی باقاعدہ کمیٹیاں اور تبلیغ نبوی:

قریش کے جو جور و ستم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر ہو رہے تھے ہنوز اسے کافی نہ سمجھا گیا، اسلئے

---

[1] از تاریخ طبری بحوالہ رحمۃ اللعلمین ص ۵۶ ج ۱

Marfat.com

بجائے متفرق کوششوں کے ایذا رسانی کی باقاعدہ کمیٹیاں ترتیب دینے کا فیصلہ ہوا۔

ایک کمیٹی بنائی گئی جس کا امیر مجلس ابولہب منتخب ہوا۔ مکہ کے پچیس سردار اسکے ممبر تھے۔ اس کمیٹی کا ایک حل طلب سوال یہ بھی تھا کہ جو لوگ دور دراز سے مکہ آتے ہیں، انہیں محمدؐ کی نسبت کیا کہا جائے، تاکہ وہ سادہ لوح اس کی باتوں میں نہ پھنسیں، اور اس کی عظمت کے قائل نہ ہوں ـــ

ایک نے کہا ہم بتلایا کریں گے کہ محمدؐ کاہن ہے۔

ولید بن مغیرہ (سن رسیدہ خرانٹ بوڑھا) بولا، میں نے بہتیرے کاہن دیکھے ہیں، لیکن کہاں تو کاہنوں کی تک بندیاں اور کہاں محمدؐ کا کلام۔

ہم کو ایسی بات نہیں کہنی چاہیئے۔ جس سے قبائل عرب یہ سمجھ لیں کہ جھوٹ بولتے ہیں۔

ایک نے کہا، ہم اسے دیوانہ بتلایا کریں گے۔

ولید بولا ـــ محمدؐ کو دیوانگی سے کیا نسبت ہے۔

ایک بولا، ـــ اچھا ہم کہیں گے محمدؐ شاعر ہے۔

ولید چونکا ـــ ہم جانتے ہیں شعر کیسا ہوتا ہے، اصنافِ سخن ہم کو بخوبی معلوم ہیں۔ محمدؐ کے کلام کو شعر سے ذرا مشابہت نہیں۔

ایک کہنے لگا، ـــ چلو ہم کہیں گے، وہ جادوگر ہے۔

ولید بولا ـــ جس طہارت و نفاست اور لطافت و پاکیزگی سے محمدؐ رہتا ہے، وہ جادوگروں میں کہاں ہوتا ہے، جادوگروں کی منحوس صورتیں اور غلط عادتیں کہاں محمدؐ کا تاباں چہرہ اور عالی اخلاق کہاں!

اب سب نے عاجز ہو کر کہا ـــ چچا تم ہی بتاؤ ـــ پھر کیا کہا جائے، ولید نے کہا، سچ تو یہ ہے کہ محمدؐ کی کلام میں عجب شیرینی ہے اس کی گفتگو میں نور رس حلاوت ہے ـــ کہنے کو تو بس یہی کہہ سکتے ہیں کہ محمدؐ صلی اللہ کا کلام ایسا ہے جس سے باپ بیٹے میں، بھائی بھائی میں، شوہر و زن میں جدائی ہو جاتی ہے ـــ آخر اس دارالندوہ کی کمیٹی نے مندرجہ ذیل ریزولیوشن پر اتفاق کیا ـــــــ

Marfat.com

● ——— محمدؐ کو ہر طرح سے دق پہنچایا جائے۔

● ——— اس کی بات بات پر ہنسی اڑائی جائے۔

● ——— تمسخر اور مخالفت سے اسے سخت تکلیف دی جائے۔

● ——— محمدؐ کے سچا سمجھنے والوں کو حد درجہ تکالیف پہنچائی جائیں۔[1]

وہ کتنا ہی عظیم اور رفعتوں کا حامل نبیؐ ہے کہ اہلِ کفر کی ناگفتہ بہ ایذاؤں کے باوجود فریضۂ تبلیغ میں کوتاہی نہیں کرتا۔

آخر جب کفار مکہ آپ کی تبلیغ ہدایت سے حد درجہ تنگ آ گئے، اور انہوں نے دیکھا کہ ظلم و تشدد کے ذریعے یہ تحریک رکے نہیں رکتی، تو رؤسا قریش نے مصالحت اور سمجھوتے کا ڈول ڈالا۔ یہ لوگ ابتداءً وفد کی صورت میں ابوطالب کے پاس پہنچے!

سردار بولا " ابوطالب، اپنے بھتیجے کو سمجھاؤ، وہ ہمارے دین کے تار پود اکھاڑ رہا ہے۔ اسے کہو اگر سرداری کی ضرورت ہو تو ہم متفقہ طور پر آپؐ کو مکہ کا سردار منتخب کرتے ہیں، اگر دولت وزر کی ضرورت ہو تو ہم خزانوں کے منہ کھول دیتے ہیں ——— اگر اسے مکہ کے کسی متمول گھرانے میں شادی کی خواہش ہو تو جس کا نام لے گا، فوراً تعمیل کی جائے گی ——— مگر وہ کلمہ توحید کی آواز بند کر دے، اس سے ہمارے بتوں کا تقدس ٹوٹتا ہے، آباؤ اجداد کا دین خطرے میں پڑتا ہے، خدا کیلئے اسے سمجھاؤ۔ مقصد یہ تھا کہ محمدؐ کے انقلابی پروگرام کے اس پُراثر پروپیگنڈے سے عاجز آ گئے ہیں، خدارا اسے بند کرو ——— آنحضرتؐ کی یہ سرد جنگ، واضح طور پر قریش کی شکست تھی۔

اے اسلام کے نام پر اپنی عظمتوں کا پھریرا لہرانے والو؟
چند ہی ٹکوں کے عوض مقدس ضمیر کا سودا کرنے والو؟
سختی و بلا کے خوف سے اسلاف کا نصب العین چھوڑ جانے والو
اس ہادیٔ برحق کو دیکھو! آج سارے مکہ کی سیادت اس کے قدموں میں پڑی ہے،

---

[1] رحمۃ اللعلمین ص ۵۸ ج ۱

غور کرو، نبوت کے لبوں سے کیا جنبش ہوتی ہے ــــ جب ابوطالب رؤساءِ مکہ کی یہ پیش کش لے کر آنحضرتؐ کے پاس پہنچے، اور اجلاس کا پورا واقعہ سُنایا ــ اب جلالِ نبوت اپنے جوبن پر تھا ــــ سیّد لولاکؐ ان پیش کشوں کو ٹھکراتے ہوئے واشگاف کہہ رہے تھے،

" خدا کی قسم اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیا جائے تو بھی اپنے مؤقف سے ایک قدم پیچھے نہ ہٹوں گا۔"

عزم و جزم کے پیکر نبیؐ کا نعرۂ مستانہ سُن کر ابوطالب نے کہا ــــ

" بھتیجے! جاؤ جو چاہو سو کرو، آج کے بعد کوئی تمہارا بال بیکا نہ کر سکے گا۔"

میرے دوست اپنے نبیؐ کی بے مثال استقامت سے اپنے سے جبن کی بُرائی ختم کرلیں، عافیت کوشی کے ایام کو دُنیا و مافیہا سمجھنے والوں بھی اپنے محسن کے کردار پر نظر غائر ڈالیں ــــ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے آپؐ کی سیرۃ کے ایک باب کو فراموش کیا ہوا ہے جس کو اسلام میں بنیادی مقام حاصل ہے ــ اور کہیں ایسا تو نہیں، ہماری ذلت و نکبت رسوائی، بے چارگی و درماندگی، دوسری طاقتوں کی کاسہ لیسی، آنحضرتؐ کی سیرۃ پاک کے جرأت مندانہ ابواب سے فراموشی کا نتیجہ ہے، یقیناً جس کے خون میں تب و تاب نہیں، حرارت نہیں، جوش نہیں، جذبہ نہیں، جس کے عزائم میں پختگی نہیں، جس کے فکر میں جماؤ نہیں، جس کے طرزِ زندگی میں ایک انقلاب نہیں، پھر جو انسان اپنے ہی لئے کرتا ہے، سوچتا ہے، جس کی نگاہ فکر میں انسانیت کیلئے کچھ نہیں ــــ کس مُنہ سے اپنی نسبت انسانیت کے بڑے محسنؐ سے جوڑ رہا ہے ــ پھر تو عشق کے پُرفریب دعووں میں حیاتِ مستعار کے ایام کا زیاں کرتا ہے ــ عقیدۃ کہتا ہے تو عقیدۃ والے کا طریق اپناؤ، اس کا شعار اپناؤ، اس کی زندگی اپناؤ، اس نے جب زندگی کا کوئی موڑ بغیر نشاندہی کے چھوڑا ہی نہیں تو تجھے دوسروں سے کیا لینا ہے ــــ بس ایسے ہی دین کا فکر رکھو، ایسے ہی جرأت سے جینا سیکھو، ایسے دُنیا میں رہنا سیکھو۔ ایسے کفار و مشرکین سے سلوک کرو، ایسے ہی عبادات معاملات، سیاسیات کرو، جیسے تمہارے ہمارے محسن صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، کہا، بتایا اور

Marfat.com

سمجھایا ہو۔ یہ ہی جامعیت و کاملیت دُنیا کے سب سے بڑے داعیِ انقلاب میں تھی کہ دُوسرا کوئی راہنما اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا۔

بات اپنے موضوع سے نکل رہی تھی ـــــ تو اس اثنا میں حمزہؓ کا ایمان لانا عمرؓ بن خطاب کا نبیؐ کی غلامی میں داخل ہونا، کفار کیلئے موت کا پیغام بنا ہوا تھا۔ رؤسائے مکہ حد درجہ متوحش تھے کہ محمدؐ کا جادو بڑے بڑے تدبیر کے شہسواروں پر بھی چل چکا ہے!

امیر عمرؓ کے ایمان لانے سے توحید کی صدائے بازگشت، علانیہ شروع ہو چکی تھی، بایں ہمہ ان تمام حالات سے نپٹنے کیلئے ایک مجلس شوریٰ منعقد کی گئی اور تدبیر کے گھوڑے دوڑائے جانے لگے، آخر صلاح ٹھہری کہ بنو ہاشم سے جو آنحضرتؐ کی حمایت و رعایت سے باز نہیں آتے ترک موالات کر دیا جائے، چنانچہ تمام قبائل نے مل کر قطع تعلق کا ایک معاہدہ مرتب کر لیا، تاکہ ہاشمیوں سے روٹی، کپڑا اور لین دین کے تعلقات منقطع کر لئے جائیں، تاوقتیکہ وہ تنگ آ کر شمع رسالتؐ کو مخالف ہواؤں کے حوالے کر دیں۔ ادھر قبائل کی یہ قرارداد منظور ہوئی، دوسری جانب ابو طالب نے تجربہ کی روشنی میں خطرہ کو بھانپا۔ قوی خدشہ تھا کہ دشمن یکبارگی مل کر حملہ کر دے عمر کے بوڑھے اور عقل کے جوان ابو طالب فوراً تمام خاندان کو لیکر پہاڑ کے ایک درّے میں محصور ہو بیٹھے، تاکہ اچانک حملہ سے خاندان محفوظ رہے۔ یہ درّہ شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے۔ کفار گرد ہو گئے۔ محاصرہ کی شدت نے محصورین کو سخت شدت میں ڈال دیا ـــــ صحابہؓ نے پتیاں اُبال اُبال کر پیٹ بھرا، اس اجتماع میں خاندانِ نبویؐ کے ۳۶ افراد بھی تھے۔ یہ سب دُو وقت حضرت خدیجہ کے بھتیجے کی دن رات کی محنت کے ایک سیر جو پر گذارا کرتے۔ عذاب الجوع میں چمڑے دھو کر اور بھون بھون کر کھانے پڑے، بھوکے بچوں کے رونے کی آوازیں مسلمانوں کیلئے سوہانِ رُوح لیکن مشرکین کیلئے سامعہ دلنواز، وہ یہ المناک حالات دیکھتے اور اپنی کامیابی پر ناز کرتے جاتے، ہاشمیوں کی اس ناگفتہ بہ تکلیف نے تین برس تک طول کھینچا۔ دوسرے قبائل میں جو لوگ بنو ہاشم کے قرابت دار تھے، ہاشمیوں کی ا جان کنی کی حالت دیکھکر خون جگر پیتے تھے ـــــ مگر سردارانِ قریش کے خوف سے دم نہ مار سکتے تھے

Marfat.com

ھشام عامری خاندان قریش سے تعلق رکھتا تھا۔ ایک دن جو اس کے دل میں رحم آیا، اُٹھکر ہاشمیوں کے دوسرے اقارب کے پاس پہنچا، اور سب کو شرم دلائی۔ ھشام کہنے لگا "تم کھا پی کر مزے اُڑاتے ہو، حالانکہ تمہارے عزیز فاقوں مر رہے ہیں"۔ ھشام کے طعنے سے زبیرؓ، مطعمؓ بن عدی، عدیؓ بن قیس اور زمعہؓ بن الاسود، ابوالبختری بن ھشام۔ حرم میں پہنچے، اور در حرم پر لٹکے ہوئے معاہدے کو چاک کر ڈالا، پھر ہتھیار باندھ کر شعب ابی طالب میں محصورین کے پاس پہنچے، مقصد یہ تھا کہ گھروں کو چلو ——— "جو شخص تمہارے مزاحم ہوگا موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے گا"، اس طرح تین برس بعد بنو ہاشم گھروں میں زندگی بسر کرنے لگے۔

عام الحزن: ابھی طویل نظر بندی سے آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ نبی علیہ السلام کی پناہ ظاہری جو حصار سے زیادہ قوی تھی۔ داعی اجل کو لبیک کہہ گئی۔ میرا روئے سخن ابوطالب کیطرف ہے ——— ابھی ابوطالب کا کفن میلا نہ ہونے پایا تھا کہ آپؐ کی غمگسار سیدہ خدیجہؓ بھی دار رحلت سے کوچ کر گئیں، بیرونی خطرات میں اہل خانہ کی طرف سے دکھ کوئی معمولی تکلیف کا باعث نہ تھا، ——— ان دو صدموں سے آنحضرتؐ کی دنیا کس طرح اندھیر ہو گئی ہوگی۔ اس دوران بھی حضور ہر وقت دعوت اسلام اور دعوت و ارشاد کی مہمات میں مصروف رہے ——— مصائب میں آپؐ عبادت کی کثرت کر دیتے تھے ——— تاہم عزیزوں کی موت کے وقت کا غم تقاضائے بشریت ہے۔ دنیا کے محسنوں کے احسان فراموش کرنا، حضورؐ کے شایان شان نہ تھا ——— مصائب کے ساتھیوں کی جدائی کے باوجود آپ کے استقلال و استقامت میں کچھ فرق نہ آیا۔

ایک روز حضورؐ بیت اللہ کی طرف تشریف لا رہے تھے، کسی شقی نے سر مبارک پر خاک کی ڈھیری ڈھا دی ——— حضورؐ کی صاحبزادی آپؐ کا سر مبارک دھوتی تھیں اور زار و قطار روتی جا رہی تھیں، بیٹی کی اشکبار آنکھیں دیکھکر محسن انسانیتؐ نے فرمایا ——— جان پدر "رونے کی کیا بات ہے، مجھ سے قبل ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاؑ بھی انہی عوائق سے گذرے ہیں، صبر کا دامن تھام لے، خدا تیرے باپ کی محافظت کرے گا۔

Marfat.com

طائف کی سختیوں میں دعوت و تبلیغ:

اگرچہ آئے دن مشرکین کی سرگرمیاں تیز تر ہوتی گئیں، لیکن استقلال نبویؐ کا جوش بھی کسی طرح کم نہ ہونے والا تھا، جب نبی علیہ السلام مشرکین مکہ سے ہر طرح مایوس ہو گئے، تو آپ نے تھوڑے دنوں کے بعد مکہ سے نکل کر بیرونجات میں تبلیغ کا فیصلہ فرمالیا۔

ناظرین کرام! ہمارے محسن کو اقوام عالم کی ہدایت کا کس قدر شوق و اضطراب ہے۔ اسی خاطر اللہ نے فرمایا، حریص علیکم بالمومنین یعنی آپؐ مومنوں کی ہدایت کے لالچی ہیں" ایک دوسرے مقام پر انہی کوششوں کی نسبت اللہ نے فرمایا: "لعلک باخع نفسک" شاید آپؐ (لوگوں کی ہدایت کیلئے) اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈال رہے ہیں"۔ آپؐ اس سفر میں راستوں کے تمام قبائل کو تبلیغ فرماتے جارہے تھے ــــ اسی طرح آپؐ توحید کی منادی کرتے ہوئے پیادہ پا طائف پہنچے، طائف مکہ سے ساٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں کے سبزہ زار جنت کی یاد تازہ کرتے ہیں، ٹھنڈے چشموں کی آبشاریں بہشت صغریٰ کا سماں باندھتی ہیں، گلستاں اور لالہ زار ہر وقت اپنے دلفریب تبسم سے آنے والے کو خوش آمدید کہتے ہیں ــــ طائف پہنچنے کے بعد آنحضرتؐ نے سب سے پہلے امراء شہر سے ملاقات اور دعوت اسلام کا قصد باندھا؟ زید بن حارثہؓ جو حکمی غلامی سے آزاد ہو کر حقیقی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے گئے تھے، آپؐ کے ہمراہ تھے۔

قبائل طائف میں عُمیر کا خاندان دوسروں سے ممتاز تھا، عبد یالیل بن عبد کلال، مسعود اور حبیب تینوں بھائی اس خاندان کے سردار سمجھے جاتے تھے، آنحضرتؐ سب سے پہلے انہی کے پاس پہنچے ــــ ظاہری شوکت و حشمت سے تہی دست دنیاوی جاہ و مرتبت سے خالی ایک مسافر کا کسی رئیس کے پاس جانا ہی گستاخی سے کم نہیں، پھر اس پر طرہ یہ کہ وہ انہیں کوئی ہدایت و کامرانی کی راہ بتلانے جائے۔

نشۂ دنیوی میں سرمست امراء کی طبیعت بھلا ایسے سکنات کی متحمل کہاں ہوتی ہے۔ جونہی آنحضرتؐ نے دعوت اسلام پیش کی، تو سب کے سب استہزاؤ و سخریت کی دُنیا میں ایک

Marfat.com

سے دوسرے پر چڑھ کر بول رہے تھے۔

ایک نے کہا ـــــ کیا تجھے خدا نے نبی بنا کر بھیجا ہے۔

دوسرا بولا ـــــ ارے بھئی یہ تو بتاؤ، تمہارے سوا خدا کو کوئی اور رسول نہ ملتا تھا،

تیسرا بولا ـــــ میں تجھ سے بات نہیں کرتا ـــ اگر تو سچا ہے تو تجھ سے گفتگو کرنا خلاف ادب ہے ـــ ورنہ تو گفتگو کے لائق ہی نہیں۔

منکسر المزاج نبیؐ امارت کی ذہنیت کا تاثر پا کر باہر نکلتے ہیں۔

اب حریصِ ہدایتؐ نے کوچوں اور بازاروں میں اعلانِ تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔

ـــــ اہلِ ستم یہاں بھی مشقِ ستم سے باز نہ آئے۔

انہوں نے شغل کی ایک نئی راہ نکالی ـــ اوباشوں کو پیچھے لگا دیا گیا، بازاری غنڈوں کو ایذا رسانی پر اکسایا گیا، جب ہمارے نبیؐ کلمہ توحید کی صدا بلند کرتے ـــ امراء کے حاشیہ نشین لفنگے ٹوٹ ٹوٹ پڑتے، شہر میں اس انوکھی شورش نے بہت سے دوسرے بے عزتوں کو جمع کر دیا، دنیا کا محسن جدھر سے گذرتا ہے ادھر ہی پتھروں کی بارش ہوتی جاتی ہے ـــ اوباش تالیاں بجاتے، بدمعاش آوازے کستے، مذاق اور ہنسی میں تماشائی لوٹ پوٹ ہوتے جاتے ـــــ چہرہ لہولہان ہے، زخموں کی تاب بے تاب کرتی جاتی ہے ـــ

اس حالت میں بھی خونِ معصوم کے چھینٹے زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ کہیں غیرت نبوی کے باعث زمین پھٹ نہ جائے، کہیں سیکر دشمن غارت میں نہ پڑ جائیں۔

القصہ تاجدار رسالت شدید زخموں کے باعث گھائل ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں، اور ـــ بات مرگ و زلیست کی دہلیز تک پہنچ گئی تھی،

زیدؓ آپؐ کو کاندھوں پر اٹھا کر شہر سے دور ایک تالاب پر لے جاتا ہے، تمام خون ایسا خشک ہو گیا کہ کپڑے اور جوتا بدن مبارک سے چپٹے ہوئے ہیں۔ آخر پانی سے خون کی کثافت دور ہوتی ہے، سراسیمہ ہو کر باہر چلے تو بازار طائف کے چھچھوروں نے تین میل تک پیچھا کیا۔

قاضی سلیمان "رحمۃ اللعلمین" میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

"طائف میں ایک دفعہ حضور کو اس قدر تکلیف پہنچائی گئی کہ آپؐ ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہو گئے، یہ جگہ فرزندان ربیعہ عقبہ و شیبہ کی تھی، انھوں نے دور سے اس حالت کو دیکھا اور نبی صلعم پر ترس کھا کر اپنے غلام "عداس" سے کہا، "ایک پلیٹ میں انگور رکھ کر اس شخص کو دے آؤ"۔ غلام نے انگور آنحضرتؐ کے سامنے رکھ دیئے، آپؐ نے انگوروں کی طرف ہاتھ بڑھایا اور زبان سے فرمایا "بسم اللہ" پھر انگور کھانا شروع کر دیئے، عداس نے حیرت سے نبی صلعم کی طرف دیکھ کر دریافت کیا۔ یہ کون سا کلام ہے۔ یہاں کے باشندے تو ایسا کلام بولا نہیں کرتے، آنحضرتؐ نے فرمایا، تم کہاں کے ہو اور تمہارا مذہب کیا ہے؟۔ عداس نے جواب دیا، میں عیسائی ہوں اور نینوی کا باشندہ ہوں آپؐ نے فرمایا، تم مرد صالح یونسؑ بن متی کے شہر کے باشندے ہو، عداس نے کہا، آپؐ کو کیا خبر ہے کہ یونسؑ بن متی کون تھا، نبی صلعم نے فرمایا وہ میرا بھائی تھا، وہ بھی نبیؑ تھا میں بھی نبیؐ ہوں۔"

عداس یہ سنتے ہی جھک پڑا اور اس نے آپ کا سر، ہاتھ اور قدم چوم لئے، عقبہ و شیبہ نے دور سے غلام کو ایسا کرتے دیکھا اور آپس میں کہنے لگے، لو غلام ہاتھوں سے نکل گیا، عداس اپنے آقا کے پاس لوٹ کر گیا تو انہوں نے کہا۔ کم بخت تجھے کیا ہو گیا تھا کہ اس شخص کے ہاتھ پاؤں چومنے لگ گیا تھا۔

عداس نے کہا۔ حضور عالی ـــ آج اس شخص سے بہتر روئے زمین پر کوئی بھی نہیں اس نے مجھے ایسی بات بتائی جو صرف نبیؐ ہی بتا سکتا ہے[۱]"

اہل طائف کے تجاوز کا حال تو آپ نے سن لیا، اب رحمت کائنات کا ردعمل بھی ملاحظہ ہو، واپسی پر جب جبال طائف کے متعینہ فرشتوں نے عرض کیا "اگر حکم ہو تو ظالموں کو ایک پل میں ظلم کا مزا چکھا دیا جاتا ہے" تو آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں رحمۃ للعلمین بن کر آیا ہوں ۔ اے اللہ اس قوم کو ھدایت بخش، یہ لوگ میرا رتبہ نہیں جانتے[۲]"

---

[۱] رحمۃ اللعلمین ص ۷۲ ج ۱ [۲] اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون الحدیث

جب واپسی ہوئی تو ایک مقام پر نماز فجر کی تلاوت سن کر بیشتر جن کلمہ پڑھ گئے[1] ——— مشیت ایزدی نے کہا شاید انہی کے ایمان لانے سے ہدایت کے حریص کا حرص پورا ہو جائے۔

مضافات مکہ میں دعوت و تبلیغ:

مکہ پہنچ کر آپ کا ارادہ ہوا کہ اطراف میں آخری کوشش کر لینی چاہیئے، چنانچہ آپ باہر چلے جاتے جو کوئی مسافر مل جاتا اسے ایمان اور خدا پرستی کا وعظ کرتے، انہی ایام میں آپ بنو کندہ کے قبیلہ میں تشریف لے گئے، وہاں جب آپ نے سردار قبیلہ کو اسلام پیش کیا، تو اس نے صراحتاً آپ کا نصب العین قبول کرنے سے انکار کر دیا، پھر آپ بنو عامر بن صعصعہ کے یہاں پہنچے، سردار قبیلہ کا نام بحیرہ بن فراسی تھا اس نے اسلام کی دعوت سن کر تمسخر کی کلام شروع کر دی۔ بالآخر سوید بن صامت نے اسلام قبول کر لیا[2]

غیر ملکی سفیروں کو دعوت و تبلیغ:

انہی ایام میں سفیر بنو خزرج ابو الحیش انس بن رافع مکہ آیا اس کے ساتھ عبدالاشہل کے چند نوجوان بھی تھے جن میں ایاس بن معاذ بھی تھا۔ یہ لوگ بنو خزرج کی طرف سے قریش کے ساتھ دفاعی و تجارتی معاہدہ کرنے کیلئے آئے تھے۔ آنحضرت ان کے پاس پہنچے اور اسلام کا انقلابی پروگرام سامنے رکھ دیا۔ ایک خدا ایک رسول اور کفر و شرک سے اجتناب کی تلقین فرمائی، بالآخر وہ کسی طرح بھی آپ کی بات ماننے کیلئے تیار نہ ہوئے ——— آخر ایاس نے مرتے وقت کلمہ پڑھ لیا تھا۔

انہی ایام میں ضماد رازی مکہ آیا ——— یہ یمن کا باشندہ تھا اور عرب کا مشہور جادوگر تھا، جب کفار نے اسے کہا کہ محمد پر جنات کا اثر ہے تو اس نے قریش سے کہا میں محمد کا علاج منتر سے کر سکتا ہوں۔ یہ شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، محمد آؤ میں تمہیں اپنا منتر سناتا ہوں، آنحضرت نے فرمایا۔ پہلے مجھ سے

---

[1] قرآن کریم نے اس مضمون کو ان الفاظ میں پیش کیا ہے" واذ صرفنا الیک نفراً من الجن یستمعون القرآن (سورۃ جن پ ۲۹) [2] رحمۃ للعلمین ص ۹۸ ج ۱

سن لو" آنحضرتؐ نے قرآن کریم کی چند آیتیں تلاوت کیں جن میں اعلانِ توحید اور اعلامِ رسالت کا مضمون تھا۔ ضماد نے اسی قدر سنا تھا، بول اٹھا "انہی کلمات کو پھر سنا دیجئے۔" آپؐ نے سنایا، ضماد کہنے لگا"۔۔۔۔ میں نے بہتیرے کاہن دیکھے ہیں، ساحر دیکھے ہیں، لیکن ایسا کلام کسی سے نہیں سنا یہ کلمات تو ایک اتھاہ سمندر جیسے ہیں جس کی گہرائیوں میں موتیوں کا عظیم خزانہ مخفی ہے۔ محمدؐ خدارا اپنا ہاتھ بڑھائیے کہ میں اسلام قبول کر لوں!

ایّامِ حج میں دعوت و تبلیغ:

حسب سابق امسال بھی ایام حج میں میلوں کی نمائش ہوئی، حج بھی ہوا، چاروں طرف بدوؤں کی ٹولیوں کی ٹولیاں بازار کی شہر ساز کی زینت بڑھا رہی ہیں، جاہلیت عرب جسمانی صورت میں ظاہر تھی آپؐ نے بازار عکاظ میں اعلان توحید شروع کر دیا، ذوالمجاز میں بھی آپؐ نے فرائض کی بجا آوری کی مجنّہ کے مجمعوں میں بھی آپؐ نے اسلام کی دعوت پیش کی، ادھر قبائلِ مکہ میں منیٰ کے آس پاس اور منیٰ کے اجتماعات میں بھی آپؐ نے سلسلۂ تبلیغ جاری رکھا۔ اس جگہ آپؐ ۱۵ پندرہ قبائل کے سرداروں سے یکے بعد دیگرے ملاقات کی ۔۔۔۔ ان سے کہا "میرے احکام کے علمبردار ہو جاؤ" یہ ایسا پروگرام ہے جس سے قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں تمہارے قدموں میں آپڑیں گی الغرض کہیں کامیابی نہ ہوئی، کون حمایت کرتا۔ کون ساتھ دیتا، قبائل قریش سے لڑائی مول لیتا واپسی پر آپ کو خیال ہوا چلئے عقبہ میں شاید کوئی ساجھی غم مل جائے، کوئی دنیا و عقبیٰ کی بھلائی کا خواہش مند مل جائے، کوئی مے وحدت کا جام پی جائے، نشۂ رسالت سے مخمور ہو جائے ۔۔۔۔ وہاں مدینہ کے چند حاجی نظر آئے، یہ آپؐ کے ننھیالی رشتہ دار بھی تھے، انہوں نے یہودیوں سے معلوم ہوا تھا کہ آنے والا ایک نبیؐ آئے گا۔ حشر و نشر کے واقعات بھی انہوں نے سن رکھے تھے۔ آپؐ کی دعوت پر انہیں کچھ اُنس ہوا ایسا اُنس کہ مانوس ہو گئے۔ جھٹ سے ایمان لانے کے بعد عہد کیا کہ ہم آپؐ کی تبلیغ ہر ملنے والے سے کریں گے یہ پیغام رسالت کرنا آپؐ کی طرح اب ہمارا اخلاقی فریضہ ہو گا[1] انہی کوششوں سے دس بارہ مسلمان ہو گئے

[1] رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی از ڈاکٹر حمید اللہ صہ ۷۵

بیعت عقبہ اوّل میں آئندہ سال حاضر ہوئے اور پھر سلسلہ جو بڑھا تو بیعت ثانیہ اور ایک روایت میں ثالثہ میں ۰۷ آدمی شریک قافلہ ہو گئے، اس کا تذکرہ آپؐ کی سیاسی زندگی میں ہوگا۔ انہی کی تبلیغ کیلئے آپؐ نے مکّہ سے حضرت عمیرؓ کو روانہ فرمایا تھا۔

یوم اُحد سے زیادہ سخت دِن :

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے۔ آنحضرتؐ کی زوجہ حضرت عائشہؓ نے حدیث بیان فرمائی کہ انہوں نے رسولؐ اللہ سے پوچھا یا رسولؐ اللہ کیا یوم اُحد سے بھی زیادہ سخت دن آپؐ پر آیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا مجھے تمہاری قوم سے سخت تکلیفیں پہنچی ہیں، ان میں سب سے زیادہ سخت وہ ہیں جو یوم عقبہ میں پیش آئیں، خصوصاً جس وقت عبدیا لیل اور عبد کلال سے میرا سامنا ہوا، اس نے میری دعوت قبول نہ کی۔ (اس کا تذکرہ پیچھے ہو چکا ہے) پس میں نے غمزدہ ہو کر قرن الثعالب میں جا کر پناہ لی، جب مجھے ہوش آیا، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو بادل مجھ پر سایہ فگن تھا، اس میں جبرئیل علیہ السلام نے مجھے آواز دی "اس قوم نے جس طرح آپؐ سے کیا اور آپؐ کی دعوت ردّ کی، اللہ تعالیٰ نے سُن لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا یہ فرشتہ آپؐ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپؐ اس کو جو چاہیں حکم دیں، حضورؐ فرماتے ہیں، مجھے فرشتے نے سلام کیا، پھر کہا، "میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں، اللہ نے مجھے بھیجا ہے تاکہ اس قوم کے بارے میں جو آپؐ حکم دیں، میں اسکی تعمیل کروں"۔۔۔۔ آپؐ چاہتے ہیں تو ان دو پہاڑوں کو آپس میں ملا دوں۔ آپؐ نے فرمایا "میں امید کرتا ہوں ان کی نسلوں سے خدا اور رسولؐ کے ماننے والے پیدا ہو جائیں گے، اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے[1]

یہ سب کچھ اختیار سے تھا

مصائب کی گھنگھور راتوں کے واقعات تو آپ نے پڑھ لئے ہیں مگر۔ یہ کچھ کیوں ہوا،

---

[1] صحیح مسلم صہ ۱۰۹ ج ۲ و تاریخ طبری

Marfat.com

کیا اس کے بغیر اسلام نہ پھیل سکتا تھا کیا ہمارا محسن ان حالات میں لاچار تھا، مجبور تھا، ــــ نہیں بلکہ یہ سب کچھ اختیار سے تھا ــــ مولانا سید مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں:

"اس کے بعد بھی اگر یہ کہتا چلوں کہ وہ مصائب کی راہوں سے گذرے نہیں، گذارے گئے، طوفان آئے نہیں لائے گئے، اُحد میں دانت ٹوٹے نہیں تڑوائے گئے، چہرہ مبارک زخمی ہوا نہیں کروایا گیا، خندق میں پیٹ پر پتھر باندھے نہیں بندھوائے گئے ــــ مہینوں گھر میں آگ جلی نہیں بلکہ نہ جلوائی گئی، کھانا پکایا نہیں بلکہ نہ پکوایا گیا ــــ تو اس کلام میں کیا بُعد ہے یہ دعا بھی تو خود آنحضرت ؐ نے فرمائی تھی ــــ اے اللہ! مجھے مسکین ہی زندہ رکھ"۔ مجھے مسکین ہونے کی حالت میں موت دے، اسی حالت میں محشر میں قبر سے اٹھا، پھر عشق کی پختگی کا تقاضا بھی یہی تھا پھر پہلے انبیاؑ کے مصائب کے مقابلے میں آپ ؐ کے علو مرتبت کا منشا بھی یہی تھا، آنے والی دنیا کے سامنے صبر و استقلال کا نمونہ بھی تو بننا تھا، دین کی راہوں میں مصائب کا پہلا دار اپنے اوپر سہہ کر ابراہیمی کردار ادا کرنے والے بھی تو پیدا کرنے تھے۔

پھر دیکھا آپ نے، وہ نبی ؐ نوائب کی ایسی تلخیوں میں بھی پُر امید نظر آتا ہے، ارال و البرز کے پہاڑ کہاں اس کے عزم کی پختگی کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

آنحضرتؐ کی دعوت و تبلیغ میں عورتوں کا حصہ:

خدیجہؓ بنت خویلد آنحضرتؐ کے اخلاق و کردار کی عظمت سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کے دل پر نقش ہوئی اسی کا اثر تھا کہ انہوں نے آپؐ کی دعوت کے بعد چون وچرا اسلام قبول کر لیا، حضرت خدیجہؓ نہ صرف حضور صلی اللہ علیہ کی حرم محترم تھیں بلکہ آپؐ نے بلیغ اسلام کیلئے انتہائی مصائب سے گذر کر فریضہ رسالت میں ہاتھ بٹایا، ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق اگر شق زار، اور غمگسار رفیقہ رسول اللہؐ کو میسر نہ آتیں تو عالم اسباب کے لحاظ سے معلوم نہیں اسلام غاز ہو بھی سکتا یا نہیں، حضرت خدیجہؓ کے سوانحی حالات اسی کتاب کے ازدواجی باب میں مذکور میں ں صرف آپؓ کی تبلیغی خدمات کے چند شہ پارے ذکر کئے جاتے ہیں۔

حضرت خدیجہؓ کی تبلیغ کا اثر اس لئے بھی زیادہ مؤثر تھا کہ وہ ایک غریب پرور، محتاج نواز، بقہ خوش اختر، متمول گھرانے کی چشم و چراغ تھیں، آپؓ کے وجود سے تھا پر قبل از اسلام ہی ں و مساکین اور بیواؤں کا جمگھٹا رہتا۔ ام المومنینؓ کا یہ وقار ہر قسم کے لالچ و حرص اور خوف سے تھا یہی وجہ ہے کہ آپؓ کی تبلیغ انتہائی تاثیر کا سبب بنی۔ اسلام کے عین آغاز میں جب مارنے بچہ پر مشکلات و مصائب نے عوغا کر دیا تھا، اور فکر و تامل میں جب آپؐ کی راتیں آنکھوں ں گذرتیں ایسے وقت میں اپنے چچا ورقہ بن نوفل تک (جو عیسائی تھے) اسلام کے آغاز کی اطلاع پہنچانا، اور اس سے آنحضرتؐ کی ملاقات کرانا، پھر مکہ کے ایک اور عیسائی عداس تک اسلام کا پیغام پہنچانا، اپنے تاجروں اور ملازموں کو دعوت اسلام دینا، یہ سب چیزیں اس مشکل وقت لے اعتبار سے آنحضرتؐ کیلئے کس قدر باعث اطمینان ہوئی ہوں گی۔ قریش کے معاشی و سماجی مقاطعے ں بی بی خدیجہؓ کا شعب ابی طالب میں محصور رہنا، اور حکیم بن حزام (حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے) کا طعام پہنچانا، ان سب چیزوں کی اہمیت کا اندازہ آج ہمارا ذہن نہیں کر سکتا۔

مبلغۂ اسلام عزیہؓ محمد بن حبیب البغدادی (المتوفی ۲۴۵ھ) کے مطابق ۔۔۔ ہونے کے بعد قریش عورتوں میں تبلیغ کرنے لگیں اور بہت سی عورتیں ان کی کوشش سے مکہ میں ۔۔۔

Marfat.com

ہوئیں، اس پر قریش بہت بگڑے، چونکہ یہ قریشی بھی تھیں بلکہ صحرا نشین بدون تھیں، اس لئے ان کو شہر بدر کر دیا گیا۔ صورت یہ ہوئی کہ ایک قافلہ کے سپرد کیا گیا تاکہ ان کو اپنے گھر تک پہنچا دے، قافلے والوں نے اپنی اونٹ کی ننگی پیٹھ پر رسیوں سے باندھا، بی بی کا بیان ہے انہوں نے ایک بار بھی مجھے کھانا نہ دیا، بلکہ منزل پر اترتے تو ہاتھ پاؤں باندھ کر دھوپ میں ڈال دیتے، تین دن رات اسی حالت میں گذرے تو میری حالت غیر ہو گئی۔ اور مجھے کسی چیز کا ہوش نہ رہا، ایک شب اسی حالت میں پڑی تھی کہ یکایک کوئی چیز آکر میرے منہ کو لگی، کچھ پانی پیا تو ہوش آیا، سیر ہو کر پانی پیا، صبح لوگ اٹھے اور میری حالت کو بدلا ہوا اور بہتر پایا تو سمجھے کہ شاید رات کو میں نے قید و بند کو کسی طرح کھول کر کسی قافلے کا پانی چوری سے پی لیا ہے، لیکن نہ تو میری رسیاں کھلی تھیں اور نہ مشکیزوں کے منہ، جب انہیں اطمینان ہو گیا کہ کوئی چوری نہیں ہوئی بلکہ محض خدا کا فضل اور غیبی تائید ہے تو وہ اس سے سخت متاثر ہو کر سب کے سب تائب ہوئے اور اسلام لائے، اسی حضورؐ کی عاشقہ صادقہ کے حسنِ عقیدہ پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی تھی:

اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ[1]

مبلغہ اسلام ام شریک دوسیہ اسلام کی اس مبلغہ کے ذریعے بھی قریش کی عورتوں میں اسلام پھیلا۔ یہ عورت نہایت مخفی طور پر اس خدمت کو انجام دیتی تھیں[2]

مبلغہ اسلام فاطمہ بنت خطاب یہ حضرت عمرؓ کی بہن تھیں انہی کی تبلیغ سے حضرت عمرؓ اسلام کے زیور سے آراستہ ہوئے[3]

سعدی بنت کریز ابن حجر نے اصابہ میں لکھا ہے۔ سعدی بنت کریز کی ترغیب پر ہی حضرت عثمان اسلام لائے تھے، یہ غالباً ان کی خالہ تھیں۔ مزید تفصیل معلوم نہیں ہو سکی ـــــ بحوالہ سیر الصحابیات

---

[1] المحبر از ابن حبیب بغدادی بحوالہ رسول اکرم کی سیاسی زندگی ص ۸۰
[2] از سیر الصحابیات دار المصنفین منقول از اسد الغابہ ص ۵۴۹ ج ۵ بحوالہ سیاسی زندگی ص ۷۹ ، [3] سیاسی زندگی ص ۷۹ [4] اصابہ ابن حجر عسقلانی ص ۱۲۶ ج ۸

آنحضرتؐ بحیثیت ایک ہادی مہدی

دنیا میں اخلاق کے بڑے بڑے
معلم پیدا ہوئے۔ جن کے روبرو مختلف اقوام نے مختلف ادوار میں اخلاقی زندگی کے نقوش سنوارے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل اخلاقی معلموں کی دو جماعتیں تھیں۔

۱۔ ایک وہ گروہ تھا۔ جس نے اخلاقی تعلیم کی بنیاد کسی اخروی مذہب پر رکھی۔

۲۔ دوسرا وہ گروہ تھا جس نے فلسفہ وحکمت اور عقل ودانائی کی بنا پر اپنی عمارت کھڑی کی اوّل الذکر کے حاملین کو انبیاءؑ ومصلحین اور ثانی الذکر کو حکماء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے انبیاءؑ نے اپنی تعلیمات کا ماخذ حکم خداوندی قرار دیا اس کے علاوہ ان کی تعلیمات کی کوئی بنیاد نہیں۔ ان کی تعلیمات نہ عقل وخرد کی خامہ فرسائی نہ اخلاق کے دقیق نکتوں کی گرہ کشائی ہے۔

ثانی فریق کی تعلیمات میں نفسیاتی خواص کی بحث اخلاقی غرض وغایت کی تھیں۔ یہ اخلاقیات عمل کی لذتوں سے ماوراء ہیں، اس کے مستقبل میں کوئی فوائد کا خاکہ نہیں۔ بلکہ محض دنیوی زندگی کا حق اس میں موجود ہوتا ہے، اوّل الذکر فریق کی اخلاقیات تو چلو آخرت کے اعتبار سے ایک عظیم اجرت کا خاکہ اپنے اندر رکھتی ہیں۔

دنیا کے آخری معلّم کی تعلیمات :۔ آپ کی تعلیمات جہاں احکام خداوندی

سے ماخوذ ہیں وہاں عقلی دانائیوں اور دقیق حکمتوں کی شان بھی اس میں نمایاں ہے، اس طرح آپؐ انبیاءؑ اور حکماء کے اخلاقی اصولوں سے ممتاز ایک لائحہ اخلاق کے معلم ہوئے۔ ذیل میں ذکر کی جانے والی آنحضرتؐ کی تعلیمات نے انسان کے ایک ایک اندرونی جذبہ، اخلاقی قوت اور باطنی فطرت کا سراغ لگاکر تمام کو فطرت انسانی کا عین بنا دیا ہے۔ یعنی انسان کے بعد یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ ان اعلیٰ اخلاقی اصولوں سے نظر کر جائیں آپ نے آنحضرتؐ کے اخلاق کی عملی زندگی کے مظاہر بھی دیکھے اس کے باعث آنحضرتؐ کی اخلاقی معاشی اور سیاسی تعلیمات کا اعجاز ہر دور کے معلموں کو چیلنج کر رہا ہے۔ کتنے انسان ہیں جو ارسطو کے فلسفہ اخلاق سے معلم بنے۔ افلاطون کے لائحہ اخلاق صاحب اخلاق بنے، پھر کتنی مدت تک یہ عقلی نکتے دنیائے عالم سے خراج تحسین وصول کرتے آگے چلیے تو ایسے ہی طریقوں سے کہ جس میں روحانیت کا شائبہ تک نہ تھا، سوشلزم کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ درست ہے۔ "لینن" مارکس، لیوشاوچی، اور ماوزے تنگ کے مرتب کردہ یہ نظریات کسی حد تک معاشی حل پیش کر سکتے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے، کہ کیا یہ نظریات بھی آنحضرتؐ کی تعلیم معاشیات سے ماخوذ تو نہیں۔ پھر اگر ان کی افادیت تسلیم بھی کر لی جائے تو غریب کو مقررہ وقت روٹی تو مل جائے گی۔ مگر...... انسانیت حیوانیت اور شیطنت کی دہلیز پر کھڑی ہو جائے گی۔ کیونکہ ان کی معاشی اصولوں کی تدوین ایسے طریقے پر کی گئی۔ جس میں حاکم حقیقی کا تصور ختم کر کے۔ بانیان مذہب کی ڈکٹیٹرشپ کا ڈورا ڈالا گیا ہے، حالانکہ انسانیت جو مادیت کے چکر میں گم ہے، کسی صورت میں بھی روحانیت سے جدا امن و اطمینان نہیں پا سکتی۔

آغاز تعلیمات

نوع انسانی کو یہ درس آنحضرتؐ نے پڑھایا ہے۔ کہ انسان کا ایک تعلق اپنے خالق کے ساتھ ہے۔ دوسرا تعلق اس کی مخلوق کے ساتھ ــــ اس مفہوم کو یوں بھی ادا کیا جا سکتا ہے انسان کا ایک تعلق اپنے مالک و آقا کے ساتھ اور دوسرا تعلق اپنے مالک کے دوسرے غلاموں کے ساتھ یوں

کہا جاسکتا ہے انسان کا ایک تعلق آسمان والے کے ساتھ دوسرا تعلق زمین والوں کے ساتھ عام فہم کرنے کے لئے یوں کہہ لیجئے۔ انسان پر چند حقوق اس کے خالق کے ہیں اور چند حقوق اس کی مخلوق کے ہیں۔ جن میں اوّل کو حقوق اللہ اور ثانی کو حقوق العباد کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

پھر اپنے مولیٰ و آقا کے حقوق دو قسم کے ہوں گے۔

اعتقادات • عبادات

بعینہٖ مخلوق کے بھی دو قسم کے حقوق ہوں گے

۱۔ اچھے اخلاق کا برتاؤ۔

۲۔ اچھے معاملات کا برتاؤ۔

انہی چار قسم کے عنوانات کی تعلیم و تربیت اور اصلاح و ہدایت کے لئے نبیؑ مبعوث ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمارے آقا و مرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات انہی چار عنوانات میں بند ہے

تعلیمات عقائد

تمہارا رسولؐ جو تم کو دے اسے لو، جس سے روکے رُک جاؤ۔

آنحضرتؐ نے فرمایا۔ خدا ایک ہے، ذات و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ موت و حیات کا وہی مالک ہے رزق و عطا کا مالک وہی ہے۔ مارنے اور پیدا کرنے کی صفت اسی کے ساتھ خاص ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی کسی کا بگاڑ سکتی ہے، نہ کوئی کسی کا بناؤ کر سکتا ہے۔ خواہ کوئی نبیؑ ہو۔ کوئی ولی ہو، قطب ہو، ابدال ہو۔ عابد ہو، زاہد ہو۔ کوئی بھی خدا کے حکم کے بغیر اس کے تصرف کے علاوہ اس کی رضا سے جدا۔ ایک پتہ کو حرکت دینے پر قدرت نہیں رکھتا۔

وہی ذات پہاڑوں میں صحراؤں میں، بیابانوں میں، آفاق عالم کے گوشے گوشے میں، قلب و جگر کی گہرائیوں میں انسانیات، حیوانیات، جمادات

ور نباتات کی، معرکہ آرائیوں میں، پتّے پتّے میں۔ ذرّے ذرّے میں، گل گل میں، سبزہ زاروں میں، گلستانوں میں، کھیتوں میں، شجر و حجر میں، مورتوں میں، صورتوں میں، زیبائشوں میں، آرائشوں میں، ہر جگہ ہر وقت، ہر لمحہ، ہر پل، ہر ساعت موجود ہے۔ اسی کا تصرف ہے اسی کی بادشاہی ہے۔

اگر ایک کھیت میں بغیر بیج ڈالنے والے کے اگر ایک کشتی بغیر چلانے والے کے ایک گاڑی بغیر ڈرائیور کے ایک فیکٹری بغیر کاریگروں کے چل نہیں سکتی، کامیاب نہیں ہو سکتی... تو یہ سارے کا سارا نظام عالم یہ سارے کا سارا آسمان و زمین کا کارخانہ کیسے ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے ایک بیج سے کئی پھل کون نکالتا ہے، میوے، اناج، چشمے، آبشاریں، سمندر، دریا، ندیاں، نالے یہ سورج کا نکلنا یہ چاند کا چڑھنا، یہ بادل کا گرجنا، باران رحمت کا برسنا، تلاطم کا ابھرنا، ستاروں کا لمعہ افگن ہونا۔ دریاؤں کا متموج ہونا۔ سمندروں کا پرخروش ہونا۔ سبزوں کا لہکنا۔ بلبل کا چہکنا، کلیوں کا چٹکنا، کیا سب کچھ خود بخود ہو رہا ہے۔ یقیناً اس کے پیچھے کوئی تصرف کرنے والا موجود ہے۔ جنگلوں کی گہرائیوں میں۔ دریا کے اندھیروں میں ہر جاندار کو رزق دیتا ہے۔ سانس دیتا ہے۔ چلنے پھرنے کی قدرت دیتا ہے۔

خدا فراموشی کے سیلاب میں بہہ جانے والو۔ عقل کے ناخن لو۔ یہ نظریہ ایسا ہے جس پر انسانی عقل ماتم کا رونا رو رہی ہے، تمہارے اس نظریات نے انسانیت کے مقام کو ٹھیس پہنچائی ہے، خود اتنی سی عقل بھی نہیں رکھتے جس سے اپنے مالک کو پہچان سکو، ابھی یہ سب کچھ خود بخود ہو رہا ہے۔

"افسوس" ہمیں تو عیسائیت، یہودیت اور مرزائیت سے گلے تھے، کہ انہوں نے اپنا نبیؐ نہیں پہچانا اور تم ہو کہ نہ مالک کا علم رکھتے ہو۔ نہ خالق کو جانتے ہو۔

چلو حسینوں کے حسن میں غور کر کے دیکھ لو۔ نازنینوں کی اداؤں کو پرکھ لو۔ یہ بھی دور کی بات تو اپنی صورت کے زاویہ تصویر کو دیکھ لو۔ ضرور کسی مصور کی کاریگری

Marfat.com

نظر آئے گی۔

کیا مصوروں کا قول تمہیں یاد نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ عقلاً انسان کی تین سو صورتیں بن سکتی تھیں مگر یہی صورت جس میں ہر عضو موزوں جگہ نصب کیا گیا ہے۔ سب سے احسن ہے۔ جس کا بنانے والا ایک مالک حقیقی ہے۔

مجھے ان نافہم سائنسدانوں پر بھی افسوس لگتا ہے۔ جو ابھی کیڑوں کی حقیقت کا ریسرچ تو نہ کر سکے اور بحث خدائے ذوالجلال کے وجود و عدم کی کرتے ہیں۔

خیر اس طرح تو بات موضوع سے ہٹ جائیگی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "عزت و ذلت کا مالک بھی وہی ایک وحدہ لاشریک ہے، وہ مشکلات و مصائب کا دور کرنے والا ہے موانع و عواقب سے محفوظ کرنیوالا۔ عوائق و حوادث سے مصؤن رکھنے والا ہے۔

وہی یوم جزا کا مالک ہے۔ وہی قیامت کے روز میزان قائم کریگا۔

ایمان بالآخرۃ اسی کے حکم سے محشر قائم ہوگا، اس کے وعدے کے مطابق ثواب و عقاب ہوگا۔ جنت و دوزخ بھی اسی کے جمال و جلال کے مظاہر ہیں۔

ایمان بالملائکہ اس نے امور دینی کے بجا آوری کے لئے لاتعداد ملائکہ کی نورانی مخلوق پیدا کی ہے۔

سابقہ انبیاءؑ پر ایمان اسی نے آدمؑ سے یکر عیسیٰؑ تک کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء بھیجے تمہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہوگا پہلے انبیاءؑ توحید کا علم لے کر دنیا عالم کے ایک ایک کونے تک پہنچے۔

قانون ساز پیغمبرؐ نے فرمایا۔

آپ کی رسالت پر ایمان ـــــ لوگو! میں تمہاری طرف ایک نبی اور رسول بنا کر بھیجا گیا۔

Marfat.com

ختم نبوت پر ایمان — مجھ سے قبل بہت سے انبیاءؑ آئے
پر سلسلۂ نبوت ختم کر دیا ہے۔

جامعیت نبوی پر ایمان۔ مجھ سے پہلے کوئی نبی ایک قریہ کے لئے
شہر کے لئے کوئی ایک زمانے کے
آیا لیکن میں جہانوں کے لئے ہوں، زمانوں
کے لئے ہوں، رحمت ہوں ہدایت ہوں
شفیع المومنین ہوں، ساقی کوثر ہوں، ختم رسل
ہوں۔ تاج سُبل ہوں۔ دعائے خلیلؑ ہوں،
نوید مسیحا ہوں۔

بعد از خدا میرا ہی مقام کل کائنات سے بلند تر ہے۔ اس کے باوجود بشر ہوں
— میں خطاکاروں کو ڈرانے آیا ہوں۔ میں نیکوکاروں کو خوشخبری دینے آیا ہو
میں امام الانبیاء ہوں۔ میں وہ ہوں جس کی دعوت عرش پر چھائی گئی، میں وہ ہوں جس
خدا کی سب سے بڑی کتاب نازل ہوئی۔ پس تمہیں چاہیئے کہ میری اتباع کرو، دنیا و عقبیٰ
کامرانی میری ہی شاہراہ پر چلنے سے ہوگی۔ اگر چہ یہ راستہ مصائب کے خاروں سے اٹا پڑا
یہ درست ہے کہ موسیٰؑ توریت لے کر آئے، عیسیٰؑ انجیل لے کر آئے۔ داؤدؑ پر
زبور اتاری گیا۔ مگر ان تمام کتابوں کے احکام میری کتاب نے منسوخ کر دیئے ہیں، اس
عرش معلی سے لے کر تحت الثریٰ تک کی ساری خدائی پر میرا ہی قانون چلے گا۔

مجھے حکمت و دانائی دے کر تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔

میں تمہارے اندر قرآن و حدیث چھوڑ کر جا رہا ہوں ان کو مضبوطی سے
تھام لو۔

عرب و عجم کے خطوں پر تمہاری حکمرانی ہوگی۔

Marfat.com

تعلیم و عبادات

تم پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دی گئی ہیں کسی حال میں بھی نماز معاف نہ ہو سکے گی۔ یہی نماز تمہیں بُرائی سے روکے گی، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری ہوگا۔

اس سے محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے نظر آئیں گے۔ جہاں شہنشاہ کھڑا ہوگا وہاں فقیر و گدا اگر عبادت گذار ہوگا۔ اخوت و مساوات کے مظاہرے ہوں گے۔

خدا کی نعمتوں کے شکر کی صورت ہوگی، فرائض کی قضا بھی معذوری میں قبول کر لی جائے گی۔ ان میں کچھ واجبات اور بہت سے میرے سنن ہیں۔ چند ایک نوافل بھی ہیں دن رات کی پانچ نمازوں کے علاوہ۔ تہجد کی نماز۔ اشراق کی نماز۔ چاشت کی نماز اوابین کی نماز خسوف و کسوف کی نماز صلوۃ التسبیح کی نماز، حاجت کی نماز ایسے نوافل و سنن ہیں، جن کی پابندی سے آئے والے مصائب غلط کر دیئے جاتے ہیں۔ خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ معصیت کا زنگار دھو دیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ

پھر اگر تم ایک نصاب کے مالک ہو تو سال بھر میں رکھنے کے بعد ڈھائی فی صد زکوٰۃ دینا ہوگی۔ اس مصارف میں غرباء ہیں، دین کے ادارے ہیں۔ مساکین ہیں۔ مستحق مسافر ہیں۔ یتیم ہیں۔

آپؐ ہی نے گائے کی زکوٰۃ، اونٹ کی زکوٰۃ، بکریوں کی زکوٰۃ، تجارت میں زکوٰۃ وغیرہ کے احکام بتائے علاوہ ایں فرمایا تمہارے پاس ساڑھے سات تولے کی قدر سونا ہو تو اسکے حساب سے سال کے بعد زکوٰۃ دینا ہوگی۔ ۵۵ تولہ چاندی پر سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی۔

پھر صدقات و خیرات — غریبوں فقیروں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں، مسافروں بے خانماؤں، سیلاب زدوں، آفات زدوں کی امداد کرکے جنت کے مستحق بن سکتے ہو۔

Marfat.com

بارانی زمین ہو تو فصل کا عشر (دسواں حصہ) اللہ کی راہ میں دینا ہو گا۔ بنجر زمین ہو تو فصل کا بیسواں حصہ دینا ہو گا۔ اسی طرح حقوق اللہ بھی ادا ہو جائے گا۔ پورا مال برکت و رحمت کا گہوارہ بن جائے گا۔ بیت المال مضبوط ہو گا۔ جس سے تمہارا ملک ترقی و تعمیر کی راہوں پر گامزن ہو گا۔ مزید تمہارے دریاؤں میں عزت و افلاس کے اندھیرے نہ رہیں گے۔ ہر بھوکا نانِ جویں پائے گا۔ تو ہزاروں معاشرتی برائیوں کا سدباب بھی ہو جائے گا۔

حج

اگر تمہارے پاس پوری زندگی میں ایک مرتبہ بھی حج کا نفقہ جمع ہوا ہو تو ایک مرتبہ حج فرض ہو جائے گا۔ یہ حج کا اجتماع کوئی نمائش نہیں، کوئی زیبائش نہیں، کوئی میلہ نہیں، کوئی عرس نہیں، کوئی شان و شوکت نہیں۔ . . . .

. . . . محض رضائے الٰہی کے لئے اجتماعی عبادات کا مظاہرہ ہے۔ عجز و نیاز ہے انکساری و درماندگی ہے، اتحاد مسلم کا مظہر ہے، رنگتوں کے اختلاف کو، زبانوں کے تباین کو یہ ختم کر کے ایک لائحہ عمل پر عمل پیرا ہونے کا عہد ہے۔ اس میں شعائر اللہ کے احترام کا سبق پڑھایا جاتا ہے، عملاً وحدہ باری۔ مالکیت، خالقیت تعالیٰ کا اقرار ہوتا ہے ایمان کی تازگی ہوتی ہے۔ ایک دفعہ حج کرنے سے زندگی کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں عصیان و کفران میں ظلمان انسان کی بخشش کے سامان کئے جاتے ہیں۔

کوئی غلاف کعبہ پکڑ کر رو رہا ہے۔ کوئی کوہ صفا پر کھڑا گناہوں پر نادم ہے کوئی مروہ کی پہاڑیوں میں سجدہ ریز ہے۔ کوئی طواف میں مگھن ہے۔ کوئی قیام میں تو کوئی رکوع میں کوئی سجدہ میں اور کوئی دعا میں مصروف ہے۔ کوئی بنگالی ہو۔ کوئی افریقی ہو، کوئی ایرانی ہو، کوئی بلتی ہو، کوئی افغانی ہو۔ کوئی بخاری ہو کوئی عدنانی، کوئی مصری ہو۔ کوئی سوڈانی ہو۔ سب کو دیکھو جبین نیاز جھکائے ہوئے سر ڈالے ہوئے رو رہے ہیں۔ گناہ دھو رہے ہیں۔

Marfat.com

روزہ

پھر تم پر روزہ بھی فرض کردیا گیا ہے۔ سابقہ امتوں پر بھی روزے فرض تھے سال بھر میں تیس ۳۰ روزے رکھنا ضروری ہوں گے، بلا عذر ایک روزہ توڑنے پر کفارہ و قضا لازم آئے گی۔ چھوڑنے پر قضا آئے گی، مہینہ روزے نوافل بھی سنت بھی ہیں یہ روزہ تمہارے عشق و جنون کا امتحان ہے روزہ نفسانیت توڑتا ہے شیطانیت ختم کرتا ہے۔ خواہشات مٹاتا ہے۔ مجاہدات سکھاتا ہے۔ ریاضات کا ہم پلہ ہوتا ہے۔ اس میں پابندی وقت اور احکام کی بجاآوری کا سبق بھی ہوتا ہے۔ روزہ بخشش کا ذریعہ ہوتا ہے۔ روزہ نبی کے قرب کا ذریعہ ہے۔ روزے کی جزا خود باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

کہنے کو بہت کچھ کہا جا سکتا ہے اور نگاہ عشق و مستی میں آپ ہی بتائیں کیا نہیں کہا جاتا لیکن سمجھنا اور سوچنا یہ ہے کہ اس کہنے اور تڑپنے کا درجہ زیادہ ہے یا مصداق گفتگوؐ کی شاہراہ پر قدم بہ قدم چلنا اس محبوب کو زیادہ محبوب ہے نعتوں کی مجلسیں قائم کر کے جھنڈیاں سجانا، اجتماعات کر کے جلوس نکالنا نعروں کی مستی میں مخمور ہونا وجد و جذب کا مجسمہ بن کر تڑپ تڑپ جانا عشق میں یہ چیزیں زیادہ وزن رکھتی ہیں کہ راتوں کو مصلے کی پشت پہ آہ و گریہ کرنے والے رسولؐ کی طرح آہ گریہ کرنا، دن کو عدل کا ترازو اٹھانے والےؐ کی طرح عدل کرنا، امور الٰہیہ پر سختی سے قائم رہنے والےؐ کی طرح قائم رہنا نماز، روزہ صدقات سے بڑھ کر انسانیت سے ہمدردی کرنا ہمسایوں سے نیکی کرنا، دشمن کو معاف کر دینا، عمل کی راہ لینا، ایک خدا کو پوجنا جس کو تاجدار رسالت نے پوجا، اسی سے مانگنا جس سے آپؐ نے مانگا اسی طرح مانگنا جس طرح انہوں نے مانگا اسی طرح زندگی کا ہر لمحہ ڈھال لینا جس طرح ہماری عقیدۃ کے محور نے اپنے ایام و شہور بنائے تھے،،

اسؐ نے کہا تھا ــــ خدا کو ایک جانو مانو۔ خود جان اور مان کر دکھایا

اسؐ نے کہا تھا۔ شرک سے بچو ــ خود بچے اور ۳۶۰ بت گرائے۔

اس نے کہا تھا۔ نماز قائم کرو ــــ خود نماز پڑھ کر دکھائی پانچ نہیں اپنے اوپر
چھ نمازیں دن رات میں لازم کیں نوافل و
سنتیں اس کے علاوہ ہیں۔

اس نے کہا تھا۔ حج کرو ــــ خود حج کیا۔
اس نے کہا تھا۔ وعدہ وفائی کرو۔ خود معاملے نبھائے معاہدے نبھائے
کھڑے ہونے کا وعدہ کیا تو دو دن ایک ہی
جگہ کھڑے رہے۔
اس نے کہا تھا۔ ماں باپ کا احترام کرو۔ خود اپنی رضاعی ماں کا احترام کر کے نمونہ
دکھا دیا۔
اس نے کہا تھا۔ ہمسائے سے حسن سلوک کرو۔ خود یتیموں، بیواؤں، مسکینوں کے جھونپڑوں
میں جا جا کر ان کی خبر گیری کی حال دریافت کیا۔
اس نے کہا تھا۔ برائی سے بچو۔ خود بچ کر دکھایا کہ ۴۰ سال قبل از نبوت
اور ۲۳ سال بعد از نبوت کے کسی لمحہ پہ
دشمن بھی انگشت نمائی نہیں کر سکتا۔
اس نے کہا تھا۔ سچ بولو دیانت دار بنو۔ خود سچ بولے اور دشمنوں سے بھی امین
کا لقب پایا۔
اس نے کہا تھا۔ خدا کی راہ میں قتال کرو۔ خود ۲۷ جنگوں کی قیادت کی اور کسی جنگ
میں پشت نہ دکھائی۔
اس نے کہا تھا۔ درگذر اور عفو سے کام لو۔ خود اپنے چچا کے قاتلوں کو معاف کیا اپنے پر
پتھر مارنے والوں کو دعائیں دیں اور بدترین
دشمنوں کے لئے عام معافی کا اعلان کیا۔

Marfat.com

اسؐ نے کہا تھا، اہل وعیال سے حسن سلوک کرو۔ خود وہ اپنی بیویوں میں ایسا عدل کرتا ہے
کہ نگاہ فکر و نظر دنگ رہ جاتی ہے۔

اسؐ نے کہا تھا بیٹیوں کی تکریم کرو۔ خود اپنی لخت جگر فاطمہؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ
زینبؓ کی تکریم کی۔ فاطمہؓ کے آنے پر
تو آپ کھڑے ہو جاتے۔

اسؐ نے کہا تھا۔ بچوں پر شفقت کرو۔ خود یتیم بچے پر شفقت کی اور اپنا بیٹا
بنا لیا۔

اسؐ نے کہا تھا، بوڑھوں اور سن رسیدوں کا احترام کرو۔ خود بوڑھیوں کے جھونپڑوں
میں گئے، بوڑھوں کو اونچی جگہ
بٹھایا، بڑوں کے بار اٹھائے۔

اسؐ نے کہا تھا۔ قناعت اختیار کرو۔ خود ساری عمر سادہ سی گزران پر عمل کیا۔

اس نے کہا تھا۔ ہر مشکل پر صبر کرو۔ خود چچا کی لاش کے بارہ ٹکڑوں پر صبر کیا، اپنے
معصوم رفیقوں کے بے دردانہ قتل پر صبر
کیا، اپنی اولاد کی وفات پر صبر کیا، مکہ کی آفتوں
پر صبر کیا، طائف کے مصائب پر صبر کیا، طعنوں
پر صبر کیا، دشنام طرازیوں پر صبر کیا، زیادتیوں پر
صبر کیا اور ہر حال صبر و استقامت کا مجسمہ
بنے رہے۔

اسؐ نے کہا تھا۔ احسان نہ جتلاؤ۔ خود ساری دنیا پر احسان کر کے نہ جتلایا ۶ ہزار
قیدیوں کو غیر مشروط رہا کر کے نہ جتلایا، غریبوں
میں مال تقسیم کر کے نہ جتلایا۔

اسؐ نے کہا تھا۔ ظلم نہ کرو ——— خود رحم ہی رحم کیا، ساری زندگی اس نے انسانی
خون کا ایک قطرہ نہ بہایا۔ کسی پر زیادتی نہ کی،
کسی کو برا نہ کہا کسی کو بھڑکا تک نہیں۔

اسؐ نے کہا تھا۔ بہادر بنو بہادر رہو۔ خود نہتے سپاہیوں کو لے کر غرق آہن فوجوں
سے لڑ رہا ہے اکیلا وار کرتا ہے، دور تک
اکیلا تعاقب کرتا ہے تلواروں سے نہیں
ڈرتا، شاہوں سے نہیں ڈرتا دھمکیوں سے
نہیں ڈرتا، لالچ سے مرعوب نہیں ہوتا۔

اس کی صداقت، کہیں ابو بکرؓ کی شکل نمایاں ہے، عدالت عمرؓ کی صورت میں عیاں ہے سخاوت عثمانؓ کی صورت میں ظاہر ہے، اور شجاعت علیؓ کی صورت میں ہویدا ہے جبیاست معاویہؓ کے زاویہ میں فہم ابن عمرؓ کے آئینے میں حافظہ ابو ہریرہؓ کی صورت میں زہد و تقویٰ سلمانؓ فارسی کے لباس میں ساری دنیا کے سامنے ہیں ——— ایک کفر کا معاشرہ، برائیوں کے بوجھ تلے دبا ہوا معاشرہ خطاؤں کے سمندر میں الجھا ہوا معاشرہ عیش پرستی اور بت پرستی سمندر میں ڈوبا ہوا معاشرہ، فسق و فجور کے گرداب میں گرا ہوا معاشرہ ——— صرف آنحضرتؐ کے قول ہی سے بہار و جنت نہیں بنا بلکہ آپ کے عمل کردار اور حسن اخلاق کی تلوار نے ایسی کاری ضرب لگائی تھی کہ جہاں اس نے اثر کیا سارے کا سارا نظام بدل گیا۔ کیا اب بھی اسے یہ کہنے کا حاصل نہیں کہ وہ کہے۔

ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی

خدا سے محبت چاہتے ہو تو میرے عمل پر چلو۔

آنحضرتؐ ـــــ ایک معلم مربّی محسن

نوع انسانی کو یہ سبق ہمارے محسن نے ہی بتایا ہے کہ زندگی کیا ہے اس کی ابتدا کیا ہے انتہا کیا ہے ہمارا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے۔ اس زندگی کے سفر کی کٹھن راہوں میں گزرنے کا طریقہ بھی آپ ہی نے بتایا۔ اس مصائب بھری دنیا کو جنت بھی بنایا جا سکتا ہے، دوزخ بھی۔ فرمایا۔ [illegible] میرے اسوہ کو نہ بھولو، اعلیٰ اخلاق کو ہمیشہ مدّنظر رکھو، اعلیٰ کردار پر عمل پیرا ہو رہو۔ یہی ایسا نسخۂ شفا ہے جس کا مجرّب ہونا ۱۴ سو سال کی تاریخ سے واضح ہے۔ میری تعلیمات، میرا اخلاق، میرا اسوہ، میرا نصب العین یہ ہے۔ سچ بولنا جھوٹ سے گریز کرنا، علم بے عمل سے بچنا۔ عفو و درگزر کرنا۔ صبر و شکر سے زندگی گزارنا، خیرات کا حکم کرنا۔ بخل کی برائی کرنا۔ اسراف و فضول خرچی کی ممانعت کرنا، میانہ روی کی تاکید کرنا، عزیزوں۔ پڑوسیوں، قرابت داروں، مسکینوں، غریبوں کے ساتھ نیکی کرنا، مسافروں اور سائلوں کی امداد کرنا۔ غلاموں اور قیدیوں کے ساتھ احسان کرنا، معاہدوں کا خیال رکھنا نیکی اور بھلائی کی بات کرنا، انسانیت کے مابین محبت پیدا کرنا، کسی کو نہ چڑانا، ذاتی معاملہ میں کسی کو برا بھلا نہ کہنا۔ نہ کسی کے بُرے ناموں سے یاد کرنا، خدمت و اطاعت، حق گوئی، انصاف پسندی سے کام لینا، سچی گواہی دینا، گواہی کو نہ چھپانا۔ نرمی سے بات کرنا اتحاد و اتفاق کرنا، صلح کرنا، یتیم کی کفالت کرنا، ظالم حکمرانوں کے خلاف اعلائے کلمۃ الحق

Marfat.com

بلند کرنا، ناپ اور تول میں بے ایمانی نہ کرنا، زنا سے باز رہنا، گھر میں بے اجازت داخل نہ ہونا دشمنوں تک سے عدل و انصاف کرنا، چغلخوری، طعنہ زنی اور تہمت دھرنے سے رکنا، کپڑوں کی پاکیزگی و طہارت کا لحاظ رکھنا گفتگو میں ادب کا لحاظ رکھنا، زیادتی اور ظلم سے بچتے رہنا، کفر و شرک سے بچنا، بدگمانی نہ کرنا، شجاعت و بہادری سے کام لینا، ضرورت مندوں کو قرض دینا، ثبات قدم اور استقلال پر دل جمعی سے قائم رہنا، لڑائی کے گھمسان سے بھاگ نہ کھڑے ہونا، مال و دولت سے الفت نہ کرنا، تعدی و تجاوز سے رکنا روکنا، معاملات میں سچائی اور دیانت داری سے کام لینا، رفتار میں وقار رکھنا، حسن اخلاق سے پیش آنا، چوری ڈاکہ اور فسق و فجور سے کوسوں دور رہنا، عورتوں کے ساتھ نیکی کرنا ہر کام پر تقوی اختیار کرنا۔ یہی وہ تعلیمات ہیں جن کے لئے آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تھے۔ یہ زریں نصائح انسانی اخلاقیات کا عظیم ذخیرہ ہیں۔ مندرجہ بالا تمام اصول دنیائے انسانیت میں ایک دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انسانیت کو کونسا رہبر یا پیشوا ایسا ملا ہے جس نے ایسی بے مثال تعلیم کا درس دے کر، چرواہوں کو سلطنتوں کا فاتح بنا دیا جن کے دامن میں اپنے جینے کا کچھ توشہ نہ تھا انہیں دوسروں کے لئے پشتیباں اور چارہ ساز بنا دیا اور جس نے بے راہ رووں کو راہبر و رہنما، بدنصیبوں کو بانصیب بھٹکے ہوؤں کو ہادی، جاہلوں کو عالم، شرابیوں کو متقی دشمنوں کو دوست بنا دیا۔ اس کا پروگرام اس کی تعلیم کیسی پر اثر ہوگی، کیسی جامع اور ہمہ گیر ہوگی اس کا اندازہ آپ کو صحابہ کرامؓ کی ابتدائی اور آخری زندگی سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ یہ اخلاقی تعلیمات قوموں کے عروج کا مظہر ہیں۔ زمانوں کی تعمیر انہی انسانی اخلاق کی بلندی کے بعد ممکن ہے مندرجہ بالا اصولوں سے معلوم ہو گیا کہ انسانی اخلاق کا کوئی جز ایسا نہ ہوگا جو داعی اسلام کی تلقینات سے خالی رہ گیا ہو؟ آپؐ فرمایا کرتے تھے۔ اپنے جسم کو نجاست سے پاک رکھو۔ کپڑوں کو میل کچیل سے دور رکھو۔ زبان کو گندی باتوں سے اور دل کو جھوٹے اعتقاد سے محفوظ رکھو۔ وعدہ و اقرار کی سخت پابندی کرو۔ لین دین میں کسی سے دغا نہ کرو۔

Marfat.com

خطبۂ غزوہ تبوک

دلائل بیہقی اور حاکم میں عقبہؓ سے روایت منقول ہے کہ انہوں نے بتایا ہم حضور صلی اللہ کے ہمراہ غزوہ تبوک کے لئے نکلے۔ ایک شب جب آپ خواب سے بیدار ہوئے تو سورج ایک نیزے کے بقدر طلوع ہو چکا تھا آپ نے فرمایا۔ اے بلالؓ میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ ہمیں فجر کے وقت بیدار کر دینا۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ، مجھے نیند نے بے بس کر دیا تھا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ اس جگہ سے ہٹ کر تھوڑی دور آگے جا کر اترے اور نماز ادا کی پھر باقی دن رات چلتے رہے اور تبوک میں صبح ہوئی۔ وہاں آپ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا ——— اما بعد

——— سب سے سچی بات اللہ کی کتاب ہے ——— مستحکم و قابل اعتماد چیز کلمۂ تقویٰ ہے۔

——— تمام ملتوں سے بہترین ملت ابراہیم ہے ——— سب سے عظمت والی بات اللہ کا ذکر ہے ——— سب سے احسن قصہ قرآن ہے ——— سب سے بہتر کام استقلال والا ہے ——— سب سے بدتر کام بدعات ہیں۔

——— سب سے بہتر راہ انبیا کی راہ ہے ——— سب سے بہتر موت شہدا کی موت ہے۔ اندھوں کا اندھا وہ ہے جو ہدایت کے بعد گمراہ ہو جائے۔ (یعنی مرتد ہو جائے)

——— بہتر اعمال میں سے وہ عمل ہے جو نفع دے ——— بہترین طریقہ وہ ہے جس کا اتباع کیا

جائے اور بدترین نابینائی دل کا کور ہونا ہے ـــــ اونچا ہاتھ (دینے والا) نیچے ہاتھ (لینے والا)
سے بہتر ہے اور جو تھوڑا اور کافی ہو وہ اس سے بہتر ہے ـــــ جو زیادہ اور نیکی سے روکے یا
غافل کردے بے فائدہ ہی نہیں نقصان والا ہے ـــــ بدترین معذرت (توبہ) وہ ہے جو
ادنٰی کے وقت کی ہو ـــــ بدترین ندامت قیامت کی ذلت ہے ـــــ کچھ لوگ ایسے ہیں جو
بعد میں دیر سے آتے ہیں۔ کچھ لوگ اللہ کو اپنی اغراض کے لئے یاد کرتے ہیں۔ جھوٹوں کی زبان
تمام خطاؤں سے بڑی خطا ہے۔ بہترین بے نیازی قلب کی بے نیازی ہے۔ بہترین توبہ تقوٰی
ہے۔ دانائی اللہ عزّوجلّ کا ڈر ہے۔ سب سے زیادہ عظمت والی بات قلب میں یقین و
دل کا ہونا ہے۔ شک کرنا از قبیل کفر ہے۔ واویلا (ماتم و بین کرنا) جاہلیت و کفر کے کاموں میں سے
ہے۔ غل کرنا ـ شرار دوزخ میں سے ہے۔ نشہ آگ کا داغ ہے۔ شعر[1] ابلیس کی طرنگی ہے۔
شراب گناہوں کو جمع کرنے کا سبب ہے بدترین خوراک یتیم کا مال ہے۔ نیک بخت وہ ہے
جس کو نصیحت کئے بغیر نصیحت ہو جائے۔ بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ سے بدبخت
پیدا ہوا ہو۔ اور تم میں سے ایک آدمی چار گز (قبر) کی جانب میں جائے گا۔

لہ اس سے مقصود شاعرانہ نفسانیت، اتباع ہوٰی اور غلیظ قسم کے اشعار سے ہے

Marfat.com

خطبہ حجۃ الوداع

تعمیر انسانیت کی سب سے پہلی دستاویز

آج آخری حجۃ کا دن ہے۔ شمع رسالتؐ کے گرد ایک لاکھ پروانوں کا ہجوم ہے عرفات کا میدان ہے، اسلام کی آخری دستاویز پیش کی جا رہی ہے۔ جاہلیت کے رسوم توڑنے کا اعلان کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا۔

"آج عرب کے تمام انتقامی خون باطل کر دیئے گئے یعنی تم سب ایک دوسرے کے قاتلوں کو معاف کر دو اور سب سے میں اپنے خاندان کا خون اپنے بھتیجے ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں"۔

کائناتی انسان کا نجات دہندہ اعلان کرتا ہے۔

- سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے ہم اس کی حمد کرتے ہیں اس کی مدد چاہتے ہیں اسی سے معافی مانگتے ہیں۔ اسی کے پاس توبہ کرتے ہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کا بندہ اور رسولؐ ہے۔
- اللہ کے بندو میں تمہیں اللہ سے ڈرنے کی تاکید کرتا ہوں۔
- اے لوگو مجھ سے سنو۔ میں بتاتا ہوں شاید تم پھر نہ مل سکو۔ تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری آبروئیں تمہارے لئے (ایک دوسرے پر) قیامت تک حرام ہیں۔ ایسے ہی حرام و محترم جیسے ـــــ آج کے دن۔ آج کے مہینے اور شہر کی حرمت ہے۔ ہاں میں پہنچا دیا۔ اے اللہ تو گواہ رہنا۔

Marfat.com

اس پر راضی ہے کہ اس کے سوا دیگر ایسی باتوں میں اس کی اطاعت کی جائے جس کو تم اپنے اعمال میں حقیر سمجھتے ہو۔ اس لئے شیطان سے محتاط رہنا۔

- جس چیز کو خدا نے حلال کیا وہ حلال ـ جس کو حرام کیا وہ حرام
- تمہاری عورتوں کے لئے تم پر حق ہیں اور تمہارے لئے ان پر یہ کہ وہ تمہارے بستر پر کسی اور کو نہ آنے دیں۔ اور گھر میں تمہاری اجازت کے کسی کو داخل نہ ہونے دیں اور کوئی برے فحش کام کا ارتکاب نہ کریں۔

اگر وہ ایسا کریں تمہیں ان پر سختی کی اجازت ہے۔ ان کے ساتھ سونا بند کردو یا ان کو غیر شدید ضرب لگاؤ۔ اگر وہ تمہاری اطاعت کرنے لگیں۔ توان کو اچھے دستور سے کھانا کھلاؤ۔ اچھا پہناؤ۔ میں عورتوں کے متعلق تمہیں بھلائی کی تاکید کرتا ہوں ہاں میں نے پہنچا دیا ۔ اللہ گواہ رہنا۔

- لوگو، تمہارا رب ایک، باپ ایک، تم سب آدم سے ہو۔ اور آدم مٹی سے۔ اللہ کے ہاں سب سے اچھا وہ ہے جو تم سب سے زیادہ متقی ہے۔
- کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں۔
- حاضرین کو چاہیئے کہ میری بات غیر حاضروں تک پہنچا دیں۔

تلخیص

از ابن ہشام ص ۹۶۸

تاریخ یعقوبی — تاریخ ہجری ص ۱۷۵۲

سنن دارقطنی

Marfat.com

● — جاہلیت کے سود گرائے جاتے ہیں۔ جاہلیت کے آثار توڑے جاتے ہیں غرور، کبر، مال و دولت کے سبب کوئی کسی پر رعب نہ ڈالے۔ عمل اور تقویٰ خدا کو محبوب ہے۔

● — قتل عمد پر قصاص ہے۔

● —

فرمایا۔ جاہلیت کے تمام سودی لین دین اور کاروبار آج باطل کئے جاتے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنے چچا عباسؓ کا سودی بیوپار توڑتا ہوں"

فرمایا —— میں تم میں دو مرکزی چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ خدا کی کتاب اور اپنی سیرۃ

فرمایا —— میں جاگیرداروں کے گھمنڈ مٹانے آیا ہوں میرے دین میں چھوت چھات خاندانی اونچ نیچ کی کوئی حیثیت نہیں۔

فرمایا —— آج کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا۔ آج کے بعد کفر کو کھل کے مقابل آنے کی جرأت نہ ہوگی شرط یہ ہے تم ایک رہو اور مومن رہو

فرمایا:۔ جب کوئی جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو سے فرشتے اس سے میل دور چلے جاتے ہیں۔ (ترمذی)

فرمایا:۔ سچائی کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ سچ نیکی ہے اور ہر نیکی بہشت لے جاتی ہے (صحیین)

فرمایا:۔ جھوٹ سے بچو کہ جھوٹ دوزخ میں لے جاتا ہے (〃)

فرمایا:۔ جھوٹ بولنے سے رزق گھٹ جاتا ہے۔ (〃)

فرمایا:۔ میں اخلاق کی تکمیل کے لئے دنیا میں آیا ہوں (مشکوۃ)

فرمایا:۔ تم سب میں اچھا وہ ہے جو خوش خلق ہو (مشکوۃ)

فرمایا:۔ مجھے سب سے محبوب وہ ہے جو اچھے خلق والا ہو (〃)

فرمایا:- اللہ کا ڈر اور خوش خلقی جنت میں لے جائیں گے (ترمذی)

فرمایا:- مومن نہ طعن کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا اور بکنے والا نہ زبان دراز (بیہقی)

فرمایا:- جو شخص خاموش رہا اس نے نجات پائی۔ (دارمی)

فرمایا:- دینی امور میں ملامت سے نہ ڈرو اور سچی بات کہہ دو اگرچہ وہ تلخ ہو (بخاری و مسلم)

فرمایا:- کسی بھائی کی غیبت کرنا زنا سے بدتر ہے (بیہقی)

فرمایا:- اس پر افسوس ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولے (عن بہز بن حکیم)

فرمایا:- حیا ایمان کی علامت ہے اور ایمان جنت کا ذریعہ ہے۔ بے حیائی گندگی ہے اور گندگی دوزخ کا ذریعہ ہے (مشکوۃ)

فرمایا:- بے حیا ہو کر جو چاہو کرو (بخاری)

فرمایا:- خدا نرمی کرنے والا ہے اور ہر معاملے میں نرمی کو دوست رکھتا ہے (بخاری مسلم)

فرمایا:- خدا فرماتا ہے تواضع اختیار کرو کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے (مشکوۃ)

فرمایا:- اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور اسی حالت میں موت دے اور روز محشر میں مسکینوں میں مجھے اٹھا۔ (عن ابی سعید خدری)

فرمایا:- دنیا میں زہد اختیار کر اللہ تجھ سے محبت کرے گا۔ (ترغیب و ترہیب)

فرمایا:- سب سے بڑا زاہد وہ ہے جو قبر اور مصیبت کو فراموش نہ کرے (")

فرمایا:- چھ چیزوں کی تم ضمانت دے دو جنت کی ضمانت میں دیتا ہوں۔ ہر بات سچ کہو، ہر وعدہ پورا کرو کسی امانت میں خیانت نہ کرو۔ شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ آنکھیں نیچی رکھو۔ ہاتھوں کو برے کام سے روکو (مشکوۃ)

Marfat.com

فرمایا:۔ جب کوئی قوم بدعہد ہو جاتی ہے اس پر دشمن غالب ہو جاتا ہے (مشکوۃ)

فرمایا:۔ خدا فرماتا ہے میں قیامت میں اس کا مخالف ہوں گا جو مزدور سے پورا کام لے اور اس کی اجرت نہ دے۔ (مشکوۃ)

فرمایا:۔ وہ شخص ایمان دار نہ ہوگا (تین دفعہ فرمایا) جس کا ہمسایہ اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہو (بخاری مسلم)

فرمایا:۔ ہمسائے کو ستانے والا دوزخ میں جائے گا (مسند احمد)

فرمایا:۔ جو اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ پڑوسی کو تکلیف نہ دے (بخاری)

فرمایا:۔ جب شوربہ پکاؤ تو پانی زیادہ ڈال دو اور پڑوسی کا خیال رکھو (مسلم)

فرمایا:۔ وہ مومن نہیں جس کا ہمسایہ بھوکا ہے اور وہ وہ پیٹ بھر کر سو گیا۔ (مشکوۃ)

فرمایا:۔ اللہ کی رضا ماں باپ کی رضا میں اللہ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں (مسند حاکم)

فرمایا:۔ خدا کو سب سے پسند عمل نماز پڑھنا اور والدین کی فرمانبرداری ہے (بخاری مسلم)

فرمایا:۔ جو شخص چاہتا ہے کہ میرے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر میں زیادتی ہو تو اسے چاہیئے کہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے (بخاری)

فرمایا:۔ بہادر پہلوان وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے پر قابو رکھے۔ (بخاری مسلم)

فرمایا:۔ غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو (ابو داؤد)

فرمایا:۔ اعتدال کرو۔ اعتدال کرو۔ اعتدال کرو

فرمایا:۔ کام اسی قدر اختیار کرو جس قدر میانہ روی کر سکتے ہو (کنز العمال)

جس نے دنیا میں ریشم پہنا اسے آخرت میں نہیں ملے گا (بخاری)

فرمایا:- جو شخص ایمان رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ مہمان کی حتی الوسع خدمت کرے اچھا کھانا ہو سکے تو کھلائے تین دن تک اس کا حق ہے۔ دروازے اس کے ساتھ جانا سنت ہے۔

فرمایا:- اپنے دلوں کو برقرار رکھو اگر لوگ تم پر احسان کریں تم بھی احسان کرو اور اگر برائی کریں تو تم ظلم نہ کرو (یعنی اعتدال سے بدلہ لو) (ترمذی)

فرمایا:- قسم ہے میرے جان کے مالک خدا کی کہ جنت میں رحم کرنے والے ہی جائیں گے۔ (کنزالعمال)

فرمایا:- تم دنیا والوں پر رحم کرو خدا تم پر رحم کرے گا (ابوداؤد)

فرمایا:- اللہ پر بھروسہ رکھو جیسا کہ بھروسہ کا حق ہے۔

فرمایا:- میرے پاس احد پہاڑ کے برابر خالص سونا ہو تو میں خوش ہوں کہ وہ تین راتوں میں خرچ ہو جائے اور اس میں سے کچھ بھی میرے پاس نہ رہے یعنی غریبوں اور حاجتمندوں کے پاس چلا جائے۔ (ذخرالمواعظ عن ابی ہریرہ)

فرمایا:- غنیٰ کثرت مال سے نہیں ہوتا بلکہ غنائے قلب سے ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

فرمایا:- تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو دنیا کے لئے اپنے دین کو نہ چھوڑے اور نہ دنیا کو آخرت کی وجہ سے اور لوگوں پر بوجھ نہ بنے، (کنزالعمال)

فرمایا:- اس وقت تک کوئی آدمی مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ دوسرے کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے (صحیحین)

آنحضرتؐ ایک افصح العرب خطیب

ارسطو لکھتا ہے۔

الخطابة فن من فنون القول	خطابت قول کے فنون میں سے ایک فن ہے
يخاطب به الجمهور وتيجة الى	اور اس سے جمہور کو متوجہ کیا جاتا ہے خطابت
الاقناع والاسماد عن طريق	گوش اور نگاہ دونوں کو قبولیت
السمع والبصر معًا	کی طرف راغب کرتی ہے۔

ارسطو آگے لکھتا ہے۔

خطیب کا کام ہے کہ اپنے بیان پر دلیل و برہان کے ذریعے سامعین کو مطمئن کر سکے علاوہ ازیں خطیب کے لئے ضروری ہے کہ وہ بلند آواز ہو۔۔۔۔۔

- افہام و تفہیم کا خاص ملکہ رکھتا ہو۔
- خطاب کھڑے ہو کر یا کسی امتیازی شان سے کرنے کا عادی ہو۔

خطابت ـــ حق و صداقت کی آواز ہوتی ہے نہ کہ داد حاصل کرنے کا ذریعہ

خطابت ـــ اپنے ما فی الضمیر کے اظہار کا اعلیٰ معیار ہے نہ مضمون کو پراگندہ کرنے کا آلہ۔

خطابت ـــ ایک خاص عنوان اور پیغام کی صورت ہے نہ کہ خوش گو کی سحر طرازی۔"

Marfat.com

خطابت — ایک داعی انقلاب کا عظیم معیار ہے نہ کہ پریشان حال واعظ کا پیشہ،
خطابت — پیغام رسانی اور تاثیر کا اعلیٰ ذریعہ ہے نہ کہ فساد کی بنیاد،
آیئے مکہ اور مدینہ کے سب سے بڑے خطیب کو دیکھئے اس نے نطق و گویائی میں کیسا مقام پایا۔ ان کے بڑے رفیق ابوبکر صدیق کی رائے ملاحظہ ہو۔

لقد طفت فی العرب وسمعت فصحاءھم فما سمعت افصح منک۔ — میں عرب کے اطراف واکناف میں پھرا ہوں مگر آپ سے زیادہ فصیح کسی کو نہ پایا۔

آپ کی رفیقہ حیات عائشہؓ کا قول ہے۔

کان صوت رسول اللہ یبلغ حیث لایبلغ صوت غیرہ — رسول اللہ کی آواز ایسی بلند تھی کہ کسی دوسرے کی آواز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی،

اب دیکھئے اسی داعی انقلاب کے خطیبانہ اعجاز سے ہر سننے والا مسحور ہوتا ہے، خود ابوجہل ان کے جامع کلام اور بے مثال فصاحت پر رطب اللسان ہے۔ آپؐ کے ایک ایک جملے میں معنویت کا اعجاز، اور جامعیت کی رعنائی نمایاں ہوتی تھی — پھر خطیب کی جو علامات بقراط نے لکھی ہیں، اس کے مطابق خطیب کا ماہر نفسیات ہونا۔ بارعب ہونا جری ہونا بھی شامل ہے۔

ہمارے محسنؐ سا کوئی ماہر نفسیات ہوگا کہ۔

- — جو انسانیت کی نبض پر ہاتھ رکھتا ہے۔
- — حیوانوں کی چال سے ان کا دعویٰ سمجھتا ہے۔
- — حالات کے پیچ و خم میں کامیابی سے گزر جاتا ہے۔
- — موقع بہ موقع غیر مسلموں کے لئے تالیف قلوب کا سامان کرتا ہے۔
- — لڑائی کا اندیشہ ہو تو صلح کا نقشہ چھوڑ جاتا ہے۔
- — دلوں کے رموز بصیرت کی آنکھوں سے سمجھ جاتا ہے۔

پھر رعب میں ایسا کہ

- سراقہ پر وجاہت کی تلوار چلی وہ گر رہا ہے۔
- قاتل پر غضب کی نظر اٹھی تلملا اٹھا ہے۔
- ان کے احباب رعب کا نقشہ باندھتے ہیں۔
- دشمن چہرہ دیکھتا ہی لرز اٹھتا ہے۔
- سامنے آنے والا قوت وسطوت سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔
- آواز میں ایسا طنطنہ کہ تبوک میں دشمن کی سواریوں کا پیشاب نکل رہا ہے۔

جری ایسا کہ

- تن تنہا وادی جنگ میں کود رہا ہے۔
- مخالف معاشرے میں ۱۳ سال کے تلخ ایام گزار رہا ہے۔
- دھمکیوں سے اس پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔
- سر لینے والا سر دے کر جا رہا ہے۔
- نظر بندی سے اسے گھبراہٹ نہیں۔
- اپنوں کی دشمنی پر اسے کچھ شکوہ نہیں۔
- قیصر و کسریٰ سے آنکھیں چار کرتا ہے۔
- مکہ کا حزب اقتدار طبقہ اسے زک دیتا ہے مگر وہ اپنے موقف پر قائم ہے۔
- ۱۹ غزوات میں خود جا کر میدان کا نقشہ باندھتا ہے۔

اس کی کلام میں جادو اثر ہے، اس کے بیان میں بلا کا اعجاز ہے، اس کی خطابت کا لفظ لفظ کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان سے مہک رہا ہے۔

اسلوب خطابت

نبی علیہ السلام نے زمین، منبر، اونٹ بلکہ اونٹنی پر بھی خطبہ دیا ہے۔ کبھی خطبہ کے

Marfat.com

وقت آپؐ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں آواز بلند ہو جاتی اور جلال بڑھ جاتا۔

- آپؐ جو بھی خطبہ دیتے اس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تعریف سے کرتے [۱]
- آپؐ جب منبر پر تشریف لاتے تو چہرہ انور لوگوں کی طرف پھیر لیتے "السلام علیکم" فرماتے۔ امام شعبیؒ کے مطابق ابوبکرؓ و عمرؓ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔
- آپؐ اپنا خطبہ استغفار پر ختم فرماتے تھے۔
- آپؐ زیادہ تر قرآن مجید ہی سے خطبہ دیتے تھے۔
- جب خطاب کی ضرورت ہوتی اس وقت خطاب فرماتے۔
- آپؐ نے فرمایا۔ جس خطبہ میں شہادتین[۲] کا ذکر نہیں وہ خطبہ کٹا ہوا ہاتھ ہے۔
- آپؐ کے منبر کی تین سیڑھیاں تھیں۔ آپؐ موذن کی آذان سے پہلے اور بعد کچھ نہ فرماتے پھر جب آپؐ خطبہ پڑھتے تو کوئی انسان بات نہ کرتا۔
- جب آپؐ خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے تو عصائے مبارک ہاتھ میں لے لیتے۔
- کبھی آپؐ کمان پر بھی سہارا لگا لیتے،
- کبھی آپؐ مختصر خطبہ ارشاد فرماتے۔ کبھی عند الضرورت طویل خطبہ دیتے [۳]

---

[۱] :۔ زاد المعاد حصہ اول صؔ ۱۴۶ علامہ ابن قیم

[۲] اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول للہ

[۳] :۔ ایضاً صؔ ۱۴۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سائنسی اصول

دنیائے فکر وخیال کے افق پر ایک عرصہ تک یہ آواز گونجتی رہی کہ اسلام اور سائنس دو الگ الگ چیزیں ہیں لیکن حقیقت کے آئینہ سے دیکھنے والوں نے جان لیا کہ اسلام اور سائنس میں کوئی تناقض ہے نہ ہی سائنسی ایجادات الحاد کا پشتہ ہیں، بلکہ اسلام کے بنیادی اصولوں میں مادیات کے ابواب کھولنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے عناصر ترکیبیہ کی نشاندہی کی اور وسیلہ و مقصود کے راستے سے سائنس نے اکتشافات کا منہ کھول دیا۔

عصرِ حاضر کے سائنسدانوں پہ حیف ہے کہ ارتقائی مدارج کے سب سے بڑے مرکز اور مادیات و روحانیات کے منبعِ اعظم اسلام سے نظر بچا کر خالقِ مادیات کے وجود کا انکار کر بیٹھے۔

فی الحقیقۃ حقیقت کا حجاب اٹھانے سے نظر آتا ہے کہ سائنسی مادیت کا ارتقاء ہی روحانیت کا رہینِ منت ہے اور سائنس کی کوئی چیز اس سے مستغنی نہیں ہو سکتی۔

سائنسی ایجادات کے تخلیقی مدارج ۔ اسلام اور شارعِ اسلام نے عقل و خرد کو نمایاں مقام

بخشا۔ اپنی ہدایات کے بیشتر مواقع میں "یاُولِی الْاَلْبَاب" کا لفظ کہہ کر اہلِ عقل کی حوصلہ افزائی کی۔ علاوہ ازیں "لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ" کا عنوان مختلف ابواب میں چھوڑا۔

وجہ یہ تھی کہ خالق کی مصنوعات میں عقل دوڑائی جائے جہاں تک اس کے سمندر میں اُتر سکتے ہو اُتر جاؤ، کچھ اس سے بنانا چاہو بنا ڈالو، ساری زمین میں گھوم جاؤ میری کرشمہ سازیاں ملاحظہ کرو پہاڑوں کو دیکھو ان سے نفع حاصل کرو، بساطِ ارض پر نظر ڈالو اس سے زراعتی مفاد نکالو، لوہے کا معائنہ کرو اسکو ڈھال کر جو بنانا چاہو تامل نہ کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب شہنشاہِ کائنات اور حاکم و صانعِ حقیقی نے زمین کو پیدا کیا تو وہ کانپنے لگی۔ تب اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور ان کو زمین پر جم جانے کا حکم دیا۔

ملائکہ نے پہاڑوں کی شدتِ صلابت پر تعجب کیا اور کہنے لگے اے پروردگار! تیری مخلوق میں کوئی چیز پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا ہاں لوہا، اس پر ملائکہ نے کہا اس سے زیادہ؟ فرمایا ہاں! آگ (جو لوہے کو موم بنا دیتی ہے) ملائکہ نے پھر پوچھا اس سے بھی زیادہ سخت، فرمایا ہاں! پانی (جو آگ کو خاک کر دیتا ہے) ملائکہ نے پھر پوچھا اس سے بھی زیادہ سخت، تو اللہ نے فرمایا ہاں اولادِ آدم (ترمذی)

دیکھا آپ نے کہ جن مادی عناصر پر سائنس کی بنیاد رکھی گئی ہے انہیں کس اہمیت سے مالکِ حقیقی نے پیدا کیا۔ پھر ان مادیات سے غفلات

ؔ قل سیروا فی الارض (القرآن) ؔ وانزلنا الحدید فیہ باس شدید الخ

کرنے والے انسان کو کیسے احسن طریقے سے سب سے اعلیٰ بنایا۔

غور کیجئے کہ دنیا نے اکتشافات انہیں مدارج سے گزر کر ہی تو سائنسی ارتقاء کی منزل کو پہنچی۔ جس کی خبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو برس پہلے دنیا کو دی، جب کوئی عقل اس ارتقاء سے ہم کلام نہ تھی۔ آج ان سارے عنوانات کو سمجھ کر سائنسی مفکروں نے عقل کے گھوڑے دوڑانا شروع کر دیے۔ پہاڑوں سے مفاد لینے کے لئے تراشنے کے آلے بنائے۔ سیمنٹ اور اس کے ڈھلاؤ کی مختلف ترکیبیں نکالیں، لوہے سے نئی نئی مصنوعات تیار کیں، مشینوں، انجنوں، اوزاروں اور ہر قسم کے فولادی ہتھیاروں کا سامان نکالا۔ عقل بخشنے والے نے عقل بخشی، سارا میٹیریل (Material) اسی نے دیا۔ صرف ان ٹوٹے ہوئے اجزاء کی ترکیب و تحلیل انسان پر چھوڑ دی۔

ادھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شور اور بنجر زمین کے مختلف اوصاف بیان فرمائے۔ لو اسی پر زراعتی آلات تیار کئے گئے اور کھاد کی قسمیں نکلنے لگیں۔

پیدا کرنے والے نے کئی قسموں پر لکڑی پیدا کر دی کہ یہ نمونہ فرنیچر میں میزوں اور لکڑی کے مختلف مکانوں کے لئے کارگر ہوگا۔ دوسرا نمونہ الماریوں، مضبوط ڈبوں، مختلف پھول بوٹوں والی زیبائش سے معمور مصنوعات کے لئے موزوں ہوگا۔ بس اسی خاطر نئے نئے اوزار بن گئے۔ نئی نئی لکڑی کی خراد مشین لگ گئی۔

انسانی تخلیق کے مراحل ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی تخلیق کے ابتدائی مدارج میں فرمایا انسان ماں اور باپ کے پانیوں کے اجتماع کا Result (نتیجہ) ہے اس اجتماع کے بعد وہ ایک لوتھڑا بنتا ہے، پھر ایک ہڈی بنادی جاتی ہے، اس پانی پر نقشہ بھی قائم کر دیا جاتا ہے پھر ہر اعضاء کی علیحدہ علیحدہ حیثیت کر دی جاتی ہے۔ بس اسی اصول پر ڈاکٹروں کے ڈاکٹر تحقیق (Research) کے لئے بیٹھے، مشینیں نکل آئیں۔

آلات، ادویہ اور بیشتر امراض کی تشخیص میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اصول بتائے، ذہن وطبیعت کے متعلق کئی رموز نکالے ۔ انہی مرکزی اصولوں کی تہہ میں دنیا پہنچ گئی اور علم ابدان کا عظیم فن معرض شہود میں آگیا ۔ ایک موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انسانی جسم میں ایک ٹکڑا ایسا رکھا گیا ہے جس کے درست ہونے کی صورت میں سارا جسم صحت مند رہتا ہے اور اس کے خراب ہونے کی صورت میں سارا جسم خراب ہو جاتا ہے وہ ٹکڑا انسانی دل ہے۔ الحدیث

عصری سائنس پر اسلامی اصولوں کا امتیاز ۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سے آپ نے معلوم کیا کہ سائنسی ایجادات اسلامی اصولوں کی وضاحت ہیں ۔ مگر مجھے یہ بات کہنے میں کچھ باک نہیں کہ عصری سائنس فقط مادہ کے ستون پر کھڑی ہے جبکہ اسلامی اصولوں کا تقاضا ہے کہ اس میں روح بھی کارگر ہو جیسے

Marfat.com

انسان بغیر روح کے ایک عجیب الخلقت صورت تو ہے مگر اس کا مفاد کسی کو نہیں۔ یہ روح کیا ہے، اللہ کا امر ہے جس کے باعث دنیائے کون و مکاں کے ہر ذرے میں حاکم حقیقی کی قدرت کرشمہ ساز ہے، جمادات، نباتات، حیوانات اور معدنیات کا کوئی ذرہ اس روح کے اثر سے خالی نہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج جسمانی کے منکرین نے کہا تھا ایک انسان کسی طرح بھی آسمانوں کی بلندیوں کو چھو نہیں سکتا۔ بس روح کے مالک نے ان کے مادی ارتقاء میں ایسا اثر کیا کہ خود چاند کے مدارج کو چھو گئے۔ آخر کہنا پڑا کہ اگر مادی قوت ایسے اکتشافات کی متحمل ہے تو روحانی قوت تو اس سے کہیں زیادہ ہے۔

آگے دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نجاشی بادشاہ کی سینکڑوں میل دور قبر کو بالکل عیاں کر دیا گیا۔ اب جس وقت دوربینوں کی ایجاد ہوتی ہے تو یہ معجزہ بھی ان کے ناقص فہم میں جگہ پا گیا۔ وہ کہتے تھے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز کس طرح سینکڑوں میل دور کے ساریہ کے کانوں تک پہنچ گئی۔ روح نے ریڈیو اور وائرلیس کی ایجاد کے بعد اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھا دیا۔

حاصل کلام یہی ٹھہری کہ اسلام ایجادات میں مادی تنوعات کے ساتھ ساتھ روح (مالک) کا دخل بھی مانتا ہے جبکہ مادیات کے علمبرداروں نے بڑی ڈھٹائی سے اس کا انکار کیا اور بیشتر الجنین الیسی انکے سامنے آئیں کہ آج تک مہر بلب ہیں[1]

---

[1] ہم نے اسکی تفصیل علامہ مسمر (اسلام کا عالمگیر نظام) کے باب اسلام اور سائنس میں کر دی ہے۔

آنحضرتؐ بحیثیت قانون ساز

قوانین مروج ہیں ، دربار عدالت کھلا ہے قتل کے ملزموں کو سزا دی جاتی ہے جاہلانہ رسموں کا خاتمہ ہوتا جا رہا ہے ، ضابطہ فوجداری کی آخری دفعہ جرم قتل ہے یہاں راضی نامے کی گنجائش بھی ہے ، چوروں کے ہاتھ کاٹے جا رہے ہیں قبیلہ ازد کی عورت غامدی بھی پاک ہونے کو آتی ہے آپؐ لوٹا دیتے ہیں وہ پھر آتی ہے ۔ــــــــــ

آپؐ کے دریافت پر علم ہوا کہ یہ حاملہ ہے ــــــــ وضع حمل کا انتظار کرو آپؐ نے فرمایا ــــــــ وہ پھر آتی ہے منے بچے کو دودھ بھی پلاؤ ارشاد ہوا ــــــــ وہ پھر آتی ہے ۔ زنا کے اقرار پر سنگسار کر دی جاتی ہے ۔ قانون بھی نرالا ہے قانون ساز بھی عجب ہے ــــ پھر مجرموں کو دیکھو وہ حیرت انگیز ہیں ــــ انجام کی خبر رکھتے ہیں ــــ مگر عدالت عالیہ قیامت کی پیشی کے خوف نے ان کو دنیوی قانون کے احترام کا سبق دیا ہے کوئی ایسا مقنن تاریخ انسانی میں نظر نہیں آیا ــــــــ

چوروں کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں ، زانی سنگسار اور قاتل گردن زدنی میں ہیں ،،

Marfat.com

- ملک خدا کا ہے بادشاہت اسی کی ہوگی
- وہ خالق و رازق ہے حکومت اسی کی چلے گی۔
- عبادت اور سجدہ کا لائق وہی ایک خدا ہے جو سب سے جُدا ہے
- نفع و نقصان کا مالک وہی ہے۔
- ایک لاکھ چوبیس انبیا کی رسالت اور تمام منزل کتابوں پر ایمان ضروری ہے۔
- میری رسالت اور میری اطاعت نیابت الٰہی میں سب سے اہم چیزیں ہیں۔
- میری سلطنت میں باوقار رہنا ہوگا۔
- خوش خلقی شعار ہوگا۔
- ہمسائے سے حسن سلوک
- اپنوں سے ہمدردی
- دشمنوں سے عدل
- ناپ تول میں کمی حرام ہوگی

Marfat.com

- کینہ، حسد، بغض، عداوت، شقاوت، خیانت، رشوت، زنا، فضول خرچی، چغلخوری، دغابازی، فریب کاری، غداری، جھوٹ، حرام اور ممنوع ہوں گے۔
- استاد کا احترام
- شیخ۔ محسن۔ مربّی کی عزّت
- محرمات سے نکاح ممنوع
- آداب فرزندی میں والدین کی فرمانبرداری لازمی
- یتیموں، حاجتمندوں، مسکینوں، غریبوں، غلاموں، بے چاروں، اپاہجوں اور ہر قسم کے دکھی انسان کی خدمت ہر ایک شہری پر لازم ہوگی۔
- عیش و عشرت، ریاکاری، نمود و نمائش، خاندانی بڑھائی، عزو نسبی شرافت، کوئی چیز نہ ہوگی۔ مساوات اور عدل کے ترازو میں ہر ایک انسان تولا جائے گا۔
- بیویوں، رشتہ داروں، بچوں، بوڑھوں سے نرمی اور انتہائی نرمی سے برتاؤ کرنا ہوگا۔
- مہمان نوازی، عاجزی و فروتنی۔ صدق و صفائی کا ہر انسان پابند ہوگا۔
- ہر معاملہ میں خدا اور اس کی جانب رجوع کیا جائے گا۔

Marfat.com

آنحضرتؐ کے معاشی قوانین

- اسلامی مملکت میں ایک بیت المال ہوگا، جہاں سے غربا و مساکین کی ضرورتیں پوری کی جائیں گی۔
- ہمسائے پر فرض ہے وہ اپنے قریبی محلہ دار کو، مکان دار کو، شہر دار کو دیکھے بھالے کہیں وہ بھوکا تو نہیں، اگر وہ بلا کچھ کھائے سو گیا ہے اور پڑوسی پیٹ بھر کر عیش کی نیند آرام کر رہا ہے تو اسے بتلا دو، تیرا محمدؐ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

فاروق اعظم نے فرمایا:۔

اگر میری مملکت میں دریائے فرات کے کنارے پر ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو میں قیامت کے روز جوابدہ ہوں گا۔ اگر ایسے بھی عذاب الجوع کا مسئلہ حل نہ ہو سکے تو پھر دیکھئے کہ مالداروں کی دولت سے زکوٰۃ کی نہریں اور صدقات و خیرات کے نالے جاری کر دیئے گئے ہیں یقیناً ان کے روپیے سے افلاس دور ہو جائے گی۔

اگر تمہاری مالی حالت اب بھی درست نہ ہو تو بنجر زمینیں آباد کرانے کا حکم دے دو جو شخص بے آباد زمین کو زرخیز بنائے گا وہ اسی کی ہو گی اور دوسروں کے لئے اس کے مال سے عشر وصول کر لیا جائے گا۔

سالانہ بیت المال میں جمع ہونے والا فنڈ تمہارے ملکی ترقیاتی منصوبوں میں بھی

Marfat.com

کام آئے گا۔

اگر ان تمام حربوں کے بعد بھی ملکی مہنگائی، غربت، افلاس دور نہ ہو تو اس کے اسباب پر غور کرو۔ کہیں تمہارے ملک کی پیداوار سمگلنگ تو نہیں ہو رہی ایسا ہو تو سرحدوں پر پہرے بٹھا دو تاکہ تمہارا مال تمہارے ملک میں رہے اور جس معاشرت کا ماحول پاکر تم سینکڑوں برائیوں سے محفوظ رہو۔ کیا پاکستان میں مندرجہ بالا کسی بھی اصول پر عمل کیا جاتا ہے۔ پھر کیوں نہ سرمایہ دار ملکی دولت پر سانپ بن کر بیٹھیں اور عیش وعشرت کے ایام گزاریں، سوشلزم کہتا ہے سب کچھ چھین لو، سرمایہ دارانہ نظام کا تقاضا ہے۔ ساری دولت سمیٹے چلے جاؤ، عیاشیاں کرو، ظلم کرو، غصب کرو۔ کسی غریب، فقیر کے لحاظ کی کوئی ضرورت نہیں۔

اب اسلام کا راستہ ہی صاف ہے وہ کہتا ہے نہ غصب کرو نہ چھینو۔ اگر حرام کی کمائی ہو تو پائی بھی نہ چھوڑو۔ حلال کی دولت ہو تو لاکھ بھی نہ چھیڑو اس صورت میں سرمایہ دار بھی محبت سے اپنا مال دے گا۔ غریب بھی اس کے خود دینے پر خوش ہوگا۔ یوں امن و سلامتی کی راہیں ہموار ہوتی چلی جائیں گی۔ بات یہ چل رہی تھی کہ ہمارے ملک میں نہ زرعی ترقیاتی سلسلہ ہے لاکھوں ایکڑ زمین ویرانگی کی نظر ہو رہی ہے۔ سمگلنگ کا دور دورہ ہے۔

زکوٰۃ وصدقات کا کوئی حکومتی مرکز ہے نہیں۔ سرمایہ دار اپنے راگ الاپ رہا ہے سوشلسٹ اپنی تعلیم دے رہا ہے۔ اب ضرورت تو ان تمام کہنہ نظاموں کو بدلنے کی ہے۔ تاکہ اسلام کے اس ہمہ گیر اور جامع نظام کی سلطنت قائم کی جائے۔ یقیناً روحانیت و مادیت کا یکساں پٹرول ترقیاتی مہم کو بہم پہنچایا جا سکتا ہے۔

اگر آپ دوکاندار ہیں

دوکانداروں کے متعلق فرمایا:۔

آپ کے لئے لازم ہے کہ آپ کسی لحاظ سے بھی خریدار کے ساتھ دھوکا نہیں کر سکتے، کم تولنے، کھوٹ ملانے، بھاؤ کرنے میں مقررہ حد سے زیادتی

Marfat.com

کرے، گاہک کو سودا کے غلط اوصاف بیان کرنے دلّال کے ذریعے خریدار پر غلط اثر ڈالنے کی قطعاً اجازت نہ ہوگی۔ اس میں آپ کا بھی فائدہ ہوگا۔ دوسرے مسلمان بھی دھوکہ کھانے سے محفوظ رہیں گے۔ اور یہ بھی سن لو۔ من غش فلیس منا۔ جس نے دھوکہ دیا وہ میرے گروہ سے نہیں ہے۔ تاجر کے لئے یہ بھی لازم ہوگا کہ اسے ایسی چیز کا سودا کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ جس کو اس نے دیکھا نہیں۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک چیز ایک ہی جگہ پڑی پڑی ایک روپے سے ۱۰۰ روپے تک پہنچ جائے اور اس کا سارا بوجھ خریداروں پر پڑے گا۔

- اگر فروخت کی جانے والی کسی شے میں نقص ہو تو اسے ظاہر کر دیا جائے ورنہ خریدار کو معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔
- اسی طرح ان جانوروں کی خرید و فروخت بھی ممنوع ہے جو شکم مادر میں ہیں کیونکہ خریدار اس کی حقیقت سے بالکل بے خبر ہے۔
- اسی طرح غیر پختہ پھلوں اور مچھلیوں کی جو پانی میں ہوں خرید و فروخت کرنے کی اجازت نہیں مگر متعینہ تعداد کا کامل علم ہو، مبادا اس میں کوئی فساد برپا ہو۔

اسی طرح ذخیرہ اندوزی بھی اس انداز سے کرنا کہ قحط یا کم یابی کی صورت میں اسے زیادہ نرخ پر بیچا جائے گا۔ یہ بھی اسلامی سلطنت میں خلاف قانون خیال کیا جائے گا۔

- پھر ایسی چیز پر بھی بولی لگانے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ جس پر کسی دوسرے کی بات چیت ہو رہی ہو۔
- پھر ایسے کام کی اجرت بھی حرام قرار دی جاتی ہے۔ جو بجائے خود حرام ہے۔ مثلاً بت بنانا، شراب کشید کرنا، کسی کی عورت، شراب، خنزیر یا کسی کتے کا فروخت کرنا، سود یا اجرت لینا دینا، وغیرہ۔ آخر میں اسلام کا معاشی خرید و فروخت میں یہ اصول

Marfat.com

خوب اچھی طرح سمجھ لو، کہ وہ خرید و فروخت میرے نزدیک قطعاً ناجائز ہے جس کے بعد جھگڑا پیدا کرنے کی کوئی بھی صورت نکل سکتی ہو" (الحدیث)

● آپ باہمی روپیہ جمع کرکے تجارت بھی کرسکتے ہو کسی ایک کے روپیہ پر تجارت بھی ہوسکتی ہے۔ یہی بیع اصطلاح شریعت میں بیع مضاربت کے نام سے موسوم ہے۔ بشرطیکہ حصّہ لبقدر مال مشروط ہو۔

معاشی ناہمواری کے موقعہ پر آپؐ نے فرمایا۔

انسانی سوسائٹی کا مداوا امداد باہمی پر ہے، مزید فرمایا کہ ایک فرد کی (معاشی) تکلیف سارے شرے کی تکلیف ہے ——————

——————

یہ تھا وہ معاشی دستور مملکت جو آج کے اشتراکی علمبرداروں سے ... ۱۴ ہزار سال پہلے روئے ارض نافذ ہوا —— جبکہ اس دور کی معاشی ضرورتوں کی ہوا بھی اس عہد میں نہ تھی ——

آنحضرتؐ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے —— معاشی ناہمواری کا سب سے بڑا سبب سرمایہ داری ہے۔ ایک مرتبہ پوری توجہ سے آپؐ نے فرمایا" ——————

" انسان سرمایہ داری کا اتنا دلدادہ ہے کہ اگر اس کے پاس کی دو بھر پور وادیاں ہوں تو وہ ایک تیسری وادی چاہے گا"

—— " انسان کے بڑھاپے اور جوانی کے دو سبب ہیں سرمایہ دار وادی اور عمر کی حرص " قرآن عظیم کا بیان ہے

—— "الھکم التکاثر ——

" تمہیں سرمایہ داری نے غفلت میں ڈال دیا ہے "

Marfat.com

آنحضرتؐ کے ازدواجی قوانین

- جس کو عصمت کی شفاف چادر پر معصیت کے دھبہ کا اندیشہ ہو اس پر نکاح کرنا فرض ہے
- سن بلوغت سے نکاح کی عام اجازت ہوگی۔
- مرد کو پسندیدگی کا پورا پورا اختیار ہوگا۔ عورت کی رضا سے بھی پہلو تہی نہ ہوگی۔
- طلاق کا حق مرد کو ہوگا۔
- بہتر یہ ہے کہ تنازعہ کے وقت صلح ہو جائے ورنہ ابتداءً ایک طلاق پر اکتفا کیا جائے۔
- مرد چار عورتوں کو بیک وقت حلقہ ازدواج میں شامل کر سکتا ہے شرط عدل ہے۔
- بیوی کا نان نفقہ، اولاد کی کفالت مرد کے ذمہ ہوگی۔
- مرد کے حکم کے بغیر بیوی گھر سے باہر قدم نہیں رکھ سکتی۔
- بیوی پر لازم ہے خلاف شریعت امر میں خاوند کی حکم عدولی کرے۔
- بیوی کے لئے ضروری ہے کہ امور دنیویہ میں خاوند کو ہر حال خوش رکھے۔

Marfat.com

- خاوند پر فرض ہے. بیوی کے جذبات کا خاص خیال رکھے۔ ہاں شرعی حدود سے متجاوز نہ ہو۔
- نکاح شغار، نکاح موقت اور متعہ وغیرہ کی تمام صورتیں میری شریعت میں حرام ہوں گی۔
- مقررہ محرمات سے نکاح کی قطعی اجازت نہ ہوگی۔
- خصی، مجبوب، خنثیٰ مشکل اور نامرد نکاح کی نعمت سے محروم ہونگے۔
- مرد قوت ارادی، قوت جسمانی، قوت فکری اور ہر اعتبار سے عورت پر ممتاز ہے۔
- اسلام بیوی کو وراثت کا حق دیتا ہے۔
- اسلام عورت کو گھر کی زینت بناتا ہے۔

اسلام میں مندرجہ بالا قوانین پر ازدواجی تعلقات کی عمارت کھڑی کی جا سکے گی۔

Marfat.com

آنحضرتؐ ـــــ بحیثیت ایک سپہ سالار

- بحیثیت ایک فوجی قائد
- بحیثیت ایک شہسوار جرنیل

بیعت عقبہ اولیٰ :ـــــ

بعثتِ نبویؐ کے گیارویں سال موسم حج میں معمول کے مطابق آنحضرتؐ دعوت و تبلیغ کیلئے مکّہ سے نکل کر عقبہ میں پہنچے، (ایسی گھاٹی جو جبل حرا اور منیٰ کے درمیان ہے) یہ گھاٹی مکّہ سے تین میل ہے۔

وہاں آپؐ کو چند افراد نظر آئے" عادت شریفہ کے مطابق آپؐ نے حد درجہ شفیقانہ انداز میں اتا پتہ پوچھا، معلوم ہوا کہ یہ لوگ خزرجی ہیں یعنی یثرب میں یہود کے ہمسائے ہیں۔
آقائے انسانیتؐ نے فرمایا :

"کیا آپ لوگ بیٹھ کر میری کچھ باتیں سُن سکتے ہیں"ـــــ وہ بیٹھ گئے ،ـــــ
ـــــ آپ نے دعوت اسلام پیش کرتے ہوئے قرآن کریم کی چند آیات تلاوت فرمائیں ـــــ وہ لوگ علماء یہود سے بارہا سُن چکے تھے کہ عنقریب ایک نبیؐ مبعوث ہونے والا ہے، خزرجیوں نے کلام الٰہی زبان نبوّت سے سُنا تو ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے ،ـــــ کوثر سے دھلی ہوئی زبان نے ایسا اثر دکھایا کہ سب کے سب اسلام لے آئے ،ـــــ یہی چھ خوش نصیب خزرجی تھے جن کے ایمان لانے سے یثرب میں اسلام اور بانی اسلام کیلئے راستہ ہموار ہو گیا ـــــ یہی یثرب ہجرت کے بعد سے مدینۃ الرسول کے نام سے مشہور ہوا۔ انہی نو مسلموں

کے ذریعے رسول اللہ کا ذکر دوسرے خزرج کے قبائل تک پہنچ گیا۔ اگلے سال اوس و خزرج کے ۱۲ اصحاب مکہ مکرمہ آئے۔ اور اسی گھاٹی سے آپؐ سے ملاقات کی۔

ان بارہ افراد میں ۵ سابقہ خزرجی تھے، باقی سات آدمیوں نے بھی آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کرلی، یہ بیعت اسلام میں بیعت عقبۂ اُولیٰ کے نام سے مشہور ہے۔

اس بیعت کے شرائط میں ہے ــــــــ

"ہم خدا کو ایک مانیں گے۔ اس کا شریک نہ ٹھہرائیں گے، چوری اور زنا سے باز رہیں گے، اپنی اولاد (لڑکیوں) کو قتل نہ کریں گے، کسی پر جھوٹ بہتان نہ لگائیں گے، نہ کسی کی چغلی کھائیں گے، تمام باتوں میں نبی صلعم کے فرمانبردار رہیں گے۔"

رخصت کے وقت اہلِ یثرب کے تقاضے پر آنحضرتؐ نے مصعبؓ بن عمیر کو بطور معلم ان کے ساتھ روانہ فرمایا۔

بیعت عقبۂ ثانیہ :ــــــ

بعثتِ نبویؐ کے تیرھویں سال حج میں یثرب کے تہتر اصحاب مکہ مکرمہ آئے، ان میں دو عورتیں تھیں۔ یثرب کے مسلمانوں نے ان کو یہ بھی کہا تھا کہ رسول اللہ کو اپنے یہاں آنے کی دعوت پیش کریں، ــــ ان حضرات کے ساتھ منیٰ میں ایک الگ تھلگ مقام پر آنحضرتؐ نے ملاقات فرمائی[1] ــــ اس موقعہ آنحضرتؐ کے عم محترم عباس بھی آپؐ کے ساتھ تھے، جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے ــــ اہل یثرب میں سے کسی ایک آدمی نے اپنی قوم کو مخاطب ہوکر کہا،

"رسول اللہ سے جو عہد و پیماں باندھ رہے ہو، یہ سرخ لڑائیوں اور سیاہ معرکوں کو دعوت دینا ہے، اگر مصائب و حوادث اور مشکلات کا سچے دل سے مقابلہ کرسکو، تو عہد کرنا، اور پھر تم دُنیا و آخرت کی سرخروئی حاصل کروگے۔"

اہل یثرب معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور و خوض کرنے کے بعد آخری فیصلہ کرکے آئے تھے،

---

[1] ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق یہ ملاقات رات کو دس بجے ہوئی۔

Marfat.com

اب جان و مال کی سختیوں کا کوئی خطرہ انہیں ہراساں نہ کر سکتا تھا۔
اس وقت تمام نے یک زبان ہو کر کہا،

"خدا اور رسولؐ پر ایمان لانے کے بعد دین کی اشاعت میں ہم آپکی پوری پوری امداد کریں گے، اپنے شہر میں آپکی اور آپؐ کے دوسرے ساتھیوں کی اپنے اہل و عیال کی مانند حفاظت کریں گے"۔

آنحضرتؐ نے فرمایا:

"تمہارا خون میرا خون ہے، تم میرے ہو، میں تمہارا ہوں"[1]۔

ایک روایت میں آپؐ نے فرمایا:

"میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہوگا"[2]۔

اسی طرح والیٔ مکہ کے دین کی کرنیں یثرب پہنچیں اور وہاں سے جمیع آفاق کو ایمان و ایقان کی دولتوں سے منور کر دیا ——— فی الحقیقہ یہی بیعت عقبہ، اسلام کی سیاسی زندگی کا سنگِ بنیاد تھی، عقبہ کی اس دوسری اور ایک حساب سے تیسری بیعت کے بعد صحابہ کیلئے یثرب کی طرف ہجرت کی اجازت ہو گئی، چنانچہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں آئے دن یثرب روانہ ہوتی رہیں، اس ہجرت میں صحابہؓ نے جو مال کی فقید المثال قربانیاں پیش کیں، وہ ایثار و قربانی کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی ہوئی ہیں۔

مشرکین کا منصوبہ :-

ادھر مشرکین کو کھٹکی کہ مسلمانوں کے ایک جگہ جا کر منظم ہونے سے ہمارا مستقبل خطرے میں پڑ جائے گا ——— چنانچہ دار الندوہ میں اجلاس ہوا اور باہمی طے پایا کہ

"رسول اللہ کو زنجیریں پہنا کر ایک دور افتادہ مقام میں محصور کر دیا جائے، یا حضورؐ کو ایسی جگہ جلا وطن کر دیا جائے کہ جہاں سے وہ اپنے یثربی ہمنواؤں سے کوئی رابطہ نہ رکھ سکیں۔ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا جائے"۔

---

[1] سیرۃ النبیؐ جلد اول ص ۲۴۶ علامہ شبلی [2] رحمۃ اللعالمین ج ۱ ص ۸۱

پہلی تجویز تو جانثارانِ نبوّت کے خوف سے ردّ ہوئی ــــــ دوسری تجویز کے مطابق کوئی چھپانے جگہ ایسی نظر نہ آئی، چنانچہ آخری پر اتفاق رائے ہوگیا۔

دشمنانِ نبوت کی اس تجویز کے بالمقابل ربّ ذوالمنن بھی آنحضرتؐ کی حفاظت کا ذمہ لے چکے تھے[1] چونکہ مشرکینِ مکّہ ابوطالب کے دور میں آپ کو مخالف ہواؤں کے کرتے میں ناکام رہے تھے، اس لئے بھی یہ غنیمت کا موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دے سکتے تھے۔

اس تیسری تجویز کو عملی صورت دینے کیلئے ہجرت کی رات آنحضرتؐ کا محاصرہ کیا گیا، محاصرین میں ابوجہل، عقبہ بن معیط، ابولہب، امیہ بن خلف ایسے ۱۲ سردار شامل تھے۔ (ان میں سے آٹھ غزوہ بدر میں اپنے کئے کی دنیوی سزا پاگئے) بالآخر مشیت ایزدی کے مطابق آنحضرتؐ رات کے ایک حصہ میں سورۃ یٰسین کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرتے اور محاصرین پر خاک کی مٹھی پھینکتے ہوئے ان کے فرشتوں تک کو خبر نہ ہوئی[2]

اس رات آپؐ سیدھے اپنے مخلص رفیق ابوبکرؓ کے گھر پہنچے، رسولؐ اللہ نے فرمایا، مجھے ہجرت کی اجازت ہوگئی ہے، ابوبکرؓ کہنے لگے ــــ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں، میں تو اس وقت سے آپؐ کی رفاقت کا امیدوار ہوں جب سے آپؐ نے مجھے دوسرے اصحاب کے ہمراہ مدینہ جانے سے روک دیا تھا۔ اس وقت آپؐ نے حضرۃ ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ غارِ ثور میں جا کر پناہ لی۔

ادھر نبی علیہ السلام کے بستر پر حضرۃ علیؓ کو لٹا دیا گیا، دشمنوں کی جو امانتیں آپؐ کے پاس رکھی تھیں، علیؓ المرتضیٰ کے حوالے کردی گئیں۔

آپؐ نے غارِ ثور میں تین روز قیام فرمایا ــــــ اس دوران ابوبکرؓ کے صاحبزادے اس بات پر مامور تھے کہ قریش کی تمام روز کی نقل و حرکت کی اطلاع رات کے وقت آپؐ کے پاس پہنچائیں۔ اسماء بنت ابی بکرؓ کھانا پہنچاتیں، ابوبکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہ بکری کا دودھ پہنچا جاتے

---

[1] جیسے ارشاد باری ہے: واذ یمکر بك الذین سے ویمکرون ویمکر اللہ سورۃ انفال پ ۹

[2] ابن ہشام صفحہ ۳۲۳ وما قبل وما بعد

بکریوں کا ریوڑ رات کے وقت کے آنے والوں کے قدموں پر گذار دیتے، تاکہ مشرکین کا تجسس نہ ہو۔

اس وقت ابوبکرؓ کا سارا خاندان خدمت رسولؐ کا پیکر بنا ہوا تھا — یہ تمام سلسلہ نہایت خوش اسلوبی سے طے ہوا اور انتہائی رازداری اس میں ملحوظ رہی، یہ بھی آموز ابوبکرؓ کی دور اندیشی معاملہ فہمی اور جانثاری سے طے پائے تھے

مکہ سے مدینہ کی طرف روانگی

قاضی سلیمان کے قول کے مطابق ۲۷ صفر سنہ ۱۳ بعثت نبوی کو آنحضرتؐ بہ قصد ہجرت روانہ ہوئے، جمعہ کی رات تھی، عیسوی کی تاریخ ۱۰ ستمبر سنہ ۶۲۲ء تھی، طبقات ابن سعد کے مطابق ہجرت کے روز کی تاریخ یکم ربیع الاول ۱۳ ستمبر سنہ ۶۲۲ء تھی، دوسرے حساب کے مطابق ۴ ربیع الاول ۱۶ ستمبر کو روانگی ہوئی [۱]۔

چنانچہ ۸ ربیع الاول سنہ ۱۳ بعثت نبوی ۲۰ ستمبر سنہ ۶۲۲ء کو آنحضرتؐ بعد دوپہر پہاڑوں اور وادیوں سے ہوتے ہوئے مدینہ سے تین میل ورے قبا پہنچ گئے مہاجرین کی خاصی تعداد یہیں ٹھہری ہوئی تھی —

ادھر مدینہ کے کوچہ و بازار نغمہ سا تھے، ساعات میں انبساط کے مہینے تھے، ہر آنکھ تشنۂ جمال نبوت تھی، ہر گوش منتظر کلام نبوت تھا، ہر جوان لیے خود ہوئے جاتا ہے — اہل مدینہ کے محبوب کی آمد ہے، انہیں سارے جہاں کا تاجدار آنے والا ہے — اہل مدینہ کے انتظار کا کیا نقشہ لکھوں، کیا خاکہ کھینچوں، ایسا منتظر محبوب جگر کہاں سے لاؤں، ایسے سوز کا حامل قلم کہاں سے لاؤں — بات اس پر ختم کرتا ہوں کہ

آج دماغ و دل فرش راہ کئے گئے ہیں۔

مدینہ کی معصوم بچیاں ترانہ کہہ رہی تھیں

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع — چاند چڑھ آیا وداع پہاڑ کی گھاٹیوں سے

وجب الشکر علینا ما دعا للّٰہ داع — ہمارے اوپر اللہ کا شکر واجب ہے جب تک دعا کرنے والے دعا مانگیں

---

[۱] رسول رحمت صفحہ

بنو نجار کی بیٹیاں دف بجا کر یوں سماں باندھ رہی تھیں۔

نحن جوار من بنی نجار —— ہم خاندان بنو نجار کی بیٹیاں ہیں،

یا حبذا محمداً من جار —— محمدؐ کیا اچھا ہمارا ہمسایہ ہے۔

اے وادی یثرب کی عفیفہ خوش اختر بیٹیو!

"یہ خوشی فقط تمہیں ہی نہیں، فضائے حکومت بھی مہک رہی ہے، تمہیں مبارک ہو، اب تمہارے ہی شہر سے اسلام کا پھریرا اٹھے گا، چار دانگ عالم میں پھیل جائے گا"!

القصہ آپؐ مدینہ پہنچے، اونٹنی ایک کاشانہ غربت کے سامنے بیٹھ گئی، ہر ایک کی خواہش تھی کہ آپؐ ہمارے گھر کو زینت بخشیں، مگر یہ ابوایوب انصاری کا جھونپڑا تھا،

ابتداء ابتداء میں مہاجرین کو سخت مالی مشکلات پیش آئیں —— یہ بھی ارحم تھی کہ مکہ کے خونخواروں نے ان کی بڑی بڑی جاگیریں[1]، سرمایہ اور گھر بار ضبط کر لئے تھے، اس اثنا میں اس عظیم مالی بحران پر قابو پانا، آنحضرتؐ ہی کا حصہ تھا،

آپؐ نے فرمایا، ایک ایک انصاری، ایک ایک مہاجر کی رفاقت کا ذمہ اٹھا لے، انہوں نے عظیم اخوت کا مظاہرہ کیا، ایسا نمونہ پیش کیا کہ تاریخ عالم کبھی بھی ان کے درخشاں ایثار کو اپنے سے محو نہیں کر سکتی ——،

مدینہ پہنچنے کے بعد:

قریش کی عظیم النوع عداوت سے آنحضرتؐ نے اندازہ کر لیا تھا کہ یہ لوگ مدینہ تک ہمارا پیچھا کریں گے، کیونکہ جو دشمن حبشہ تک غریب اور مسافر مسلمانوں کو ایذا دینے کیلئے گیا اور پھر جگہ جگہ مسلمانوں کے خلاف انہوں نے پروپیگنڈہ کیا تو یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ مدینہ پہنچنے والے مسلمانوں کے مقابل کوئی ردعمل نہ کریں، اس لئے بھی ضروری تھا کہ مدینہ پہنچ کر آپؐ مسلمانوں کی عسکری تنظیم قائم کریں، اور ایک منظم

[1] صحیح بخاری کتاب ۶۴ باب ۸۴ و سیرۃ ابن ہشام ۳۲۱ تا ۳۲۹

طریقے سے آنے والے دشمن کا مقابلہ کریں ـــــ اور پھر ہوا بھی ایسے ہی کہ انہوں نے مدینہ کے یہودیوں کو دھمکیاں دینا شروع کر دیں "تم نے مسلمانوں کو پناہ دی ہے ہم تمہارا بھی مقابلہ کریں گے ورنہ ان کو مدینہ بدر کر دو" وغیرہ۔

ادھر مسلمانوں کو جہاد کی اجازت بھی مل گئی تھی۔ بس تم نے ۱۳ سال بہتیرا صبر کر لیا ہے اب تو صبر بھی اپنے صبر کی حد سے گذر گیا ہے۔ چشم فلک نے بلال رضؓ کو تپتی ریت پر لٹائے جاتے دیکھا تھا، سمیہ رضؓ کے ٹکڑے ہوتے دیکھے تھے۔ رسول اللہ کے راستوں میں کانٹے بچھائے جاتے دیکھے تھے، پیغمبر کا استہزا ہوتا دیکھا تھا۔ مصائب سے گھائل مسلمانوں کو آبا و اجداد کا شہر چھوڑتے دیکھا تھا ـــــ مسلمانوں پر مظالم کے طوفان اور جبر و قہر کے پہاڑ گرتے دیکھے تھے، ـــــ

اے ایمان والو! اب تمہیں جہاد کی اجازت دی جاتی ہے ـــــ اب تمہیں تلوار اٹھانے کا جواز ہو گیا ہے ـــــ اب مدافعت بھی ہوگی، برائی کا خاتمہ بھی ہوگا۔

غرض ان حالات کے پیش نظر ضروری تھا کہ دفاعی عسکریت کا انتظام کیا جائے۔

ایک کامیاب جرنیل یا سپہ سالار

سقراط سے پہلے عہد قدیم کے ایک چینی جرنیل "سن زو Sun Tzu" نے اچھے جرنیل کی خصوصیات یہ بیان کی ہیں:۔

- ـــــ برتر و کم درجے کی فوجوں سے لڑانے کے ہنر سے واقفیت
- ـــــ دشمن کی طاقت کا صحیح اندازہ کرنے کی قوت
- ـــــ مشکلات، خطرات اور فاصلوں کا صحیح اندازہ کرنے کی صلاحیت
- ـــــ شہرت کی قدروں سے بلندی
- ـــــ جوانوں سے اپنی اولاد کی طرح محبت
- ـــــ نازک مواقع پر شجاعت کے اعلیٰ ترین معیار کے مظاہرے کی صلاحیت۔

Marfat.com

بعد کے ماہرین کی بیان کردہ خصوصیات :

- انسانیت کا علم اور اس سے دلچسپی رکھنے والا ۔
- فتح کا عزم مصمم، شجاعت، حوصلہ مندی، خود اعتمادی
- دوسروں میں اعتماد پیدا کرنے کی صلاحیت
- ایسی شخصیت جو جوانوں کیلئے منبع فیض ہو ۔
- بلند خیالی اور فراخدلی ــــ ذہنی اور جسمانی تندرستی، انتظامی مہارت، اپنی اور دشمن کی فوجوں کی صلاحیت اور حالات کا وسیع علم، جذبہ عفو، اور اپنے جوانوں کو تربیت دینے کی صلاحیت ــــ ۔

یہ تمام محاسن ایک سپہ سالار کیلئے انتہائی ضروری ہیں ۔

سقراط کے مطابق ایک جرنیل کی خوبیاں :

باریک بین ہو ــــ جنگی منصوبے بنانے کی اہلیت رکھتا ہو، ان کو کامیاب بنانے کی عملی سوجھ بوجھ بھی رکھتا ہو ــــ ان تھک، سمجھ دار، مہربان و سفاک، جلدباز اور محتاط وغیرہ وغیرہ

ــــ یہ خصوصیات اسلئے درج کی گئی ہیں تاکہ ان کو سامنے رکھکر آپ کی دفاعی قابلیت کا اندازہ کیا جاسکے ۔

میجر جنرل اکبر کے مطابق ایک جرنیل کی خوبیوں میں اخلاقی بلندی، اور عالی کردار کا ہونا ہے ۔

اب ہمیں آئندہ صفحات میں یہ دیکھنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح اخلاق و کردار اور معلم و مربی ہونے کے اعتبار سے یکتاء روزگار ہیں، کیا ان خصوصیات کے پیش نظر آپ سیاسیات اور دفاعیات کے اہم موضوع میں بھی دنیائے انسانیت کے سب سے بڑے محسن ہیں ؛

Marfat.com

آنحضرتؐ ایک انتظامی اور سیاسی عبقری

ماقبل میں مذکور یہودیوں سے آنحضرتؐ کا معاہدہ آپؐ کی سیاسی بصیرت اور گہرے تدبر کا نتیجہ تھا کیونکہ اسی معاہدے کی روشنی میں مشرکین کے مقابلے میں مسلمانوں کو حیرت انگیز کامیابی حاصل ہونے والی تھی، اور اس وقت تک ایک حکومت دوسری قوم کے مقابلے کی جرأت نہیں کرتی جب تک اس کے اندرونی اور مضافاتی حالات اس کے حق میں نہ ہوں ورنہ خانہ جنگی اور اندرونی بغاوت کے خطرات بیرونی طاقت کو جارحیت کے مواقع مہیا کر سکتے ہیں۔ اب یہاں دونوں فریقین کے مذہبی اختلاف کے باوجود ایسا معاہدہ طے پاگیا تھا کہ مشرکین مکہ کا پتہ پانی ہوا جاتا تھا۔ وہ مسلمانوں اور یہودیوں کے اس دفاعی معاہدے سے حد درجہ خطرے میں تھے۔ چنانچہ آنے والے وقت میں مسلمان ایسے غالب آئے کہ اولاً اسلامی عسکریت نے مشرکین کو خاک کی نیند سلایا اور پھر جب اہل یہود نے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو ایک ایک کر کے حکمت عملی کے ساتھ ان تمام قبائل کا خاتمہ بھی کر دیا گیا کیونکہ سیاسی معاہدوں کی خلاف ورزی کرنے والی قوم کا یہی حشر ہوتا ہے۔ معاہدہ یہود کے بعد آنحضرتؐ نے مختلف سمتوں کی طرف چھوٹی چھوٹی مہمیں، گشتی دستے، لڑاکا دستے، اور دفاعی دستے روانہ فرمائے۔ کل دستوں کی تعداد بعض ۳۵ بعض نے ۴۸ بعض نے ۶۲ اور بعض نے ۷۳ بیان کی ہے۔ موضوع کو قریب الفہم کرنے کے لئے

Marfat.com

ان دستوں کو مختلف اقسام میں ترتیب دیا گیا۔ مثلاً جو دستے محض رعب وسطوت جمانے کے لئے روانہ کئے گئے ان کو "گشتی مہماتی" دستوں کا عنوان دیا گیا ہے۔ جو دستہ دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا گیا وہ جاسوسی دستہ شمار ہوگا۔ جو دستہ شرپسندوں کے قتل پر مقرر کیا گیا اسے تدبیری دستہ کہا جائے گا، جن دستوں نے دشمن کے ساتھ مقابلہ کیا ہے وہ لڑاکا دستے کے عنوان سے لکھے گئے ہیں

گشتی اور مہماتی فوجی دستے مع اسماء امراء

(۱) دستہ عبیدہؓ بن حارث

ربیع الثانی سنہ ۲ھ اکتوبر ۶۲۳ء میں ۸۰ سواروں کے ہمراہ ثنیۃ المرہ کے پاس عکرمہ بن ابی جہل کی جانب بھیجے گئے

(۲) دستہ امیر حمزہؓ۔ مقام عیص میں ابوجہل کے مقابلہ کے لئے تین سواروں کے ہمراہ روانہ کیا گیا۔

(۳) دستہ سعد ابن ابی وقاصؓ: کرز کے مقابلے میں ۸ مہاجروں کے ہمراہ وادی مجنہ کی جانب روانہ کیا گیا۔

(۴) دستہ زیدؓ بن حارثہ:۔ ابوسفیانؓ بن حرب۔ صفوان بن امیہؓ کے مقابلہ میں ساحل عراق کی جانب ۱۰۰ فوجیوں کے ہمراہ روانہ کیا گیا۔ ان لوگوں نے پہنچ کر حملہ کیا فرات بن حیان عجلی گرفتار کیا اس اعتبار سے یہ دستہ دستوں میں شمار ہوتا ہے۔ قریش کا قافلہ تجارت کا سامان لیکر جارہا تھا ایک لاکھ درہم مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا ہے

(۵) دستہ ابی سلمہ عبداللہ بن عبدالاسدؓ:۔ یکم محرم سنہ ۴ھ کو ڈیڑھ سو مجاہدین کے ہمراہ طلیحہ سلیمہ کی طرف روانہ کیا گیا۔

(۶) دستہ عکاشہ بن محصنؓ۔ غمر کی جانب سنہ ۶ھ میں چالیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ کیا گیا

(۷) دستہ جموم سنہ ۶ھ علاقہ جموم میں زید بن حارثہ کی قیادت میں بنی سلیم کے یہودیوں کے جانب روانہ کیا گیا، سات سو آدمیوں کے ساتھ

(۸) دستہ دومۃ الجندل:۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات سو آدمیوں کیساتھ یہ دستہ

روانہ کیا گیا دشمن عیسائی اسلام قبول کر گئے۔

شعبان ۶ھ اصبغ بن عمر عیسائیوں کا سردار بھی کلمہ پڑھ گیا۔ عبدالرحمٰن نے اس کی لڑکی سے نکاح کیا۔

لڑاکا اور جنگی فوجی دستے ۔ مع اسمائے امراء

(۱) دستہ عبداللہ بن جحشؓ ۲ھ رجب کے آخر آٹھ آدمیوں کے ہمراہ نخلہ[۱] کی جانب روانہ کیا گیا، ایک دشمن قتل ہوا تین گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے آنحضرتؐ امیر دستہ سے کہا میں نے تمہیں حج کے مہینے میں لڑنے کو نہیں کہا تھا۔ اس لئے گرفتار رہا کئے گئے۔[۲]

(۲) دستہ محمد بن مسلمہؓ انصاری ۶ھ کو تیس آدمیوں کے ہمراہ قرطاپہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ مجاہدین نے دشمن پر اچانک چھاپہ مارا شہر کے دس آدمی قتل ہوئے باقی میدان چھوڑ گئے۔ مسلمان ۱۹ روز بعد ۲۹ محرم کو واپس مدینہ آ گئے، یہ مقابلہ بنی قریظہ کے یہود سے ہوا۔[۳]

(۳) دستہ محمد بن مسلمہؓ ۶ھ دس آدمیوں کے ہمراہ ذی القصہ[۴] کی جانب روانہ فرمایا۔ دشمن پہلے تو بھاگ گیا تھا مگر اس نے ۱۰۰ آدمیوں کے ہمراہ شب خون مارا، ۹ مسلمان شہید ہوئے، امیر لشکر زخمی ہوئے۔[۵]

(۴) دستہ ابو عبیدہ بن جراح: مندرجہ بالا قصہ کی اطلاع کے بعد آنحضرتؐ چالیس کے ہمراہ ذی القصہ کی جانب بہ قافلہ روانہ کیا، دشمن بھاگ گیا۔[۳]

متن [۱] ایک کنویں کا نام [۲] طبقات ابن سعد صفحہ ۹۱ جلد ۲ [۳] مدینہ سے بیس میل دور ایک جگہ۔ زرقانی [۴] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۵ جلد ۲ ۔ [۵] ایک جگہ کا نام [۲] سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۳۲۹ جلد ۲ [۳] زرقانی صفحہ ۱۵۴ جلد ۲ [۴] بہ مقام مدینہ سے چالیس میل

(۵) دستہ عیصؓ:۔ جمادی الاوّل ۶ھ میں زید بن حارثہؓ کے ہمراہ ۷۰ اسواروں کو قریش کے تجارتی قافلوں کی جانب روانہ کیا۔ مسلمانوں نے قافلہ والوں کو گرفتار کر لیا۔ مال و متاع چھین کر دشمن کو اقتصادی نقصان پہنچایا ۵؎۔

(۶) دستہ طرف۔ ایک ماہ گزرا ہوگا کہ طرف۶؎ کے یہود بنی ثعلبہ کی طرف زید بن حارثہؓ ۱۵ غازیوں کے ہمراہ گئے سردار بھاگ گیا۔

(۷) دستہ حسمی۔ جمادی الآخری ۶ھ جب دحیہؓ کلبی قیصر روم سے آپؐ کے پیغام دینے کے بعد واپس ہوئے تو ہنید جذامی نے قبیلہ جذام کے لوگوں کے ہمراہ دحیہؓ پر ڈاکہ مارا۔ بجز ایک پرانی چادر کے سب کچھ لوٹ لیا۔ آنحضرتؐ کو اطلاع ہوئی تو زید بن حارثؓ کے ہمراہ پانچ صحابہ روانہ کئے۔ مسلمانوں نے دشمن پر شبخون مارا ۸؎ ہنید اس کے بیٹے کو قتل کر دیا گیا۔ ایک اونٹ پانچ ہزار بکریاں ہاتھ لگیں۔

(۸) دستہ عبداللہ بن رواحہ ۶ھ:۔ ابی رافع کے قتل کے بعد یہود نے اسیر بن رزام کو سردار مقرر کر لیا تھا۔ اس نے قبیلہ غطفان اور دیگر قبائل کی مدد سے آپؐ کے خلاف جنگی تیاریاں شروع کر دی تھیں آپؐ نے ایک دستہ تین سو سواروں کا تحقیق حال کے لئے روانہ فرمایا۔ دوسرے روز اطلاع ہوئی کہ واقعہ صحیح ہے۔ آپؐ نے تیس ۳۰ سوار اور ساتھ کر دیئے۔ یہودی سردار نے اچانک حملہ

۵؎ طبقات الصیا ص ۲۵۶۳ ۶؎ طرف ایک چشمہ کا نام ہے جو مدینہ سے ۳۶ میل کے فاصلے پر ہے ۸؎ طبقات ص ۲۰۲۳

کم دیا، دو مرتبہ در گزر کرنے کے بعد آخر جنگ چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں تمام یہودی قتل ہوئے ایک بھاگ گیا۔ ادھر عبداللہؓ ابن انیس زخمی ہوئے [1]۔

(۹) دستہ کرز بن جابر :۔ عرینہ کے چند لوگ مدینہ آئے تھے آپ نے ان کی بیماری کے باعث اپنے چراگاہ میں رہنے کا حکم فرمایا۔ یہ لوگ ابوال والبان پینے سے چند روز میں درست ہو گئے۔ انہوں نے چرواہوں کو قتل کر دیا، مثلہ کر کے جانور لے کر بھاگ گئے آنحضرتؐ نے کرز کو بیس آدمی دے کر پیچھا کرنے کے لئے روانہ کیا، پکڑے گئے۔ چرواہوں کے مثلے کئے گئے۔ یہ سزا صرف انہی قاتلوں کے لئے مخصوص تھی۔ ورنہ اسلام میں مثلہ کی اجازت نہیں۔

(۱۰) دستہ ابن عامر :۔ شوال ۸ھ کو مقام اوطاس کی طرف ایک لشکر روانہ کیا گیا یہ مقام بہت آسانی سے فتح ہو گیا۔

(۱۱) دستہ اُمّ القرفہ :۔ ۷۔ رمضان ۶ھ کو اس عورت کے حکم سے زیدؓ کا سامانِ تجارت لوٹا گیا تو آپؐ نے ان کی سرکوبی کے لئے زیدؓ کو ہی بھیجا یہ لشکر کامیاب ہوا [3]۔

(۱۲) دستہ وادی القریٰ :۔ ماہ رجب ۶ھ میں زید بن حارثہؓ کو بنی فزارہ کی سرکوبی کے لئے وادی القریٰ بھیجا چند مسلمان شہید ہوئے [4]۔

(۱۳) دستہ فدک :۔ شعبان ۶ھ کے آخر میں آپؐ کو خبر ہوئی کہ سعد بن بکر خیبر میں

---

[8] طبقات ابن سعد ص ۶۳ ج ۲ - [1] ابن سعد ص ۹۹ ج ۲ [2] زرقانی ص ۱۷۶ ج ۲ [3] زرقانی ج ۲ ص ۹۲

[4] زرقانی جلد دوم

Marfat.com

یہودیوں کو آپؐ کے خلاف تربیت جنگ دے رہا ہے۔ زید زخمی ہوئے۔ آپؐ نے شیر خدا کے ہمراہ دوسو آدمی بھیجے، غازیوں کے پہلے حملے سے دشمن بھاگ نکلا۔

(۱۴) دستہ غالب بن عبداللہؓ: صفر ۸ھ میں آپؐ نے مقام کدید کی جانب بنی الملوح پر حملہ کے لئے ایک جماعت روانہ فرمائی۔ انہوں نے وہاں شب خون مارا، مسلمان غالب آئے اور صحیح وسالم مدینہ پہنچے [۵]

(۱۵) دستہ اخرم بن ابی العوجاء: ذی الحجہ ۷ھ میں پچاس آدمیوں کو بنی سلیم کو دعوت دینے کے لئے روانہ کیا گیا انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہ جماعت قلیل تھی صرف اخرمؓ زندہ بچے [۶]

(۱۶) دستہ عمرو بن العاصؓ: جمادی الثانیہ ۸ھ میں آپؐ کو بنی قضاعہ کی شورشر کی خبر ہوئی تو آپ عمرو بن العاصؓ کو تین سو آدمیوں کے ہمراہ ذات سلاسل کی جانب روانہ فرمایا۔ بعد میں آپؐ نے ابو عبیدہؓ کے ہمراہ دوسو آدمی بھیجے، کفار بھاگ گئے

(۱۷) دستہ ابو عبیدہؓ بن الجراح: ماہ رجب ۸ھ میں ابو عبیدہ کو سیف البحر کی جانب تین سو آدمیوں کے ہمراہ قبیلہ جہینہ کے خلاف لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ اس میں قتال کی نوبت نہ آئی۔

تدبیری دستے

(۱) دستہ عبداللہؓ بن عتیک: ۶ھ۔ آنحضرت ایک شریر یہودی ابی رافع کو قتل

---

[۵] زرقانی ص ۲۶۴ ج ۲ [۶] ابن سعد ص ۸۹ ج ۲

Marfat.com

کرنے کے لئے اس صحابی کو روانہ فرمایا تھا، جس نے یہ فرض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا۔

(۲) دستہ برائے قتل ابی عفک یہودی

(۳) دستہ برائے قتل کعب بن اشرف یہودی

(۴) خزاجی انصاری دستہ برائے قتل سلام بن ابی الحقیق یہودی

(۵) دستہ عبداللہ بن انیس : برائے قتل خالد بن سفیان ۵ محرم ۴ھ ۲۳ محرم کو کامیاب مدینے پہنچے انکو آنحضرتؐ نے اپنا عصا مبارک عطا کیا[۳]

تبلیغی دستے

(۱) دستہ بیر معونہ : ربیع الثانی ۴ھ کو اہل نجد سے عامر بن مالک ابو براء حاضر ہوا، آنحضرتؐ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے انکار کیا کہنے لگا : اہل نجد کی اصلاح کے لئے چند مبلغ روانہ فرمائیں۔ ان کے سبب میں بھی وہاں کے لوگوں کے ساتھ مسلمان ہو جاؤں گا۔ آنحضرتؐ نے تامل فرمایا۔ خیال کیا کہ اہل نجد سے اندیشہ اور خطرہ ہے کہ صحابہ مبلغین کو زک پہنچائیں گے۔ آپ کے اس خدشہ کی نسبت ابو براء نے جواباً کہا "میں ان کا ضامن ہوں۔ آنحضرتؐ نے ۷۰ صحابہ کو جو قراء کہلاتے تھے اس کے ہمراہ روانہ کیا۔ منذر بن ساعدی ان کے امیر بنائے گئے۔ یہ نہایت مقدس جماعت تھی جو اصحابہ صفہ کی دیکھ بھال کرتے شب کا کچھ حصہ درس قرآن اور کچھ حصہ قیام لیل میں گزارتے

---

[۱] بعض کے نزدیک یہ واقعہ ۳ھ کو اور بعض کے نزدیک ۵ھ کو پیش آیا از سیرۃ المصطفیٰ ج ۲ ص ۲۳۴ [۲] ہم اس طریقے کو دوسری جنگ عظیم کی بنیاد سمجھتے ہیں حالانکہ یہ ایجاد نئی نہیں یہ کام سب سے پہلے آنحضرتؐ نے کیا[۳] زاد المعاد عربی ج ۲ ص ۱۰۹ علامہ ابن قیم

تھے. جب یہ لوگ بیر معونہ پہنچے تو عامر بن طفیل کی نیت خراب ہو گئی
ابو براء آنحضرت سے عہد کے باعث سامنے نہ آیا. عامر نے بنی سلیم
کے قبیلے سے مدد چاہی، عصیہ، رعل اور ذکوان امداد کے لئے تیار ہو
گئے قبیلہ کمران نے قرآن کے قاریوں کو بے دردی سے قتل کر ڈالا
کعب، انصاری جو قاتلوں کی نظر میں مردہ تھے صرف زخمی ہوئے
ان کے علاوہ منذر بن محمد اور عمرو بن امیہ ضمری بھی بچ گئے کیوں کہ یہ
دونوں مویشی چرانے گئے ہوئے تھے. واپس ہوئے تو اپنے رفقاء سفر کو
خون میں نہائے دیکھا. انہیں بستر شہادت پر دیکھتے جاتے اور کہتے
جا رہے تھے. ہمیں زندگی کی کچھ ضرورت نہیں، بالآخر دونوں دشمن
پر لپک پڑے منذر تو شہید ہو گئے. عمرو گرفتار کر لئے گئے اللہ رے
جذبہ شجاعت. انہی شہداء میں ابوبکر کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ
بھی تھے. ان کا جنازہ آسمان پر اٹھایا گیا[1]. ہزاروں انسانوں نے اپنی
آنکھوں سے دیکھا بعد میں ان کی لاش زمین پر رکھ دی گئی. اس عامر کے
قاتل نے جبار بن سلیمی نے اپنے مقتول کی شجاعت دیکھی تو فوراً مسلمان
ہو گئے[2] (اس جگر سوز واقعہ کی تفصیل سیرۃ المصطفیٰ میں ملاحظہ ہو.)

ناظرین کرام. آنحضرت پر اس جانکاہ واقعہ کا کیا اثر ہوا ہو گا.
سیرۃ المصطفیٰ کے مطابق آپ ایک ماہ تک صبح کی قنوت میں ان کے
حق میں بددعا فرماتے رہے. فرمایا کرتے تھے پوری زندگی میں مجھے اتنا
صدمہ کبھی نہیں ہوا. اس قدر شجاعت و جرأت ہے کہ خون میں نہا گئے

---

[1] تاریخ طبری صفحہ ۳۵ ج ۳ [2] سیرۃ المصطفیٰ صفحہ ۲۶۰ ج ۲

Marfat.com

اور اسلام پر ڈٹے رہے۔ اللہ اللہ یہ انہی لوگوں کا حصہ تھا۔ اس کے علاوہ آنحضرتؐ نے بیشتر تبلیغی دستے مختلف اوقات میں بہت سے علاقوں کی طرف روانہ فرمائے

جاسوسی دستے

(۱) دستہ عباسؓ :۔ جنہوں نے تیز رو قاصد کے ذریعے احد کے معرکہ سے قبل آپ کو قریش کی تیاری کی اطلاع دی

(۲) دستہ منذرؓ :۔ جنہوں نے آنحضرتؐ دشمن کی تعداد و سامان اسلحہ کی اطلاع دی

جنگی حفاظتی اور عقبی حفاظتی دستے FLink gaurd

(۱) دستہ : ابو بکر و سعد بن عبادہ۔ شب بدر کے پہرہ دار

(۲) دستہ محمد بن مسلمہ۔ کارزار احد کے پہرے دار

(۳) زبیر بن العوامؓ۔ معرکہ خندق کے پہرے دار

(۴) دستہ مغیرہ بن شعبہؓ۔ حدیبیہ کے پہرے دار

(۵) دستہ ابو ایوب انصار۔ سفر خیبر کے محافظ

(۶) دستہ صفوان بن ذکوان۔ وادی قری کے محافظ

(۷) دستہ ابن ابی مرثد غنوی۔ معرکہ حنین کے پہرے دار

غزواتِ نبویؐ

(۱) غزوہ[1] ابواء

۲ صفر ۲ھ اگست ۶۲۳ء کو آنحضرت ایک دفاعی مہم کی غرض سے مدینہ سے روانہ ہوئے آپ ودّان[2] تک گئے ودّان کا قصد کیا جو ابواؐ کے پاس ہے پیچھے سعدؓ بن عبادہ کو مدینہ کا قائم مقام بنایا ودّان اور ابوا کے دونوں مقام ضلع فرح میں واقع ہیں۔ یہاں آنحضرت نے بنو حمزہ بن عبد مناف (ابن کنانہ) سے دفاعی معاہدہ کیا جس پر بنو حمزہ کے رئیس مخشی بن عمر نے دستخط کیے تھے[3]۔

بیرونجات کی یہ پہلی دفاعی مہم تھی جس میں آنحضرت خود شریک ہوئے۔

(۲) غزوہ بواط

ربیع الثانی ۲ھ اواخر اکتوبر ۶۲۳ء میں خود ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی خطرے کی خبر پا کر بواط[4] پہنچے، آپ مدینہ میں سائب بن عثمانؓ بن مظعون کو قائم مقام بنا گئے تھے اس غزوہ میں بھی کسی جگہ پر لڑائی واقع نہیں ہوئی۔

(۳) غزوہ عشیرہ

جمادی الاولیٰ ۲ھ نومبر ۶۲۳ء میں آنحضرت نے ابو سلمہؓ بن عبد الاسد مخزومی کو مدینہ کا قائم مقام

---

[1] غزوہ اس جنگ یا دفاعی مہم کا نام ہے جس میں خود آنحضرت تشریف لے گئے ہوں

[2] یہ مدینہ سے ۸۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ [3] رسول رحمت ص ۲۶۲۔ [4] یہ عرب میں جہینہ کے علاقے کا ایک پہاڑ ہے اسکی دو بلند چوٹیاں ہیں اسلیے اسے براطان بھی کہتے ہیں۔ از رسول رحمت ص ۲۶۳۔

Marfat.com

فرما کر عشیرہ[1] کا سفر کیا۔ آپؐ نے وہاں ایک ماہ کے ایام ۔۔۔۔۔ گذارے، اس اثنا میں قبیلہ بنو مدلج سے مصالحت ہوئی جو بنو ضمرہ کے حلیف تھے۔ یعنی وفاعی معاہد تھے۔

علامہ شبلی نے روض الانف اور زرقانی سے ان معاہدوں کی جو دفعات نقل کی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) قبائل کا جان و مال محفوظ رہے گا

(۲) جو حملہ ان پر ہوگا۔ ان کی مدد کی جائے گی

سوائے اس کے کہ قبائل اللہ کے دین کے خلاف لڑیں

(۳) رسول اللہؐ جب ان کو مدد کے لیے بلائیں گے وہ امداد کو آئیں گے

یقیناً ان معاہدوں سے مدینہ کی دفاعی حیثیت مضبوط ہو گئی ۔۔۔ امداز خود قبائل کی باہمی یورشوں کا سلسلہ بھی رفتہ رفتہ ختم ہو گیا۔

(۴) غزوہ صفوان یا بدر الاولیٰ

غزوہ عشیرہ سے واپسی کے بعد ابھی دس روز گذرے تھے کہ کرز بن جابر الفہری نے حرم مدینہ کا لحاظ توڑتے ہوتے چراگاہ پر حملہ کر دیا۔ کچھ درخت کاٹے ایک آدمی شہید ہوا۔ وہ کچھ جانور پکڑ کر لے گیا۔ امت مسلمہ کا سالار اعظمؐ اس کے تعاقب کو نکلا، لیکن، کرز، بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

آنحضرتؐ کے دفاعی اصولوں پر ایک نظر

ہجرت کے بعد سے اس وقت تک آپ نے بیشتر دفاعی مہمیں سر کرائی تھیں

---

[1] یہ عرب میں بطن ینبوع کی ایک جگہ کا نام ہے۔

Marfat.com

مثلاً ___ اندرونی بیرونی استحکام

___ یہود و غیر یہود سے سیاسی دفاعی معاہدے

___ اسلامی فوج کی تنظیم و تربیت

___ فوج کو دشوار گذار راستوں سے گذار کر پگڈنڈیوں، چشموں، غاروں اور کٹھن وادیوں کے مصائب کا واقف و تجربہ کار بنا دیا گیا تھا۔

___ عسکری تنظیم میں حربی استعداد، عزم و حوصلہ، بے نفسی و خود اعتمادی کے محاسن پیدا ہو چکے تھے۔

___ خود سالارِ اعظم ﷺ جو سیاسی فیض کا روحانی منبع تھا، پیکر صدق و صفا اور مرجع خلائق تھا۔

___ مجاہدین اسلحہ کے استعمال کے ماہر بن چکے تھے۔

___ ان سے دن ہوشیارات، میدان میں اترنے کا حجاب اتر چکا تھا

___ مکہ میں جاسوسی دستہ اور خصوصی نامہ نگار متعین ہو چکا تھا جو آپ کو دشمن کی نقل و حرکت سے آگاہ کرتا تھا۔

___ رازداری کے کئی تجربات ہو چکے تھے۔

اب مسلمان اس پوزیشن میں تھے کہ کھلے میدان میں کسی دشمن کے ساتھ نبرد آزمائی کر سکیں۔ اگرچہ مادی قوت بہت کم تھی تاہم روحانی قوت کا ایسا زور تھا کہ دشمن آنکھ نہ لڑا سکتا تھا۔

(۵) اسلام کا پہلا معرکہ ___ غزوۂ بدر

اسبابِ جنگ بدر (۱) عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے دستے میں آپ نے پڑھا کہ انھوں نے،

ۓ (حاشیہ اگلے صفحہ پر ہے)

Marfat.com

قریش کے قافلہ کو نخلہ میں لوٹا اور ان کے سردار الحضرمی کو قتل کر دیا تھا۔ جس پر آنحضرتؐ نے خونبہا ادا کیا ۔ یہ واقعہ بھی قریش مکہ کی برہمی کا سبب تھا۔

(۲) مندرجہ بالا واقعہ کی خبر ابوسفیان بن حرب کو بھی پہنچ گئی جو اس وقت بہت سا سامان لے کر مکہ کو واپس جا رہا تھا۔ اس نے شام سے ضمضم بن عمرو کو مکہ روانہ کرکے اہل مکہ کو کہلا بھیجا کہ مجھے بدر پر آ کر ملیں ورنہ مسلمان میرا سامان لوٹ لیں گے چونکہ اس کے سامان میں مکہ کے تقریباً ہر گھرانے کا کچھ نہ کچھ سامان تھا، اسی خاطر اس سامان کی مجموعی مالیت بیس ہزار پونڈ بتائی گئی ہے

چنانچہ ابوجہل ساڑھے نو سو جنگجو اہل قریش اور ایک سو گھوڑوں کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی جانب روانہ ہو گیا ـــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ حالات سن کر سجدہ ریز ہو گئے۔ بعد میں آپ نے مسلمانوں کو تیار ہونے کا حکم دے دیا، اس وقت مدینہ میں ۷۰۰ مسلمان تھے، مگر ۱۲ رمضان کو ۳۱۳[لہ] فوجی غازیوں کا لشکر لے کر سالار اعظم مدینہ سے روانہ ہوتے ہیں۔ ان میں ۷۰ مہاجر اور باقی انصار تھے آپ نے جاسوسی دستہ کے ایک رکن عدی بن ابی الذغبا الجہنی بنی نجار کے حلیف کو صفرا کے قرب وجوار سے بلا کر فوراً بدر بھیجا ۔ راستے میں آنحضرتؐ نے مہاجر و انصار صحابہ کرام سے اہم جنگی مشورے بھی کیے مہاجرین کی طرف سے ابوبکرؓ اور نصاریٰ

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) لہ بدر ایک بیضوی شکل کا میدان ہے کوئی ساڑھے پانچ میل لمبا اور تقریباً چار میل چوڑا اطراف میں بلند پہاڑ ہیں مکہ شام اور مدینہ جانے کے راستے یہیں سے گذرتے ہیں۔

لہ اول قول مسند و احمد بزار سے اور ۳۱۴ کا قول معجم طبرانی میں ابن عباس سے منقول ہے ۳۱۵ کا قول عمرو بن العاص سے منقول ہے: از سیرۃ مصطفیٰ ص ۵۷ ج ۲۔

کی جانب سے سعد بن معاذؓ امیر تھے، بعض روایات میں ہے سعد بن معاذ جنگ بدر میں شریک ہی نہیں ہوتے انہوں نے یہاں مقداد کا نام ذکر کیا. مہاجر وانصار کے الگ الگ جھنڈے بھی تھے[۱] ذفران سے روانہ ہو کر آپؐ نے اصافر نامی گھاٹیوں کی راہ اختیار کی، آپ وہاں دبہ نامی ایک قصبہ میں اترے، پھر حنان نامی ریت کے بہت بڑے ٹیلے سے گزر کر بدر کے قریب پہنچ گئے۔

ایک عجیب سیاسی چال

حدیث دفاع میں ہے کہ آنحضرتؐ بدر میں پہنچنے کے بعد ایک شیخ کے پاس گئے اور اس سے سوال کیا کیا تمہیں معلوم ہے محمدؐ اور ان کے ساتھی کہاں ہیں ـــــ اس نے کہا، میری اطلاع یہ ہے کہ محمدؐ اور اس کے ساتھی فلاں روز مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ لہٰذا اس حساب سے اس قافلے کو فلاں جگہ ہونا چاہیے۔ شیخ کا یہ اندازہ بالکل صحیح تھا۔ آنحضرتؐ نے پوچھا قریش کا لشکر کہاں ہے تو اس نے جو جگہ اس لشکر کی بتائی وہ بھی صحیح تھی آپ نے شیخ کی بتائی ہوئی جگہ کی جانب ایک جاسوسی دستہ روانہ فرمایا۔ اور خود میدان جنگ کا معائنہ فرمانے لگے۔ آپ نے سب سے پہلے بدر کے پانی کے چشمے پر قبضہ کر لیا[۲]، فوجی دستوں کے تعینات کی جگہیں منتخب فرمالیں۔ دشمن کے مقابلہ میں سب سے اہم اور موزوں جگہ پر آپ نے ڈیرہ ڈال دیا اس اثناء میں آپ نے دشمن کی صحیح تعداد کا پتہ بھی معلوم کرلیا۔

---

[۱] از عہدی نبوی کے میدان جنگ ص ۳۲ [۲] مورخین کی اکثریت اس روایت کا انکار کرتی ہے کہ آپ بدر میں دشمن سے پہلے پہنچے اور چشموں پر قبضہ کیا، راجح قول یہی ہے۔

Marfat.com

ادھر قریش کا قافلہ مسلمانوں کی زد سے بچ کر جب مقام جحفہ پر پہونچا تو ابوسفیان نے کہا اب ہم بخیر و عافیت بچ نکلے ہیں اس لیئے ہمیں مکہ واپس لوٹ جانا چاہیئے لڑائی کا کچھ فائدہ نہیں۔ ابوجہل نے ابوسفیان کو بزدل کہہ کر خود کو بہادری کا ستون کہا اور تمام کو جنگ کرنے پر آمادہ کر لیا۔ چونکہ ابوجہل کی موت آواز دے رہی تھی اور ادھر آنحضرتؐ میدان بدر میں چھڑی کا نشان لگا کر مقتل ابوجہل کی نشاندہی بھی کر چکے تھے[۱] اس لیے ازلی فیصلہ کے مطابق جنگ ہی کا فیصلہ ہوا۔

آنحضرتؐ نے اسلامی فوج کی صف بندی ایسے انداز سے کی کہ فوج کے چار پانچ دستے مقرر کر دیئے اور دشمن یہی سمجھتا رہا کہ شاید پہاڑ کے عقب میں مسلمانوں کا ایک اور لشکر عظیم موجود ہے۔ آپؐ ایک چھڑی سے صفوں کو سیدھا فرما رہے تھے بدر کی تمام رات آپ نے گریہ و آہ و زاری میں گذاری[۲]

دستور عرب کے مطابق عرب کے تین سواروں نے ھل من مبارز کا نعرہ لگایا۔ آنحضرتؐ نے عبیدہؓ، حمزہؓ اور علیؓ کو کفر کی طنابیں توڑنے کو کہا۔

دونوں طرف سے گھمسان کا رن پڑا۔ مسلمانوں کے دو مقابل وہیں خاک کا ڈھیر ہو گئے۔ اور تیسرا زخمی ہوا۔ اس جنگ میں ہزاروں کی تعداد میں ملائکہ نے حصہ لیا[۳]۔ دشمن کے ستر سردار قتل ہوئے، ستر ہی اسیر ہوئے[۴]۔ اس غزوہ میں ۱۴[۵] مسلمان کام آئے اور ۳۴ گرفتار ہوئے[۶]۔ یہ اسلام میں مسلمانوں کی پہلی عظیم الشان فتح تھی۔

---

[۱] رواہ مسلم، [۲] کنز العمال ۔ ۹۱ ج ۳، [۳] خصائص کبریٰ ص ۲۰۳ ج ۱، [۴] ابن حاتم ص ۲۲ ۔ [۵] زرقانی ص ۱۰۷ ج ۲ ۔ [۶] قصص القرآن کے مطابق ۲۲ مسلمان شہید ہوئے از مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی

Marfat.com

جنگ بدر کی چند تفصیلیں

اس جگہ قریش کا مسلمانوں پر مظالم توڑ کر انہیں جلا وطنی وطن کرنا جلا وطنی پر ان کی جائداد اور ضبط کر لینا، اوران کے نئے مسکن حبشہ اور پھر مدینہ میں وہاں کے حکمرانوں اور با اثر لوگوں کو ان تارکین وطن کے اخراج کی ترغیب دینا وغیرہ مذکور ہے — یہاں یورپ کے معترض مستشرقین کو عقل دوڑانی چاہیے، کہ کیا جہاد کی واقعی کوئی ضرورت تھی، ورنہ اگر یہاں بھی اس کی ضرورت ہوتی اور مظلوموں کو ظالموں سے انتقام لینے کا کوئی حق نہ ہوتا تو ظلم کے سد باب کا کوئی راستہ نہ ہو سکتا اور جس طرح مظلوموں پر عرصہ حیات تنگ ہوتا ایسے ہی مذہب وملت کا کارخانہ بھی درہم برہم ہو جاتا۔ حتیٰ کہ کوئی شخص خدا کا نام نہ لے سکتا یہ سجدہ گاہیں یہ ، یہ خانقاہیں، یہ عبادت کے مراکز، یہ مدارس عربیہ یہ دینی ادارے قائم نہ رہ سکتے

(۶) غزوہ قرقرۃ الکدر

غزوہ بدر سے مراجعت کے بعد شروع شوال میں سُلیم، اور غطفان کے اجتماع کی خبر پاکر آپؐ نے دوسو آدمیوں کے ہمراہ مدینہ سے خروج فرمایا — اللہ کا نبیؐ جب چشمہ کدر پر پہونچا تو معلوم ہوا۔ دشمن آپ کی آمد کی خبر پاکر پہلے ہی بھاگ چکا ہے وہاں آپ نے تین روز قیام فرمایا۔ اس طرح آپ بلا جدال وقتال واپس آگئے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ایک دستہ ان کے تعاقب میں روانہ فرمایا جو غنیمت میں پانچ سو اونٹ لے کر واپس ہوا[1]۔

---

[1] سیرۃ المصطفیٰ ص ۱۶۱ ج ۲

Marfat.com

ادھر اسی ماہ کے آخر میں اسیران بدر فدیہ لے کر رہا کر دیئے گئے چند روز
بعد آپ نے ایک شریر یہودی ابی عفک کے قتل کے لیے چالباز دستہ کو حکم فرمایا
جس نے یہ کام بخیر و خوبی انجام دیا۔

(۷) غزوہ بنی قینقاع

آپ پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ بنی قینقاع کے یہودی بھی مسلمانوں سے
معاہدے میں شریک ہوئے تھے ـــــ چنانچہ بدر سے واپسی کے بعد اس قبیلہ
نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ـــــ اور اپنے حلیف مسلمانوں ہی سے آنکھ
چار کرنے کے لیے تیار ہو گئے ـــــ یہ لوگ مضافات مدینہ میں رہتے تھے ا
اپنے دوسرے چھوٹے چھوٹے قبائل حلیفوں پر بہت گھمنڈ تھا۔ مگر آنحضرتؐ
موقعہ کو تدبیر کی گہرائیوں سے بھانپتے ہوئے ان کے مدد کو پکارنے سے قبل ہی ا
قبائل یہود کو ان کی خلاف ورزی سے آگاہ کر کے انہیں بھی اپنا ہمنوا بنا لیا تھا
آنحضرتؐ مدینہ میں ابولبابہؓ بن عبدالمنذر انصاریؓ کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے بنی قینقاع
کی طرف روانہ ہو گئے۔ انہوں نے قلعہ بند ہونے کی سکیم کھیلی، مگر سالار اعظم ان
چالوں سے اناڑی نہ تھے۔ آپؐ نے کوئی پندرہ دن تک ہی محاصرہ کی سختی کی
کہ رسد نہ ملنے کے باعث مجبور ہو کر سولہویں روز یہ لوگ قلعہ سے نیچے اتر آئے
آنحضرتؐ نے ان کی مشکیں باندھنے کا حکم دیا۔
رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کی الحاح وزاری کے باعث قتل سے تو درگزر
کیا، مگر اسباب و مال لیکر نکلنے کا حکم دے دیا۔ قلعہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا، مال غنیمت
لے کر مدینہ واپس ہو گئے، اس دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذہنی پریشانی اور دا

Marfat.com

وخارجی امور کی گہماگہمی کا ہمیں کیا اندازہ ہو سکتا ہے۔

(۸) غزوہ السویق

بنی قینقاع سے ابھی واپس ہی پہنچے تھے کہ چند روز بعد مشرکین مکّہ کا ہزیمت خوردہ لشکر جوشِ انتقام کی غرض سے مقام عریض تک پہنچا سیرۃ مصطفٰےؐ[۱] کے مطابق ابوسفیان نے قسم کھا رکھی تھی کہ جب تک مدینہ پر حملہ نہ کرلوں غسل جنابت نہ کروں گا؛

چنانچہ اسی قسم کو پورا کرنے کے لیے ابوسفیان سو سواروں کی معیت میں مدینہ منورہ پہنچا — مقام "عُریض" مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے انہوں نے یہاں ایک انصاری اور ایک مہاجر کو جو زراعت کے کام میں مصروف تھے قتل کر دیا۔ کچھ درخت بھی جلائے — اور وہ اپنے زعم میں قسم پوری کرکے بھاگ گیا۔ جب یہ بات آنحضرتؐ تک پہنچی آپ ۵ ذی الحجہ ۲ھ کو ۲سو مہاجرین لے کر دشمن کے تعاقب میں نکلے[۲] — مگر کوئی ہاتھ نہ آیا دشمن بھاگتے وقت بوجھ ہلکا کرنے کے لیے ستّو کے تھیلے راستوں میں گرا گئے تھے، ستّو کو عربی میں سویق کہا جاتا ہے اسی خاطر اس کو غزوہ سویق کا نام دیا گیا ہے[۱]۔

(۹) غزوۂ غطفان یا غزوہ انمار

غزوہ سویق سے واپسی کے بعد ایک ہی ماہ کا عرصہ گذرا تھا کہ اسلامی فوج

---

[۱] طبقات ابن سعد ص ۲۰-۲۱ ج ۲ - و ابن ہشام ص ۴۹ - ج ۲ -

[۲] حدیث دفاع میں میجر اکبر نے اس غزوہ کا وقوع ۳ھ کو لکھ کر سخت تاریخی غلطی کی ہے جس کا ثبوت کسی معتبر کتاب میں نہیں ملتا، تمام سیر سے یہی ثابت ہے کہ یہ غزوہ احد سے پہلے کا واقعہ ہے۔

کیمپ میں جاسوسی دستہ نے اطلاع بھیجی کہ مسلمانوں کے معاہد ، بنی ثعلبہ (یہود) نجد میں بنی محارب کے ساتھ جمع ہو رہے ہیں (بنی محارب قبیلہ غطفان کی شاخیں ہیں) ان کا ارادہ مسلمانوں پر چڑھائی کا ہے ـــــ اور اطراف مدینہ میں لوٹ مار کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں ـــــ آپؐ نے غطفان پر چڑھائی کی غرض سے نجد کی طرف خروج کیا ـــــ مدینہ میں عثمانؓ بن عفان کو نائب مقرر کیا آپ کے ہمراہ چار سو پچاس صحابہ کی جماعت تھی ـــــ جونہی غطفانیوں کو شیر دل مجاہدین کی آمد کی خبر ہوئی، سرگرداں ہو کر پہاڑوں میں چھپ گئے. صرف بنی ثعلبہ کا ایک شخص ہاتھ آیا. اسے سالار اعظمؐ کے روبرو پیش کیا گیا ـــــ آپ نے اسلام کی دعوت دی وہ مسلمان ہو گیا ـــــ یہیں سے اسلام کی عظمت و ہمہ گیری نمایاں ہو جاتی ہے کہ دشمن کے ایک فرد کو قتل کرنے کی بجائے دعوتِ اسلام دی گئی، تھا تو ایک فرد ـــــ قتل بھی کیا جا سکتا تھا، مگر یہ شجاعت نہ تھی وسعت ظرفی تھی کہ ایسے وقت میں کچھ کہے بغیر چھوڑ دیا جائے ـــــ نفسیات میں دیکھو تو شجاع مرد کی یہی علامت لکھی ہے۔

اس وقت آپ ایک ماہ تک وہاں رہے۔ کوئی شخص مقابلہ میں نہیں آیا بلا جدال وقتال واپسی ہوئی [1]

کعب بن اشرف کا قتل

آنحضرتؐ کو جنگ سے آئے ہوئے کچھ روز گزرے ہوں گے کہ فتح بدر کے نتیجے میں مشرکین کی ہزیمت کی اطلاع ایک شریر یہودی کعب بن اشرف

[1] تاریخ طبری ص ۲ ج ۳ -

کو بھی ہوئی ـــــ وہ مکّہ کے بڑے بڑے رؤسا کے قتل پر سٹ پٹایا، تعزیت کے لیے مدینہ سے مکّہ پہنچا اور کئی روز تک وہاں روتا رہا۔ آنحضرتؐ کے خلاف مشرکین کو اکساتا بھی رہا۔ اس اثناء میں اس نے اشتعال انگیز قصیدے جو سرداران کی یاد میں لکھے تھے۔ مشرکین کو سنائے، مکّہ والوں میں انتقام و جوش کی خوب آگ بھڑکائی۔ آنحضرتؐ کے خلاف مشرکین سے لڑائی کا حلف بھی لیا[۱] پھر مدینہ آکر سازشوں میں مصروف ہوگیا۔ حضورؐ کی ہجو شعر بھی کہتا تھا ـــ مسلمانوں نے بہت مرتبہ آپؐ سے اس کے قتل کی اجازت طلب کی، مگر آپؐ صبر و تحمل کا حکم فرماتے رہے کعب ایسا شریر تھا کہ مسلمان عورتوں میں آکر عشقیہ شعر پڑھتا ـــ آخر جب وہ کسی طریقے سے بھی باز نہ آیا تو آپ نے چالبازی و ستہ کو اس کے قتل کا حکم دیا[۲] ـــ اس کے علاوہ اس کے قتل کی دوسری چند روایات بھی مذکور ہیں۔

(۱۰) غزوہ بنی سلیم یا غزوہ نجران

غزوہ غطفان سے واپسی کے بعد آپ ربیع الاوّل مدینہ میں گذارا، ربیع الاخر کے آخر میں آپ کو اطلاع پہنچی کہ مقام نجران جو حجاز کا معدن ہے وہاں بنی سلیم (یہود) اسلام کی مخالفت پر اجتماع کر رہے ہیں ـــ سالار اعظمؐ جو دفاعی مہموں کو ہر کام سے زیادہ اہمیت دیتے تھے خبر پاتے ہی ۳۰۰ صحابہ کی معیّت میں نجران پہنچے۔ اس وقت مدینہ میں آپؐ نے عبداللہ بن ام مکتومؓ (نابینا صحابی) کو اپنا نائب مقرر فرمایا ـــ مخالفین آپ کی آمد کی خبر پاتے

---

۱ ابو داؤد، ترمذی، فتح الباری ص ۲۵۹ ج ۷ ۲ تاریخ طبری ص ۳ ج ۳ والبدایہ والنہایہ ص ۴ ج ۳

۴ ابن ہشام ص ۲ [illegible] ۲ ـ

Marfat.com

ہی منتشر ہو گئے۔ یہاں بھی لڑائی یا قتال کا کوئی معرکہ پیش نہیں آیا۔
علماء سیر، میں طبری کے مطابق آپ نے اس شب وہاں قیام فرمایا[1]

اسلام کا دوسرا بڑا معرکہ غزوہ اُحد

مدینے کے مقامی حالات اور آبادی

عہد نبوی میں مدینہ کی آبادی موجودہ آبادی سے بالکل مختلف تھی۔ اس وقت نہ عالی شان مکانات تھے نہ گنجان محلے، مختلف للذاہب لوگ ایک دوسرے سے ایک ایک دو دو فرلانگ پر چھوٹی چھوٹی بستیوں میں رہتے تھے۔ اس طرح مدینہ اس مجموعہ دیہات کا نام تھا، جس میں بت پرست یہودی اور مسلمان آباد تھے، یعنی یہ مدینہ تقریباً ساڑھے دس میل لمبے اور دس میل چوڑے میدان میں پھیلا ہوا تھا۔ یہ طویل وعریض میدان چاروں طرف سے پہاڑوں میں گھرا ہوا تھا ——

جبل احد کا محل وقوع — مدینہ سے احد کا پہاڑ شمال میں تین میل کے فاصلے پر شرقاً غرباً پھیلا ہوا تھا۔ اس کی شمالی چوٹی جبل ثورہ کہلاتی ہے۔ جنوب میں جبل عیر ہے — یہاں تک مدینہ کی آبادی پھیلی ہوئی تھی —— ہجرت کے بعد سے یہ پورا علاقہ حرم، (محفوظ جگہ) قرار دے دیا گیا تھا —— پہاڑوں کے ہجوم کے باعث آمد ورفت کے راستے بھی تنگ وادیوں سے ہو کر گذرتے تھے۔ پھر حرم مدینہ کا میدان بھی ہموار نہیں اس میں چھوٹی پہاڑیاں اور ایک بڑا پہاڑ سلع بھی واقع

---

[1] تاریخ طبری ص ۲، ج ۳ ؛ والبدایہ والنہایہ ص ۳، ج ۴ - ابن سعد کے مطابق ۱۲ جمادی الاخر تک آپ وہاں ٹھہرے۔

تھا[۱] جو جنگ میں ہجوم و دفاع کے اعتبار سے بہت اہم ہیں ۔۔۔ ہر بستی میں ایک یا دو ایسے سنگی قلعے (آطام یا آجام) بنے ہوتے تھے[۲] جہاں ایام جنگ میں عورتیں اور بچے پناہ لے سکتے تھے اس قسم کا رواج عرب سے پاکستان کے صوبہ سرحد تک تھا اور پٹھانوں میں اب تک ہے ۔۔۔ آطام دو منزلہ اور چار منزلہ تک بنائے جاتے تھے ۔ جہاں آطام زیادہ ہوتے وہ علاقہ طاقتور شمار ہوتا تھا ۔ آب رسانی کے لیے قریب کی وادیوں میں کنویں کھود دے گئے تھے ۔

آطام مینار نما ہوتے تھے جہاں سے چڑھ کر دشمن سے سنگ باری کا کھیل بھی کھیلا جا سکتا تھا ۔۔۔ آنحضرتؐ جس مدینہ کی بستی میں اقامت گزین تھے وہ تمام بستیوں کے وسط میں تھی ۔ اس بستی کا نام یثرب تھا پھر یہ نام سارے مدینہ پر بولا جانے لگا ۔

باغات اور گنجان آبادیاں اس کے مغرب جنوب اور شمال مشرق میں بکثرت واقع تھیں ۔ مشرق کی طرف شمالاً جنوباً زیادہ سے زیادہ یہودی آباد تھے

جبل احد کے دامن میں وادیِ قناۃ ہے اس پہاڑ سے ایک دشوار گزار پگڈنڈی گزرتی ہے ۔ یہ وادی ایک مسطح و مرتفع میدان ہے جس میں دو چشمے بہتے تھے ۔

اس وادی میں ایک چھوٹا سا چشمہ ہے غالباً ان چشموں کے باعث اسے جبل عینین کہا جاتا تھا[۳] ۔ آنحضرتؐ نے یہیں ۵۰ تیر اندازوں کا دستہ متعین فرمایا تھا ۔ اب

---

[۱] مثلاً قبیلہ بنی زید میں ۱۳ آطام تھے وغیرہ آغانی ص ۱۲۴، ج ۱۳ ،

[۲] حدیث دفاع میجر جنرل اکبر خاں ص [illegible] [۳] حدیث دفاع ص ۱۲۵

[۳] یعنی دو چشموں والا پہاڑ

Marfat.com

اسے جبل الرماۃ کہا جاتا ہے بہرحال آنحضرت تک پہنچنے کے لیے دشمن کو بیشتر مشکلات اور دشوار گذار راستوں سے گذرنا پڑتا تھا۔ میدان احد کے احوال وظروف سن کر ہر انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایسا علاقہ جنگ کے لیے کس قدر موزوں اور اہم ہوتا ہے جو وادیوں، پہاڑوں، دشوار گذار راستوں غاروں، پگڈنڈیوں اور سنگی قلعوں سے بھرپور ہو۔

انہی مشکلات کے باعث مشرکین حدیبیہ کی فوج ۱۲ دن کے سفر کے بعد بھی مدینہ پہنچنے کی بجائے زغابہ میں ٹھہر گئی تھی۔

وجوہ جنگ

دستہ زید بن حارثؓ میں آپ نے پڑھا کہ انھوں نے ابوسفیان کا قافلہ لوٹا اور ایک لاکھ درہم غنیمت میں پایا ——— اس واقعہ نے بھی قریش کی جلتی پہ تیل کا کام کیا تھا کیونکہ انتقام کی آگ تو بدر کی شکست کے بعد سے سینوں میں بھڑک رہی تھی۔

چنانچہ عکرمہ بن ابی جہل، حارث بن ہشام، عبداللہ بن ربیعہ اور ابوسفیان دارالندوہ میں جمع ہوئے ——— انہوں نے بدر میں مارے جانے والوں کی غیرت دلا کر نئی جنگی تیاریوں کا فیصلہ کر لیا۔ روپے پیسے کی کمی نہ تھی۔ فوراً ڈھائی لاکھ روپیہ دفاعی فنڈ میں جمع ہو گیا ——— عمرو بن العاص، مسافع بن عبدالمناف، ابوعزہ بن عبداللہ تمام اہم قبائل کی طرف جنگی سامان جمع کرنے کے لیے بھیجے گئے، اور تمام کو خطرے کی اہمیت سمجھا کر امداد کے لیے مدعو کیا ——— غلام تک آزادی کے لالچ دے کر فوج میں بھرتی کر لیے گئے۔

چنانچہ تین ہزار فوجیوں کا لشکر سات سو زرہوں، ۲ سو گھوڑوں اور تین ہزار

Marfat.com

اونٹوں کے ہمراہ ـــــ بدر کے مقتولوں کی بیواؤں کو نوحہ خوانی کیلئے لے کر بڑے طمطراق سے ابوسفیان کی قیادت میں ۵ شوال ۳ھ کو مکہ سے روانہ ہوتا ہے[1]

مسلم جاسوسی دستہ اپنا فرض ادا کرتا ہے۔

جونہی کفر کی تدبیر ہوئی ـــ حضرت عباسؓ نے تیز رو قاصد تیار کر کے خفیہ طریقے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب روانہ کر دیا، یہ پیغام تین دن کے اندر اندر سالارِ اعظمؐ تک پہونچ گیا۔

رزم گاہوں کے شہسوار نے خبر پاتے ہی انسؓ اور مونسؓ کو دشمن کی خبر رکھنے کے لیے آگے روانہ کر دیا۔ ـــ ایک ہی روز بعد انھوں نے اطلاع کر دی کہ دشمن مدینہ کے بالکل قریب آ پہونچا ہے ـــــ آنحضرتؐ نے جناب منذرؓ کو دشمن کی تعداد کے اندازے کے لیے روانہ کیا[2]

جنگی امور کے امام نبی کے سرعت رفتار صحابی نے راتوں رات دشمن کا صحیح تخمینہ پہونچا دیا۔

ـــــــ فوجیوں کے ہیڈ کوارٹر مسجد نبوی پر حفاظتی دستہ بٹھا دیا گیا تھا (تاکہ کوئی دشمن کا جاسوس مسلم فوجوں کی جاسوسی نہ کرے) شہر کے اطراف وجوانب میں چاروں طرف سالارِ اعظمؐ نے پہرے بٹھا دیئے[3]

---

[1] تاریخ طبری ص ۹، ج ۳؛ [2] سیرۃ مصطفیٰ ص ۱۸۰، ج ۲۔

[3] طبقات ابن سعد ص ۲۵، ج ۲

سالارِ اعظمؐ کی صدارت میں صحابہ کا اعلیٰ جنگی مشاورتی اجلاس

جنگی امور پر غور و خوض کے لیے علی الصبح صحابہ کرامؓ کا اعلیٰ سطحی مشاورتی اجلاس طلب کر لیا گیا۔ اکابر صحابہؓ نے مشورہ دیا مدینہ میں رہ کر مقابلہ کیا جائے، مگر میدانِ بدر میں شریک نہ ہونے والے نوجوانوں کو رزم گاہ کا آمنا سامنا اور شوقِ شہادت بے چین کیے جاتا تھا

امیر حمزہؓ نے باہر نکل کر جنگ کا کھیل جمانے کی قسم کھائی[۱]

سعد بن عبادہ اور نعمان بن مالک نے بھی میدانِ کارزار میں چلنے والوں کا ساتھ دیا تاہم حضور کی منشاء مدینہ میں رہ کر لڑنے کی تھی[۲]

آزادیٔ رائے کا حق

لیکن آزادیٔ رائے کے مطابق ہر ایک نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا، چنانچہ جمعہ کی نماز کے بعد باہر چلنے کا اعلان ہوا تو آقائے ربانی کے شائقین اور مخلصین عاشقین، نوجوانوں کی جانوں میں جان آ گئی۔

خرم آں روز کزیں منزلِ ویراں بردم
رخت جاں طلبم وز پے جاناں بروم

جب شہادت سے آرزومند عشقِ رسالت میں مخمور نکلے، تو ملائکہ بھی غبطہ و رشک میں جھومنے لگے، یہ لشکر ارض و سما کے تاجدار کی قیادت میں روانہ ہے

---

[۱] البدایہ والنہایہ ص ۱۲۰، ج ۴، [۲] اسی شب آپؐ نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی تعبیر بھی مدینہ میں رہ کر لڑنے کی تھی از طبقات ابن سعد۔

Marfat.com

کیوں نہ اس پہ ملائک کو سرور ہو، رحمتوں کا نزول ہو۔

جس پہ حوران خلد قربان ہونے کو تیار ہوں، انبیاءؑ جس کی غلامی کے خواہاں ہوں اس جنگ کے بوڑھے بچے جوان ہر ایک نشے سے چور اور ایک ہی شراب سے مخمور تھے ____ شہید ہونے سے پہلے ہی خنجر تسلیم سے شہید ہو چکے تھے ____

یہ لشکر ۱۱ شوال جمعہ کے روز بعد نماز عصر ایک ہزار اسلامی فوجیوں کی صورت میں مدینہ سے چلا تھا ____ سالار اعظم شہسوار تھے۔ سعد بن عبادہؓ اور سعدؓ بن معاذ زرہ پہنے ہوئے آپ کے دائیں بائیں تھے۔

____ نہ رجز خوانی کے لیے عورتیں تھیں، نہ کوئی نمود و نمائش تھی نہ کوئی طمطراق تھا نہ کوئی بڑھائی کا احساس اور قوت مادی کا گھمنڈ تھا۔ فقط عاجزی سے، نیاز سے سجدہ ریز ہو کر شوق شہادت کا زینہ اوڑھ کر یہ لشکر جا رہا تھا۔

فوج کا معائنہ

مدینہ سے باہر نکل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کا معائنہ کیا ____ جو چند نو عمر بچے بھی شہادت کے لیے خراماں چلے آ رہے تھے۔ ان میں اسامہؓ بن زید، ابو سعیدؓ خدری، زید بنؓ ارقم عبداللہ بنؓ عمر براءؓ بن عازب کے نام کتابوں میں ملتے ہیں۔ ان کمسنوں میں رافع بن خدیجؓ بھی تھے۔ وہ ہوشیاری سے انگوٹھوں کے بل تن کر کھڑے ہو گئے تاکہ دراز قامت معلوم ہوں بعضؓ کہا یہ بڑے تیر انداز تھے ____ بچوں میں صرف ان کو اور سمرہؓ بن جندبؓ کو اجازت دی گئی۔

لہ طبری ص ۲۲، ج ۳، زرقانی ص ۲۶، ج ۲ ۔

Marfat.com

منافقین کی علیحدگی

اسی شب مقام شیخین سے کوچ ہوا۔ جب آپ اُحد کے قریب پہنچے تو عبد اللہ بن ابی یہ کہ کر واپس ہو گیا۔ کہ آپ نے مدینہ رہ کر جنگ لڑنے کی میری تجویز نہیں مانی۔۔۔ اس لیے اپنے تین سو سواروں کو واپس لے گیا۔ اب سات سو کی جمعیت رہ گئی تھی۔ ان میں ۱۰۰ آدمی زرہ پوش تھے۔۔۔ سارے لشکر میں گھوڑے بہت تھے[1]

ترتیب فوج

علی الصبح بلال نے اذان دی، نماز ہوئی تو سالار اعظمؐ نے احد کو پشت اور مدینہ کو سامنے رکھتے ہوئے صف آرائی فرمائی۔ ابھی جو صفیں بارگاہ ایزدی میں کھڑی تھیں وہی راہ جانبازی میں کھڑی ہوگئیں سالارؐ نے پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ عبد اللہ بن جبیر کی قیادت میں مقام عینین میں جبل احد کے پیچھے مقرر فرمایا۔ انھیں کہا خواہ سیاہ جنگ ہو یا سرخ۔ ایک روایت میں ہے فرمایا خواہ تم چیلوں کو ہمیں نوچتے دیکھو تب بھی اس وادی سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ ایک روایت میں فرمایا۔۔۔ خواہ ہم کو قتل ہوتے دیکھو تب بھی ہماری امداد کی اجازت نہیں[2]۔۔۔ مصعب بن عمیرؓ کو عَلَم دیا گیا۔ چھوٹا دستہ زبیرؓ کے ہمراہ کیا۔ تیر اندازوں کو اپنی جگہ جمے رہنے کی تلقین فرمائی

دشمن کی صف بندی

ابو سفیان صف بندی میں ایک حصہ پر خالد بن ولید کو افسر مقرر کر کے میمنہ کے عقب

---

[1] فتح الباری ص ۲۷۰، ج ۷۔ [2] از قصص القرآن ص ۱۴۴، ج ۴۔

جانب متعین کیا۔ کفار نے عکرمہ کو میسرہ پر، پیادوں پر صفوان بن امیہ کو تیر اندازوں پر عبد اللہ بن ربیعہ کو افسر مقرر کیا گیا (بعد میں یہ چاروں امراء مشرف باسلام ہوئے)[1] صفوں کی ترتیب کے بعد اب معرکہ ہوا چاہتا ہے ایک طرف لات و ہبل کی جے پکاری جا رہی تھی۔

آغاز جنگ

دوسری طرف تکبیر کی گونج نے وادی احد میں شور اٹھا رکھا تھا کھانڈے سے کھانڈا بجنے والا تھا۔ تلواریں خون پینے کے لیے نیزے سینوں سے ٹکرانے کے لیے جنبشوں کی انتظار میں تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوجوں کو چند نصیحت آمیز جنگی اصول بتلائے اور اپنی تلوار میدان ابو دجانہ کے سپرد کی —— جنگ کا آغاز مشرکین کی جانب سے ہوا۔ پہلے خالد آگے بڑھا تو مسلم تیر اندازوں کی بوچھاڑ سے اس کے چھکے چھوٹ گئے۔

ایک ایک مبارز کا قتل

اس کے بعد جونہی جنگ کا آغاز ہوا —— دستور عرب کے مطابق دشمن کے مبارز ابو عامر نے اپنی مسلمان ہونے والی قوم کو للکار دیا۔

قبیلہ اوس کے مسلمان فوجیوں نے اسے دندان شکن جواب دیا، وہ خائب و خاسر لوٹ گیا۔ کفار کا دوسرا مبارز طلحہ بن ابی طلحہ آیا علیؓ نے پہلے وار میں دو ٹکڑے کر دیئے[2]۔ تیسرا مبارز عثمان بن ابی طلحہ نکلا۔ حمزہؓ نے ٹھکانے لگا دیا۔ چوتھا مبارز ابو سعد نکلا۔ سعد بن ابی وقاصؓ کا ایک ہی تیر اس کے حلق میں اتر گیا،

---

[1] زرقانی ص ۲۰، ج ۲۔ [2] طبقات ابن سعد ص [illegible] ج ۲، قسم اول۔

Marfat.com

زبان باہر آگئی۔ حیات کی کچھ رمق باقی تھی بڑھ کر وہ بھی ختم کر دی ــــ پانچواں مبارز حارث بن طلحہ آیا ــ عاصم نے ایک ہی وار سے جہنم کا راہ دکھا دیا، چھٹا مبارز کلاب بن طلحہ نکلا زبیرؓ نے بڑھ کر ٹھنڈا کر دیا ــ ساتواں مبارز جلاس بن طلحہ آیا چند لمحوں میں اس کا بھی معاملہ صاف کر دیا گیا[۱] آٹھواں مبارز ارطاۃ بن شرجیل جھنڈا اٹھائے آیا، شیر خدا نے اس کی نخوت بھی ٹھکانے لگا دی۔ شریح بن قارظ آیا، آناً فاناً یہ بھی ختم ہوا ــ اس کا غلام صواب[۲] آیا اسے حمزہؓ نے مزا چکھا دیا، اس طرح قریش کے بائیس علمدار غارت جہنم ہوئے ــ اس کی تفصیل ابن ہشام میں مذکور ہے ــ کون کہتا ہے احد میں شکست ہوئی ــ دیکھا آپ نے ــ فیصلہ تو ابھی ہو گیا تھا۔ دشمن کی کایا تو ابھی سے کلپٹ ہو چلی تھی ــ بس وہ تو چھوٹی سی سنت چھوٹ جانے پر ایک تنبیہہ تھی ــ جسے ہمارے بعض مؤرخوں نے شکست کا نام دے دیا ہے ــــ مبارزین کی چوکڑی کے بعد اب گھمسان کا رن پڑ چکا تھا۔ ابو دجانہؓ اکڑتے ہوئے شجاعت کی یاد تازہ کرنے والے عربی اشعار پڑھتے ہوئے، رجز گاتے ہوئے میدان میں اترے ــ سامنے ابو سفیان کی بیوی ہندہ آگئی، عشق نے کافرہ پر وار کرنے کو کہا ــ عقل نے روک دیا۔

حمزہؓ کی شہادت

حضورؐ کی دی ہوئی تلوار عورت پر چلانا کسی طرح زیبا نہیں، ادھر حمزہؓ بھی جھوم

---

[۱] اس کے قاتل کا نام نہیں ملتا۔

[۲] صواب کے قتل کی نسبت سعد بن ابی وقاصؓ اور علیؓ کا نام بھی ابن سعد نے لکھا ہے۔

جیالے نشۂ توحید سے سرمست لاشوں پر لاشیں کیے جاتے ہیں سباع بن عبدالعزیٰ نے للکارا، اسے موت کی چوکھٹ پر ہمیشہ کی نیند سلادیا — ایک طرف وحشی حمزہؓ کی تاک میں چٹان کے نیچے چھپا بیٹھا تھا، حمزہ کا گذر ہوا اس نے پیچھے سے نیزہ مارا، پار ہوگیا، شیر دل حمزہؓ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے وہاں پہونچ گئے جہاں حوران خلد شراب طہور کا جام لیے کھڑی تھیں سید الشہداء کا لقب پاگئے[1] یہ مقام ایسے نہیں ملا تھا، نعش کے ۱۲ ٹکڑے ہوئے تھے، جگر نکالا گیا تھا۔ آنکھیں نکالی گئیں تھیں۔ ہاتھ اور انگلیاں، پاؤں کاٹے گئے تھے۔ پورا نقشہ کھینچ دوں تو کلیجہ منہ کو آجائے گا — اتنا کافی ہے کہ امیر حمزہؓ کی لاش کو ایسے بگاڑا گیا کہ جس کی مثال کم از کم تاریخ اسلام سے تو ملنی مشکل ہے۔

اس کے علاوہ صحابی جوانوں کا ایثار و جذبہ اور شہادت حنظلہؓ کے واقعات سیرۃ ثانی میں آئیں گے انشاء اللہ

آنحضرتؐ پر کفار کا ہجوم

معرکہ اُحد میں ایک وقت ایسا آیا کہ آنحضرتؐ پر کفار کا ہجوم ہوا — سات انصار باری باری آپؐ کی حفاظت میں شہید ہوگئے۔ فدائیوں نے فدائیت کا حق ادا کر دیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں پانچ انصار آپ کی حفاظت کے لیے کھڑے ہوئے وہ یکے بعد دیگرے شہادت کا جام پی گئے — سالار نے کہا اب کون جان پیش کرتا

---

[1] صحیح بخاری۔

Marfat.com

سے ہے زیاد بن مسکن آگے بڑھے، ایک ہی وار میں دشمن کو ٹھکانے لگا دیا اس اثناء میں ایک دوسرے دشمن کی تلوار ان کی گردن پہ لگی، ضرب کاری تھی گر گئے آنحضرتؐ نے فرمایا زیادؓ کا لاشہ لایا جائے۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ ابھی جانباز میں حیات کی کچھ رمق باقی تھی، خود کو گھسیٹ کر آنحضرت کے قدموں پر منہ رکھ دیا اسی حالت میں جان جان جاناں کے سپرد کر دی۔

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

عشق اسے کہتے ہیں، نشہ یہ ہوتا ہے۔ یہ حال و قال سے کیسا اونچا درجہ ہے عتبہ بن ابی وقاص نے موقعہ پا کر آنحضرت پر حملہ کر دیا۔ ایک پتھر آپؐ کے لگا۔ چند ایک دندان مبارک شہید ہو گئے، آپ کے نیچے کا لب شدید زخمی ہوا۔ ساتھ ہی دشمن نے تلوار کا وار بھی کر دیا ــــ نبیؐ پر عبداللہ بن قمیہ کی تلوار اٹھی تھی، جبین نبوت پر خول کی سختی کے باعث گھاؤ گہرا نہ ہوا۔ تاہم وجہ نبوت خون سے رنگین تھا، یہ وقت دیدنی کا تھا ــ اب دست بدست لڑائی شروع ہو گئی تھی، جانبازوں نے سالارؐ کی حفاظت میں جان و جسم نچھاور کر دیے تھے۔ ابودجانہؓ آنحضرت کی ڈھال تھے، طلحہ نے تلواروں کو اپنے ہاتھ پر روکا، ایک بازو درجہ پا گیا، پروانے شمع رسالت پر جان فدا کر رہے تھے۔

حملہ آور عتبہ سعد بن ابی وقاصؓ کا بھائی تھا، سعدؓ کہتے ہیں اس واقعے کے بعد سے میری تلوار اپنے بھائی کے خون کی حریص اور خواہشمند رہی مجھے اتنا حرص آج تک کسی کے قتل کا نہ ہوا تھا۔[1]

[1] فتح الباری ص ۲۸۱، ج ۷۔

مشرکین پر آنحضرتؐ کا افسوس

آنحضرتؐ چہرہ انور سے خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کر دیا۔[1]

ارشاد باری ہوا۔ لیس لك من الامر شی۔ اس معاملے میں تمہیں کچھ اختیار نہیں

شہادت کی افواہ

ہجوم کفار ہی کے دوران شیطان نے یہ بات بھی مشہور کر دی کہ آنحضرتؐ شہید کر دیے گئے ــــ بعض مسلمان اس الم انگیز سانحہ کی خبر پا کر ہمت ہار گئے انسؓ نے کہا ــــ محمدؐ قتل ہو گئے، ان کا رب تو زندہ ہے۔ اب بیٹھنے یا پیچھے ہٹنے سے کیا مفاد، ہمیں بھی مر جانا چاہیے، حضورؐ کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے یہ کہہ کر سب مجاہد دشمن کی صفوں میں گھس گئے، مقابلہ کیا۔ بعض شہید ہو گئے، باقی پروانہ وار لڑ رہے تھے ــــ ادھر آنحضرتؐ بھی صحیح سلامت تھے۔ آپ کی نسبت شہادت کی خبر غلط مشہور ہوئی تھی، تھوڑی دیر بعد آپ گھاٹی پر پہنچے جہاں حضرت فاطمہ اور حضرت علیؓ نے آپ کے زخموں کو پانی سے دھویا، آپ نے وضو فرمایا اور بیٹھ کر ظہر کی نماز ادا فرمائی ــــ کفار نے مسلمانوں کی لاشوں کا مُثلہ کیا، شہداء کے ساتھ جگر سوز سلوک کیا۔ معرکہ بدر کی آگ کو جی بھر کر ٹھنڈا کیا ــــ چونکہ جنگ کی وحشت ناک خبریں مدینہ پہونچ چکی تھیں اس لیے وہاں سے عورتوں اور مردوں

---

[1] مسند احمد و ترمذی و نسائی۔

Marfat.com

کی کمیپ کی کیمپ احد پہونچ رہی تھی، یہ ہجوم آنحضرتؐ کی خیریت و سلامتی معلوم کرنے جوق در جوق آرہے تھے

فتح کے بعد فتح رک گئی

ابھی تک مسلمانوں نے کفار کا دندان شکن جواب دیا تھا، اپنے سرداروں اور مبارزوں کے خاتمے کے بعد ان کی ہمتیں پست ہو گئیں تھیں، سینکڑوں دشمن قتل اور سینکڑوں ہی بھاگ گئے تھے۔ ادھر جبل احد کی پچھلی جانب ۵۰ مجاہدوں کا جو حفاظتی دستہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس نے حالات اپنے حق میں دیکھے تو اگلی طرف پلٹ آئے۔ اس کمزوری کو خالد کی تیز نظر نے بھانپ لیا، اس نے دیکھا کہ تیر اندازوں نے اپنے مورچے چھوڑ دیے ہیں وہ برق رفتاری سے پلٹا اور بڑی قوت سے جوابی حملہ کرنے میں کامیاب ہو گیا چند اصحاب جو وہیں رہ گئے تھے قتل کر دیے گئے ــــ اس طرح پچھلی جانب سے کفار نے پیش قدمی کی اور مسلم فوجوں میں خوف و ہراس پھیل گیا۔

دراصل یہ خوف سالار اعظمؐ کی حکم عدولی کا نتیجہ تھا ــــ بالآخر اللہ نے واپس پلٹنے والوں کی اس لغزش کو معاف کیا۔

اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آس پاس کے فوجیوں کو لے کر پہاڑ کی بلندی کی طرف بڑھے اور ایک جگہ مورچہ بنا کر مشرکین پر سنگباری شروع کر دی۔ مگر مسلم فوجیں پہلا سا اجتماع نہ کر سکیں ــــ تاہم کچھ دیر بعد جب مسلم خواتین کارزار میں اتریں اور انہوں نے زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی کے ساتھ ساتھ دشمن کی نقل و حرکت میں مردوں کا کردار ادا کیا تو مسلم منتشر فوج پھر مجتمع ہو گئی، نقشہ جنگ کا

Marfat.com

ہر بدل گیا، اور مسلمان تلافیٔ مافات میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ اس پورے عرصے میں اسلامی پرچم کبھی سرنگوں نہیں ہوا ــــ تھوڑی دیر بعد جب دشمن کی جانب سے حملہ ختم ہوئی اور ابو سفیان بھی واپس چلا گیا تو سالار اعظمؐ نے ایک دستہ علی المرتضیٰؓ کے ہمراہ روانہ کیا تاکہ وہ دشمن کی نقل و حرکت کا صحیح اندازہ کریں۔ مبادا وہ پلٹ کر مدینہ پر حملہ کر دے۔

علیؓ نے خبر دی کہ دشمن اونٹوں پر سوار ہو کر طویل سفر کے لیے روانہ ہے حدیث دفاع میں ہے کہ ابو سفیان اور عقبہ بن ابی جہل حسرت کرتے جاتے تھے کہ ہم نے بڑی غلطی کی کہ مدینہ پر حملہ نہیں کیا۔ اس کے بغیر مسلمانوں کی شکست مکمل نہیں ہو سکتی۔ اب آپؐ نے مقتولوں اور زخمیوں کے جمع کرنے کا حکم دیا۔ آنحضرتؐ نے کفار کی لاشوں کی بے حرمتی سے منع فرمایا ــــ حالانکہ مشرکین اسی کا ارتکاب کر چکے تھے۔

شہداء کا جنازہ اور تدفین

اس غزوہ میں ستر صحابہؓ شہید ہوئے، جن میں اکثر انصاری تھے بے سروسامانی کے باعث کفن کی چادریں بھی پوری نہ تھیں، سر ڈھانکا تو پاؤں کھل جاتے، پاؤں ڈھکے جاتے تو سر کھل جاتا۔ بعض کے لیے یہ بھی میسر نہ آیا۔ دو دو لاشیں ایک ایک کفن میں ڈالی گئیں۔ تین تین شہداء ایک ایک قبر میں ڈالے گئے[1]۔ نماز جنازہ[2] کے بعد

---

[1] یہ شہید احد حضرت حمزہ اور مصعب بن عمیر کا واقعہ ہے صحیح بخاری ۔ [2] سیرۃ مصطفےٰ ص ۲۳، ۲۵۔

[2] شہداء احد کی نماز جنازہ پڑھے جانے میں جابر بن عبداللہ نے اختلاف کیا ہے، اصح قول پڑھے جانے کا ہے سیرۃ مغلطائی ص ۵۰۔

Marfat.com

شہدا احد ہی میں مدفون ہوئے۔

(۱۲) غزوہ حمراء الاسد ۳ھ

آنحضرت اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مدینہ روانہ ہو گئے تھے، ادھر قریش مدینہ سے چل کر مقام روحاء پہنچے تو پھر خیال آیا کہ کام تو نا تمام رہا۔ جب حمزہؓ ایسے جری جوانوں کو ہم قتل کر چکے ہیں تو توحید کے باقی پرستاروں کو بھی یکبارگی ختم کر دیا جائے دوسرے مسلمان بھی خستہ حال ہیں اگر ہم پلٹ کر مدینہ پر حملہ کر دیں تو مسلمان تاب نہ لاسکیں گے آخر چلنے کا ہی فیصلہ ہوا۔ ادھر اللہ تعالےٰ نے آنحضرتؐ کو اطلاع دے دی کہ دشمن پلٹ رہا ہے ـــــ سالار اعظمؐ نے مدینہ میں اعلان کرا دیا کہ خروج کے لیے تیار ہو جائیں، اس غزوہ میں وہی لوگ آئیں جو احد میں شریک ہوئے تھے تا کہ کفر ہماری خستہ حالی سے زیادہ ایمانی قوت کا مظاہرہ کرلے۔ چنانچہ آپؐ ۱۶ شوال کو مدینہ سے روانہ ہو کر حمراء الاسد جگہ میں قیام فرمایا۔ ادھر قبیلہ بنی خزاعہ کے سردار معبد خزاعی نے ابو سفیان کو اطلاع کرائی کہ محمدؐ پہلے سے بڑھ کر لاؤ لشکر کے کے ساتھ آ رہا ہے۔ یہ سنتے ہی کفر کے چھکے چھوٹ گئے ـــ دشمن نے فوری روانگی میں اپنی عافیت سمجھی ـــ آپؐ تین روز یہاں قیام فرما کر مدینہ واپس ہوگئے ـــ اسی سال آنحضرتؐ نے حضرت حفصہؓ سے نکاح فرمایا[2] اسی سال ۱۵ رمضان کو نواسہ رسول حضرت حسنؑ کی ولادت ہوئی اور اسی ماہ شوال میں حرمت شراب کا حکم نازل ہوا[3]۔

---

۱ البدایہ والنہایہ ص ۴۸، ج ۴۔

۲ تاریخ طبری ص ۹۰، ج ۲۔ ۳ ایضاً ص ۲۹، ۳۵۔

Marfat.com

احد کے بعد

واقعہ رجیع، بیر معونہ، دستہ عبدالاسد اور دستہ عبداللہ بن انیس وغیرہ کے واقعات پیش آچکے تھے۔

(۱۳) غزوہ بنی نضیر

مدینہ کے جنوب مغرب میں پانچ میل دور بنو نضیر کی بستی تھی۔ قصہ یوں ہے کہ عمروؓ بن ضمری جو بیر معونہ میں گرفتار ہوئے تھے، رہائی کے بعد مدینہ آرہے تھے کہ راستے میں دو مشرک مل گئے ایک جگہ دوپہر کا آرام ہوا۔ جب سو گئے تو عمروؓ نے یہ جان کر دونوں کو قتل کر دیا کہ انہی کے قبیلے بنو عامر نے ہمارے ۷۰ قرا صحابہ کو شہید کیا ہے۔ لہٰذا ان کا بدلہ بھی قتل ہے، لیکن ان کو یہ علم نہ تھا۔ حضور علیہ اسلام کے ساتھ ان لوگوں کا عہد و پیمان ہے۔ آنحضرت کو معلوم ہوا تو آپ نے عہد کے باعث خونبہا ادا کرنے کا حکم دیا[1] چونکہ بنو نضیر اور بنو عامر آپس میں حلیف تھے اس لیے اس پر بھی دیت کا کچھ واجب الادا تھا ــــ آنحضرتؐ اس کی وصولی کے لیے ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، عبدالرحمٰن عوفؓ، سعد بن معاذؓ، سعد بن عبادہؓ اور اسید بن حضیر کے ہمراہ دیار بنو نضیر میں تشریف لے گئے اور اپنے آنے کی غرض بیان کی کہ چونکہ میں نے بنو عامر کو امان دی تھی لہٰذا میں ان کا خون بہا دینا چاہتا ہوں۔ بنو نضیر بظاہر نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے اور خونبہا میں شرکت و اعانت کا وعدہ بھی کر لیا ــــ ادھر انہوں نے خفیہ طریقے سے طے کر لیا کہ ایک شخص چھت

۱؎ فتح الباری ص ۲۵۳، ج ۷۔

Marfat.com

پر چڑھ کر ایک بھاری پتھر آنحضرتؐ پر گرا دے، تاکہ شمع رسالت گل ہو جائے اور اسلام کا بڑھتا ہوا سیلاب رک جائے۔

سلام بن مشکم نے یہودیوں سے کہا —— خدا کی قسم اس کا رب ضرور اس کو اطلاع کر دے گا اور تمہاری یہ کوشش دھری رہ جائے گی۔

نبوّت کے حریفوں نے سلام کی سنی ان سنی کر دی اور موقعہ کو غنیمت جان کر سازش کا اہتمام کر دیا[1] —— ابھی ایک ہی پل گزرا ہو گا کہ جبرائیلؑ پہنچ گئے۔ آنحضرتؐ حالات سے مطلع ہوئے تو یہاں سے ایسے اٹھے کہ گویا آپ کسی کام کے لیے باہر تشریف لے جاتے ہیں —— آپ باہر صحابہؓ میں بیٹھ رہے۔ کنانہ بن جوہر نے یہود سے کہا۔ "تمہیں معلوم نہیں محمد کیوں اُٹھ کر چلے گئے ہیں، ان کو تمہاری سازش کا علم ہو گیا ہے۔ بخدا وہ اللہ کے رسول ہیں۔

واپسی کی تاخیر پر صحابہ متفکر تھے۔ مگر آپؐ نے جب حالات سے آگاہی فرمائی تو ہر مسلمان ورطۂ حیرت میں رہ گیا۔ آنحضرتؐ نے بنی نضیر پر حملہ کا حکم دے دیا۔ عبداللہ بن ام مکتومؓ مدینہ میں آپ کے قائم مقام مقرر ہوئے۔

مسلم فوجیوں نے بنو نضیر کے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ محاصرے نے پندرہ دن کا طول کھینچا۔ آنحضرتؐ نے دشمن کے باغ کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا۔

آخر یہودی خائب ہو کر امن کے خواستگار ہوئے، آپؐ نے فرمایا —— دس دن کی مہلت ہے مدینہ خالی کر دو، اہل و عیال، بچوں اور عورتوں کو جہاں چاہو

---

[1] اس کے علاوہ بھی ان یہودیوں نے آنحضرتؐ کو قتل کرنے کی ایک سازش کی تھی جس میں آپ کو بستی بنو نضیر میں آنے کی دعوت تھی۔

Marfat.com

لے جاؤ جو سامان چاہو لے جاؤ، جنگی سامان لے جانے پر پابندی عائد کر دی گئی، دشمن کا تمام اسلحہ ضبط ہوا۔ چنانچہ یہودیوں نے مکانوں کے کواڑ تک نہ چھوڑے۔ کچھ خیبر میں جا بسے، بعض شام کی طرف نکل گئے، دس روز میں مدینہ یہودیوں سے پاک ہو گیا۔ ان کے مکانات وغیرہ تنگدست مہاجروں کے کام آئے۔

(۱۴) غزوہ ذات الرقاع[1]

غزوہ بنی نضیر کے بعد ربیع الاول سے جمادی الاولیٰ تک آپؐ مدینہ میں مقیم رہے، شروع جمادی الاولیٰ میں آپؐ کو خبر ملی کہ بنی محارب اور بنی ثعلبہ جو آپ کے معاہد تھے۔ مقابلے کے لیے لشکر جمع کر رہے ہیں آپؐ چار سو صحابہ کی معیت میں نجد پہونچے —— دشمن آنحضرتؐ کی آمد کی خبر پا کر بھاگ نکلا لڑائی کی نوبت نہ آئی —— آپؐ چند روز کے قیام کے بعد واپس مدینہ پہونچ گئے۔

نیند کی حالت میں مشرک کے قتل کرنے کی ناکام کوشش کا واقعہ بھی اس سفر سے واپسی پر پیش آیا۔

(۱۵) غزوہ بدر موعد ۴ھ

ذات الرقاع کے بعد رجب تک آپ مدینہ میں رہے چونکہ احد میں ابوسفیان نے بڑھ لگائی تھی کہ آئندہ لڑائی بدر میں ہوگی اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا اس بناء پر تاریخ کے مطابق آنحضرت ماہ شعبان کو ۱۵ سو صحابہ کا لشکر لے کر مقام بدر میں پہونچے، آپ نے آٹھ روز وہاں ابوسفیان کا انتظار فرمایا ——

---

[1] رقاع بمعنی چیتھڑا۔ یعنی چلتے چلتے صحابہ کے پاؤں پھٹ گئے اور انہوں نے کپڑے کے چیتھڑے پاؤں پر باندھے از صحیح بخاری شریف۔

Marfat.com

ابو سفیان بھی اہل مکہ کو لے کر مرّ الظہران تک پہونچا۔ مگر مقابلہ کی ہمت نہ کر سکا۔ یہ کہہ کر واپس ہو گیا کہ یہ سال قحط اور گرانی کا ہے۔ ایسے وقت میں جنگ و جدال مناسب نہیں ۔۔۔ کوئی پوچھے بھئی تو مکہ سے چلا ہی کیوں تھا۔ نہیں دراصل اسلامی فوجیوں کی سطوت نے اسے بہانہ جو بنا کر واپس روانہ کیا تھا۔

آنحضرت بھی ۸ روز کے بعد مدینہ واپس پہونچ گئے[1]

اس سال حضرۃ حسین کی پیدائش ہوئی[2] اسی سال حضرت عثمان کے چھ سالہ بیٹے کا انتقال ہوا[3]۔ اسی سال آنحضرت نے زینب بنت خزیمہؓ اور ام سلمہؓ سے نکاح فرمایا[4] ۔۔۔ اسی سال آپؐ نے زید بن ثابتؓ کو یہود کی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔

(۱۶) غزوہ دومۃ الجندل ۵ھ

اگلے سال ربیع الاوّل میں آپ کو اطلاع ملی کہ دومۃ الجندل کے لوگ مدینہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں آپؐ ایک ہزار صحابہ کی جمعیت کو ہمراہ لے کر ۲۵ ربیع الاوّل ۵ھ کو دومہ کی طرف روانہ ہوئے ۔۔۔ غازیوں کی آمد کی اطلاع پاتے ہی دشمن بھاگ نکلے کچھ روز قیام کے بعد اسلامی فوج واپس ہوئی۔

(۱۷) غزوہ بنی مصطلق ۵ھ

اسی سال ۲ شعبان کو آپؐ کو اطلاع پہونچی کہ حارث بن ضرار سردار بنی المصطلق کثیر فوج کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کی تیاری میں ہے۔ آپؐ نے بریدہ بن حصیب اسلمیؓ کو خبر لینے کے روانہ فرمایا ۔۔۔ آپؐ نے صحابہ کو خروج کی تیاری کا حکم دیا

---

[1] ابن ہشام صفحہ ۱۳۶، ج ۲۔ [2] تاریخ طبری ص ۳۹ - ج ۳۔ [3] طبری ص ۳۹، ج ۳۔ [4] ابن ہشام ص ۳۳ - ۳۴

Marfat.com

تیس گھوڑے ہمراہ لیے۔ مال غنیمت کی طمع میں چند منافقین کی بھی ساتھ ہو گئی
زید بن حارثؓ مدینہ میں آنحضرتؐ کے قائم مقام مقرر ہوئے۔

اچانک حملہ اور اس کے اثرات

جنگی تاریخ میں یہ اصول بھی مسلّم ہے کہ کامیاب ترین حملہ وہ ہوتا ہے جو اچانک اور ناگہاں کیا جاتے اور دشمن کی فوجیں سراسیمہ ہو کر میدان چھوڑ جائیں غالباً یہ جنگی اصول ہمارے محسن اعظم سیدہ لولاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ایجاد کیا ہے جس پر بیشتر روسی اور مغربی لڑائیاں لڑی گئیں، خود نپولین اور ہٹلر کی تاریخ بھی انہی اصولوں کی شاہکار ہے، چنانچہ سالار اعظمؐ نے تیز رفتاری سے ناگہاں ایسے وقت حملہ کیا جب دشمن کے سپاہی کچھ نیند میں تھے تو کچھ آنکھیں ملتے سستی و کاہلی کا نشان بنے ہوتے تھے، بیشتر دیہاتی سپاہی مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے۔ ایسے میں کون ماہر جنگ ہے جو اچانک حملہ کی تاب روک سکے۔ آخر دشمن میدان چھوڑ بھاگا۔ دشمن کے دس آدمی کام آتے، دو ہزار اونٹ پانچ ہزار بکریاں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں — اس طرح کفّار کے قبائل میں اسلام کا غلغلہ اور دبدبہ ہوتا چلا گیا اب مخالفین بھی اپنی سرگرمیاں جاری رکھتے ہوئے کانپتے تھے، ان حالات میں آتے دن مدینہ خطرات سے محفوظ ہوتا جا رہا تھا۔

اس مقام پر یہ بات جاننا ضروری ہے کہ عرب کے باشندے تلواروں کے خوف سے قطعاً خائف نہ ہوتے تھے، لڑنا مرنا ان کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ جب ناظرین کے سامنے ایسے حالات آئیں گے تو آپ اندازہ کر سکیں گے کہ جنگجو عرب معمولی معمولی بات پر میان سے تلوار اور ترکش سے تیر نکال لیتے

سے تھے۔ اب ان کا آبائی مذہب چھوڑنے کے لیے انہیں تلوار سے کیونکر
مرعوب کیا جا سکتا تھا۔ یہ درست ہے کہ اسلام میں جب جہاد کی اجازت
ہوئی تو بیشتر جنگوں اور غزوات سے ہزاروں کفار نشانۂ شمشیر و سناں ہوتے
مگر غور کی بات یہ ہے کہ اسلام نے تلوار کے زور سے اپنی مدافعت اور
بقا کا سامان پیدا کیا ہے نہ یہ کہ اس کی اشاعت بھی تلوار سے ہوئی۔ ہاں
جب اسلام بڑی قوت میں آیا تو اس نے برائی کے خاتمے کے لیے کفر و
شرک کو صفحۂ ہستی سے مٹانے اور دنیائے انسانیت کو دنیا و
عقبیٰ کی بہبود کا سبق دینے کے لیے بہت سے معرکے لڑے تو
پھر یہ انسانیت پر احسان ہوا کہ ظلم نہیں بلکہ، یہ ایسا احسان ہے جس کے
افادات کسی صاحب عقل سے مخفی نہیں، محض باتوں تک بات نہیں
رہی بلکہ دور عدل فاروقی، دور ابن العزیزی، دور شاہجہانی اور بیسیوں مختلف
ادوار اسلامی تعلیمات کے پر اثر انقلابات سے معمور و مخمور نظر آتے
ہیں۔ ایسا امن و چین اور عدل و احسان ایسی رعایا پروری کسی دوسرے نظام میں
نظر ہی نہیں آتی۔ بات اسلام کے جنگی نظام کی چل رہی تھی کہ اگر اسلام میں
تلوار ہی کو آسرائے اشاعت بنایا گیا ہوتا۔ جیسا کہ مستشرقین نے بے سمجھے
سمجھے الزام لگایا ہے تو یہاں بھی، جنگوں میں دوسرے مذاہب کی طرح عورتوں
بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے کی عام اجازت ہوتی۔ اسلام نے فقط فتنوں
کی سرکوبی اور سازشوں کی بیخ کنی کے لیے تلوار چلانے کا حکم دیا۔

آج کل مغربی اور یورپی ذہنیتیں مندرجہ بالا حقائق کو سمجھنے سے یکسر قاصر ہیں

انھوں نے احکامات الہیہ اور اطاعات نبویہ سے بچنے بچانے کے لیے اسلام پر عجیب وغریب قسم کے توہماتی اعتراض وارد کیے۔ انسانی تخلیق کی نسبت دل لبھانے کے لیے چند عقلی اصول بھی وضع کیے۔ ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ اسلام تو انسان کو اشرف المخلوقات بتاتا ہے۔ اس کی عظمت جمیع مخلوقات پر ظاہر کرتا ہے اور اسلام ولی، قطب، ابدال، غوث اور آخر میں نبی ایسے عظیم المرتبت مقامات سے بھی انسان ہی کو نوازتا ہے مگر ڈارون کا کہنا ہے کہ نہیں جی انسان تو پہلے ایک بندر تھا اور آہستہ آہستہ ترقی کرتا کرتا انسان بن گیا

محترم دوستو یہ عجیب وغریب ترقی ہے۔ یہ ترقی کتوں، بلوں، سوروں، بکریوں، بھیڑوں اور جمیع حیوانیات پر کیوں نہیں چڑھی۔ آخر بندر میں کیا خصوصیات تھیں کہ وہ تو آہستہ آہستہ انسان بن گیا اور یہ حیوانات سب بےچارے چلو انسان نہ بنتے ترقی کرتے کرتے کچھ نہ کچھ تو بن ہی جاتے، صاف بات ہے ان لوگوں نے انسانیت کی ایسی توہین کی ہے کہ خود انسان اپنی تخلیق پر شرم محسوس کرنے لگتا ہے ــــ تو خیر ڈارون کے اس نظریے کے متعلق بیشتر عقلی نواقص میرے ذہن میں گھوم رہے ہیں، مگر یہ باتیں پھر کسی موقع پر ہوں گی وہی عیسائیوں کی غلط ذہنیت کہ جہاں ان کی عقل ٹھہر گئی وہی مسیحائی کا ایک جز بن گیا۔ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام نے تو فقط تلوار کی جنگ سکھائی ہے اور کیونکہ اب تو ایٹمی دور ہے اس لیے اسلام کے اس جنگی نظام پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ ان لوگوں کو بھی اس بات سے بےخبری ہے اسلام نے تلوار سے جنگ کر کے (جس میں جرأت وشجاعت کا سب سے بہترین مظاہرہ ہوتا ہے) ہمارے

Marfat.com

سامنے دشمن کے مقابلہ کے مختلف طریقے رکھ دیے ہیں۔

اب یہ بات اپنے دور و زمانہ کے ساتھ خاص ہے کہ اگر تمہارا دشمن ایٹم بم تیار کرتا ہے تو تمہیں بھی پیچھے نہ رہنا چاہیے اور اگر وہ مورچوں اور خندقوں سے تمہیں زک پہونچانے کا خواہاں ہو تو تم پر بھی ایسا ہی کرنا ضروری ہوگا۔ غرض جس طرح بھی تمہارا دشمن آئے تمہیں اس سے بڑھ کر عسکری تنظیم و عمل کا مظاہرہ کرنا ہوگا ___ باقی فقط تلوار ہی کی جنگ کا مفہوم سمجھنے والوں نے دراصل اسلام کے مفہوم کو ہی نہیں سمجھا۔ کیونکہ مختلف طریقوں سے دشمن مختلف چالوں کے مقابلے میں آنحضرتؐ کے عظیم الشان معرکے بھی ہمارے قول کی تائید کریں گے۔ آنحضرتؐ نے ہر ایک دشمن کو اسی کے لباس میں ایسے کا تیسا جواب دیا ہے

اسلام کا تیسرا بڑا معرکہ

(۱۸) غزوہ خندق

پچھلے صفحات میں آپ نے پڑھا کہ ابو سفیان حیلہ جوئی کر کے مرّالظہران سے واپس ہو گیا تھا۔ اب ایک سال کے عرصہ کی تیاری کے بعد اُحد کا غصہ پورا کرنے کے لیے قریش نے ایک فیصلہ کن جنگ کی ٹھانی۔ ابتداً انہیں کچھ یہودیوں سے خطرہ تھا کہ یہ بھی اہل کتاب اور مسلمان بھی اہل کتاب ہیں ۔ کہیں ہمارے ہی خلاف نہ ہو جائیں، انھوں نے اس کی تسلّی کے لیے یہود کے بڑے بڑے سرداروں کو مکّہ میں بلا کر یقین و اعتماد کی تسلّی کر لی۔ ان سرداروں میں حیّ بن اخطب، کنانہ بن الرّبیع بنو فزارہ اور بنو وائل کے رؤساء نے شرکت کی۔ جنگ میں قبائل میں سے غطفان، عیینہ بن

حصین، حارث بن عوف، بنو مرہ اور بنو الشجع شریک ہوئے۔ اب تو مسلمان صفحہ ہستی سے مٹا دیے جائیں گے۔ اب تو بدر و اُحد کا بدلہ اُتارا جائے گا۔ اب اسلامی حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے گا" وغیرہ وغیرہ ایسے نظریات سے کر ۵ھ[1] شوال میں ۱۰ ہزار فوجیوں کے ہمراہ ابوسفیان مکہ سے روانہ ہوا[2]۔

قبیلہ غطفان کو جنگ میں کنانہ بن ربیع نے نخلستان کا نصف دینے کی طمع دے کر شامل کیا تھا۔

اسلامی سیاست کے سب سے بڑے سیاستدان رسول اکرمؐ دشمن کی ان سرگرمیوں سے بے خبر نہ تھے، برابر آپ کا جاسوسی دستہ دشمن کی ہر نقل و حرکت کی اطلاع دے رہا تھا، آپ کو جونہی مکہ سے دشمن کے کوچ کا علم ہوا آپؐ نے صحابہ کرام کی اعلیٰ سطحی کمیٹی کا مشاورتی اجلاس طلب کر لیا۔ مقابلہ کیسے اور کہاں کرنے کی صورت حال پر غور ہوا، سلمان فارسیؓ کی رائے تھی کہ شہر کے اردگرد خندق کھود کر مقابلہ کیا جائے۔ پورے اجلاس میں اسی رائے پر اتفاق ہو گیا[3]۔

سالارِ اعظمؐ نے مقاماتِ خندق کا معائنہ کیا

خود آنحضرتؐ نے صحابہ کے ہمراہ مدینہ کے اطراف کا معائنہ فرمایا۔ اس اثناء میں آپ نے خندق کے حدود مقرر فرمائے، خط کھینچ کر دس دس آدمیوں پر دس دس گز زمین

---

[1] فتح الباری ص ۳۰۱، ج ۷، باب غزوہ خندق [2] اس سن میں اختلاف ہے امام بخاری کے نزدیک یہ غزوہ ۴ھ میں ہوا، مگر ۵ھ کے قول کو علماء سیر نے اصح قرار دیا ہے حافظ ذہبی، ابن سعد اور واقدی کا بھی یہی قول ہے فتح الباریؒ ص ۳۰۲، ج ۷، [3] طبقات ابن سعد جلد دوم قسم اول۔

Marfat.com

تقسیم کر دی گئی[1] ___ اسلام کے غازی چھ روز میں خندق سے فارغ ہو گئے[2]۔ واقعات سے اشارہ ہوتا ہے کہ یہ خندق کوئی ۱۴ گز چوڑی اور ۹ گز گہری ہو گی[3]۔ کیونکہ ابن سعد کے مطابق خندقیں اس قدر گہری تھیں کہ آب وسیم کی تری نمودار ہوتی۔ خندق کھودتے وقت بھوک کی شدت کے باعث آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھے تھے۔ یہ جاڑوں کا موسم تھا، سرد ہوائیں ٹھٹھرتی بھٹھارتی جاتی تھیں مہاجرین و انصار بھی کئی کئی روز کے فاقوں میں تھے وہ نہایت تندہی سے کھدائی کرتے اور یہ شعر بھی پڑھتے جاتے۔

نحن الذین بایعوا محمداً علی الجهاد ما بقینا ابداً

ہم ہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے محمدؐ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔
اور آپ کے واسطے سے اپنی جانوں کو خدا کے ہاتھ فروخت کر چکے ہیں۔
اور جب تک جان باقی ہے کفار سے جہاد کرتے رہیں گے۔

جواب میں آنحضرتؐ یہ شعر فرماتے

اللھم لا عیش الا عیش الاخرہ فاغفر الانصار والمهاجرہ

اے اللہ زندگی تو بے شک آخرت کی ہے، پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔ براءؓ بن عازب کہتے ہیں آپؐ خندق کے روز خود مٹی اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ یہاں تک کہ شکم مبارک گرد آلود ہو گیا اس وقت آپ کی زبان مبارک سے ایک سلسلہ اشعار جاری تھا جس کی تفصیل صحیح بخاری کے صفحہ ۵۸۹ پہ مذکور ہے۔ جنگ احد کے واقعات میں لکھا جا چکا ہے کہ دفاعی نکتہ نظر کے اعتبار سے مدینہ کو حملے کا سب سے زیادہ

---

[1] فتح الباری ص ۲۰۵، ج ۷۔ [2] تاریخ طبری ص ۴۵، ج ۳، موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے کہ بیس روز تک لگے رہے۔ علامہ سمہودی نے اول قول کو ترجیح کیا۔ زرقانی ص ۱۱، ج ۲۔ [3] از عہد نبوی کے میدان جنگ۔

Marfat.com

خطرہ شمال کی جانب سے تھا کیونکہ اس طرف سے ایک کھلا ہوا میدان ہے۔ لہٰذا خندق بھی ادھر ہی سے کھودی گئی۔ خندق کھودنے کے دوران ایک بڑی چٹان آئی کسی طرح بھی صحابہؓ اس کو پاش پاش نہ کر سکے اور جب آنحضرتؐ نے ایک ہی کدال کی ضرب لگائی تودہ چٹان تودہ ریگ تھی کھدائی کے بعد آپؐ نے مختلف آطام (قلعے) میں جس قدر عورتیں بچے رکھنے کا فیصلہ ہوا ان کے لیے خوراک وغیرہ کا اہتمام فرمایا۔ مختلف مقامات پر مجاہدین کے پڑاؤ چلے گئے، دشمن کی آمد کے راستوں پر چوکیاں مقرر کیں، باغات کی کھلی گلیوں کو تنگ بنا دیا گیا تاکہ دشمن ان راستوں کو استعمال نہ کر سکے، سامان رسد میں سب سے اہم مسئلہ پانی کا تھا۔ اس کے لیے آپؐ نے تمام کنوؤں کا جائزہ لے کر پانی کی حفاظت کا پورا پورا بندوبست کیا، ذباب میں ایک نیا کنواں کھدوایا۔ پوری خندق کا نقشہ دوسری کتاب میں ہوگا۔ اس اثنا میں آپ نے شمالی خندق کو جو ساڑھے تین میل لمبی تھی جبل سلع کے مغربی دامن سے گذار کر وادی بطحان اور مھزور سے لے جا کر وادی بنی قریظہ تک ملا دیا —— خندق کی مندرجہ بالا چوڑائی اور گہرائی ایسی تھی کہ کوئی دشمن سوار اس کو پھاند کر اندر نہ آسکتا تھا۔

خندقوں کی تیاری کے بعد اس کے دروازے مقرر کیے گئے ہر دروازے پر ایک مسلح فوجی محافظ کھڑا کیا گیا۔ اس کے ساتھ آپؐ نے اونچی اونچی چٹانوں پر تیر انداز بھی مقرر فرمائے تاکہ جو دشمن خندق کو پھاندنے کی کوشش کرے، وہیں ڈھیر کر دیا جائے۔

سالارِ اعظمؐ کا فوجی ہیڈ کوارٹر

آنحضرت کا فوجی ہیڈ کوارٹر جبل سلع پر رکھا گیا۔ آپ کا خیمہ سلع اور جبل ذُباب

کے مابین ایک محفوظ مگر بلند مقام پر رکھا گیا تاکہ سالار اعظم پوری جنگ کی نقل و حرکت پر نظر کر سکیں، اس کے علاوہ اس جنگ میں آپ کے چار نائب سالار مقرر ہوئے ان میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوذر تھے ان سالاروں کے بھی ہیڈ کوارٹر محفوظ مقامات پر بنائے گئے جہاں جہاں ان کے خیمے تھے وہاں مسجدیں بھی بنی ہوئی تھیں

اسلامی لشکر کی تعداد تین ہزار تھی اس کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ ان حصوں میں سے گشت کے لیے چھوٹے دستے بھیجے جاتے تھے تیرانداز اپنے مورچوں میں مستعد تھے، فوج کا بڑا حصہ بوقت ضرورت کمک روانہ کرنے کے لیے آنحضرتؐ کے زیر کمان اپنی کمین گاہ میں تھا۔

ابھی تک مشرکین بھی احد تک پہونچ گئے تھے۔ رفتہ رفتہ انھوں نے خندق کے آس پاس ڈیرے ڈال دیئے، ابھی چند لمحوں میں ایک فیصلہ کن معرکہ ہوا چاہتا ہے ادھر بنی قریظہ کے یہودی جو ابھی تک مسلمانوں کے حلیف تھے بھی ایفائے عہد کے لیے مسلمانوں کا ساتھ دے رہے تھے، اس اثنا میں حیّ بن اخطب بنو قریظہ کی جانب کعب بن اسد کے پاس پہونچا، کعب نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا، حیّ کی ہزار منتوں کے بعد کعب بات چیت پر آمادہ ہوگیا، کعب آنحضرتؐ سے معاہدہ شکنی کا انکار کر رہا تھا اور حیّ اپنے مذہب کی عار دلا کر معاہدہ کی خلاف ورزی پر اصرار کر رہا تھا، بالآخر کفر کے جھانسے میں آگیا اور بنو قریظہ بھی قریش کے ہمراہ مسلمانوں کے خلاف صف آرائی پر آمادہ ہوگئے۔ آنحضرتؐ کو جب یہ خبر پہونچی تو آپؐ نے سعد بن عبادہؓ سعد بن معاذؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کو تحقیق حال کے لیے روانہ کیا، انھوں نے کعب

Marfat.com

آنحضرتؐ کے معاہدے کا یقین دلایا، حرص و آز کے نشے میں مخمور یہودیوں کے سردار نے بدعہدی کے انداز میں کہا

کون محمدؐ میرا کوئی ان سے معاہدہ نہیں

آخر یہ ہر سہ حضرات واپس ہو گئے اور آنحضرتؐ کو یہود کی بدعہدی کا پورا واقعہ کھول سنایا[1]۔ آنحضرتؐ کو یہود کی بدعہدی کا شدید صدمہ ہوا — اب تک کفار نے مسلمانوں کا ہر طرف سے محاصرہ کر لیا تھا، غزوۂ خندق کا یہ وقت مسلمانوں کے لیے بڑا پریشان کن اور صبر آزما تھا ایک طرف دشمنوں سے گھرے ہوئے تھے دوسری طرف جنگ کے شدائد اور کھانے پینے کی تکلیف، تیسری طرف منافقوں کی غداریاں اور دغا بازیاں اور یہودیوں کی بدخواہیاں۔ اگرچہ غازیان اسلام ان تمام مصائب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بے جگری سے برسرِ پیکار تھے تاہم سالارِ اعظمؐ کو ان چیزوں کا پورا پورا احساس تھا، لہٰذا آپ بھی سیاسی تدبیروں سے غافل نہ تھے۔

سالارِ اعظمؐ کی عظیم سیاسی تدبیر

جب صحابہ شکموں پر پتھر باندھتے بھی تنگ آ گئے تو ضروری ہوا کہ کوئی ایسی تدبیر ہو جائے کہ مخالفوں ہی میں پھوٹ پڑ جائے اور بغیر جنگ کے میدان فتح ہو جائے ایسی تدبیر کو ان ڈائرکٹ اپروچ نام دیا جاتا ہے

چنانچہ اسی دوران میں قصد ہوا کہ قبائل غطفان کے سردار عینیہ بن حصن اور حارث بن عوف سے نخلستان کے تہائی پھل دینے پر صلح کر لی جائے بڑا مقصد یہ تھا یہ لوگ

---

[1] سیرۃ ابن ہشام ص ۱۴۰ ج ۲ و زرقانی ص ۱۱۱، ج ۲۔

Marfat.com

مشرکین کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں اور دشمن کی کثرت قلت میں بدل جائے
آپ نے یہ خیال جب امراء صحابہ سعد بن عبادہ و ابن معاذ پہ ظاہر کیا تو زخمی شیر
حرارت میں آ گئے باادب عرض کیا یا رسول اللہ یہ آپ کا حکم ہے یا از راہ شفقت
مسلمانوں پہ احسان فرما رہے ہیں ۔ آپ نے فرمایا یہ کوئی حکم نہیں محض تمہاری
تنگی کی خاطر ایسی تدبیر کی جا رہی ہے ۔ بس پھر کیا تھا تاریخ طبری میں لکھا ہے
کہ سعد ابن معاذ نے کہا ۔ یہ قطعاً ناممکن ہے کہ صلح کی خاطر ایک کھجور بھی ہمارے مال
دشمنان رسول کے حلق سے نیچے اترے ، خدا کی قسم ہم ان کو تلوار کے سوا کچھ
نہ دیں گے ۔

اور اس کی بابت صلح کی تمام عبارت سعد بن معاذ نے مٹا ڈالی ۱؎

جب سپاہ ایسے ہوں تو فتح بھی قدم چوم جاتی ہے ، دو ہفتے اور حد
دفاع کے مطابق ایک ماہ ایسے ہی گزر گیا ابھی تک دست بدست لڑائی
کی نوبت نہ آئی تھی صرف طرفین سے تیر اندازی ہو رہی تھی اور دشمن کا ایک
سپاہی خندق میں گر کر ہلاک بھی ہو چکا تھا ۔ بالآخر قریش کے چند سوار عمرو بن عبدود
عکرمہ بن ابی جہل ضرار بن خطاب اور نوفل بن عبداللہ مسلمانوں کے مقابلے کے لیے
نکلے ۔ وہ سب خندقوں کا یہ طریقہ جنگ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے ۔ ایک نے
کہا خدا کی قسم یہ مکر و فریب پہلے عرب میں نہ تھا ۔ چنانچہ ایک مقام سے خندقوں کا عرض
کچھ کم تھا یہ وہاں سے پھاند کر دوسری طرف پہنچے اور عمرو بن عبدود نے ھل من مبارز
کا نعرہ لگایا ۔ شیر خدا آگے بڑھے ، عمرو نے کہا تم کمسن ہو ، میں تمہارے قتل کو
پسند نہیں کرتا ۔ حضرت علی نے کہا میں تمہارے قتل کو پسند کرتا ہوں ، عمرو طیش میں

۱؎ تاریخ طبری ص ۴۸ ، ج ۳ ، و ابن ہشام ص ۱۴۱ ، ج ۲

Marfat.com

میں آگیا، گھوڑے سے نیچے اُترا وار کیا، شیر یزداں کی پیشانی پر کاری ضرب لگی، علی المرتضیٰؓ زخمی شیر کی طرح اُٹھے اور پہلی ہی ضرب میں دشمن کو خاک کی نیند سلا دیا، حیدر کرار نے نعرہ بلند کیا ــــ اور دشمن پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی[1]

نوفل بن عبداللہ آنحضرتؐ کے قتل کے ارادے سے آگے بڑھا، دیر تک خندق پھاندنے کی ناکام کوشش کرتا رہا۔ آخر ایک جگہ سے پاؤں جو پھسلا اوندھے منہ خندق کے گڑھے میں گرا ــــ گردن ٹوٹ گئی، موقعہ پر ہی واصل جہنم ہوا۔

مشرکین نے دس ہزار درہم آنحضرتؐ کی خدمت میں بھیجے تاکہ اپنے سردار کی لاش حاصل کریں۔ آپ نے فرمایا وہ بھی ناپاک اس کی دیت بھی ناپاک اللہ کی لعنت ہو اس پہ اور اس کی دیت پہ۔ ہمیں نہ دس ہزار درہموں کی ضرورت ہے نہ اس کے لاشہ کی" اور بلا کسی معاوضہ کے لاش ان کے حوالہ کر دی۔ خندق یا احزاب کا یہ دن لڑائی کا سرخ اور سیاہ دن تھا۔ اس روز ایسا گھمسان کا معرکہ رہا کہ آنحضرتؐ کی چار نمازیں قضا ہو گئیں[2]

اپنے سردار کی موت اور چند ایک سواروں کی بھگدڑ سے مشرکین کے حواس باختہ ہو چکے تھے۔

ایک اور سیاسی چال

اثنائے محاصرہ نعیم بن اشجعی (رئیس غطفان) آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا

---

[1] تاریخ طبری ص ج ۳۔ روض الانف ص ۱۹۱ ۔ ج ۲۔

[2] زرقانی ص ۱۱۳ ج ۲

Marfat.com

نعیم چونکہ نومسلم تھا اور ابھی تک اس کے اسلام کا شہرہ بھی نہ ہوا تھا، اس نے عرض کیا میرے مسلمان ہونے کا علم میری قوم کو نہیں تاہم ان کے لیے آپ مجھے جو حکم کریں گے بسر وچشم تعمیل کروں گا۔ آنحضرتؐ علیحدگی میں لے جاکر اسے ایک منصوبہ بتایا اور فرمایا تم ایک تجربہ کار آدمی ہو اس منصوبہ کے مطابق اگر کوئی سیاسی تدبیر ممکن ہو تو کر گزرو، منصوبہ یہ تھا کہ تم بنو قریظہ سے جاکر کہو، نتائج جنگ میں محمدؐ کا پلہ بھاری ہے اگر قریش اور غطفان کو شکست ہوئی وہ تو اپنے گھر لوٹ جائیں گے مگر تم لوگوں نے اپنے متعلق کیا سوچا ہے، تمہیں تو محمدؐ کے قریب ہی رہ کر زندگی بسر کرنا ہے، دور اندیشی کا تقاضا یہ ہے کہ تم قریش اور غطفان سے ان کے کچھ سردار بطور یرغمال لے کر اپنے پاس رکھو تاکہ وہ تمہارے ساتھ دھوکہ کر سکیں اور آخر وقت تک لڑیں ـــــ بنو قریظہ نے نعیم کی اس رائے کا بہت شکریہ ادا کیا۔ اب ان کے دماغوں میں انتشار پیدا ہوا اور سوچنے لگے کہ کہیں ہمارا حشر بھی بنو نضیر کی طرح نہ ہو، انہوں نے نعیم کی بات گرہ میں باندھ لی۔ نعیم بنی قریظہ کے پاس سے اٹھ کر قریش کے پاس پہونچے وہاں انہوں نے اس کی بہت آؤ بھگت کی کھانے سے فارغ ہوکر نعیم نے ابوسفیان کو علیحدہ لے جاکر کہا کہ مجھے ایک ایسی اطلاع ملی ہے کہ اگر آپ سے ظاہر نہ کروں تو حق دوستی ادا کرنے سے قاصر رہوں گا، پھر اس کو راز میں رکھنے کا وعدہ لے کر انہوں نے کہا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنو قریظہ کے یہودی محمدؐ کے ساتھ اپنے تعلقات کے انقطاع پر نادم ہیں، اس لیے انہوں نے محمدؐ سے کہلا بھیجا ہے کہ اگر ہم قریش وغطفان کے چیدہ چیدہ سرداروں کو آپؐ کے حوالے کر دیں تو امید ہے کہ آپ ہمارا قصور معاف کر دیں گے ہم آپ

کے ساتھ مل کر حملہ آوروں سے لڑنے کے لیے تیار ہیں، ہمیں اس کارروائی سے کامیابی کی امید ہے کیونکہ حملہ آوروں کے دلوں پر سرداروں کے قید ہو جانے سے مایوسی چھا جائے گی، چنانچہ محمدؐ نے اس منصوبے پر اپنی رضامندی ظاہر کر دی ہے ابوسفیان کمزور دل انسان تھا وہ بھی اس چال میں آگیا اور اس کے خیالات بھی پراگندہ ہو گئے اور اس طرح کفر کی صفوں میں انتشار آیا۔ ادھر عمرو کی موت نے بھی جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔ چنانچہ دشمن کی فوج ہراساں ہو گئی اور دس ہزار کا لشکر تشتت و خرابات کا شکار ہو گیا۔ چند ہی لمحوں میں پوری فوج میں بھگدڑ مچ گئی، ساتھ ہی ایک طوفان خیز آندھی چلی، جس نے قریش کے تمام خیمے اکھاڑ دیے، رسیاں اور طنابیں ٹوٹ گئیں ایک ہی پل میں دشمن کی فوج سراسیگی کے عالم میں بھاگتی جا رہی تھی اسلام کے ستارہ ثریا تک پہنچنے کے راستے مزید ہموار ہو رہے تھے۔

اس حالت میں آنحضرت نے حذیفہ بن الیمان کو قریش کی جاسوسی کے لیے روانہ کیا تاکہ دشمن کی ہزیمت کا صحیح نقشہ سامنے آجائے، حذیفہ نے آکر خبر دی کہ انہوں نے ابوسفیان کو یہ کہتے سنا ہے۔ "اے گروہ قریش یہ ٹھہرنے کا مقام نہیں۔ ہمارے جانور ہلاک ہو گئے بنو قریظہ نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ بنو قریظہ نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا۔ تیز ہوا نے ہم کو سراسیمہ کر دیا، اسی جھکڑ نے ہمیں پریشان بنا دیا، ہمارے لیے چلنا پھرنا، اُٹھنا، بیٹھنا مشکل ہو گیا بہتر یہ ہے کہ فوراً لوٹ چلو" اور یہ کہہ کر ابوسفیان اونٹ پر سوار ہو گیا۔[1]

جب قریش واپس ہوئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا

---

[1] زرقانی ص ۱۱۸ ج ۲ روایت حذیفہ بن الیمان۔

"اب ہم ہی ان پر حملہ آور ہوں گے اور یہ کافر ہم پر حملہ آور نہ ہو سکیں گے" [1]

یعنی کفر اتنا کمزور ہو چکا ہے کہ اب اس میں اتنی قوت نہیں رہی کہ وہ اسلام کے مقابلے میں کوئی اقدام کرے اور اسلام فقط اس کا دفاع کرے۔ ابن سعد اور بلاذری کے مطابق یہ محاصرہ پندرہ روز تک رہا۔ یہی واقدی کا قول ہے۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں چوبیس روز تک گھیراؤ رہا۔

اس غزوہ میں مشرکین کے تین آدمی قتل ہوئے اور مسلمانوں کے چھ آدمی کام آئے [2]

غزوہ بنی قریظہ سے قبل ضروری ہے کہ یہودیوں کی خفیہ سازشوں کا مختصراً تذکرہ ہو جائے تاکہ ان کے خلاف اسلامی غزوات کی صحیح حقیقت آ جائے۔

---

[1] بخاری شریف ص ۵۹۰ [2] زرقانی ص ۱۲۶

یہودیوں کی سازشیں

آخر ان سے مقابلہ کیوں نہ کیا جاتا

اسباب مخالفت :

(۱) یہود اس بات سے بھی نالاں تھے کہ آنحضرتؐ ہماری قوم سے مبعوث نہیں ہوئے کیونکہ آپ بنو اسمٰعیل سے تھے جبکہ یہود بنو اسحٰقؑ کی اولاد تھے، غیر قوم کے آدمی کو اپنانا یہودیوں کے لیے موت کے مترادف بات تھی۔

(۲) آنحضرتؐ کی آمد سے قبل مدینہ کی سرداری یہود کے پاس تھی، تھوڑے ہی دنوں بعد جب آنحضرتؐ کا حلقہ اثر بڑا تو یہود کو اپنی سیادت کی کشتی ڈولتی ہوتی نظر آئی اور قبائل عرب میں یہودی اوس و خزرج کے قبائل کو ایک دوسرے سے لڑا کر خود طاقتور ہوتے جا رہے تھے، جب اوس و خزرج نے اسلام قبول کر لیا تو عداوت اخوت ایمانی میں بدل گئی۔ یہ بات بھی یہودیوں کے لیے سم قاتل تھی انھوں نے اس اتحاد کو اپنی راہ میں حائل دیکھ کر مخالفت کی بنیادیں مضبوط کر دیں۔

(۳) آنحضرتؐ جہاں توراۃ کی تصدیق کرتے وہاں انجیل پر بھی ایمان لانے کی تلقین فرماتے تھے، حضرت موسیٰ کے ساتھ حضرت عیسیٰؑ پر بھی ایمان لانے کا حکم دیتے تھے یہود صرف ان کے منکر تھے بلکہ ان کے خلاف گستاخانہ الفاظ بھی استعمال کرنے سے باک نہ کرتے تھے۔ اس طرح وہ عیسیٰ کی دشمنی میں آپؐ کے بھی دشمن ہو گئے۔

Marfat.com

(۴) عیاشانہ زندگی میں یہود شرعی احکام کو صراحتاً نظر انداز کرچکے تھے، سود خواری اور نفس پرستی ان کا مذہب وشعار بن گیا تھا۔ آنحضرتؐ پر ایمان لانے سے انہیں یہ سب چیزیں ترک کرنی پڑتی تھیں۔

(۵) انہی یہود کے بڑوں نے یسعیاہ نبی ارمیاہ نبی اور یحییٰ نبی کو قتل کیا تھا اور قتل عیسیٰ کو تو بزعم خود اپنے کارناموں میں شمار کرتے تھے۔

شریر قوم کی عجیب و غریب شرارتیں

آنحضرتؐ کی مدینہ کی آمد کے ایام میں یہود نے مخالفت کے باعث مختلف شرارتیں شروع کر دی تھیں، مثلاً السلام علیکم کی بجائے السام علیکم (تم پر ہلاکت ہو) کہتے یہود کے گروہ کے گروہ آنحضرتؐ کے پاس اسلام لانے کے لیے چند شرطیں پیش کرتے، تحویل قبلہ کے بعد انھوں نے کہا دوبارہ مسجد اقصیٰ کو قبلہ بنایا جائے تو ہم اسلام لاتے ہیں آنحضرت نے صراحتاً اس کا انکار فرمایا۔

پھوٹ کی چالیں

اوس اور خزرج کے مسلمان ہو جانے کے بعد یہودیوں نے ایک نوجوان کو سکھایا کہ جب اوس و خزرج کہیں باہم کھڑے ہوں ان میں پرانی عداوت کا قصہ چھیڑ دینا، چنانچہ انھوں نے ایک مجمع میں ایک لڑائی (جنگ بعاث) جو پہلے ہو چکی تھی کی رزمیہ نظمیں پڑھنا شروع کردیں، یہ مسلمان یہودیوں کی چال نہ سمجھ سکے دفعتہً مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی، معرکہ گرم ہونے ہی والا تھا کہ فیصل مدینہ کو علم ہوا آپ نے فوراً یہود کی سازش کا پتہ بتایا اور اس طرح یہ مسلمان بغل گیر ہوتے اور آئندہ ان سازشوں سے دور رہنے کا عہد کیا۔

آنحضرتؐ کو شہید کرنیکی ناکام کوشش، یہود نے آپؐ پر جو منصوبہ چٹان گرانے کا

Marfat.com

کیا وہ تو ناکام رہا۔ چنانچہ فتح خیبر کے ایام میں خیبر میں ایک یہودی عورت نے آنحضرتؐ کو بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا۔ آپؐ چونکہ تالیف قلوب کے لیے غیر مسلموں کا تحفہ قبول کر لیتے تھے۔ آپؐ نے کھانا شروع کر دیا فوراً ہی آپؐ کو زہر کا علم ہو گیا، یہودی سازش کا اقرار کر گئے، کھانے میں شریک صحابی بشرؓ بن برا شہید ہو گئے۔ چنانچہ اسلامی مملکت نے عورت کو موت کی سزا دی۔

جادوگری کی سازش

یہود نے لبید بن اعصم کے ذریعے آنحضرتؐ پر جادو بھی کرایا اسی جادو کے اثر کو ختم کرنے کے لیے سورۃ فلق اور سورۃ ناس نازل ہوئیں۔ آنحضرتؐ نے یہود سے اس کا کچھ انتقام نہیں لیا۔

(۱۹) غزوہ بنی قریظہ ذی قعد ۵ھ

آنحضرتؐ خندق کی فتح یابی کے بعد جب دوسرے روز محاذ جنگ سے روانہ ہوئے۔ آپ نے مع تمام فوج ہتھیار ڈال دیے، عین ظہر کے وقت جبرائیل امین ایک خچر پر سوار عمامہ باندھے ہوئے تشریف لائے اور بنی صلعم سے مخاطب ہو کر کہا، آپ نے تو ہتھیار اتار دیے مگر فرشتوں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں ڈالے، اور نہ ہی وہ ہنوز واپس ہوئے ہیں ــــــ سید الملائکہ نے کہا اللہ نے آپؐ کو بنو قریظہ کی طرف چلنے کا حکم دیا ہے اور میں خود (اپنی فوج کے ہمراہ) بنو قریظہ کی طرف جا رہا ہوں، اس کے علاوہ خندق کے واقعات میں سے ہے کہ اس غزوہ میں جبرائیل کے پروں سے اڑنے والی غبار نے بنی غنم اور بنی قریظہ کے ہمنوا قریشیوں کے سامنے قیامت بپا کر دی تھی۔[۵]

۵ھ

Marfat.com

بالآخر اسلامی لشکر کی تھکی ماندی فوج کو نماز عصر بنی قریظہ کی بستی میں پہنچ کر ادا کرنے کا حکم ہوا[۱] ــــ آپ نے علی المرتضیٰ[۲] کو پرچم دے کر آگے روانہ فرمایا، حضرت علیؓ جب وہاں پہونچے تو یہود نے انہیں کھلم کھلا گالیاں دینا شروع کر دیں ــــ تھوڑا ہی وقت گزرا ہوگا کہ اسلامی فوج پہنچ گئی ــــ فوراً یہود کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اس محاصرہ نے ۲۵ روز کا طول کھینچا، جب کسی طرح بھی اسلامی فوج کا محاصرہ ختم نہ ہوا اور دشمن کے سوشل بائیکاٹ کا سلسلہ بھی انتہا کو پہونچ گیا تو قبیلہ کے سردار کعب بن اسد نے تمام یہود کو جمع کر کے ان پر تین باتیں پیش کیں ــــ جس کو وہ چاہیں اختیار کر لیں۔

۱۔ ہم آنحضرتؐ پر ایمان لے آئیں۔

۲۔ اپنی عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے بے دریغ میدان کارزار میں کود پڑیں۔

۳۔ آج ہفتہ کی شب ہے مسلم فوج سمجھے گی کہ یہ اس روز جنگ نہیں کریں گے۔ ہمیں ناگہاں شبخون مارنا چاہیے ــــ اسی طرح ہماری جان بخشی ہو سکتی ہے۔

لیکن کعب کی قوم نے تینوں شرطیں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔[۳] القصہ مجبور ہو کر اس پر آمادہ ہوئے کہ آنحضرتؐ جو حکم دیں وہ ہمیں منظور ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارا فیصلہ تمہیں میں سے ایک شخص کرے[۴] انھوں نے کہا۔ یا رسول اللہ سعد بن معاذؓ جو فیصلہ کر دے ہمیں منظور ہے[۵] سعد بن معاذ ایک جلیل القدر صحابی اور مسلمانوں کے جنگجو نڈر سپاہی تھے۔ انھوں نے غزوہ خندق میں بھی بے مثال کارنامے انجام دیے تھے۔

---

۱ صحیح بخاری ۲ تاریخ طبری ص ۵۲ ج ۳ و ابن ہشام ص ۱۴۶ ج ۲ البدایہ والنہار ص ۱۱۹ ج ۴

۴ مراد یہ تھی کہ تمہارے قبیلے ہی کا ایک آدمی ، ۵ زرقانی ص ۱۱۴ ج ۲

Marfat.com

سعدؓ نے فیصلہ دیا کہ "یہود کے لڑنے والے یعنی مرد قتل کیے جائیں[1]۔ عورتیں بچے اسیر کر کے لونڈیاں اور غلام بنا لیے جائیں ان کا تمام مال و اسباب مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔"

آنحضرت نے فرمایا۔ "بے شک تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔"

راقم کا خیال ہے کہ یہودیوں کی قسمت، موت کو آواز دے رہی تھی۔ ورنہ اگر وہ حضور پر ہی فیصلہ ڈالتے تو یقیناً رحمت العلمین کے شفیقانہ اسلوب سے حصہ پا جاتے چنانچہ تمام بنی قریظہ گرفتار کر کے مدینہ لائے گئے اور انھیں چند روز کے لیے حوالات[2] (ایک انصاری کا مکان) میں محبوس رکھا گیا۔ اس اثناء میں بازار میں ان کے لیے خندقیں کھدوائی گئیں۔ بعد ازاں دو دو چار چار کو نکال کر ان کی گردنیں ماری جاتی تھیں۔

حیّ بن اخطب اور سردار بنی قریظہ کعب بن اسد بھی اسی معرکہ میں قتل کیے گئے[2] ان مردوں میں بنانہ نامی ایک عورت بھی قتل کی گئی جس کا قصور یہ تھا کہ اس نے مکان کی چھت سے چکی کا ایک پاٹ گرا کر خالدؓ ابن سوید کو شہید کر دیا تھا[3]۔ حضرت جابر کہتے ہیں بنی قریظہ کے چار سو آدمیوں کو شام میں فروخت کر کے جنگی اسلحہ کا سامان خریدا گیا[4]۔

---

[1] بنو قریظہ کے خلاف سعدؓ کا یہ فیصلہ تورات کے عین مطابق تھا جس میں ذکر ہے کہ "جب تیرا دشمن اپنے کو تیرے قبضہ میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر" از باب بستم آیت دہم تورات۔

[2] سیرۃ مصطفےٰ ص ۳۱۹ ج ۲۔ [3] عیون الاثر ص ۷۸، ج ۲۔

[4] زرقانی ص ۷۵، ج ۲۔

(۲۰) غزوہ بنی لحیان ربیع الاول ۶ھ

محمد بن مسلمہ کے لڑاکا دستہ کے ایک ماہ بعد یکم ربیع الاول کو آنحضرتؐ، عاصم بن ثابت، خبیب بن عدی اور دیگر شہداء رجیع کے انتقام دو سو فوجیوں کے ہمراہ لینے کے لیے بنو لحیان کی جانب روانہ ہوئے ــــ بنو لحیان آپ کی آمد کی خبر پاتے ہی پہاڑوں میں جا چھپے۔ آنحضرت ایک روز قیام فرما کر واپس لوٹ آئے اسی اثنا میں آپ نے اطراف و جوانب میں چھوٹی چھوٹی مہمیں روانہ کیں ــــ ایک جانب حضرت ابوبکر صدیق کو بھی دس سواروں کی معیت میں روانہ کیا[1]

(۲۱) غزوہ ذی قرد

چند روز بعد عینیہ بن حصن فزاری نے آپ کی اونٹنیوں کی چراگاہ پر (واقع بلاد غطفان) المعروف ذی قرد چالیس سواروں کے ہمراہ چھاپہ مارا، عینیہ نہتے محافظ ابوذر کے صاحبزادے کو قتل کر کے اونٹنیاں لے اڑا سلمہؓ بن اکوع اطلاع پاتے ہی ان کے تعاقب میں روانہ ہوئے، انھوں نے مدینہ کے قریب ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر اہل مدینہ کو پکارا اس تیر انداز اور جنگجو سپاہی کی آواز پر چند نفوس پہونچے انھوں نے دوڑ کر ایک چشمے پر دشمن کو جا لیا، ادھر آنحضرت بھی پانچسو فوجی لے کر تیزی سے وہاں پہونچ گئے دشمن مقابلہ پر اترا، دو مشرکین قتل اور ایک مسلمان شہید ہوا آپ ایک شبانہ روز قیام کے بعد وہاں سے چلے آئے[2]

(۲۲) غزوہ صلح حدیبیہ

اگرچہ یہ سفر جنگ کی نیت سے نہیں تھا، لیکن آنحضرت کی شرکت کے باعث اسے

---

[1] طبقات ابن سعد ص ۶[illegible]، ج ۲ - زرقانی ص ۱۴۴ ج ۲ - [2] زرقانی ص ۱۵۲ ج ۳ یہاں آپ نے صلوٰۃ الخوف بھی پڑھی تھی۔

Marfat.com

بھی غزوہ کا نام دیا گیا ہے۔

غزوہ ذی قرد میں آنحضرتؐ نے خواب دیکھا کہ آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور عمرہ کر کے بعض اصحاب نے سر منڈایا، بعض نے سر کے بال کترواےؐ چونکہ ان دنوں مسلمانوں کا مکہ کی طرف رخ کرنا خود کو موت کے منہ میں ڈالنے کے مترادف تھا اس لیے۔ تعبیر کے اعتبار سے نہایت عجیب خواب تھا، دوسرے یہ کہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے۔ اس لیے یہ خواب اسلام کے آئینہ تاریخ میں صلح حدیبیہ، بیعت رضوان اور فتح مکہ کا مخبر تھا۔ یہ خواب سنتے ہی اصحاب رسول کے دلوں میں زیارت بیت اللہ کی دبی ہوئی چنگاری بھڑک اٹھی۔ شوق دیدار نے عشاق کے قلوب کو بے تاب بنا دیا

چنانچہ اوائل ذی قعدہ ۶ھ کو آنحضرتؐ نے عمرہ کا قصد فرما کر مدینہ سے مکہ معظمہ کی جانب کوچ فرمایا قریباً ۱۵ سو اور ایک روایت کے مطابق ۱۴ سو مہاجرین و انصار آپ کے ہمراہ تھے۔ مقام ذوالحلیفہ پر احرام عمرہ کی رسم ادا ہوئی۔ آنحضرتؐ نے بسر بن سفیان کو قریش کی جاسوسی کے لیے آگے روانہ فرمایا، چونکہ ارادہ جنگ کا نہ تھا، اس لیے سامان جنگ بھی ساتھ نہ تھا۔ مقام غدیر پر آپ کے جاسوس نے اطلاع پہونچائی کہ دشمن آپ کی آمد کی خبر پاتے ہی جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گیا ہے اور یوں کفر کے خوگر آپ کے مقابلے پر تل گئے ہیں۔ ان کا ارادہ ہے کہ بیت اللہ کے حقیقی اہل کاروں کو بیت اللہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ خالد بن ولید (جو ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے) بطور مقدمۃ الجیش دو سو سواروں کے ہمراہ مقام غمیم میں پہونچ گئے ہیں اس وقت آنحضرتؐ نے سیاسی تدبیر سے یوں چاہا

لہ رواہ البیہقی و زرقانی ص ۱۷۹ ج ۲۔

سے مقام حدیبیہ[1] پہونچ گئے۔ آنحضرت نے اونٹنی کا منہ مکہ کی جانب کرنا چاہا مگر
ایسا نہ ہو سکا اور شہسوار تدبیر جان گیا ابھی منظوری دینے والے کی طرف سے دیر ہے
چنانچہ اسی مقام پر پڑاؤ ڈالا گیا، آنحضرت نے خراش بن امیہ خزاعی کو مصالحت
کے لیے مکہ روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ کفار سے کہ دو۔ ہمارا ارادہ جنگ کا ہرگز نہیں
مسلمان صرف بیت اللہ کا طواف کرنا چاہتے ہیں ——— مشرکین نے خراش کا اونٹ
ذبحہ کر دیا۔ قریب تھا کہ انہیں بھی قتل کر دیتے۔

آخر حضرت عثمانؓ کو مکہ کی جانب روانہ کیا گیا۔ آپ ابان بن سعید کی پناہ میں مکہ
میں داخل ہوتے ——— آنحضرتؐ کے سوال کے جواب میں مشرکین نے فیصلہ دیا کہ
اس سال تو رسول اللہ اور ان کے اصحاب مکہ داخل نہیں ہو سکتے، عثمانؓ سے کہا
اگر تم طواف کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔ عثمانؓ نے تنہا طواف کرنا خلاف ادب سمجھا
چند روز تک قریش نے عثمان غنیؓ کو روکے رکھا تو ادھر خبر مشہور ہو چکی تھی
کہ عثمانؓ قتل کر دیے گئے۔

بیعت رضوان

محبوب صحابی کی جگر سوز خبر نے آنحضرتؐ کو پریشان کر دیا، دماغ و دل میں قیامت
بپا ہو گئی ——— جلال محمدیؐ میں جوش آیا۔ آپؐ نے فرمایا میں جب تک عثمانؓ کے قتل
کا انتقام نہ لے لوں یہاں سے نہ ہٹوں گا۔ آپ وہیں کیکر کے درخت کے
نیچے سایہ میں فروکش ہوتے اور موت پر بیعت لینا شروع کر دی۔ تمام مجاہدین کی
بیعت کے بعد آپؐ نے بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا ——— یہ عثمانؓ کی جانب

---

[1] حدیبیہ ایک کنویں کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے ۹ میل کے فاصلے پر ہے [2] فتح الباری ص ۲۴۲ ج ۵ یا ص ۲۲۵

Marfat.com

سے بیعت سے ہے[۱]۔ سورۃ فتح میں اسی بیعت کا ذکر ہے بعد میں معلوم ہوا کہ عثمانؓ قتل نہ کیے گئے تھے۔ ادھر یہ ہوا کہ قریش اس بیعت سے سہمے جاتے تھے انہوں نے فوراً ہی صلح و پیام کا سلسلہ کر دیا[۲]۔ بالآخر قریش ایک لشکر لے کر حدیبیہ کے نواح میں پہونچے۔ انہوں نے عروہ بن مسعود کو آنحضرتؐ سے بات چیت کے لیے روانہ کیا۔ مذاکرات شروع ہو گئے۔ عروہ۔ آنحضرت سے صحابہ کے عظیم عشق و محبت سے بہت متاثر تھا۔ اس کے بیان میں ہے میں نے کسی شہنشاہ کے خدام کی ایسی جانثاری نہیں دیکھی اسی کے باعث حبشیوں کے سردار جلیس بن علقمہ کنانی نے بھی آنحضرتؐ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ واپسی پر اس نے بھی قریش کے سامنے کلام الٰہی کے اعجاز صحابہ کے کمالات اور آنحضرت کی توصیف شروع کر دی۔ قریش کیطرف سے آپ کے ساتھ کمرز کی بات چیت کے بعد سہیل بن عمرو کو روانہ کیا گیا اب صلح کا تاریخی فیصلہ جو ———— اسلامی اقتدار یا فتح مکہ کا عظیم شاہکار ثابت ہونے والا تھا ▪ ہوا چاہتا ہے —— شرائط صلح کے اہم اقتباسات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ دس سال تک آپس میں لڑائی نہ ہوگی۔

۲۔ قریش کا مدینہ آنے والا ہر شخص واپس کیا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو کر آئے۔

۳۔ مدینہ سے مسلمانوں کا آدمی مکہ جانے والا واپس نہیں کیا جائے گا۔

۴۔ ان دس سالوں کے درمیان کوئی ایک دوسرے پر تلوار نہ اٹھائے گا۔

۵۔ امسال محمد صلی اللہ علیہ وسلم بغیر عمرہ کیے واپس ہو جائیں مکہ میں داخل تک نہ ہوں۔

---

[۱] رواہ البخاری زرقانی ص ۲۰۸ ج ۲ - [۲] فتح الباری ص ۳۴۵ ج ۷۔

Marfat.com

۳۔ آئندہ سال بھی صرف تین روز مکہ میں رہنے کی اجازت ہو گی

۴۔ سوائے تلوار کے اور کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہو گا اور تلوار بھی نیام یا غلاف میں ہو گی۔

۵۔ قبائل متحدہ کو اختیار دیا جاتا ہے کہ جس کے ساتھ معاہدہ یا صلح میں شریک ہونا چاہیں ہو جائیں۔

چنانچہ بنو خزاعہ آپ کے اور بنو بکر قریش کے عہد میں شریک ہو گئے۔

معاہدہ پر آنحضرتؐ کا عمل

اسلام کا مشہور صلح نامہ ابھی زیر ترتیب ہی تھا کہ سہیل کے بیٹے ابو جندلؓ پابزنجیر کفار کی قید سے نکل کر آنحضرت کے پاس پہونچ گئے ۔ کفار نے کہا یہ پہلا شخص ہے جو معاہدہ کی رو سے ہمیں واپس دیا جائے۔

آنحضرتؐ نے توقف فرمایا، کیونکہ معاہدہ ابھی پایۂ تکمیل کو نہ پہونچا تھا۔

تاہم آپ نے ابو جندل کو اس کے مشرک باپ کے حوالے کر دیا ، ابو جندل جو کفار کے قیامت خیز مصائب سے نڈھال ہو چکے تھے حسرت سے کہنے لگے۔ افسوس اے گروہ اسلام میں کفار کے ستم کی بھینٹ چڑھانے کے لیے پھر کافروں کے حوالے کیا جا رہا ہوں۔" آنحضرتؐ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا۔

"ابو جندلؓ صبر کرو ، اللہ سے اُمید رکھو ، ہم عہد کی خلاف ورزی کرنا پسند نہیں کرتے ، یقین رکھو اللہ عنقریب تمہاری نجات کی کوئی صورت نکال دے گا"

آخر ابو جندلؓ کی نجات صورت نکل آئی ، جس کی تفصیل فتح الباری اور سیرۃ ...

کتابوں میں مرقوم ہے بظاہر یہ معاہدہ مسلمانوں کے خلاف معلوم ہو رہا تھا جس کی وجہ سے عام مسلمانوں پر اس کی دفعات مورد بحث و تمحیص بنی ہوئی تھیں ــــ جلال موسوی پیکر عمرؓ سے ضبط نہ ہو سکا۔ بول اٹھے۔

"یا رسول اللہ کیا آپ اللہ کے برحق نبی نہیں، آپ نے فرمایا کیوں نہیں عمر کہنے لگے، کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں، آنحضرت نے فرمایا بے شک، عمر نے کہا، پھر ہم یہ ذلت کیوں گوارا کریں، آپؐ نے فرمایا میں اللہ کا رسول اور برحق نبی ہوں، اس کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا، وہ میرا معین و مددگار ہے

بعد ازاں حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے بھی یہی گفتگو کی، صدیق اکبر نے بھی آنحضرتؐ کا جواب دیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں بعد میں اپنی اس تیزی پر بہت نادم ہوا اور اس کے کفارہ میں بہت سی نمازیں ادا کیں روزے رکھے۔ صدقہ و خیرات کے ساتھ بہت سے غلام آزاد کیے۔

اللہ اللہ یہ احساس یہ فکر، یہ جذبہ، عمر فاروق ہی کا حصہ تھا۔

آخر دنیا نے چنگ و رباب سے دیکھ لیا کہ صلح نامہ حدیبیہ اسلام کی عظیم ترین فتح ثابت ہوا۔ خود قرآن نے اسے مکمل فتح قرار دیا ــــ معاہدہ کی ایک دفعہ مشرکین ہی کے لیے ستم قاتل بنی۔ معاہدہ کے بعد پہلے آپ نے باہر نکل کر خود سر منڈوایا اور قربانی کی۔ ساتھ ہی تمام صحابہ نے اس پر عمل کیا۔ اس کے بعد قافلہ مدینہ کو روانہ ہوا سورۃ فتح کی وحی نازل ہوئی۔

Marfat.com

(۲۳) غزوۂ خیبر ـــــــ یہ غزوہ اواخر محرم ۷ھ میں ہوا

بظاہر صلح حدیبیہ سے یہ خطرہ ٹل چکا تھا کہ مشرک اب مسلمانوں پر حملہ کریں گے اب میدان صاف ہے ـــــــ آنحضرتؐ کو علم ہوا کہ خیبر بنو نضیر کے یہودی شورش کے درپے ہیں وہ اسلام کے خلاف تیاریوں میں مصروف ہے، اس پر مستزاد یہ کہ یہودی سمجھتے تھے کہ آنحضرتؐ ہمارے مقابلے کے لیے خیبر نہیں آسکتے ان میں ہماری قوت کا جواب دینے کی سکت نہیں وغیرہ وغیرہ ـــــــ یہود خیبر دراصل مدینہ سے جانے کے بعد سے حسرت و درماندگی کے دانت پیس رہے تھے ہر وقت اس آرزو میں رہتے تھے کہ مدینہ میں دوبارہ بنو نضیر کے نخلستان پر قابض ہو جائیں ذی قرد اور جنگ خندق میں ناکامی نے بھی یہود کی آتش غضب کو تیز کر دیا تھا اب بنی غطفان بھی آپ کے حملہ کی خبر پا کر یہود خیبر کے لیے وہاں پہونچ گئے تھے۔ آنحضرتؐ کی تمام فوجی اور جنگی کارروائی ہمیشہ پُراسرار ہوتی تھی اس لیے آپؐ نے خیبر جانے کے لیے ایسا راستہ اختیار فرمایا جو غطفان اور خیبر کے درمیان میں تھا اس لیے یہودیوں اور غطفانیوں میں سے کوئی بھی یہ اندازہ نہ کر سکا کہ حملہ کس پر ہونے والا ہے۔ چونکہ آنحضرتؐ اچانک حملہ کرتے تھے اور آپؐ کے دفاعی منصوبے کا صحیح علم کسی کو بھی نہ ہوتا تھا اس لیے دونوں کو یہ خوف ہوا کہ حملہ ہمارے اوپر ہوگا۔ لہٰذا غطفان کے قبیلے نے اپنے لشکر کو خیبر سے واپس بلا لیا اور یہودیوں کو چھوڑ کر اپنی حفاظت کی تدبیروں میں مصروف ہو گئے اور یہودی تنہا رہ گئے ـــــــ آپؐ نے پہلے غطفان کے علاقے پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد بتدریج

۱؎ خیبر مدینہ کے جانب شمال میں صحرائے نجد اور دوسری طرف جانب مغرب تقریباً تین سو میل کے فاصلے پر ایک سرسبز وادی ہے۔ ۲؎ اس وقت مدینہ میں حضرت سباع بن عرفطہؓ آپؐ کے قائم مقام مقرر ہوئے تھے۔

Marfat.com

خیبر کی تسخیر شروع ہوئی۔

کارزار کی صحیح صورتِ حال

یہودیوں نے درہ خیبر میں مختلف مقامات پر چھوٹے چھوٹے آطام اور قلعے بنا رکھے تھے یہ قلعے ایسے ہی تھے جیسے پشاور اور کوہاٹ کے درمیان یا پاکستان کے درہ خیبر اور افغانستان کے درہ بولان میں مختلف مقامات پر گڑھیوں اور برجوں کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ یہ گڑھیاں اور قلعے مضافاتی اور اندرونی جنگی حفاظت کا کام دیتے ہیں حملہ آوروں کے مقابلے میں زبردست سلسلہ دار حفاظتی مورچوں کا حکم رکھتے ہیں آج کل ان برجوں میں توپ اور بندوق وغیرہ چلانے کے سوراخ بنے ہوتے ہیں۔

یہود کے قلعوں کا محاصرہ

عصر کی نماز آنحضرتؐ نے مقام "صہبا" میں پڑھی، بعد مغرب خیبر کی طرف بڑھے اور آبادی کے قریب پہونچ کر خاموشی سے وہیں اتر پڑے، جیسا کہ پیچھے مذکور ہوا کہ یہود مدینہ پر اپنی تاخت و تاراج کا خواب دیکھ رہے تھے مگر ان کو یہ خبر نہ تھی کہ آفتاب رسالت سر پر آگیا، دوسرے روز قلعوں میں بند ہو کر تیر و سنگ برسانے لگے، سالار اعظمؐ نے فوج کو چاروں طرف سے قلعوں کے محاصرہ کا حکم دیا، یہ محاصرہ ایسے طریقے سے کیا گیا کہ ایک قلعے کا دوسرے قلعے سے تعلق منقطع ہو گیا، حملے کے بعد سب سے پہلے حصن ناعم (ناعم کا قلعہ) فتح ہوا اس اثنا میں یہودیوں نے محمود بن مسلمہؓ پر چکی کا پاٹ پھینک کر شہید کر دیا تھا۔ اس قلعے کے بعد قلعہ قموص اور قلعہ ابن ابی الحقیق فتح ہوئے۔ پھر صعب بن معاذ کا قلعہ مسخر ہوا، ان قلعوں سے اناج وغیرہ کے بڑے بڑے ذخیرے ہاتھ آئے، ان شکستوں کے بعد یہودی مطیع اسلام اور خیبر میں

جمع ہو گئے ۔ اس دوران شق، نطاۃ اور کتیبہ کے قلعے اور گڑھیاں بھی مسلمانوں کے قبضے میں آچکی تھیں ۔۔۔ آنحضرتؐ نے مندرجہ بالا قلعوں کو فتح کرنے کے لیے باری باری کئی سالار مقرر فرمائے۔ اور مسلم فوج نے بارہ دن کے محاصرے میں کئی مرتبہ انھیں فتح کرنے کی کوشش کی، مگر کامیابی نہ ہوئی۔ تیرھویں دن آنحضرتؐ خود میدانِ جنگ میں تشریف لے گئے۔ اور سالاری کا علم شیرِ خدا علی المرتضیٰؓ کے سپرد کر کے فتح کی دعا فرمائی، حضرت علیؓ نے خیبر پر سخت حملہ کیا۔ قلعہ فتح ہو گیا اور قبیلے کا سردار کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق گرفتار کر لیا گیا۔ آخر میں وطیح اور سلالم نے ـــــــ جلاوطنی کی شرط پر ہتھیار ڈال دیتے اور تمام جائدادیں چھوڑ کر نکل جانا منظور کر لیا۔ آنحضرتؐ نے ان کی پیشکش قبول کر لی اور جن یہودیوں نے بطور کاشتکار رہنے کی خواہش ظاہر کی انھیں اجازت دے دی گئی بنو حارثہ محیصہ بن مسعود کی جان بخشی اس شرط پر ہوئی کہ کل فصل کا نصف حصہ مسلمانوں کو دیں گے آنحضرتؐ نے بنو حارثہ کی اس درخواست کو بھی منظور کر کے فرمایا کہ جب تک ہمیں ضرورت نہ ہو تم بٹوارے پر کام کر سکتے ہو۔

خیبر سے فارغ ہو کر آنحضرتؐ جہاد کے لیے وادی القریٰ تشریف لے گئے، مگر وہاں کے قبائل نے اطاعت قبول کر لی۔

اس کے بعد آپؐ نے عمرؓ بن خطاب کو قبیلہ ہوازن کی تنبیہ کے لیے صرف تیس آدمیوں کے ہمراہ روانہ فرمایا، ایک دوسرا دستہ آپؐ نے غالبؓ بن عبداللہ کی سرداری میں سیغہ روانہ فرمایا، تاکہ مسلمانوں کے ایک حلیف کے قتل کی پاداش میں بنی مرہ کو سزا دے یہ دستہ تکمیل مہم کے بعد بہت سا سامانِ غنیمت لے کر مدینہ واپس آیا۔

غنیمت خیبر کا نصف مال بیت المال میں اور باقی سفارت اور غرباء و مساکین کے لیے

اور سو مجاہدین میں تقسیم کیا گیا۔ اراضی یہودی کے قبضے میں رکھی گئی جس کا نصف مسلمانوں کو ملتا تھا۔

(۲۴) غزوہ فتح المعروف فتح مکہ ۔۔۔ شوکت اسلام کا مظہر ۔۔۔

قبائل کے بارے میں معاہدہ حدیبیہ میں طے پایا تھا کہ جو قبیلہ جس سے عہد و پیمان کرے اسے آزادی ہے اس کے مطابق بنو خزاعہ نے آنحضرتؐ سے اور بنو بکر نے قریش سے دوستی معاہدہ کر لیا تھا، قبل از عہد جو بنو خزاعہ اور بنو بکر میں برسوں کا معرکہ شروع تھا اس معاہدے سے اس کی بساط بھی الٹ چکی تھی۔

جب غزوہ موتہ پیش آیا تو قریش نے خیال کیا اب مسلمانوں کا پہلا سا وقار قائم نہیں رہا اور بنی بکر کی ایک شاخ بنی دیل نے تجویز پیش کی کہ اب انھیں بنی خزاعہ سے انتقام لینا چاہیے۔ علاوہ ازیں بنو بکر کو قریش کے کچھ لوگوں نے بھی انتقام پر آمادہ کیا۔

چنانچہ ایک رات جب بنی خزاعہ اپنے ایک چشمہ وتیر پر آرام کر رہے تھے۔ بنی الایل کے سردار نوفل بن معاویہ الایلی نے شبخون مارا جب وہ بھاگ کر دوسری جگہ گئے تو ادھر سے بنی بکر ناگہاں ٹوٹ پڑے اور ان کے بعض آدمیوں کو تہ تیغ کر دیا۔

بنی خزاعہ مکہ کی طرف بھاگے اور بدیل بن ورقا کے گھر پناہ لی۔ اس کے پاس قریش کے معاہدہ شکنی کی شکایت کی، عمرو بن سالم خزاعی تیز رفتار سواری کے ذریعے فوراً مدینہ پہونچے اور اس نے آنحضرتؐ سے مدد چاہی آپ نے قریش اور بنی بکر کے اس تجاوز پر اظہار افسوس کرتے ہوئے امداد کا مکمل یقین دلایا اس کے بعد بدیل بن ورقا بھی مدینہ پہونچا ۔۔۔ ادھر قریش کو جب علم ہوا کہ آنحضرتؐ بنی خزاعہ کی امداد اور انتقام کی غرض سے مکہ پر چڑھائی کرنے والے ہیں تو وہ خوف و ہراس سے کانپتے

Marfat.com

جا رہے تھے۔ آخر انہوں نے ابوسفیان کو مدینہ بھیجا[1] قصہ کوتاہ یہ ہوا کہ وہ آنحضرتؐ کو بیشتر حیلوں بہانوں کے باوجود مطمئن نہ کر سکا۔

ابوسفیان انہی قدموں واپس ہوا۔ ادھر اسلامی فوج کو تیاری کا حکم دے دیا گیا۔ تیاری ہو ہی رہی تھی کہ حاطب بن ابی بلتعہؓ نے ایک عورت کے ذریعے مکہ اطلاع پہنچانے کی سازش کی آنحضرتؐ نے حضرت علیؓ اور زبیرؓ بن عوام کے ذریعے خط پکڑوا لیا اور آنحضرتؐ کے ناگہاں مکہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ پایہ تکمیل کو پہونچنے کی صورت بن آئی۔

روانگی کے بعد بنی سلیم نے بنی مزنیہ اور بنی غطفان کے قبائل بھی راستوں میں شریک ہوتے گئے۔ قافلہ بڑھتا گیا، سپاہ زیادہ ہوتے گئے۔ لشکر کی تعداد دس ہزار سے تجاوز تھی چلتے وقت سطح زمین روپوش ہوئی تھی۔ آنحضرتؐ کا خیال تھا کہ قریش اگر امن رکھیں تو بہتر ہو گا اور ہم بغیر کسی چپقلش اور معرکہ آرائی کے مکہ میں داخل ہو جائیں۔ مگر قریش تو جنگی تیاریوں میں مصروف تھے جس وقت مسلمان مرالظہران میں فروکش ہوتے تو قریش کے احساس نے زور پکڑا کہ اب خطرہ قریب آن پہنچا ہے ہو نہ ہو اسکے بچاؤ کی کوئی بھی صورت نکلنی چاہیے۔ انہوں نے ابوسفیان بن حرب بدیل بن ورقا اور حکیم بن حزام کو سراغرسانی اور تجسس کے لیے مکہ سے روانہ کیا۔ حضرت عباسؓ جو مکہ کی خبریں پہونچانے کے لیے آنحضرتؐ کے پاس پہنچے تھے واپسی پر انہوں نے ابوسفیان او. ..یل کو یہ مکالمہ کرتے ہوتے سُنا:

ابوسفیان: میں نے کسی رات اس قسم کی روشن آگ اور ایسی بھاری فوج نہیں دیکھی۔

---

[1] ابوسفیان کا یہ سفر صلح حدیبیہ کے معاہدہ کی مدت میں توسیع کرانے کے لیے تھا۔ (ابن ہشام)

Marfat.com

بدیل۔ نجدا یہ بنی خزاعہ کے لوگ ہیں جو لڑنے کے لیے آ پہونچے ہیں۔

ابوسفیان۔ نہیں یہ لشکر بنی خزاعہ کا نہیں ہو سکتا ہے ان کے پاس ایسا لشکر اور ایسی شان و شوکت کہاں۔

ناظرین ابوسفیان اور بدیل کی گفتگو سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے جنگی راز ایسے مخفی تھے کہ ابھی تک دشمن کو جنگ کی خبر نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کی آواز پہچانتے ہوئے کہا "تیرا برا ہو لشکر اسلام آ پہونچا ہے نبی علیہ اسلام اسکے ہمراہ ہیں، اگر یہ لشکر مکہ" میں اپنی طاقت کے بل بوتے پر گذر گیا تو قریش پر قیامت آ جائے گی۔

ابوسفیان نے کہا "میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں اب کیا صورت اختیار کی جائے"۔ حضرت عباسؓ اسے اپنے خچر" کے پیچھے سوار کر کے لشکر اسلام کی طرف لے آئے۔ اور باقی دونوں سوار ۰ ن کو مکہ" کی جانب بھیج دیا۔

حضرت عباسؓ کے امن طلب کرنے پر ابوسفیان کو امن دیا گیا۔ حضرت عمرؓ خیمہ رسول میں پہنچ کر ابوسفیان کا سر قلم کرنے کی اجازت طلب کرنے لگے ۔۔ آنحضرتؐ نے بات آئی گئی کر دی۔ آپؐ نے حضرت عباسؓ سے کہا اب تو میرے پاس وقت نہیں صبح ابوسفیان کو میرے پاس لانا۔ دوسرے روز ابوسفیان اور آنحضرتؐ کے مابین کچھ گفتگو ہوئی، بالآخر ابوسفیان اسلام لے آیا ۔۔۔ آنحضرتؐ نے فرمایا مکہ" والوں سے کہو جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گا اسے پناہ دے دی جائے گی۔

اسلامی فوج مکہ میں ۔۔۔ آنحضرتؐ ایک اولوالعزم فاتح

جب ابوسفیان نے اسلامی فوج کی شان و شوکت دیکھی تو سراسیمہ سا ہو گیا تھا ایک

حد نگاہ تک فوج ہی فوج کا نظارہ کر کے اہل مکہ کا پتہ پانی ہوا جاتا تھا۔ اس دوران ابوسفیان نے حضرت عباس سے مخاطب ہو کر کہا "اے عباس کوئی فوج ان کے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتی۔ بخدا تیرے بھتیجے کی مملکت کا دائرہ بہت وسیع ہو جائے گا۔

بعدازاں ابوسفیان نے اپنی قوم کو بآواز بلند پکارا

"اے گروہ قریش محمدؐ ایک ایسا طاقت ور لشکر لے کر آ رہے ہیں جس کے مقابلے کی طاقت تم میں نہیں انہوں نے کہہ دیا ہے جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اسے پناہ دی جائے گی جو شخص اپنے گھر کے دروازے بند کر کے بیٹھے گا [illegible] بھی مامون ہوگا۔ جو شخص کعبہ میں داخل ہوگا اسے بھی امان دی جائے گی"[1]

آنحضرتؐ نے لشکر اسلام کے ساتھ پیش قدمی فرمائی۔

جب یہ لشکر مقام طویٰ پہنچا تو آپؐ کو معلوم ہوا کہ قریش لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے آپؐ نے فوجوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا، سواری پر ہی آپ نے سجدہ شکرانہ ادا فرمایا[2] اس ذات کے آگے آپ نے سر تسلیم خم کیا جس نے آپؐ کو ایک طویل عرصے کے بعد والئ کعبہ بنا کر مکہ بھیجا تھا جس کے حل و عقد نے اس شہر سے ایذائیں دے کر نکالا تھا۔ آج وہی سردار جبیں نیاز جھکاتے جھکاتے شرم سے پانی پانی ہو رہے تھے آج فتح مکہ کا دن ہے آج اسلام کی عظیم شوکت کا مظاہرہ ہونے والا ہے آنحضرتؐ نے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا، بائیں بازو کا سالار زبیر بن العوامؓ کو بنایا۔ دائیں بازو کا سالار خالد بن ولیدؓ کو مقرر کیا گیا۔ سعد بن عبادہؓ کو مدینہ کا نمائندہ قرار دے کر حکم دیا گیا کہ

---

[1] از تاریخ طبری

[2] از سیرۃ مصطفیٰ مصنفہ مولانا ادریس کاندھلوی سابق شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند۔

Marfat.com

وہ مغربی جانب سے مکہ میں داخل ہوں مسلمانوں کے تمام دستے مکہ میں داخل ہو گئے، مگر خالدؓ کے دستے پر بنی بکر کے حلیفوں نے حملہ کیا ان کی پیشوائی عکرمہ اور صفوان کر رہے تھے ان کی تیر اندازی سے مسلمانوں کے دو آدمی مارے گئے جبکہ قریش کے ۱۲ اور ایک روایت کے مطابق ۳۰ آدمی قتل ہوئے، بالآخر خالدؓ کی کاری ضرب سے دشمن بھاگ کھڑا ہوا ——

آنحضرتؐ نے اس معرکہ آرائی سے قریش پر اظہار افسوس فرمایا اور باقی دستوں کی بلا قتال روانگی پر آپؐ نے اظہار مسرت بھی کیا۔ آنحضرتؐ مکہ کے بالائی حصے میں کوہ ہند کے سامنے فروکش ہوئے۔ وہاں ام المومنین حضرت خدیجہؓ اور ابوطالب کے مزاروں کے پاس آپ کا خیمہ نصب کیا گیا —— اس موقع پر آپ کا دل جذبات تشکر و امتنان سے لبریز تھا، خدا نے آپؐ کو اس شہر میں عزت و حرمت سے داخل ہونے کی توفیق بخشی۔ آپؐ نے مکہ کے پہاڑوں کی جانب نظر اٹھائی تو ماضی کی کہانی یاد آ گئی یہ غار حرا ہے جہاں عبادت و ریاضت کی سوتیں پھوٹتی تھیں، یہ مکہ کے وہ —— مکانات ہیں جہاں آپ نے چالیس سال کا عرصہ گزارا تھا۔

آنحضرت کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپ خیمہ میں زیادہ دیر نہ ٹھہرے بلکہ جلد ہی باہر آ کر اونٹنی پر سوار ہوئے اور بیت اللہ پہونچے سات بار اس کا طواف کیا۔ اثنائے طواف میں آپؐ نے رکن کعبہ کو سات بار چھوا۔ جب آپؐ طواف کر چکے تو آپؐ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا اس نے کعبہ کا دروازہ کھولا۔ یہ وہی عثمانؓ تھے جنہوں نے ہجرت کی رات آپ کو کعبہ میں دو رکعت نفل پڑھنے کی اجازت نہ دی تھی —— آج غلامی کا طوق پہننے پر مفتخر تھا۔

لوگ مسجد الحرام میں داخل ہو رہے تھے آپؐ نے یہاں ایک اثر انگیز خطبہ دیا۔

Marfat.com

والی رحمت نے عام معافی کا اعلان کر دیا

آج مکہ کا اقتدار ہمارے محسن کے قدموں میں ہے آج عرب کی سیادتیں بھی آپؐ کی سیادت کی خواہش مند ہیں۔ آج اختیار ہے کہ بلالؓ کو تپتی ریت پر جلانے والوں سے انتقام لیا جائے۔ آج اختیار ہے کہ خبابؓ کو انگاروں پر جلانے والوں سے چچا حمزہؓ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والوں سے راستوں میں کانٹے بچھانے والوں سے۔ گالیاں اور سب وشتم کرنے والوں سے انتقام لیا جائے، چلو صحابہ کے قاتلوں کو قتل کر دیا جائے۔ مگر وہ دنیا کا سب سے نرالا اور عظیم انسان تھا، وہ عظمتوں اور رفعتوں کا تاجدار کائنات کا نادرِ روزگار سیاستدان اور جرنیل تھا۔

اس کی زبان پر تھا

لا تثریب علیکم الیوم فانتم الطلقاء

آج کے دن تم پر کوئی سختی نہیں کوئی بدلہ نہیں کوئی انتقام نہیں، تم آزاد ہو، نامعلوم کس وجہ سے دنیا نپولین کا نام لیتی ہے، ہٹلر کو اونچا بتاتی ہے ہلاکو اور ہانز آدر کے قصیدے کہتی ہے ـــ کبھی تم نے ایسا جرنیل بھی دیکھا ہے. کہ اس نے دنیا ئے انسانیت کو ایک عظیم معیار انسانیت سے ہم آغوش کر کے خلائق ہستی کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

یہ مقام تفصیل طلب نہیں ورنہ جمیع غزوات و سرایا سے نکلنے والے اسباق، رموز، اسرار اور حکمتوں کا بھی تذکرہ کیا جاتا اور دنیا کے تمام سیاستدانوں اور جرنیلوں کے اصولوں کو آنحضرتؐ کی ایک ہی جنگ کے حالات پر پرکھا جاتا تو اس سے یقیناً ہر انسان یہ اندازہ کر سکتا کہ انسانی زندگی کے جو طریقے اور اصول آنحضرتؐ کی تعلیم سے ماخوذ ہیں

Marfat.com

انہیں پر چل کر انسانیت معراج کر سکتی ہے ــــ ترقی اس کا نام نہیں کہ آپ نے قتل و غارت کر کے سلطنتوں پر قبضہ کر لیا، انسانیت کشی میں آپ کا نمبر اوّل رہا یا آپ نے عجیب و غریب قسم کی ایجادات کریں ــــ نہیں بلکہ ترقی یہ ہے کہ آپ نے انسانیت کے آنے، یہاں رہنے اور پھر چلے جانے کی نسبت کیا کیا۔ اس کے لیے آپ نے کونسی شاہراہ متعین کی کہ اس کے آنے کا مقصد بھی پورا ہو جائے جانے اور جدھر جانے کا پروگرام ہے اس میں بھی کامیابی کے لیے کوئی طریقہ سمجھا یا جائے۔

اگر آنحضرتؐ نے جنگیں بھی کیں تو اس مقصد کے لیے کہ دنیا سے بُرائی کا خاتمہ ہو جائے اور انسان جس مقصد کے لیے آیا ہے وہ پورا ہو جائے۔ سلسلہ کلام طویل ہو رہا ہے بس آخر میں یہی گذارش ہے کہ آپ آنحضرتؐ کی زندگی کا مطالعہ گہرے فکر سے کریں اور اس سے اپنی حیات مستعار کے شب و روز سنوار لیں،

آپؐ نے مکّہ میں ۱۵ روز قیام فرمایا اس دوران آپؐ نے مکّہ کے داخلی نظام کی حالت درست کی، تبلیغ کے لیے چند دستے بھی آپؐ نے اطراف مکہ میں بھیجے آنحضرتؐ کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہو کر ہزاروں کفّار کلمہ پڑھ گئے۔

(۲۵) غزوہ حنین

قیام مکّہ ہی میں آنحضرتؐ کو اطلاع پہنچی کہ ہوازن کا رئیس مالک بن عوف نفری اسلام کے سیلاب کو روکنے کی تیاری میں مصروف ہے اس نے بنو نفر بنو حشم کے تمام قبائل اور بنو سعد بن بکر و بنو ہلال کے بعض افراد کو بھی اس مہم میں شریک کر لیا ہے ثقیف کے رئیسوں میں قارب بن الاسود، ذوالخمار بن الحارث اور اس کا بھائی احمر بن حارث بھی اس کے ساتھ مل گئے ہیں۔

Marfat.com

فاتح مکہؐ نے اطلاع ملتے ہی عبداللہ بن ابی حدرد الاسلمیؓ کو دشمن کی جاسوسی کے لیے روانہ کیا تاکہ دشمن کے عزائم کا صحیح اندازہ لگایا جا سکے — آخر کس حد تک مکہ میں رہ کر دشمن کی آمد کا انتظار کیا جاتا، ابی حدردؓ کی اطلاع کے بعد آپؐ نے ابوجہل کے سوتیلے بھائی عبداللہ بن ربیعہ سے تیس ہزار درہم قرض لیے[1] صفوان بن امیہ سے ایک سو زرہیں مستعار لیں[2]۔ آپ نے عتاب بن رسیدؓ کو مکہ کا حاکم مقرر فرمایا — اور ۶ شوال ۸ھ ۲۷ جنوری ۶۳۰ء کو آپؐ ۱۲ ہزار کے عظیم لشکر کے ہمراہ حنین کی جانب روانہ ہو گئے[3] — تواریخ کے مطابق بعض مسلم فوجی اترا گئے کہ آج تو ہمیں دنیا کی کوئی طاقت شکست نہیں دے سکتی۔ ابتداً اس کے لیے ایسی سرزنش ہوئی کہ دشمن کے پہلے تابڑ توڑ حملے سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے — پھر جب سید لولاکؐ نے ایک آواز لگایا تو اب بازی لے جانے کے لیے جھٹ سے سارا لشکر کارزار میں کود پڑا — اس موقع پر دشمن نے عجیب سیاست سے کام لیا کہ وہ ہر تنگ گھاٹی اور ہر خفیہ نشیب سے حملہ کر رہا تھا۔ اسلامی فوج کی ابتری کے اسباب میں مولانا شبلی نے لکھا ہے اصل وجہ یہ تھی لشکر کے اگلے حصہ میں ۲ ہزار غیر مسلم مکی فوجی تھے جو جھٹ پٹے کے وقت کے ناگہاں حملے کی تاب نہ لا سکے اور دشمن نے میدان جنگ میں پہلے پہونچ کر محفوظ مقامات پر قبضہ کر لیا تھا وغیرہ وغیرہ جیسا کہ مذکور ہوا کہ آنحضرتؐ کی پکار پر جب آناً فاناً دوبارہ پورا لشکر میدان میں اترا تو اب دشمن پر قیامت کا سماں تھا۔

---

[1] سیرۃ النبی ج ۱ علامہ شبلی ص ۵۴۱ [2] روایت از مسند احمد بن حنبل [3] ابن ہشام قسم ثانی ص ۴۴۰

[4] البدایہ والنہایہ جلد چہارم ص ۳۲۲ ان میں دس ہزار مدینہ کے مہاجر و انصار تھے اور ۲ ہزار مکہ سے ساتھ ہو گئے تھے [5] ابن ہشام۔

دشمن کا ایک گروہ اوطاس کی طرف بھاگا، ایک نے طائف کا رُخ کیا مالک بن عوف نخلا کی طرف نکل گیا۔ رسول اللہ نے مفرورین کا تعاقب فرمایا۔ اور دُرید بن صمہ (رئیس بنو جشم) مارا گیا۔ اس طرح دشمن کے ۷۲ آدمی ہلاک ہوئے جبکہ ۶ مسلمان کام آئے۔ غنیمت میں چھ بیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں ہاتھ لگیں۔

(۲۶) غزوہ طائف

حنین کے معرکے سے فارغ ہو کر آپؐ نے توقف نہیں فرمایا کیونکہ بنو ثقیف شکست کھانے کے بعد طائف میں جا کر قلعہ بند ہو گئے تھے ۱۲ شوال ۸ھ کو آپؐ نے طائف کا محاصرہ کیا جو اٹھارہ روز تک رہا۔ فصیل توڑنے کی کوششوں میں بارہ مسلمان شہید ہوئے، اصحاب کے مشورے سے محاصرہ اٹھا لیا گیا، چونکہ کفار کی اس جمعیت سے اب کوئی بڑا خطرہ نہ تھا۔ بس دبدبہ و سطوت کا مظاہرہ ہو چکا تھا۔ اس لیے جاتے وقت آپ ضیقہ اور نجب نخلیۃ الیمانہ، قرن و ملیح سے ہوتے ہوئے بحرۃ الرغا پہونچے جہاں آپؐ نے ایک مسجد تعمیر کرائی اس کے بعد ضیقہ کے راستے سے نجب سے ہو کر طائف پہونچے۔ لیکن واپسی پر راستہ بدل کر دحنا، جعرانہ (جہاں ہوازن کے قیدی رکھے گئے تھے) سے ہو کر آپؐ مدینہ تشریف لائے۔

(۲۷) غزوہ تبوک

فتح مکہ سے قبل آنحضرتؐ نے جمادی الاوّل ۸ھ میں روم کی افواج قاہرہ کے مقابلے کے لیے تین ہزار کا ایک لشکر شام کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ لشکر موتہ کے مقام پر دشمن سے متصادم ہوا — ایک روایت میں ہے کہ دشمن کی تعداد ایک لاکھ اور دوسری روایت کے مطابق دو لاکھ تھی — یہاں مسلمانوں نے بہادری کی مثال قائم کر دی۔ اس

Marfat.com

موقع پر تین سپہ سالار اور ۹ مجاہد شہید ہوئے، لیکن دشمن کے مقتولین کی تعداد کے بارے میں مورخین سکوت میں ہیں۔ اعدا کی کثرت تعداد کے باعث جنگ کا کوئی فیصلہ نہ ہو چنانچہ وہ اب مسلمانوں پر دوبارہ حملہ کی تیاریاں کر رہے تھے۔ آنحضرتؐ کو اطلاع ہوئی تو آپ تیس ہزار کا لشکر[1] لے کر اوائل رجب ۹ھ میں شام کی طرف روانہ ہوئے۔[2] مدینہ میں محمد بن مسلمہؓ نائب مقرر کیے گئے۔ آنحضرتؐ تیس روز تبوک میں رہے مگر دشمن مقابلے پر نہیں آیا۔ یہاں سے آپؐ نے ایک دستہ بھی روانہ کیا۔ ایک نصرانی ہلاک اور دومہ کا والی گرفتار ہوا۔ بعد ازاں آپؐ رمضان ۹ھ کو مدینہ تشریف لے آئے۔ شہید ناز عبداللہ ذوالبجادین کا واقعہ بھی اسی جنگ میں پیش آیا۔ یہی آخری جنگ تھی جس میں آنحضرتؐ نے نفس نفیس خود شرکت فرمائی تاہم آپؐ کی وفات تک متعدد دستے مشرکین کی سرکوبی کے لیے مختلف مقامات کی طرف بھیجے گئے۔

آنحضرتؐ کی حیرت انگیز کامیابی کے اعتبار سے اگر فتوحات کا تخمینہ کیا جائے تو ۲۷۴ میل یومیہ کی رفتار سے دس سال کی فتوحات ۱۰ لاکھ مربع میل پر قبضہ اس حساب سے مسلمانوں کا ایک نفر ماہانہ جانی نقصان، دشمن کا ۱۵۰ نفر جانی نقصان ہوا۔ اور لاکھوں انسان صمیم قلب سے فرمانبردار، اتنی بڑی فتح، اتنا شاندار کارنامہ، اتنی وسیع مملکت کی تسخیر اور خون انسانی کا اتنا کم زیاں —— کسی معرکہ میں شکست نہیں، کہیں پسپائی نہیں، ہر جگہ پیش قدمی، ہر جگہ کامیابی۔ پھر فتح مندیوں کا سلسلہ میں ختم نہیں ہو جاتا، حیات مبارکہ تک ہی محدود نہیں بلکہ آگے بڑھتا ہے۔ آنحضرتؐ کے جانے کے بعد بھی جاری رہتا ہے حتیٰ کہ اسلامی اقتدار ایشیا یورپ اور افریقہ کے کتنے ہی ملکوں میں پھیل جاتا ہے۔

---

[1] یہ وہی لشکر تھا جس کو جیش عسرۃ کہا جاتا ہے اور اسی جنگ کا پورا خرچ یعنی ۹ سو اونٹ ایک ہزار دینار طلائی ایک سو گھوڑے حضرت عثمانؓ نے دیے تھے۔ [2] ہلال بن امیہؓ کعب بن مالکؓ اور مرارہ بن ربیعؓ کا پچاس روز تک بائیکاٹ بھی اسی غزوہ میں عدم شرکت کے باعث ہوا۔

حاصل کلام

غزوات و سرایا کی ایمان افروز داستان آپ نے من و عن ذیل میں عہد نبوی کی تمام جنگوں کے تمام شہداء کا نقشہ دیا جاتا ہے۔

شہدائے بدر	۱۴[لہ]	۶ انصاری اور ۸ مہاجر
شہدائے غزوہ سویق	۲	ایک صحابی دوسرا حلیف
شہدائے احد	۷۰	اصحاب
شہدائے رجیع	۸	"
شہدائے بیر معونہ	۶۸	"
شہدا مریسیع	۱	صحابی
شہدائے خندق	۶	اصحاب ۴ انصاری ۲ مہاجر
شہدائے بنو قریظہ	۲	انصاری ۱، مہاجر
شہدائے ذوالقعد	۵	اصحاب
شہید وادی القریٰ	۱	صحابی
شہید حنین	۱	"
شہدائے خیبر	۱۶	اصحاب
شہید سریہ حسمہ	۱	صحابی

لہ زرقانی ج ۱ صفحہ ۴۴۳ ۔ بعض نسخوں میں ۲۲ اور بعض میں ۱۷ رقم ہے

شہید سریۃ الی العرجاء	۱	صحابی
شہدائے اطلح	۱۰	اصحاب
شہدائے موتہ	۱۳	"
شہدائے غابہ	۳ر	"
شہدائے فتح مکہ	۲	"
شہدائے حنین	۶	"
شہدائے طائف	۱۳	"
عہد نبوی میں مختلف مقامات پر ہونے والے شہید	۱۲ر	

عہد نبوی کے شہدا کی کل تعداد ۲۱۵ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

خدا رحمت کنند این عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

سپہ سالارِ اعظمؐ کا سامانِ جنگ

آنحضرتؐ کے جنگی پرچم

آنحضرتؐ کے مختلف النوع پرچموں میں ایک کا نام تھا — عقاب — سیاہ رنگ — کبھی زرد رنگ کا پرچم بھی ہوتا تھا — کبھی سفید دھاریوں والا سیاہ پرچم بھی ہوتا تھا[۱] آنحضرت کا ایک مخصوص خیمہ — کِنّ — ہر جنگ میں ساتھ ہوتا تھا۔

آنحضرتؐ کی تلواریں

۹ تلواریں — ۷ زرہیں — ۵ کمانیں ۴ ڈھالیں — ۲ بڑے نیزے — ۵ چھوٹے نیزے — دو[۲] خود آپ کے پاس ہوتے تھے۔

تلواروں کے نام

- ماثور — والد کے ورثہ میں ملی تھی
- العضب — بدر میں سعد بن عبادہ نے دی تھی
- ذوالفقار — غزوہ بدر میں ہاتھ لگی — اور ہر غزوہ میں ساتھ رہی
- الصمصامہ — عمر بن معدیکرب نے بھیجی اور آپ نے خالد بن سعید کو عطا کردی
- القلعی —
- حتف —
- الرسوب — یہ وہ تلوار تھی جو ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمانؑ کو تحفہ میں دی تھی
- القضیب —

سالارِ اعظمؐ کی زرہیں

- السعدیہ — سغو صاف کی بنی ہوئی ہے

---

[۱] روایت براء بن عازب مشکوٰۃ [۲] اس کا مالک عاص بن وائل تھا [۳] بعض نے اسے المخذم بھی لکھا ہے

- ذات الفضول ـــ سعد بن عبادہ نے بدر میں بھیجی تھی ▪ الو شاح ـــ
- ذات الحواشی ـــ ● الفضہ ـــ یہ قبیلہ بنو قینقاع کی زرہ تھی ـــ
- البتراء ـــ

سالارِ اعظم ﷺ کی کمانیں | ▪ البیضاء ـــ ● الروحاء ● الصفراء ـــ یہ معرکہ احد میں ٹوٹ گئی ● الزوراء ـــ اسے الکتوم بھی کہا گیا ہے

- السداد ـــ

سالارِ اعظم ﷺ کی ڈھالیں | ● الانزلوق ـــ یعنی ایسی ڈھال جس پر تلوار یا تیر پھسل جائے ● فتق ـــ ● مینڈک یا کچھوے کے رنگ کی ایک ڈھال جسے آپ نے ناپسند فرمایا ● زفن ـــ

سالارِ اعظم ﷺ کے نیزے | ● المثنی ـــ ● المثوی ـــ ● ریان ـــ ● النبعہ ـــ چھوٹے نیزے

- البیضاء ـــ ● الغنزہ ـــ یہ حضرت زبیر حبشہ سے لائے تھے،
- المهر ـــ ● النمر ـــ

سالارِ اعظم ﷺ کے خود | ● الموشح ـــ ● ذات السبوغ ـــ

سالارِ اعظم ﷺ کے ترکش | ● ذو الجمع ـــ آپ کی برچھی کا نام ← صادر

شہسوارِ اعظم ﷺ کی سواریاں[1] | آنحضرت ﷺ کے ذاتی سات گھوڑے اور چھ خچر تھے۔ اور سواری کے قابل تین اونٹ تھے۔

---

[1] از شمائل الرسول

جنگی گھوڑے

• السکب
• المرتجز
• البحیف ــــ عمرو بن عاص نے ملک شام سے بھیجی تھی • اللزاز ــــ سلطان مقوقس نے تحفہ میں بھیجی • الورد ــــ • الظرف ــــ یہ تمیم داری نے بھیجی آپ نے عمرؓ کو دیدی • نسنجہ ــــ • یعسوبؓ ــــ

آنحضرتؐ کی عام سواریاں

• دلدل ــــ سیاہی مائل تھا، آپ نے حضرت عثمانؓ کو دیا آخر حضرت علیؓ کے پاس پہنچا اس کے بعد حسن اور حسین پھر محمد بن قاسم کے پاس پہنچا۔ ــــ

• فضہ ــــ بعد میں حضرت ابوبکرؓ کو ملا
• گھوڑر ــــ کسریٰ کے شاہ نے ھدیہ بھیجا تھا
• ایک گھوڑا دومۃ الجندل سے آیا تھا۔
• ایک شاہ حبش نے بھیجا تھا،

گدھوں کے نام

• یعفور ــــ حجۃ الوداع میں آپ نے اس پر سواری فرمائی۔ ــــ

سواری اونٹ

• القصوی
• جدعاء
• عضباء[1]

---

[1] از سیر رسول اللہ ماخوذ زاد المعاد ابن قیم شمائل الرسول وغیرہ۔

Marfat.com

آنحضرتؐ بحیثیت سیاستدان

سیاست کا لغوی معنیٰ :

سیاست کے لفظی معنیٰ گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنا، یا نگہبانی کرنا کے ہیں الفظ سائنس جو تغیرِ زمانہ کے تصرف سے سائنس بن گیا ہے، وہ بھی اسی سے ماخوذ ہے۔

سیاست کا اصلاحی مفہوم :

منطقی نظریہ کے مطابق لغوی و اصطلاحی معنیٰ کے اعتبار سے دونوں میں مناسبت ضروری ہے اس لئے سیاست کا اصطلاحی معنیٰ "ملکی دیکھ بھال اور ملکی تدابیر" ہوگا۔[۱]

یہی مفہوم کلام عرب میں یوں مستعمل ہے :

" السّیاسة إقامة العدل والاحسان وحسن المعاملت والمعاشرة فی الریاسة بالحکمة الشرعیة "

علامہ جلال الدین دوانیؒ : ـــــ اخلاقِ جلالی میں تمدن وسیاست کے مفہوم میں لکھتے ہیں : ـــــ

" حکماء نے کہا ہے کہ انسان فطری طور پر خاص اجتماع کا محتاج ہے جس کو تمدن کہتے ہیں چونکہ طبائع کی خواہشات مختلف ہوتی ہیں اور تمام انسان اپنے نفع کے حصول کی فطرة رکھتے ہیں اسلئے اگر ان کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے تو وہ باہم

---

[۱] از تجلّیات عثمانی مصنفہ پروفیسر انوار الحسن شیرکوٹی ص۵۹۶

Marfat.com

تمدن نہیں کر سکتے ـــــ تاآنکہ نزاع تک نوبت پہنچ جائے گی اور لوگ ایک دوسرے کو فنا اور برباد کرنے کیلئے مشغول ہو جائیں گے لہذا کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ ہر شخص اس کے حق پر راضی ہو' اور ایک دوسرے ظلم کا ہاتھ دراز کرنے سے باز آجائیں ـــــ ان میں انصاف و عدل کا لحاظ ضروری ہوگا ـــــ انہی تدابیر کا نام سیاست عظمیٰ ہے۔"

اسلامی سیاست :

آئندہ صفحات میں جن سیاسی شہ پاروں سے بحث ہوگی وہ مندرجہ بالا سیاست سیاست کے مفہوموں کے عین مطابق ہوگی، مختصراً سمجھ لیا جائے کہ اسلام نے طبائع انسانی میں تفاوت ختم کرنے کیلئے اخوت ایمانی کا عظیم اصول وضع کر کے سینکڑوں معاشرتی برائیوں اور پیش آنے والی عداوتوں کا دروازہ بند کر دیا ہے، اسلام میں نہ دغابازی کی گنجائش ہے، نہ جھوٹ کو کوئی یارا ہے، نہ ہی فریب کاری کو کوئی ٹھکانا ہے' اسلام نے حکمت عملی سے انسانیت کے تمدنی دور کی ایسی رہنمائی کی ہے کہ بڑے بڑے غیر مسلم ریفارمر اور سیاستدان بھی انہی نورانی اصولوں کو معراج انسانیت قرار دے چکے ہیں' ترقی کے شاہراہوں پر چلنے کیلئے اسلام کے اقتصادی، معاشی، اخلاقی، معاشرتی، ازدواجی' نظاموں میں ایسی تدابیر اور حکمتیں پنہاں ہیں کہ عقل انسانی حیرت و استعجاب کی گہرائیوں میں ڈوب جاتی ہے' آخر ایسے تو نہیں مدینہ کی چھوٹی سی ریاست ۱۰ سال کے قلیل القلیل عرصہ میں ۱۲ لاکھ مربع میل پر اسلام کا پرچم لہرانے میں کامیاب ہوگئی، کہاں مدینہ کی ریاست اور کہاں افغانستان کی آخری سرحدیں، کہاں مسلمانوں کی درماندگی اور کہاں ان کا سر قیاصر کا اعتراف عظمت، ـــــ پھر کسی دھوکے سے نہیں، کسی قتل و غارت سے نہیں، کسی انسانیت کشی کی مہم سے نہیں ـــــ فقط عادلانہ تدابیر سے' عظیم سیاست و فراست سے، اور تدبر و بصیرت کے باعث آنحضرت ﷺ کی الفت و محبت سے سرشار ہونے والے' ایسے لوگ جنہیں بھیڑیں چرانے کا ڈھنگ نہ تھا' ایک وقت آیا کہ وہی

Marfat.com

سلطنتوں کے فاتح ہو گئے۔ بڑی بڑی طاقتیں اُن کے نام سُن کر لرزنے لگیں، ایوانِ کفر لرزہ بر اندام ہو گئے۔ شرک و بدعت اور یہودیت و عیسائیت کے بھی خواہ گھٹنے ٹیک گئے سے

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا!

یہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت، آپ کے گہرے فکر و نظر اور عظیم سیاسی شعور کا ہی تو نتیجہ تھا ـــــ آج جب سے ہم آپ کی اخلاقیات کو، سیاسیات کو خیر باد کہہ گئے ہیں، اس وقت سے ہماری تاریخ ہزیمتوں کا ایک حصّہ بن گئی ہے اور ستم ظریفی یہ ہے کہ سیاست مغرب نے ہمارے ذہنوں پر ایسا غوغا کیا ہے کہ ہم آج آنحضرتؐ کو عظیم سیاستدان اور علماءِ اسلام کے سیاسیات کے تعلق کو برملا کہتے ڈرتے ہیں ـــــ اجی سیاست میں علماء کا کیا کام ہے؟ اُف تم نے حضور کو "عظیم سیاستدان" کہہ کر آپ کی توہین کر دی ہے، سیاست تو جھوٹ کا نام ہے" ـــــ یہ عجیب عجیب خیالات اسی نظریہ کی پیداوار ہیں کہ ہم نے اسلامی سیاست کو نہ سمجھا ہے نہ سوچا ہے۔ بس مغربی سیاست جو واقعی جھوٹ، دغا بازی، فریب کاری ہی کا دوسرا نام ہے، وہی ہمارے اطراف و اکناف کا گھیراؤ کئے ہوئے ہے، اور ابھی تک ہمارے ذہنوں سے یورپی تہذیب و سیاست کا ہوّا جوں کا توں موجود ہے

مغربی سیاست:

یہ ایسی سیاست ہے جو سیاست کے لغوی معنیٰ سے نہ اصطلاحی مفہوم سے مطابقت رکھتی ہے اس سیاست میں عظیم سیاستدان وہ ہے جو جھوٹ کو ایسے انوکھے انداز میں پیش کرے کہ بس عوام سمجھیں کہ ہمارا لیڈر اب آسمانوں کے ستارے توڑ کر ہماری جھولیاں بھر دے گا، اب زمین پھٹ جائے گی، اب ہر مطالبات حل ہو جائیں گے، جو یہ کہہ رہا ہے وہ سچ ہے، ".." تو وحی الٰہی ہے۔ اس نے تو دلائل کی بھر مار کر دی، ـــــ اور جب وہ کسی کی مخالفت پر اتر ے تو ایسے ایسے واقعات گھڑ سکے کہ مخالف کا اُس دیار میں جینا مشکل ہو جائے، زمانے کی رفتار دیکھ کر اپنے نظریات کی کایا پلٹ دے، مخالف کا

Marfat.com

ڈر ہو تو جھک جائے، اپنی حکومت آئے تو مخالفوں کو کچل دے، اپنے مخالف کوئی کلام گوارا نہ کرسکے، دغابازی اور وعدہ خلافی اس کا عملی نصب العین ہو، نفسیات میں ایسا ماہر ہو کہ غریبوں میں غریب بن جائے۔ امیروں میں امیر بن جائے، سامعین کی نبض جان کر ایسی دھواں دار تقریر کھڑکا دے کہ بس وہ لوگ اسے رب کائنات کا ہم پلّہ قرار دینے لگ جائیں ـــــ ایسی سیاست اور ایسے سیاستدانوں کو اگر دیکھنا ہو تو پاکستان کے مغربی حکمرانوں، اور لیڈروں سے زیادہ میرے پاس کوئی واضح دلیل نہیں ـــــ ورنہ میں آپ کو برطانوی اور امریکی سیاستدانوں کے چند ایک واقعات سے آگاہ کرتا ـــــ

ـــــ ایسے سیاستدان کو عیار سیاسی لیڈر کہا جائے۔

سیاستدان کی خصوصیّات اور محسنِ کائنات

(۱) کبھی جھوٹ کا عادی نہ ہو۔

(۲) ایسا وعدہ وفا کرنے والا کہ آسمان و زمین بدل جائیں مگر وعدہ وفائی کا دامن نہ چھوڑے۔

(۳) ایسا مستقل مزاج ہو کہ غموں کے کوہ بھی، اگر اس پر سوار ہو جائیں، اسے کچھ پرواہ نہ ہو۔

(۴) ایسا وسیع الظرف ہو کہ لاکھوں گالیاں سن کر بھی طیش میں نہ آئے، ماتھے میں شکن نہ ہو۔

(۵) اپنی قوّت رفتار کو حریفوں کی قوت رفتار میں ملحوظ رکھنے والا ہو۔

(۶) ہر قوم کیلئے صحیح ترین وقت کے اقدام کا انتظار صبر سے کرنے والا ہو۔

(۷) جب موزوں گھڑی آجائے تو جرأت سے قدم اٹھانے والا ہو۔

(۸) رائے عامہ کے ہر مدّو جزر کا کامل فہم رکھنے والا ہو۔

(۹) مخالفین کے پروپیگنڈے کو کاملیت سے توڑنے والا ہو، مگر حالات کے مطابق،

(۱۰) احوال و ظروف کو دیکھنے والا ہو۔

(۱۱) مصلحتوں کو سمجھنے والا ہو۔

(۱۲) حکیمانہ نکتہ نظر کا ملکوتی حسن اسکے رگ و جان میں ہو۔

Marfat.com

(۱۳) جہاں قدم بڑھانا پڑا تو بڑھانے والا ہٹانا پڑا تو ہٹانے والا ہو۔

(۱۴) دو بلائیں سامنے آئیں تو ایک سے بچ کر دوسری کا مقابلہ کرنے والا ہو۔

سیاست دان کی یہ نادر خصوصیات قدیم حکماء کی متعدد کتب سے ماخوذ ہیں ان کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی کو پرکھنا ہوگا۔

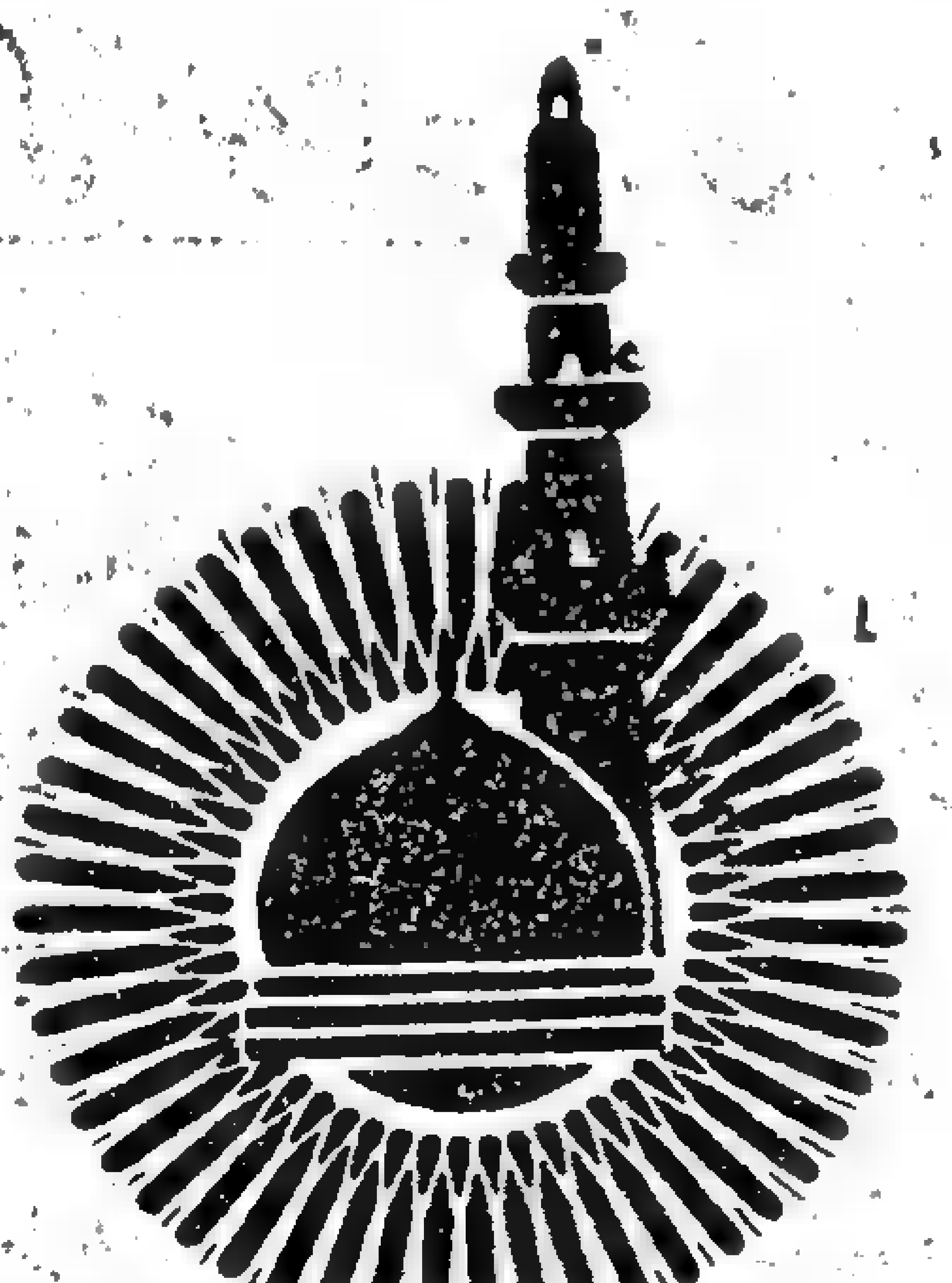

Marfat.com

اگر مندرجہ بالا اصول کو ہی کسوٹی بنایا جائے تو بھی آپؐ کی عسکری زندگی کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ آپ ان اصولوں پر پورے ہی نہیں اترے بلکہ اس معیار سے بھی کہیں زیادہ بلند نظر آتے ہیں۔

یقیناً آپؐ کے سیاسی شہ پاروں سے ہر ناظر محسوس کرے گا کہ آنحضرتؐ ہی دنیا کے ایک ایسے جرنیل اور سیاستدان ہیں جنہوں نے فریب و دغابازی سے جدا، انسانیت کشی اور حصول اقتدار کے طمع سے ماورا دنیا کو ایسی سیاست اور البساط طریقہ دفاع و جنگ سکھایا ہے جس سے جہاں انسانیت تعمیر و ترقی کی معراج کرے گی وہاں حرص و آز کی لعنتیں اور قتل و غارت کی برائیاں، حرف غلط کی طرح مٹ جائیں گی ــــــ

کاش ــــــ کوئی فرانسیسی نپولین، کوئی آئزن ہاور کوئی اسٹالین کوئی ڈیگال کوئی میک آرتھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل کرتا ــــــ اور انتقامی جنگوں کے امکان کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کرکے انسانوں کو امن و چین عطا کر سکتا ــــــ سوائے اقتدار اور بہیمانہ قتل کے سوا ملک گیری اور تڑپتی لاشوں کے ــــــ انہوں نے کیا چھوڑا ہے، دُنیا کو کیا دیا ہے، اتنی بڑی بڑی جنگیں کرکے انسانیت پر کیا احسان کیا ہے۔

سیاسیات میں آنحضرتؐ کا پہلا قدم

اندرونی استحکام:

مدینہ پہنچتے ہی آپؐ نے مسجد نبویؐ کی تعمیر کی تاکہ سب مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر علانیہ نماز پڑھ سکیں، آپس میں مبادلۂ افکار کر سکیں، آپؐ کے مواعظ و نصائح سے اخلاقی بلندی کی راہیں ہموار کر سکیں ــــــ چنانچہ آنحضرتؐ نے مسجد نبویؐ کے انہی خطبات میں مکمل کر وحدانیت و رسالت کا اعلان فرمایا:

ــــــ اس اثنا میں اجتماعی زندگی کی پوری شیرازہ بندی کی گئی،

ــ ــــ انصار و مہاجرین میں اخوت و مساوات قائم کی، مل کر رہنے کے اصول و ضوابط کھے گئے۔

ــ ــــ ہجرت کے دوسرے سال بیت المقدس کے بجائے کعبہ کو قبلہ بنایا تاکہ باور ہو جائے کہ

Marfat.com

اسلام کا مرکز خانہ کعبہ ہے۔

—— آپ نے عظیم دفاعی نکتہ پر نظر رکھی یعنی مدینہ کے حدود مقرر کر کے اس کو حرم قرار دیا۔ —— اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اہل شہر یہاں اور مضافات میں جنگ نہیں چاہتے، حرم کا یہی اصول یونان اور ہندوستان میں بھی رائج تھا، —— حرم کے باعث اس شہر کی ہر چیز مقدس سمجھی جاتی ہے۔ درختوں کی قطع و برید جانوروں کو ایذا رسانی اور شکار وغیرہ ممنوع قرار پاتا ہے، گویا حرم اپنے حدود میں ایک مملکت ہوتا ہے —— اب اہل مدینہ بھی اہلِ مکہ کی طرح اپنے آپ کو ہر خطرہ سے محفوظ سمجھنے لگے تھے،

یہاں نبی علیہ السلام کی بصیرت ملاحظہ ہو کہ اگر آپ مدینہ کو حرم قرار نہ دیتے تو مکہ فتح نہ ہو سکتا، کیونکہ وہ حرم تھا اب یہ بھی حرم ہو گیا، اس طرح قریش کی طرف سے چھیڑ چھاڑ ہوئی تو ظاہر ہو گیا کہ انہوں نے حرم مدینہ کو توڑا ہے ایسے ہی مکہ کا جواز پیدا ہو گیا۔

مدینہ کی دفاعی حیثیت:

اس کیلئے مختصراً یہ سمجھ لیا جائے کہ اس زمانے میں قافلوں کی آمد و رفت کے سب سے بڑے تین راستے تھے، ان میں ایک راستہ بحر متوسط سے آتا تھا۔ دوسرا شام اور تیسرا مصر سے آتا تھا، —— اس طرح ایک راستہ شام سے دومۃ الجندل اور وہاں عراق کو جاتا دوسرا دومۃ الجندل سے مدینہ ہوتا ہوا مکہ کو جاتا تیسرا دومۃ الجندل سے ینبع اور وہاں سے ساحل سے ہوتے ہوئے برابر برابر مکے کو جاتا تھا۔

مکہ سے پھر یہ راستے عراق اور خلیج فارس کی طرف جاتے یا بحر قلزم کے متوازی مین کو ان راستوں سے ایشیا، یورپ اور مصر کے تجارتی قافلے گذرتے تھے —— ان تمام راستوں کا تعلق مدینہ منورہ سے تھا —— ملک کا باقی حصہ ویران و دشوار گزار وادیوں سے اٹا پڑا تھا، گویا یہ مدینہ کی جغرافیائی سیاسی اہمیت تھی[1]

---

[1] حدیث دفاع صـ۱۰۵

Marfat.com

سیاسیات میں آنحضرتؐ کا دوسرا قدم،

مضافاتی استحکام:

قبائل یہود سے دفاعی معاہدہ

اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے دفاعی معاہدہ فرمایا تاکہ مدینہ اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ ہو جائے۔ اس معاہدے کی ۵۳ دفعات ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں،——

آنحضرتؐ کے ساتھ اس معاہدہ میں یہود کے ۱۲ قبیلے شریک ہوئے۔

جن کے نام حسب ذیل ہیں:——————

——بنو نجار کے یہودی

——بنو ساعدہ کے یہودی

——بنو حارث کے یہودی

——بنو جیثم کے یہودی

——بنو اوس کے یہودی

——بنو ثعلبہ کے یہودی

——بنو حنفر کے یہودی

——بنو شطیبہ کے یہودی

——بنو عوف کے یہودی

——بنو قریظہ کے یہودی

——بنو نضیر کے یہودی

——بنو قینقاع کے یہودی

اور یہود کی بقیہ تمام شاخیں ——— اس معاہدے میں شریک ہوئیں[1]

[1] عہد نبویؐ کا نظام حکمرانی ص ۸۰-۸۲ از ڈاکٹر حمید اللہ

Marfat.com

آنحضرتؐ کی جلوہ آرائی اور ضیاگستری سے اہل مدینہ میں جس انبساط کا دور دورہ ہوا اس کی نظیر کسی دوسری جگہ نہیں ملتی۔

آنحضرتؐ کے بلند اخلاق کے باعث ہی تمام قبائل یہود نے آپؐ کی دعوت پر لبیک کہا تھا، نبی علیہ السلام نے اہل یہود کے مذہبی اور معاشرتی حقوق بحال رکھتے ہوئے "مشترکہ سیاسی نظام کار" خارجی دستور العمل، دفاع اور انسداد ظلم کے معاہدے پر اتفاق فرمایا۔

جہادِ اسلامی کے بنیادی اصول،

تفصیل تو بنیادی اصولوں کی تفصیلی سیرۃ میں ہوگی اس اجمالی کتاب میں اصولوں کا بھی اجمال ہی ملاحظہ ہو کہ اسلامی جہاد میں ۹ ایسے بنیادی اصول ہیں جو کسی بھی جرنیل (مسلم و غیر مسلم) کی نظر سے مخفی نہیں رہ سکتے۔

۱۔ تربیت سپاہ ـــــ خواہ پہاڑوں میں، دریاؤں میں اترنے کی مشق کی صورت میں ہو یا کسی دوسرے اصول کے تحت ہو۔

۲۔ مقام کا تعین ـــــ اور میدانِ جنگ کے جغرافیائی محل وقوع کا علم،

۳۔ ہتھیار ـــــ مادی قوت

۴۔ تعداد ـــــ اس کے دشمن کے سامانِ جنگ اور اسکی تعداد کا علم،

۵۔ دفاع و تحفظ کی صلاحیت ـــــ دشمن جس رنگ میں، جس بھیس میں، جس لباس میں آئے، اسے ایسے کا تیسا جواب دینا۔

۶۔ انضباط ـــــ افواج کی صفوں میں انضباط ـــــ امیر کی اطاعت کا انضباط

۷۔ ثابت قدمی ـــــ خواہ خون کی سیاہ آندھیاں نظروں کے سامنے آجائیں یا تلواروں کی نوکیں حلق سے پار گذر جائیں ـــــ میدان جنگ سے پشت نہ پھیری جائے۔

مندرجہ بالا اصولوں کے ساتھ اسلامی فوج کیلئے دو چیزیں بھی ضروری ہیں:۔

۸۔ اخلاقی قوت ——— نماز، سجدہ ریزی، فتح و نصرت کی دعائیں، شہادت کی آرزو، رضائے الٰہی کی نیت،

۹۔ حمایت حق ——— ایسی قوت کے خلاف جنگ جو رسول اور خدا سے متصادم ہو، تاکہ عنداللہ مجرم نہ ہوں اور نصرت الٰہی کا دروازہ کھلا رہے۔

اس کے ساتھ تمام فوجیوں کا مسلم ہونا بھی ضروری ہوگا۔

Marfat.com

آنحضرت ص ـــــ ایک قائدِ انقلاب!

میں آنحضرت ص کو مکہ کے ظالم حکومت کے مقابل قائد حزب اختلاف بھی کہہ سکتا تھا، مگر یہ عنوان یورپی سیاست کے فریب سے ایسا بدنام ہے کہ اس کا معنون آپ ص کو بنایا نہیں جا سکتا۔ مکہ میں ابوجہل کی گورنمنٹ قائم ہے، ظلم و ستم کا دور دورہ ہے، کوئی آواز اٹھا نہیں سکتا، بتوں کا تقدس مانا جاتا ہے، حقیقی خدا کی راہ سے پہلو تہی ہے جو مخالف اٹھتا ہے اس کا سر کوٹ دیا جاتا ہے ـــــ دفعتاً ایک شخص محمد ص نامی فاران کی چوٹیوں سے اعلان کرتا ہے: ـــــ

فاران کی چوٹیوں سے دعوتِ انقلاب:

ایک خدا کی شاہی قبول کر لو
اسی نے تم کو پیدا کیا
اسی نے زمین و آسمان بنائے،
اسی کی حاکمیت میں
فلاح و کامرانی ہے
ظلم و ستم کی اندھیر نگری
ختم کر کے اسی خدا کے عدل و انصاف کی راہ
اختیار کر لو
یہی سرمدی فلاح کا راستہ ہے

عجیب نعرہ تھا اور انوکھا عنوان تھا۔ ـــــ

Marfat.com

حیرت انگیز منشور تھا، اور بے مثال آوازہ تھا جو اس محمدؐ نے لگایا ——
سارا ملک چونک اُٹھا —— یہ کیا ہو گیا اور یہ کیوں ہو گیا —— یہ محمدؐ کون ہے!
یہ کیسی آواز ہے —— تقریر و تحریر کی پابندی کا یہ سنگم کس نے توڑا ہے —!
—— ہر طرف سے چہ میگوئیاں ہونے لگتی ہیں ——
—— یکایک پتھروں کی بارش ہوتی ہے اور نئے نعرہ کا علمبردار زخموں سے چُور کر دیا جاتا ہے —— اور اقتدار کی نگاہ ناخوشی میں کھٹکنے لگتا ہے ——
آج سے حزبِ اختلاف[1] کی بنیاد رکھی جاتی ہے —— وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (جو سربراہِ نبوت تھا، اپنی جماعت کے افراد پیدا کرنے کیلئے دن رات کوشاں رہتا ہے —— بالآخر ابوبکر نامی ایک شخص مکہ کا تاجر ابتدائی رکنیت قبول کر لیتا ہے ——
اس طرح یکے بعد دیگرے ۳۶ افراد جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں —— قائد حزب اقتدار ابو جہل ہتھکنڈے کرتا ہے —— ہر طرح کی پابندی لگا کر دیکھ چکا ہے —— سوشل بائیکاٹ کی مہم جاری ہے —— تین سال کیلئے اسلامی انقلاب کے قائد کو اہل وعیال کے ہمراہ نظر بند کر دیتا ہے ——، مگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروگرام کو پڑھاتا اور چڑھاتا چلا جا رہا ہے —— آئے دن اس کی جماعت ترقی کرتی چلی جاتی ہے، اس کو مکہ کا سارا اقتدار (سرداری وزارت یا گورنری) پیش کیا جاتا ہے، مگر وہ تو سارا نظام بدلنا چاہتا ہے، پتھروں کی مورتیوں کو توڑ کر ایک خدا کے سامنے سب کو کھڑا کرنے کے درپے تھا، اسے کوئی لالچ اور دھمکی اپنے مشن سے روک نہ سکتی تھی، دفعہ ۱۴۴ توڑتا ہے۔ مارشل لاء کو پاؤں کی نوک سے ٹھکراتا ہے، اوباشوں کا لاٹھی چارج سہتا ہے، مگر اپنا منشور ہر جگہ دنیا کو سناتا ہے، اس کی جماعت کا ایک رکن بلالؓ ہے، اسے دیکھو اقتدار والوں نے نشانۂ ستم بنایا ہوا ہے — تپتی ریت پر لٹایا گیا ہے،

---

[1] اس عنوان سے کوئی ناظر یہ نہ سمجھ پائے کہ اسلام کی گورنمنٹ میں بھی کسی حزبِ مخالف کا وجود ہوتا ہے۔ —— نہیں بلکہ اسلامی حکومت کا ہر فرد غلط بات پر جب ٹوک سکتا ہے تو گویا مملکت کا ہر شخص حزبِ مخالف کا رکن ہے اور اسی طرح اسلامی اور ملی اصلاحات میں اس کا ہر فرد حزبِ اقتدار کا بھی رکن ہوتا ہے جس کے باعث وہ اسلامی حکومت کی ترقی کا خواہش مند رہتا ہے۔

جسم پروزنی پتھر ہے کہ محمدؐ کی جماعت اور پروگرام کو خیر باد کہہ دے ـــــ ایک جنابؓ ہے وہ
پر لٹایا گیا ہے ـــــ ایک سمیہؓ اس کی محنتی کارکن خاتون ہے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے
ہیں، خود قائد حزب اختلاف کی ذات کے راستوں میں کانٹے بچھائے گئے ہیں، یہ سب کچھ
تھا کہ بتوں کو کچھ نہ کہا جائے، نیا منشور نہ پیش کیا جائے، ظلم روکنے کو نہ کہا جائے۔ تاہم ار
احتجاج نہ کیا جائے۔

ستم بالائے ستم جو کلمہ پڑھ کر محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم، کی جماعت کی رکنیت قبول کرتا
معاشرہ اس سے بائیکاٹ کر لیتا ہے ـــــ

امیر حمزہؓ جیسے پہلوان، امیر عمرؓ جیسے بہادر، عثمانؓ جیسے مالدار، اسی دور میں جماعتی حلقہ
ہوئے ـــــ آنحضرت صلی اللہ علیہ السلام کے خلاف ہر دن سازشوں کا سماں رہتا ہے۔

قصی بن کلاب کے قائم کردہ گورنمنٹ ہاؤس دارالندوہ میں ہنگامی اجلاسوں کا تانتا
ہوتا ہے ـــــ ادھر جب بیت اللہ پر ابوجہل کی گورنمنٹ نے محکمہ اوقاف کا پہرہ جما دیا تو آ
دارارقم کو اپوزیشن ہاؤس قرار دے دیا۔

اگرچہ ہمارے محسن سید کائنات ۱۳ سال تک اس انقلاب کے قائد رہے مگر آپ کی ز

- کوئی جملہ اصولوں کے خلاف سرزد نہ ہوا۔
- آپؐ نے کسی مخالف پر اوچھی تنقید نہیں کی۔
- آپؐ نے اپنے استدلال میں کبھی جھوٹ نہ بولا۔
- آپؐ نے کسی کا نام نہیں بگاڑا۔
- آپؐ نے کبھی تہمت نہیں دی۔
- آپؐ نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی۔
- آپؐ نے کارکنوں کا کبھی دل نہیں توڑا۔
- آپؐ نے اپنے پروگرام میں کبھی لچک پیدا نہیں کی جو بات ایک دفعہ فرما دی اسی پر قائم رہنا اس کو تھا
- آپؐ نے کبھی کسی سے خوف نہ کھایا • آپؐ نے کبھی لالچ و حرص پر نگاہ نہیں اٹھائی۔

Marfat.com

حالانکہ طائف والوں نے اسے زخموں سے چور کر دیا تھا مگر اس نے کوئی بددعا کا کلمہ ان کے حق میں نہ
ر فقط ہدایت کی دعا فرمائی تھی۔

قائدِ انقلاب کے قتل کی سازش :-

ابوجہل کی ظالم حکومت نے جب دیکھا کہ حق کا یہ قدسی الاصل گروہ پھیلتا ہی جا رہا ہے۔ تو اس نے
ن دولت کا فیصلہ کن اعلیٰ سطحی اجلاس پرائم منسٹر ہاؤس (دارالندوہ) میں طلب کر لیا' اس میں
زراء میں عتبہ، شیبہ، ابوسفیان، طعیمہ بن عدی، اور امیہ بن خلف شریک ہوئے۔
اس اثناء میں آنحضرتؐ ان کی سازشوں سے بے خبر نہ تھے' آپؐ نے مدینہ کے غیر ملکی افراد سے عقبہ کے
دو دفعہ ملاقات کی اور اپنی کارگذاری کا سارا قصہ ان کے سامنے رکھا ——— یہ پورا قصہ ماقبل
چکا ہے۔

آنحضرتؐ ــــ ایک سربراہ مملکت

اور ــــ آپکی سیاسی عبقریت

ــــ یہ بھی کہانی ایسے صدر مملکت اور امام الانبیاؐ کی ہے، ــــ

- جس کے مکان میں کھجور کے تنکوں کی چھت تھی،
- جس کی غذا سُوکھی جَو کی روٹی، اور زیتون کا تیل تھی،
- جس کے جھونپڑے میں وہ سکونت پذیر تھا اس میں تین تین ماہ چولہا گرم نہ ہوتا تھا،
- وہ فاقوں رہنے کو عیش کے ایام پر ترجیح دیتا تھا،
- اس کو سادگی سے محبت تھی

ورنہ

- اگر وہ چاہتا تو سونے کے محلات بنالیتا مگر وہ دنیوی نشاط کو دینی عظمت وصداقت پر قربان کردیتا تھا ــــ

وہاں یزدجرد کے محلات نہ تھے، عیش وآرام کو سمرقند کے باغات نہ تھے، نہ وہ ب[illegible] کی مرتفع عمارات میں قیام پذیر تھا ــــ اس کی سواری ایک خچر کی صورت میں تھی وہ عمدہ عمدہ گ[illegible] کی کلغیوں سے بے نیاز تھا،

مگر نیلگوں آسمان کی چمک بھی اس پر قربان رہتی تھی ــــ

وہ ایک اولوالعزم شمشیر آزما تھا جس کے سامانِ جنگ میں چند ٹوٹی ہوئی تلواروں اور [illegible] تیروں کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا، اس کی فوج سنہری عباؤں کی بجائے پیوند شدہ موٹا جھوٹا لباس [illegible] کی عادی تھی، عود ولوبان کی رنگ رنگینیاں ان کے تصور سے دُور تھیں، ــــ وہ [illegible]

و مخمل کو پاؤں تلے روندنے کے عادی تھے[1]، بادبانوں والی کشتیاں ان کی جرأت تیراکی پر حیرت زدہ تھیں ـــــ برف پوش وادیاں ان کے جنگی امور کی تنقید میں دیر نہ کر سکتی تھیں، اس کے ماننے والے پہاڑوں اور دریاؤں اور صحراؤں کے سینے چیر کر کفر سے ہم کلام ہوتے تھے۔

آنحضرتؐ ایک ایسے جری، مدبر، صاحب صدق و صفا سربراہ اور سیاستدان تھے کہ ان کے رعب اور کشور کشائیوں سے ساری زمین دہل رہی تھی۔

آسمان کی آنکھ اور زمین کی نظر نے اس سے قبل کوئی ایسا سربراہ مملکت نہ دیکھا تھا۔

کہ لاکھوں مربع میل اسکے زیر نگین ہو مگر وہ چٹائی پر محو خواب ہو ـــــ جو بھوک پر بھوک سہہ رہا ہو، اس کا خاندان چکی پیس کر گذران کرتا ہو، لاکھوں درہموں کا مال غنیمت آتا ہے، چاندی، اور سونے کے سیکڑوں زیورات آتے ہیں، وہ سب کچھ غریبوں میں تقسیم کر کے خود ویسے کا ویسا ہے کہ گھر میں کوئی چیز کھانے کو نہیں،

---

[1] یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ جس میں یزدجرد اور رستم کے ایرانی دربار میں اسلام کے سفیر حضرت ربعی بن عامر ریشمی قالینوں پر نیزے مارتے بے دھڑک جا رہے تھے۔ الفاروق

دستورِ حکومت

- یہ ایک حکمنامہ ہے اللہ کے رسول محمدؐ کا، قریش اور یثرب کے ایمان لانے والے اس حکم کے مطابق باہم کفر کے خلاف جنگ میں حصہ لیں گے۔
- تمام دنیا کے مقابلے میں ان (مسلمانوں) کی ایک علیحدہ سیاسی وحدۃ ہوگی۔
- قریش سے (مکہ سے) ہجرت کر کے آنے والے اپنے محلّے کے ذمہ دار ہوں گے اور اپنا خونبہا باہم مل کر ادا کریں گے اور اپنے ہاں قیدی کو فدیہ دیکر چھڑائیں گے۔ تاہم ایمان لانے والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور احسان ہو۔
- بنی حارث اور بنی عوف اپنے اپنے محلّے کے ذمہ دار ہوں گے اور حسب سابق اپنے خونبہا مل کر ادا کریں گے ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دیکر چھڑائے گا۔ تاہم مسلمانوں میں باہم نیکی اور انصاف ہو۔
- بالا قانون کی طرح بنی ساعدہ، بنی جشم، بنی نجار، بنی عمرو بن عوف، بنی الاوس اپنے اپنے محلے کے ذمہ دار ہوں گے۔ اور حسب سابق اپنا خونبہا مل کر ادا کریں گے اور ہر گروہ اپنے ہاں کے قیدی کو خود فدیہ دیکر چھڑائے گا۔
- ایمان والے کسی قرض کے بوجھ سے دبے ہوئے کو مدد کئے بغیر نہ چھوڑیں گے تاکہ ایمان والوں میں باہم رفق محبت پیدا ہو۔
- اور یہ کہ کوئی مومن کسی دوسرے مومن کے مولا (معاہداتی بھائی) سے خود معاہدہ برآدری نہیں پیدا کرے گا۔
- اور مسلمانوں کے ہاتھ ہر اس شخص کے خلاف اٹھیں گے جو ان میں سرکشی کرے یا استحصال بالجبر کرے، گناہ یا تعدی کا ارتکاب کرے یا ایمان والوں میں فساد مچانا چاہے اور ان کے ہاتھ سب ملکر ایسے شخص کے خلاف اٹھیں گے خواہ ان میں کسی کا کوئی بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

- کوئی ایمان والا کسی ایمان والے کو کسی کافر کے بدلے میں قتل نہ کرے گا۔ اور کسی کافر کی کسی ایمان والے کے خلاف مدد نہ کرے گا۔
- خدا کا ذمہ ایک ہی ہے مسلمانوں کا ادنیٰ ترین فرد بھی کسی کو پناہ دیکر سب پر پابندی عائد کر سکیگا۔
- اور یہ کہ یہودیوں میں سے جو ہماری اتباع کرے گا اسے مدد اور مساوات حاصل ہوگی۔ نہ ان پر ظلم کیا جائے گا نہ ان کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی۔
- ایمان والوں کی صلح ایک ہی ہوگی —— ایمان کے راستہ میں لڑائی ہو تو کوئی ایمان والا کسی دوسرے ایمان والے کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کر سکتا جب تک یہ صلح) ان سب کیلئے برابر نہ ہو۔
- اور ان تمام ٹکڑیوں کو ہمارے ہمراہ جنگ باہم نوبت بہ نوبت چھٹی دلائی جائے گی۔
- ایمان والے باہم اس چیز کا انتقام لیں گے جو خدائی راہ میں ان کو پہنچے۔
- کوئی مسلمان مشرک (غیر مسلم رعیت) کو کسی قسم کی سیاسی اور اخلاقی پناہ نہ دے سکے گا۔
- جو کوئی شخص کسی کو عمداً قتل کرے اور اس کے پاس ثبوت ہو تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ بجز اس کے کہ مقتول کا وارث صلح کرے۔ اور تمام ایمان والے اس کی تکمیل کیلئے اٹھیں گے اس کے سوا ان کی کوئی اور چیز جائز نہ ہوگی ——
- کسی ایمان والے کیلئے جو اس اسلامی دستور کا اقرار کر چکا ہو اور خدا اور آخرت پر ایمان لا چکا ہو، یہ بات ہرگز جائز نہ ہوگی کہ کسی قاتل کو مدد یا پناہ دے اور جو ایسا کرے گا تو قیامت کے روز اس پر لعنت اور غضب نازل ہوگا، اس کی کوئی رقم اور معاوضہ قبول نہ ہوگا۔
- جب تم میں سے کسی کو چیز میں اختلاف ہو تو خدا اور محمدؐ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔
- یہودی اس وقت تک مومنین کے ساتھ اخراجات برداشت کرتے رہیں گے۔ جب تک وہ مل کر جنگ کریں۔
- بنی عوف کے یہودی مومنین کے ساتھ صرف ایک سیاسی عہد میں شریک ہوں گے۔

ہاں جو ظلم کا ارتکاب کرے تو اس کی ذات یا گھرانے کے سوا کوئی مصیبت میں نہ پڑے گا۔ یہودیوں کو ان کا دین اور مسلمانوں کو ان کے دین پر عمل کرنا ہوگا۔

Marfat.com

- بنی نجار — بنی حارث — بنی ساعدہ — بنی جشم — بنی الاوس، بنی ثعلبہ، جفنہ، بنی شطیبہ اور موالی شطیبہ تمام یہودیوں کو بنی عوف والے حقوق حاصل ہوں گے۔
- صدر مملکت مدینہ محمدؐ کی اجازت کے بغیر کوئی معاہد جنگ کو یا کسی دوسری فوجی کارروائی نہ نکلے گا۔
- جو خونریزی کرے گا اس سے فوراً اس کا بدلہ لیا جائے گا۔
- انصاف و عدل ہر حکم میں ملحوظ ہوگا۔
- یہودیوں پر ان کے خرچے کا بار ہوگا اور مسلمانوں پر ان کے خرچے کا۔
- دفاعی معاہدہ کی رُو سے کوئی امداد سے جی نہ چرائے گا ورنہ عہد شکنی شمار ہوگی۔
- یثرب کا سب سے بڑا پہاڑ سب کیلئے حرم ہوگا۔
- جس مسئلے میں فساد کا اندیشہ ہو اس کا فیصلہ خدا اور صدر مملکت کریں گے۔
- قریش مکہ اور ان کے معاونین کو کوئی پناہ نہیں دیجائیگی۔
- اگر کوئی مدینہ پر حملہ آور ہو تو سب مل کر اس کا جواب دیں گے۔
- ہر جنگ کو نکلنے والا امن کا مستحق ہوگا۔ بیٹھے رہنے والا بھی امن کا مستحق ہوگا۔
- ہر گروہ اپنے مقابلہ والوں سے برسر پیکار ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے صدر مملکت کی حیثیت سے معاہدہ یہود کے سامنے جو دفعات پیش کیں وہ آپ نے ملاحظہ فرمائیں۔ ذیل میں صدر مملکتؐ کی خارجہ پالیسی اور ملک کے دوسرے قوانین کا اجمالی نقشہ درج کیا جاتا ہے :-

سربراہ مملکت کی پولیس :

آپ کی پولیس کے ارکان میں زبیرؓ، علیؓ، مقدادؓ بن اسود، محمدؓ بن مسلم، ضحاکؓ بن سفیان کلابی اور قیس بن سعد کا نام تاریخ میں ملتا ہے جو ہر وقت آپ کے پاس رہتے اور مجرموں کے سر کاٹنے کے فرائض انجام دیتے۔ یوم حدیبیہ کے موقع پر مغیرہ بن شعبہ آپ کے پس پشت تلوار لئے کھڑے رہتے[1]

---

[1] زاد المعاد ابن قیم صـ۱۵ ج ۱

سربراہ مملکت کا سیکرٹریٹ :-

صدر مدینہ علیہ السلام کا سیکرٹریٹ مسجد نبوی ؐ تھی یہیں غیر ملکی سفراء آتے۔ بیرون ملک میں سفیر بھی یہیں سے بھیجے جاتے، سیاسی اور مذہبی اجتماعات بھی یہیں ہوتے۔

اعلیٰ اسلحی مشاورتی کونسلیں بھی یہیں قائم ہوئیں۔

ساری دُنیا کے سلاطین کے نام انقلابی دعوت کے پیغامات

بدر میں مشرکوں کے قدم اکھڑ چکے تھے، اُحد میں وہ بغیر کسی نفع کے لوٹ چکے تھے۔ حنین و خندق میں بھی انہیں منہ کی کھانی پڑی تھی ـــــ اب ملکی حالات میں فتنوں کی آگ سرد تھی، جب کوئی چنگاری پھوٹتی اس پر فوراً جرأت و شجاعت کا آب مرگ ڈال دیا جاتا ـــــ صرف بین الاقوامی طاقتیں رہ گئی تھیں۔ جہاں اسلامی انقلاب کی دعوت نہ پہنچی تھی آنحضرت ؐ نے مدینہ کے اندرونی اور مضافاتی استحکام کے اپنے ملک کی سیاست خارجہ پر توجہ دی ـــــ آپ نے سب سے پہلے اسلام کا عظیم لائحہ عمل پیش کرنے کیلئے سفراء اور قاصد مقرر کئے ـــــ ان کے خطوط کی تعداد تاریخ میں کوئی پونے تین سو لکھی ہے اس کے بعد بھی سُنا ہے۔ ڈیڑھ دو درجن آپ کے خطوط کا ذخیرہ دستیاب ہوا ہے[1]۔ عہد نبوی کے مدنی دور میں دنیا کے اُفق پر ایران اور روم (بیزنطینی حکومت) دو بڑی سلطنتیں تھیں۔

چند انقلابی خطوط :

اسلامی سفراء دحیہ بن خلیفہ کلبی ـــــ انقلابی دعوت کا پہلا خط ـــــ یہ بیزنطینی حکمران قیصر ہرقل کے نام حدیبیہ سے واپسی پر روانہ کیا گیا۔

عبد اللہ حذافہ سہمی ـــــ انقلابی دعوت کا خط ـــــ ایرانی تاجدار خسرو پرویز کے نام لکھا گیا۔

علاء بن حضرمی ـــــ انقلابی دعوت کا خط ـــــ بحرین کے صوبیدار (گورنر) منذر بن ساوی کے نام بھیجا گیا۔

---

[1] الوثائق السیاسۃ فی العھد النبوی والخلافۃ الراشدۃ "مطبوعہ مصر" سے رسول اکرم کی سیاسی زندگی ص ۲۷

حاطب بن ابی بلتعہ ــــ انقلابی دعوت کا خط ــــ مصر کے صوبہ دار و گورنر پادری مقوقس کو لکھا گیا۔[1]

عمرو بن امیہ ضمری ــــ انقلابی دعوت کا خط ــــ حبشہ کے سربراہ اصحمہ نجاشی کے نام لکھا تھا۔[2] یہ خط گلاسکو میں موجود ہے[3] یہ خط کئی تاریخوں میں مختلف متنوں کے ساتھ راقم کو ملا ہے۔ بعض اسناد سے معلوم ہوتا ہے۔ آنحضرت ؐ نے نجاشی کو ایک سے زیادہ خط لکھے۔

سن روانگی

انقلابی دعوت کا خط	شجاع بن وہب اسدی ــــ	قریش مکہ کی طرف ــــ	سنہ ۶ھ
انقلابی دعوت کا خط	عثمان بن عفان ــــ	" ــــ	"
انقلابی دعوت کا خط	عمرو بن عاص سہمی ــــ	فرمانروائے عمان کی طرف ــــ	"
انقلابی دعوت کا خط	سلیط بن عمرو عامری ــــ	فرمانروائے یمامہ کی طرف ــــ	"
انقلابی دعوت کا خط	شجاع بن وہب اسدی ــــ	والی عمان کی طرف ــــ	"
انقلابی دعوت کا خط	مہاجر بن امیہ ــــ	ریاست حرث بن عبد حمیری[4] ــــ	"

دعوت کے الفاظ

والسلام علی من اتبع الھدیٰ من محمد رسول اللہ الیٰ فلاں ۔

تمام تعریفوں کا مالک ایک خدا ہے جس نے ساری دنیا کو پیدا کیا۔ اسلم تسلم اسی کا نظام قبول کرلو۔ اسی میں سلامتی ہے الخ وغیرہ وغیرہ

---

[1] زور نال آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی ۱۹۵۴ء ج ۵ [2] ایک فلسطینی پادری نے اس خط کی نقل لندن کے رسالہ جامعہ میں بھی شائع کرائی تھی۔ [3] روض الانف ص ۳۵۲ ج ۲ ــ تاریخ طبری ــ تاریخ ابن کثیر ج ۴ ص ۲۶۳ تا ص ۲۶۴

سربراہِ مملکتؐ کے گہرے تدبّر کے شاہکار

سرسری خاکہ

- عرب کے غیر عربی یہود سے دفاعی معاہدہ کیا گیا۔
- عرب کے خانہ بدوش قبائل سے معاہداتی راہ و رسم قائم کر کے اسلامی لشکر کو مضبوط بنایا گیا۔
- عرب میں بیرونی دخل انداز ایران اور روما کی کاروائی روکنے کیلئے پہلے اندرونی دفاع پر زور دیا گیا اور بعد میں ساری دنیا پر اسلام کا ہلہ بول دیا گیا۔
- دس سال کے قلیل عرصہ میں دس لاکھ مربع زمین فتح ہوئی مگر انسانی قتل کے اعتبار سے دشمن کا ماہانہ ایک آدمی قتل ہوا۔ اور اسلامی کا نقصان اس سے بھی کم ہے، اس طرح اسلام نے انسانی خون کو عزّت بخشی۔
- فنون حرب کی ترقی و استفادہ پر سب سے زیادہ زور دیا گیا۔
- خبر رساں ایجنسیوں کے قیام اور ناکہ بندیوں کے اصول کو ہر جگہ مدنظر رکھا گیا۔
- دشمن پر معاشی دباؤ ڈالا گیا۔
- غنیم کے دوستوں میں پھوٹ ڈال کر اسلامی قوّت کو بچایا گیا۔
- حلیفوں کی امداد اور حریفوں کی سرکوبی میں کبھی غفلت نہ کی گئی۔
- دشمن کے ایک طبقے کو موہ لینے کا اصول برتا گیا۔
- دشمن کے معزز افراد کی تکریم کا لحاظ رکھا گیا۔
- تالیف قلبی کے اصول کے ذریعے اسلام کا پیغام گہرے دلوں میں پہنچایا گیا۔

اسی مندرجہ بالا اصول کے تحت خاندانوں، قبیلوں اور قوموں کو حلقہ بگوش آنے کا موقع بخشا گیا۔

- نومسلموں کو اسلامی علاقے میں آکر رہنے کا حکم دیا گیا۔
- نوآبادکاری یا مفتوحہ علاقوں میں مسلمانوں کی بستیاں قائم کی گئیں۔
- تبادلہ آبادی کے اصول کو ہر جگہ مدنظر رکھا گیا۔

Marfat.com

آنحضرتؐ کے نائبین حکومت[1]

مدینہ کے عظیم المرتبت حکمران اور سربراہ تاجدار دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب دفاعی مہموں یا سرکاری دوروں پر تشریف لے جاتے تو مدینہ میں اپنا نائب ضرور مقرر فرماتے ——— آپ اندازہ کریں کوئی وقت آپ کی سربراہی میں ایسا نہ آیا جب آپ مدینہ سے باہر ہوں اور مدینہ میں کوئی نائب مقرر نہ کیا ہو، کیونکہ اصول حکمرانی اور رعیت پروری کا یہ ایک درخشندہ اصول ہے جس کو انوکھے حکمران نے نہایت اعلیٰ پیرائے میں نبھا کر سارے عالم کیلئے ایک مثال چھوڑ دی ہے۔ چنانچہ آپ کے دس سالہ دور حکمرانی میں آپؐ کے تمام نائبین حکومت کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

یہ پوری تفصیل تاریخ ابن اثیر جلد دوم اور تاریخ ابن کثیر جزو اوّل سے ماخوذ ہے۔

نائب سربراہ ریاست مدینہ	سعد بن عبادہ انصاری	جب ودان والابواء کی مہم پر تشریف لیگئے	سنہ ۲ھ
"	سعد بن معاذ انصاری	جب آپؐ بواط کی مہم	"
"	ابوسلمہ بن عبدالاسد	" عشیرہ	"
"	زید بن حارثہ	" معرکہ الفہری میں	"
"	عمرو بن ام کلثوم	" بدرالکبریٰ	"
"	ابولبابہ بن منذر انصاری	" بنی قینقاع	"
"	عمرو بن کلثوم	الکدرہ	"
"	"	نجران	سنہ ۳
"	"	احد	سنہ ۱۱
"	"	بنی النضیر	سنہ ۱۰
"	عبداللہ بن رواحہ	بدر ثانیہ	سنہ ۳
"	سباع بن عرفطہ انصاری	خیبر	سنہ ۷
"	ابورہم کلثوم بن حصین غفاری	فتح مکہ	سنہ ۸
"	سباع بن عرفطہ	تبوک	سنہ ۹

لہ تاریخ ابن اثیر ص۱۱۲ و تاریخ ابن کثیر ص۲۴ تا ص۱۰۶

آنحضرتؐ کے صوبائی گورنر اور افسران بالا

والیِ مدینہ نے اپنی سلطنت کے بکھرے ہوئے نظام کو سمیٹنے اور رعایا کی ضروریات کی فوری فراہمی کیلئے اپنے عہد میں تمام زیرنگیں علاقہ میں گورنر قائم فرمائے جن کا بہت ہی اجمالی نقشہ ملاحظہ ہو۔ تفصیل رہبر اعظمؐ میں آئے گی۔

صوبے	گورنر
مکہ	عتاب بن اسید انصاری
طائف	مالک بن عوف۔ عثمان بن ابی العاص
بحرین	العلاء بن الحضرمی
عمان	عمرو بن عاص
نجران	سفیان بن الحرب
صنعاء (یمن)	باذان مہاجر بن امیہ و ابان بن سعید بن العاص
السواحل	ابوموسیٰ اشعری
جند	معاذ بن جبل
وادی القریٰ	عمرو بن سعید بن العاص
تیماء	یزید بن ابی سفیان
یمامہ	ثمامہ بن اثال[1]

---

[1] صحیح البخاری باب ماکان یبعث لنا الامراء ــــ فتح الباری کتاب التمنی [illegible] ۲ ص ۳۰۵ مصری و تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۴۷

آنحضرتؐ کے وزراء

ریاست مدینہ کے سربراہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ قیادت میں امورِ مملکت میں انتہائی سرگرمی سے کام کرنے والوں میں سیدنا ابوبکر صدیق — اور سیدنا عمر فاروق کا نام تاریخ نے محفوظ کیا ہے۔

خود آنحضرتؐ نے بھی ایک موقعہ پر فرمایا۔

وزرائی من اھل الارض فابوبکرؓ و عمرؓ[1] ابوبکرؓ اور عمرؓ روئے زمین پر میرے وزراء ہیں۔

صدیقی وزارت : سیدنا ابوبکر صدیق کے ذمہ امور میں قیام امن عامہ، قانون شریعت اور صیغہ دفاع و جہاد کے امور تھے[2]

فاروقی وزارت : حضرت فاروق اعظمؓ صیغہ عدل و محاکم عدلیہ کے سربراہ تھے[3]

ابوعبیدہ کی وزارت : مشہور صحابی حضرت ابوعبیدہ بن الجراح صیغہ مالیات، عامہ اور بیت المال کے حکمران تھے — ان کی امانت و تقویٰ ہی کے متعلق آنحضرتؐ نے آپؓ کو امین امت کا لقب دیا تھا[4] علاوہ ازیں آپ وزارت قانون سے بھی متعلق تھے، ایک مرتبہ انہیں وزیر خارجہ کی حیثیت سے یمن کی خاص مہم پر روانہ کیا گیا۔

وزارت علیؓ : تحریرات و وثائق کی سربراہی آپ کے پاس تھی[5]

عثمانی وزارت : آپ محکمہ اطلاعات و اخبار و نشریات کے سربراہ تھے[6]

وزارت زید بن ثابت : امور عامہ کا محکمہ[7] اور غیر ملکی زبانوں میں دعوت نامے و پیغام کا کام آپ کے سپرد تھا۔

---

[1] اسد الغابہ ابن اثیر ج ۳ ص ۲۴۷ و طبری [2] طبری ج ۴ ص ۵ [3] تاریخ ابن اثیر ج ۲ ص ۱۶۱ [4] ایضاً [5] ایضاً [6] ایضاً [7] تاریخ طبری و اسد الغابہ ص ۲۴۷ ج ۲

دفتر مملکت و نبوّت کے کاتب (رجسٹرار)

حافظ ابن کثیر نے دفتر نبوت کے بارہ ممتاز کاتبوں کے نام درج کئے ہیں، جن میں حسب ذیل حضرات نمایاں ہیں :-

۱۔ حضرۃ عثمان ۵۔ معاویہ بن ابوسفیان

۲۔ حضرۃ علی ۶۔ علاء ابن الحضرمی

۳۔ حضرۃ زید بن ثابت ۷۔ حنظلہ الاسیدی

۴۔ ابی بن کعب

دفتر خارجہ کے غیر ملکی دستاویزوں اور معاہدوں کے مترجم

جب عہد نبوی میں غیر ملکی طاقتوں سے معاہدوں کا سلسلہ شروع ہوا تو اسی وقت آنحضرت ص نے کابینہ کے چند افراد کو ایشیا، یورپ اور افریقہ کی زبانیں سیکھنے کا حکم دیا۔ اور ان زبانوں پر عبور حاصل کرنے کے بعد بحیثیت ترجمان مقرر فرمایا ــــــ مثلاً زید بن ثابت کو آپ نے یہود کی زبان سیکھنے کا حکم دیا[1] یہ صیغہ تراجم کے افسر اعلیٰ تھے، ان کے ساتھ عبداللہ بن زبیر بھی غیر ملکی زبانیں جانتے تھے۔[2]

---

[1] قال الترمذی حسن صحیح ابوداؤد، البخاری فی الاحکام حضرۃ زید نے فارسی، یونانی، حبشی اور قبطی زبانوں پر عبور حاصل کیا، از نظام الحکومۃ النبویہ ص۱۲۳ ج ۱

[2] مستدرک حاکم ج ۳ ص۵۴۹

Marfat.com

آنحضرتؐ کے سیاسی معاہدے

• معاہدہ خاتمہ ظلم —— یہ آنحضرتؐ کا وہ پہلا تاریخی معاہدہ ہے جس کو میثاق فضول بھی کہا گیا ہے
اس کا اہم نکتہ یہ تھا کہ مظلوم کی اعانت کی جائے گی اور ہر ظالم کا مقابلہ ہوگا۔[1]

• معاہدہ عقبہ اوّل —— بعثت نبویؐ کے ۱۱ سال بعد مدینہ کے ۱۲ آدمیوں سے اطاعت اسلام پر ہوا

• معاہدہ عقبہ ثانی —— " " ۱۲ " " ۷۳ " "

• معاہدہ جہینیہ —— مدینہ کے قبیلہ جہینیہ سے معاہدہ ہوا کہ یہ ہر قسم کی لڑائی میں غیر جانبدار رہیگا

• معاہدہ بنی ضمرہ —— مدینہ سے کچھ دور بنو ضمرہ آباد ہیں، جب آنحضرتؐ نے ان کی طرف مہم روانہ کی
تو ان کے سردار مخشیؓ بن عمرو ضمری سے قیام امن پر یہ معاہدہ ہوا۔

• معاہدہ صلح حدیبیہ —— اس کا متن غزوات میں ہو چکا —— یہ معاہدہ اسلامی سیاست کا شاہکار ہے
جسے قرآن عظیم نے فتح قرار دیا۔

• معاہدہ دفاع —— مدینہ اور اس کے اطراف و جوانب کے قریباً ۱۲ قبائل سے دفاعی معاہدہ کیا گیا۔
اس معاہدہ کی اہم دفعہ یہ تھی کہ مدینہ کی خارجہ پالیسی آنحضرتؐ طے کیا کریں گے۔

• معاہدہ خروج —— یہود بنو نضیر کی خلاف ورزی پر قتل کی بجائے مدینہ سے امان کے اندر نکل جانے
کا معاہدہ ہوا۔

• معاہدہ اطاعت —— یہ معاہدہ ایلہ کے قریب ایک جگہ مقنا کے باشندوں سے کیا گیا جنہوں نے
بغیر کسی جنگ کے اطاعت کی پیش کش کی تھی —— متن ملاحظہ ہو۔

• مقنا والے ہتھیار، غلام، جانور اور جنگی لباس اسلامی مملکت کے
سپرد کر دیں گے۔

---

[1] یہ معاہدہ قبل از نبوت مکہ میں ہوا اور عہد معاویہ تک اس کا اثر رہا۔ نظام حکومت ص ۴۸۸

Marfat.com

- جزیہ معاف ہوگا مگر کھجوروں، مچھلیوں کی کمائی، کشتیوں کی آمدنی اور عورتوں کے کاتے ہوئے سوت کا چوتھائی حصہ اسلامی مملکت کے سپرد کیا جائے گا۔
- ان کا حاکم ان میں سے ہوگا یا اسلامی مملکت کا فرستادہ[1]۔
- دیگر ذمیوں سے یہ لوگ زیادہ محترم سمجھے جائیں گے۔
- قصاص اسلامی شریعت کے مطابق ہوگا۔
- وہ مسجد میں داخل ہو سکیں گے۔
- اپنے جنازے شہر کی سڑکوں تک لے جا سکیں گے۔

...ہ جلاوطنی —— فتح خیبر کے بعد قتل کے خوف سے بعض یہود (قبیلہ وسیح اور سلالم) نے جلاوطنی ہونے اور تمام سامان یہیں چھوڑ جانے کے معاہدے کی پیش کش کی جسے قبول کر لیا گیا۔

...ہ ادائیگی نصف پیداوار —— اسی غزوہ خیبر میں بنی حارثہ اور محیصہ بن مسعود نے جان بخشی کیلئے ہر فصل کی نصف پیداوار اسلامی مملکت کے حوالے کرنے کی درخواست دی جسے اتفاق رائے سے منظور کر لیا گیا، نیز بنو حارثہ کی یہ شرط بھی قبول کر لی گئی کہ جب تک وہ چاہیں جلاوطنی پر عمل کر سکتے ہیں۔

...ہ اطاعت —— سر تسلیم خم کر لیا وادی القریٰ والوں نے —— اور کسی قسم کی لڑائی نہ کی ——

...ہ امن و سلامتی —— آنحضرتؐ نے فتح مکہ میں ابوسفیان کے ایمان لانے کے بعد تمام اہل مکہ کو امن دینے کا عہد لیا۔

...ہ صلح —— رجب ۹ھ کو تبوک میں یہ معاہدہ صلح عمل میں آیا۔ جب آنحضرتؐ فوج لیکر تبوک پہنچ گئے تو یحنہ بن رؤبہ فرمانروائے ایلہ خود حاضر ہوا اس نے صلح پر آمادگی ظاہر کی، اس کے معاہدہ کی اہم دفعات یہ ہیں۔

(۱) ایلہ کے شہری ان کا بحری بیڑہ ان کے سیاح اور مسافر بحری جہاز بھی اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے امن میں ہیں۔ (۲) ان لوگوں کو بحری اور بری راہوں سے گزرنے کا حق ہوگا اور ہر چشمہ پر خیمہ زن ہو سکیں گے۔

---

[1] ...ایک روایت کے مطابق اہل بیت رسول اللہ سے کوئی حکمران چنا جائے گا۔ فتوح البلدان - بلاذری ص

سربراہ مدینہ کے یہاں غیر ملکی سفراء کی آمد

دوسری طاقتوں اور حکومتوں نے معاشی، اقتصادی، سیاسی یا امن و سلامتی کے امور پر غور و خوض کیلئے جو سفراء آنحضرتؐ کے دربار میں روانہ کئے، ان کا اجمالی ذکر ملاحظہ ہو :—

	صدر سفارت	کیفیت
(۱) سفارت بنی خزاعہ	بدیل بن ورقاء	آنحضرتؐ نے سفارت کو یقین دلایا کہ سفر مکہ کا مقصد جنگ نہیں ہے۔
(۲) سفارت قریش (اولیٰ)	مکرز بن حفص عامری	حدیبیہ کے صلح میں مختلف امور پر گفتگو
(۳) سفارت قریش (ثانی)	ابن علقمہ	یہ قبائل کی اتحادی فوجوں کا کمانڈر تھا اور عرب کے سیاسی معاملات پر بات چیت کیلئے حاضر ہوا تھا
(۴) سفارت قریش (ثالث)	عروہ بن مسعود	ماہر سیاست عروہ نے واپس جا کر قریش کو یہ رپورٹ دی : میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کی حکومتیں بھی دیکھی ہیں مگر محمدؐ کی سلطنت کی مثال میں نے کہیں نہیں دیکھی، اب تم جو چاہو مناسب سمجھ کر اقدام کرو۔
(۵) سفارت بنی ثقیف	ارکان چھ افراد صدر وفد عبد یالیل	ملکی سیاست پر گفتگو کیلئے سفیر آئے۔
(۶) سفارت بنی تمیم	عطارد بن حاجب	
(۷) سفارت بنی عامر	عامر بن طفیل	
(۸) سفارت بن سعد	ضمام بن ثعلبہ	

ان کے علاوہ قریباً ۵۰ سفارتیں دربار رسالت میں پہنچیں جن میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو اسلام کے سایہ عاطفت تلے جمع ہونے آئے تھے۔

معاہدہ ثقیف : سنہ ۹ھ میں یہ معاہدہ ہوا۔ ثقیف کا یہ قبیلہ آنحضرتؐ کے اسلامی سفیر عروہ بن مسعودؓ کو قتل کر چکا تھا۔ ان کو جب انتقام کا خطرہ ہوا تو بغیر کسی لڑائی کے آمادہ صلح ہوئے اور اپنا سفیر عبد یالیل آنحضرتؐ کی خدمت میں روانہ کیا۔— اہم دفعات یہ ہیں :
(۱) یہ تحریری وثیقہ محمد رسول اللہ کی ذمہ داری پر لکھا گیا ہے۔ (۲) مسلمان ثقیف کے علاقہ میں گھاس کا تنکا نہ توڑیں، نہ یہاں کے جانوروں کا شکار کریں گے۔ (۳) خلاف ورزی کرنے والا مستوجب سزا ہوگا۔

Marfat.com

سنہ ۹ھ وفود — سفارتیں سنہ ۱۰ھ

مکہ فتح ہوا تو قریش کے بوڑھوں نے بھی اسلام قبول کر لیا عرب اسی وقت جان گئے کہ اسلام صادق مذہب کی حیثیت سے پوری دنیا میں پھیل کر رہے گا ہر مخالف قوت گھٹنے ٹیک دے گی، ہر دشمن جھک جائے گا ہر جابر زیر ہوگا ہر باطل سرنگوں ہوگا، شریعت محمدیہ کا پھریرا چار دانگ عالم میں لہرا جائے گا اسی خاطر اطراف واکناف کے ممالک اور ریاستوں سے سفارتیں آنے لگیں، ہر قبیلہ کے وکلاء وفود کی شکل میں در بار رسالت پر حاضری دینے لگے ——— وہ اسلامی تعلیم کا سبق سیکھ کر فوج در فوج اسلام میں داخل ہوتے[1]۔

ساری قوم کو وحدت کے پرچم تلے جمع کرنے کا عہد کرتے، اس طرح ہر نو مسلم مبلغ بنتا گیا، پیکر توحید ہوتا گیا، آخر فاران کی چوٹیوں سے طلوع ہونے والے تابدار سورج کی کرنیں، عالم کے کونے کونے تک پہنچ گئیں۔

ویسے تو وفود کی ابتدا ۸ھ سے شروع ہو گئی تھیں لیکن کثیر تسلسل ۹ھ اور ۱۰ھ کے مابین رہا، ابن سعد، دمیاطی، علامہ مغلطائی اور عراقی نے وفود کی تعداد ساٹھ سے کچھ زیادہ بیان کی ہے مگر علامہ قسطلانی نے "مواھب" میں چونتیس وفود کا ذکر کیا ہے[2]

وفد ہوازن

فتح مکہ کے بعد پہلا قبیلہ ھوازن اس وقت حاضر خدمت ہوا جب آپ

---

[1] اذا جاء نصر اللہ میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے [2] زرقانی ص ۳ ج ۴

Marfat.com

جعرانہ میں ٹھہرے ہوئے تھے یہ لوگ غزوہ حنین میں اپنے مال اور قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کر رہے تھے ——— آپؐ نے فرمایا تمہارا مال مسلمانوں میں تقسیم ہو چکا ہے! اب مال لے لو یا قیدی چھڑا لو، وفد نے قیدیوں کی آزادی کو اختیار کیا رحمت کائنات نے فرمایا جو میں نے سارے مال کا اپنا اور خاندان بنی عبدالمطلب کا تمام حصہ آپکو واپس دیتا ہوں آخر دوسرے صحابہ اس سنت کو بھی ترک نہ کرنے والے تھے آنحضرتؐ کے اعلان کے بعد سب نے اپنا اپنا حصہ لوٹا دیا ———

وفد ہزاروں کی مالیت کا سامان اور ۶ ہزار قیدی لیکر واپس ہوا[1]

وفد ثقیف

ہوازن کی آمد کے کچھ عرصہ بعد ماہ رمضان المبارک ۹ھ کو ثقیف کا وفد مشرف اسلام ہونے کیلئے حاضر خدمت ہوا یہ ہی وفد ہے جس نے محاصرہ طائف میں آنحضرتؐ اور ان کے اصحاب پر قیامت بپا کر دی تھی اور شکستہ دل مدینہ پہنچنے پر آپؐ نے فرمایا تھا "اے اللہ قبیلہ ثقیف کو ہدایت دے اور مسلمان کر کے میرے پاس بھیج"[2]

اس وفد کا سردار وہی عبدیالیل تھا جس کے تشدد کا ذکر تبلیغی پہلو میں گزر چکا ہے ——— ان کی آمد پر آپؐ کی خوشی کی انتہا نہ تھی ان کی مہمان نوازی کا انتظام خالد بن سعید کے ذمہ تھا۔ ان کی قیام گاہ کیلئے خود آپؐ نے مسجد نبوی میں خیمہ نصب کرایا ان لوگوں نے شرط لگائی کہ نماز معاف کر دی جائے، لات کو توڑا نہ جائے، ہمارے دوسرے بت ہمارے ہی ہاتھوں سے توڑوائے جائیں آپؐ اول دو شرطوں سے قطعاً انکار کر دیا آخر سب نے پہلی دعوت میں اسلام قبول کر لیا۔ خالد ان کا ایک وفد لیکر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ———

---

[1] عیون الاثر بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ ج۱ ص۱۴۶ [2] ترمذی

Marfat.com

وفد بنی عامر بن صعصعہ

تبوک کی واپسی کے بعد بنی عامر بن صعصعہ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے، آنحضرتؐ کی نسبت ان کی نیت درست نہ تھی عامر نے اربد سے کہا میں جب آپؐ کو باتوں میں لگا لوں گا تم جھٹ سے شمع رسالت کو گل کر دینا، اس طرح یہ روز کا جھگڑا آج ہی ختم ہو جائے گا اربد نے سلسلہ کلام شروع رکھا آخر آپؐ مجلس سے اٹھ کھڑے ہوتے، "میں دیر تک تیری تلوار کی ضرب کاری کا انتظار کرتا رہا لیکن تجھے کیا ہو گیا تھا، اربد نے تلملا کر کہا،

میرے سامنے غیب سے ایک آہنی دیوار حائل ہو گئی تھی، ایک اونٹنی مجھ پر حملہ کر رہی تھی عامر نے کہا،

القصہ یہ دونوں واپس ہوتے وطن پہنچنے سے قبل ہی ذلت کی موت مرے[1] ان کے دوسرے ساتھیوں نے اسلام قبول کر لیا

وفد عبدالقیس

بنی عامر کے بعد وفد عبدالقیس حاضر ہوا اس قبیلہ کا وفد دو مرتبہ آپکی خدمت میں حاضر ہوا عبدالقیس بحرین کا باشندہ تھا صحیح بخاری میں ہے کہ جب یہ وفد مدینہ پہنچا تو دیدار نبویؐ کے شرف نے انہیں دیوانہ کیا ہوا تھا، یہ لوگ جھومتے جھامتے آپکی خدمت میں حاضر ہوتے، آپؐ کی دست بوسی کی

---

[1] زرقانی صہ ۹ - ج ۴ ۔ [2] فتح الباری سہ ۸ ج ۸ باب وفد عبدالقیس

وفد ہمدان ۸ھ میں آپؐ نے تبلیغ اسلام کیلئے خالد بن ولیدؓ کو یمن کے شہر ہمدان کیجانب روانہ فرمایا۔ آپ نے چھ ماہ وہاں تبلیغ اسلام کی مگر کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ پھر آنحضرتؐ نے اسی جانب حضرت علیؓ کو روانہ کیا شیر خدا کی برکت سے ایک ہی دن میں تمام لوگ مسلمان ہوگئے۔ آنحضرتؐ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے سجدہ شکر ادا کیا جوش مسرت میں کئی دفعہ حضرت علیؓ پر سلام بھیجے؛ طائف سے واپسی کے ایک سال بعد تبوک سے فراغت کے بعد ہمدان سے ۱۲۰ مسلمانوں کا وفد آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آنحضرتؐ نے مالک بن النمط کو وہاں کے مسلمانوں پر امیر مقرر کیا[۲]

وفد مزینہ ۵ھ میں قبیلہ مزینہ کے ۴۰۰ آدمی آپکی خدمت میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوتے آنحضرتؐ نے رخصت کے وقت ان کی درخواست پر زاد راہ بھی عنایت کیا حافظ عراقی کے نزدیک آنحضرتؐ کی خدمت میں یہ سب سے پہلا وفد تھا[۳]

وفد دوس ۷ھ میں قبیلہ دوس کے ۷۰ یا ۸۰ آدمی فتح خیبر کے بعد حاضر خدمت ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوتے،

وفد نصارائے نجران ۹ ہجری میں یمن کے شہر نجران سے ۷ قصبوں کے ۶۰ نمائندے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے — شرح مواہب ص۴۱ ج ۴

---

[۱] رواہ البیہقی عن البراء بن عازب باسناد صحیح [۲] زرقانی ص۲۲ ج ۴ / [۳] رواہ احمد طبرانی خصائص کبری ص۲۴ ج۲

[۴] زرقانی ص۳۷ ج ۴

Marfat.com

امیر قافلہ عبدالمسیح عاقب تھا اس وفد میں عیسائیوں کے بڑے بڑے عالم بھی تھے۔

انھوں نے آنحضرتؐ سے طویل سوال وجواب کا سلسلہ کیا آخری بات باہمی مباہلہ پر ٹھہری، آنحضرتؐ حسنؓ وحسینؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو لیکر باہر تشریف لائے نصارائے نجران پہلی کلام میں مرعوب ہو گئے ان کے اصرار پر آنحضرتؐ نے مہلت دیدی نجی اجلاس میں عاقب نے کہا، خدا کی قسم یہ شخص نبی مرسل ہے تم نے اگر ان سے مباہلہ کیا تو ہلاک وبرباد ہو جاؤ گے خدا کی قسم ہم نے ان کی نبوت اور پیغمبری کو پہچان لیا، حضرت عیسٰی کی نسبت ان کے جوابات قول وفعل کا درجہ رکھتے ہیں باالآخر انھوں نے مباھلہ سے گریز کیا اور سالانہ جزیہ دینا منظور کر لیا، آپؐ نے فرمایا اگر یہ لوگ مباھلہ کرتے تو بندر اور سور بنا دیئے جاتے تمام وادی آگ بن کر ان پر برستی حتّٰی کہ درختوں پر کوئی پرندہ بھی باقی نہ رہتا[۱] انھوں نے آنحضرتؐ سے ۷ شرطوں کا عہد کر کے جانے کی اجازت چاہی، ان کے پہنچنے پر ابو حارثہ نے ان کو ملامت کرتے ہوئے کہا خدا کی قسم یہ وہی نبی ہے جس کا ذکر توراۃ وانجیل میں ہے سب نے تائید کی ابو حارثہ کہنے لگا پھر تم اس نبی پر ایمان کیوں نہیں لاتے سب نے کہا بادشاہ وقت ہمارے وظائف بند کر دے گا، ادھر کرز بن علقمہ کو غیرت آئی جھٹ سے مدینہ روانہ ہوا اور مشرف بہ اسلام ہوا چند روز بعد عبدالمسیح عاقب اور دوسرے سرداروں نے بھی اسلام قبول کر لیا[۲]

وفد طارق سنہ ۹ھ

طارق بن عبداللہ محاری کا قول ہے ایک روز میں بازار ذوالمجاز میں تھا ایک شخص سامنے سے یہ کہتا ہوا آیا "ایھا الناس قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا" اے لوگو لا الٰہ الا اللہ کہو فلاح پا جاؤ گے

---

[۱] درمنثور شرح مواہب جلد ۴ ص ۴۲ [۲] ص ۴۲ از اصابہ ص ۲۹۲ ج ۳ ترجمہ کرز بن علقمہ نجرانی

ایک دوسرا شخص اس کے پیچھے پیچھے اس کے پتھر مارتا جاتا اور کہتا جاتا۔ اے لوگو یہ جھوٹا ہے اس کی تصدیق نہ کرنا، طارق کہتے ہیں۔

میری دریافت پر معلوم ہوا یہ بنی ہاشم کا ایک شخص محمدؐ ہے جو خود کو رسول اللہ کہتا ہے اور پتھر مارنے والا اس کا چچا ابولہب ہے۔ ایک عرصہ تک یوں ہی محرومی رہی اس کے بعد یہ لوگ وفد کی صورت آنحضرت کی خدمت میں پہنچے۔

آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچنے والا اٹھارواں وفد تجیب قبیلہ کندہ کی شاخ کا وفد تھا اس وفد کے تیرہ آدمی تھے جو صدقات کا مال لیکر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے آپ نے یہ مال غرباء میں تقسیم کرنے کا حکم دیا آنحضرتؐ نے بلالؓ کو ان کی مہمانی کا حکم دیا، یہ لوگ آنحضرتؐ کی الفت و محبت میں بہت زیادہ مستغرق ہو چکے تھے رخصت کے وقت ان کی عجیب حالت تھی آپ نے ان کیلئے ہدایت اور مغفرت کی دعا فرمائی[1]

وفد ھُذَیم

وفد تجیب کے قبیلہ ھُذَیم کا وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے آپؐ کے ہاتھ بیعت کی آپؐ نے چند ہدایات اور نصائح فرمائیں رخصت کے وقت ایک نوجوان کو امیر مقرر کر دیا، یہ لوگ واپس وطن پہنچے تو ایمان کی نورانی تعلیمات کا ایسا اثر ہوا کہ پورا قبیلہ مسلمان ہوا[2]

وفد بنی فزارہ

غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد بنی فزارہ کے ۱۴ افراد بارگاہ نبوتؐ میں حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے، آنحضرتؐ نے ان کے علاقے کے قحط کی سختی سے نجات کی دعا فرمائی[3] باران رحمت نزول ہوا اور بنجر زمین سبزہ زار ہو گئیں

۱؎ عیون الاثر ص۲۴۶ ج۲ ۲؎ زاد المعاد ص۴۶ ج۳ / ۳؎ ایضاً ص۴۳ ج۳

وفد بنی رسد
۹ھ میں قبیلہ رسد کے ۱۰ آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ اس وقت مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، انھوں نے اولاً آپ کو سلام کیا بعد ازاں ان میں ایک شخص نے کہا، یا رسول اللہ ہم اللہ کے ایک ہونے اور آپ کے نبی برحق ہونے کی گواہی دیتے ہیں اور ہم بغیر آپ کے بلائے آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی "یمنون علیک ان اسلموا قل لاتمنوا الخ" آخر وہ لوگ چند مسائل کی تعلیم کے بعد واپس روانہ ہوئے۔[۱]

وفد براء
وفد بنی رسد کے بعد یمن سے قبیلہ براء کے تیرہ آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، یہ مہمان مقداد بن اسود کے مکان پر ٹھہرائے گئے یہ لوگ کچھ روز مدینہ میں ٹھہرے، مسائل و احکام سیکھنے کے بعد جب وطن واپس رخصت ہونے لگے تو آنحضرت نے زادراہ عنایت فرمایا۔[۲]

وفد عذرہ
ماہ صفر ۹ھ میں ملک یمن کے قبیلہ عذرہ کے، بارہ افراد حاضر خدمت ہوئے اسلام پر ایمان وایقان کے بعد انھوں نے فرائض اسلام دریافت کئے تجارت وغیرہ میں اسلام کی تعلیمات معلوم کیں، جاتے وقت آپ نے انہیں چند ہدایات و تحائف عنایت فرمائے۔[۳]

وفد بلی
ماہ ربیع الاول میں وفد بلی آنحضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر مشرف بہ اسلام ہوئے اس وفد کا سردار ابو الغبیب تھا۔[۴]

---

[۱] عیون الاثر ص۲۵۰ ج۲ [۲] شرح مواہب ص۱۰۹ ج۴ [۳] زاد المعاد ص۹۰ ج۳ [۴] عیون الاثر ص۲۵۰ ج۲

وفد ازد

اسی طرح اسلام کی ترقی کا ستارہ طلوع ہوتا ہے انہی دنوں قبیلہ ازد کے پندرہ آدمیوں کا وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر غلاموں میں شامل ہوا اس وفد میں حرد بن عبداللہ ازدی بھی تھے آپؐ نے حرد کو ان پر امیر مقرر کر کے انہیں مشرکین کے خلاف جہاد کا حکم دیا حرد نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ شہر جرش پر حملہ کیا مشرکین بری طرح ناکام ہوتے جرش پر توحید کا پرچم لہرایا گیا۔

وفد جرش

فتح کے بعد قوم جرش کا ایک فرد بھی حاضر خدمت ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوا[1]۔

وفد بنی الحارث

ربیع الآخر سنہ ۱۰ھ میں آنحضرتؐ نے خالد بن ولید کو بنی حارث کی طرف سے بھیجا تاکہ ان کو دعوت اسلام دیں ان کی تعدی کی صورت میں ان پر فوج کشی کریں وہ لوگ دیر سے ایک نبی کے منتظر تھے فوراً اسلام لے آئے خالد نے اطراف و جوانب میں تبلیغی وفد روانہ کئے، ہر جگہ کے بے تاب اور منتظر لوگوں نے پہلی دعوت میں اسلام قبول کر لیا۔ خالد ان کا ایک وفد لیکر آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرتؐ نے دریافت کیا تم لوگوں کو کس غرض سے آنا ہوا سب نے یک زبان ہو کر کہا ہم بنو الحرث ہیں ہم آپکے سامنے گواہی دینے کیلئے حاضر ہوئے ہیں آپؐ اللہ کے سچے رسول ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں آپؐ نے قیس بن حصین کو ان پر امیر مقرر کیا اس وفد کی واپسی کے ۹، ماہ بعد آپؐ کا انتقال ہوا۔ زرقانی ج ۴ ص ۳۳/

---

[1] عیون الاثر ج ۲ ص ۲۳۶ زرقانی ص ۳۲ ج ۴/

آنحضرتؐ نے ان کی تعریف کی، یہ پہلی مرتبہ آمد کا بیان ہے، دوسری مرتبہ شہ یا شہ کو حاضر خدمت ہوئے

وفد بنی حنیفہ

انہی ایام میں بنی حنیفہ کا وفد آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اسی وفد میں نبوت کا دوسرا جھوٹا مدعی مسیلمہ کذاب بھی شامل تھا۔ مسیلمہ (۱) نیت کا پہاڑ تھا، اسی باعث آنحضرتؐ کے سامنے نہ آیا، چنانچہ معیار اخلاق کے عالی مرتبے پر فائز ہونے والا خود مسیلمہ کے پاس گیا، ثابت بن قیس بن شماس آپ کے ہمراہ تھے مسیلمہ نے کلام کا آغاز اس بات سے کیا، اگر آپ مجھ کو اپنی خلافت عطا فرمائیں اور اپنا قائم مقام بنائیں تو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں مسیلمہ کی اس گفتگو نے سچے نبی کا دل نفرت سے بھر دیا آپکے ہاتھ میں چھڑی تھی، فرمایا نبوت یا خلافت تو بڑی بات ہے اگر تو اس چھڑی کا مطالبہ کرے تجھے یہ بھی نہ دی جائے گی، اور یہ ثابت بن قیس تیری کلام کا جواب دیں گے یہ کہکر آپؐ واپس وفد طے کی ولوں میں تشریف لے آئے ــــــ اسی سن میں قبیلہ طے کا سردار اسد الخیل حاضر خدمت ہوا یہ سب مشرف بہ اسلام ہوئے پندرہ آدمیوں کا وفد اشعرین شہ میں یمن کے معزز قبیلہ کے سینکڑوں افراد آپؐ کی خدمت میں پہنچ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے مشہور صحابی ابو موسیٰ اشعری اور معروف تابعی ابوالحسن اشعری اسی قبیلہ سے تھے۔

وفد کندہ

شہ میں یمن کے ایک قبیلہ کندہ کے ۸۰ سوار آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تمام دولت اسلام سے مالا مال ہوئے

ملہ فتح الباری صفحہ ج ۸ ، باب وفد عبد القیس ملہ سیرۃ مصطفیٰ کے مطابق پہلا مدعی اسود عنسی تھا آنحضرتؐ کے زمانہ میں مرتد ہوا فیروز دیلمی نے قتل کیا از سیرۃ مصطفیٰ ۳ ج حاشیہ

وفد بنی مرّہ تبوک کے بعد ۹ھ میں بنی مرّہ کے تیرہ آدمی آپؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آنحضرتؐ نے ان کی قحط سالی کے خاتمہ کی دعا فرمائی جو قبول ہو گئی چلتے وقت آنحضرت نے دس دس اوقیہ چاندی انکو عنایت فرمائی۔

وفد فولان شعبان ۱۰ھ میں یمن کے قبیلہ فولان کے آدمیوں نے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا اسلام ظاہر کیا آنحضرتؐ نے ان کو دین کے فرائض سکھلائے آپؐ نے فرمایا کتاب اللہ اور میری سنت پر مضبوطی سے قائم رہو... مسلمان کیلئے اس سے بہتر ہدایت کی کوئی راہ نہیں۔

Marfat.com

ذات حق نما کا عکس — پہلی کتابوں میں

توراۃ :- خدا سینا سے آیا، سعیر سے طلوع ہوا، اور فاران کے پہاڑ نکلا ،،

انجیل :- میں تمہیں ——— دیتا ہوں لیکن وہ جو میرے بعد آتا ہے ——— قوی تر ہے ،،

زبور :- تو حسن میں آدم سے کہیں زیادہ ہے، تو ابد تک مبارک ہے، امانت علم ——— اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال سے سوار ہو ——— بادشاہوں کے ——— دلوں میں تیرے تیر تیزی کرتے ہیں لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہیں ،،

نوید مسیح :- میری تعلیم ناقص ہے مگر وہ ہستی جو نقصان سے خالی ہے وہ کامل تعلیم لائے گا ——— اور لوگوں کو نئی باتوں کی خبر دے گا ——— میں خدا کا رسول ہوں اور ایک ——— ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام احمدؐ ہے ،،

دعائے خلیل :- اے اللہ میری اولاد سے نبی آخر الزمان بھیج ———

صحیفہ ابراہیمی :- اے ابراہیمؑ میں نے تیری دعا سن لی، تیرے بیٹے اسمٰعیل سے ایک معزز ——— ومکرم نبی بھیجوں گا جس کا نام اور اسکی امت سب امتوں سے بلند ہوگی ،، ———

صحیفہ حبقوق :- اللہ مکہ سے محمدؐ کو پیدا کرے گا جس کی تعریف سے زمین بھر جائے گی"

صحیفہ سلیمان :- میرا محبوب سرخ وسفید ہے وہ دس ہزار میں ممتاز ہے اس کا سر خالص ——— سونا ہے اس کی زلفیں پیچ در پیچ اور سیاہ ہیں اس کے رخسار پھولوں کے چمن ——— اور گلستان کی کیاریوں کی مانند ہیں اس کے لب سوسن ہیں ———

——— (غزل الغزلات باب ۵ درس ۱۰ تا ۱۲)

Marfat.com

الیسعؑ یا یسعیاہ نبی :۔ میں نے اپنی روح اس پر ڈال، وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا • وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا۔

اسعیاہ نبیؑ :۔ میں نے ایک جوڑی سواروں کی دیکھی، ایک سوار گدھے کا ایک اونٹ ـــــــ کا اور خوب متوجہ ہوا ـــــــ داول سے مراد عیسیٰؑ اور ثانی سے مراد محمدؐ ہیں۔

ملاکی نبیؑ :۔ جس محمدؐ کے تم منتظر ہو وہ آئے گا۔

Marfat.com

اللہ کا نبیؐ اللہ کی زبان میں

قرآن میں ۲۹ جگہ اپنے پیغامبر کے صفاتی نام ذکر کئے ۲۴۰ جگہ بشیر و نذیر اور ۱۸۲ جگہ نبی اور رسول، شہید اور عبد آپؐ کو فرمایا گیا۔

- قرآن اعتراف کرتا ہے:

انک لعلی خلق عظیم	بیشک اے محبوب! آپ اخلاق کے اعلےٰ پیمانہ پر ہیں۔

- دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا ہے:

ما انت بکاھن ولا مجنون	نہ تو آپؐ کاہن اور نہ ہی مجنون ہیں۔
انک لعلی ھدیً مستقیم	بیشک آپؐ ہدایت کے سیدھے راستے پر ہیں۔
وما ارسلنک الا رحمۃ للعٰلمین	آپؐ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔
انا ارسلنک بالحق بشیرا و نذیرا	آپ کو (جنت کی) خوشخبری دینے والا — اور (دوزخ سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔
لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسول	خدا نے مومنوں پر ایک عظیم الشان رسول بھیج کر بہت بڑا احسان فرمایا۔

Marfat.com

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہم الہدیٰ الخ	ہدایت کے بعد جو رسول سے ہٹ گیا، وہ دوزخ میں گرے گا۔
قل یاایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا	اے نبی کہہ دو کہ میں ساری خدائی کا رسول ہوں
وما ارسلنک الا کافۃ للناس	اے نبی، آپ کو ساری کائنات کی کامرانی کے لئے بھیجا گیا ہے۔
اطیعوا الرسول لعلکم ترحمون	اپنے رسول کی اطاعت کرو تاکہ تم رحم کے مستحق بنو۔
محمد رسول اللہ۔	محمدؐ تو اللہ کے سچے رسول ہیں۔
ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین	لیکن اللہ کا یہ حبیب تو آخری نبی ہے۔
واعلموا ان فیکم رسول اللہ لو یطیعکم الخ	جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول آچکا ہے تاکہ تم اس کی اطاعت کرو۔
ما ضل صاحبکم وما غویٰ	(عقل کے اندھو) آپ کا صاحب نہ گمراہ ہے نہ راستے سے بھٹکا ہوا۔
انا ارسلنک شاھداً ومبشراً ونذیراً	بلاشبہ ہم نے تجھے گواہ، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔
وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً	اور اللہ کی طرف بلانے والا روشنی کا مینار بنایا گیا ہے۔
ومن یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم	جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اس کے لئے جہنم آراستہ ہے۔
من حاد اللہ ورسولہ الخ	جو اللہ اور اس کے رسول کے حدود توڑے وہ بھی دوزخ کا مستحق ہے۔

• ومن يطع اللّٰه والرسول فاولئک مع الذين انعم الخ

جس نے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ انعام پانے والوں سے ہو گیا۔

• ومن يطع الرسول فقد اطاع اللّٰه

جو رسول کی فرمانبرداری کر گیا، اس نے خدا کی فرمانبرداری کی۔

• يايها الناس قد جاءكم رسول

اے لوگو تم میں ایک عظیم الشان رسول آچکا ہے

• يايها الرسول بلغ ما انزل اليک

اے رسول جو تم تک پہنچے اسے آگے پہنچا دو

يايها الرسول لا يحزنک الذين يسارعون في الكفر

اے رسول جو کفر کی گرد کو دبائے تو اس کا غم نہ کر

• ما ودعک ربک وما قلیٰ

تیرے رب نے تجھے چھوڑا ہے، نہ تو اکیلا رہ گیا۔

وما اتكم الرسول فخذوه وما نهكم عنه فانتهوا

تمہارا رسول تم کو جو دے وہ لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔

• حريص عليكم بالمومنين رءوف رحيم

ایسا رسول، جو ہدایت کا حریص ہے، مہربان ہے رحم والا ہے۔

• ما على الرسول الا البلاغ

رسول پر صرف پہنچانا ہے۔

• لعلک باخع نفسک

شاید تو ان کی ہدایت کی کوشش میں خود ہلاکت میں ڈال رہا ہے۔

• الم نشرح لک صدرک

کیا ہم نے اے محبوب تیرا سینہ کھول نہیں دیا

• لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا

(اے لوگو) اپنے رسول کو ایسے نہ پکارو جیسا تمہارا بعض بعض کو پکارتا ہے۔

• لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي

(اے لوگو) اپنی آواز کو نبی کی آواز سے اونچا نہ کرو مبادا تمہارے عمل ضائع ہو جائیں۔

Marfat.com

یاایہا النبی حرض المومنین علی القتال	اے نبی مومنوں کو جہاد پر اکساؤ۔
یاایہا الذین لاتدخلوا بیوت النبی۔ الخ	اے ایمان والو، اجازت کے بغیر نبی کے گھر میں داخل نہ ہوؤ۔
ذالک من انباء الغیب نوحیہا الیک	یہ غیب کی خبریں ہیں جو تجھے ہی بتا رہے ہیں
قد جاءکم من اللہ نور	اے لوگو، تمہاری طرف ایک نور، ہدایت کا نور آیا ہے۔
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی	اے رسول کہدو اگر تم خدا کی محبت چاہتے ہو، پہلے پہل میرے ساتھ تعلق جوڑو۔
ان یرید وان یخدعوک فان حسبک اللہ	اگر انہوں نے تجھے دھوکہ دینے کا ارادہ کیا ہے تو تیرے لئے خدا کافی ہے۔

تکرار کے باعث تمام آیات نقل نہیں کی جاسکتیں اور ان میں ہر آیت جامع اسلوب کے ساتھ وضع کی گئی کہ دفتر کے دفتر ان آیات کی تفسیر میں مرتب ہو سکتے ہیں، شان والے نبی کی کیا ہی عجیب شان ہے کہ بھیجنے والا خود رطب اللسان ہے، ثنا خواں ہے اور اپنے پیغامبر کی عظمت و صداقت پر شاہد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارا محسن غیر مسلموں کی زبان میں

انگلستان کیمبرج یونیورسٹی کا معلّم پروفیسر طامس لکھتا ہے
"محمدؐ زندگی کا جگمگاتا ہوا نور تھا جسے قدرت نے دنیا کی روشنی کیلئے فروزاں کیا تھا، چنانچہ موجودات کا عظیم راز اس ماہتاب کی آنکھوں کے سامنے چمک اٹھا"

کار لائل کی تحقیقی نگارش ملاحظہ ہو "جب آفتاب ہدایت محمد صلی اللہ کو بنایا گیا تو آسمان وزمین کا کوئی کوکب ایسا نہ تھا جو اس سے روشنی حاصل نہ کرتا ہو"

آرتھر رطب اللسان ہے "محمد صاحب گہرے سے گہرے معنوں میں ہر زمانہ کیلئے ہر حیثیت سے سچے تھے اور سچے سے زیادہ صداقت رکھنے والی روحوں میں سے تھے وہ صرف عظیم اور برتر آدمی ہی نہ تھے بلکہ بنی نوع انسان کے رہنماؤں میں سے ایک تھے"

رومیوں کے انحطاط وزوال کا شہرہ آفاق مؤرخ ایڈورڈ گبن رقمطراز ہے

"اپنی دنیوی طاقت کے عروج پر بھی محمد نے شاہانہ تزک واحتشام کو روانہ رکھا خدا کا عظیم پیغمبر گھر کے کام تک اپنے ہاتھ سے کرتا تھا آگ روشن کرتا جھاڑو دینا، بھیڑوں کا دودھ دوھتا، کمبل اور جوتوں کی مرمت خود کرتا تھا محمد صاحب بلا تصنع وتکلف ایک سادہ زندگی گزارنے اور معمولی غذا کھانے کے عادی تھے ہفتوں ہفتوں ان کے ہاں چولہا گرم نہ ہوتا تھا"

فرانسیسی مؤرخ پروفیسر سیڈیو

اپنی کتاب میں آنحضرتؐ کے اخلاق و عبادات کے متعلق لکھتا ہے۔ ——

"آپ خندہ رو، ملنسار اور اکثر خاموش رہتے تھے، آپ بکثرت ذکرِ الٰہی کرنے والے، بیہودہ گوئی سے اجتناب کرنے والے تھے آپ نہایت منصف مزاج اور مسکینوں کے لئے رحمت تھے" ——

قرآن کریم کے انگریزی مترجم اور مفسر مار مائیوک پکتھال —— کے الفاظ ملاحظہ ہوں"

"عرب پر حکمران ہو جانے کے بعد بھی آپؐ اپنے پیروں سے برادرانہ انداز سے ملتے رہے آپؐ کو نقیبوں اور پہرہ داروں کی ضرورت نہ تھی، اپنے لوگوں میں سادگی اور آزادی کے ساتھ آپؐ گھومتے پھرتے، ——

—— جرمن مستشرق اور مورخ ڈاکٹر گستاف وائل —— کی مداح سرائی ملاحظہ ہو،

—— "محمد صلی اللہ اپنی قوم میں روشن مثال تھے، آپؐ کا کردار پاک اور بے داغ تھا، لباس اور غذا میں انوکھی سادگی تھی، مزاج میں اس قدر ظرافت اور بے تکلفی تھی کہ اپنے ساتھیوں سے کوئی خاص تعظیم و تکریم قبول نہیں فرماتے تھے، اور اپنے غلام سے کوئی خدمت نہ لیتے تھے، آپؐ بازاروں میں سودا خود خریدتے اور گھر میں اپنے کپڑوں پر پیوند بھی لگاتے تھے —— واشنگٹن کا —— بیان ہے

—— آپؐ نے انتہائی قوت اور اقتدار کے دور میں بھی ایسی وضع قطع اپنائی جو پریشانی اور بے طاقتی کے زمانے میں تھی، آپؐ کی ذات شاہانہ تلذذ اور بیہودہ حشمت سے کوسوں دور تھی —— وہ ایک عظیم انسان اور بے مثال رہبر تھے"

Marfat.com

جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے ——————

"جس کی بشارت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو دی اور وہ فارقلیط جس کی اطلاع عیسیٰ نے انجیل یوحنا میں دی اس سے مراد محمدؐ صاحب ہیں" ——————

جی ایم لاقویل اپنے ترجمہ میں رقمطراز ہے۔

"دلیلوں سے ثابت ہے کہ محمدؐ نے (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کو جہالت اور بت پرستی کی ذلت سے نجات دلائی، اس کا ہر کام نیک نیتی پر مبنی تھا" ——————

سڈلیو فرانسیسی اور ڈاکٹر طبیلی کا قلم احسانہ رسالت پہ جبین رکھتا ہے ——————

"ہمارے علم و ہنر، فضل و کمال کا سرچشمہ عرب تھا اور ہمیں جو کچھ ملا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں سے ملا" ——————

مسٹر چپرس گویا ہے ——————

"محمدؐ نے دنیا کو آغوش ضلالت سے نکال کر آغوش کامرانی میں جگہ دی"

ہربرٹ وائل مدح خواں ہے ——————

"محمدؐ نے گمراہوں کو سچا راستہ بتایا اور لوگوں کے اخلاق و اعمال کی اصلاح کی"

ڈبلیو آئیروِنگ کا کہنا ہے ——————

"آخری پیغمبر محمدؐ سادہ مزاج اور بے مثل خلق کے مالک تھے آپؐ کے دماغی اوصاف غیر معمولی اور ... کی قوت اعلیٰ درجہ کی تھی"

ڈاکٹر لیبان فرانسیسی لکھتا ہے ——————

"محمدؐ —— منکسر المزاج —— دور اندیش —— اور بے مثال مصلح تھے" ——————

شری پت بھاشہ سنو دھر سہائے ہندو اعتراف کرتا ہے۔ ——————

"اگر تعصب سے ہاتھ ہٹا لیا جائے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ محمدؐ کے حالات کا علم ہو جانے کے بعد ... شخص اس کی سچائی اور بزرگی کا اقرار نہ کرے میں آپؐ کو دنیا کا سب سے بڑا ریفارمر سمجھتا ہوں"

لونارڈ کا بیان ملاحظہ ہو،

اس روئے زمین پر اگر کسی ہستی نے خدا کو پہنچانا ہے ——— تو بلا شبہ وہ ہستی محمد عربی کی ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

دائرۃ المعارف برطانیہ رقمطراز ہے۔ ———

"محمد نے دنیا میں وہ فلاح و کامیابی حاصل کی جو آج تک کسی دور میں کسی مصلح و مرا[...] اور رہبر کو نصیب نہ ہوئی"

——— بوزرٹ اسمتھ کی عقیدہ کیشی

"اس میں ذرا شک نہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) علی الاطلاق مصلح اعظم ہیں"

گاڈمری ہیگنس ——— ایالوجی فار محمد میں کہتا ہے ———

"عیسائی پادری اس کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ جس طرح محمد ایک عظیم ذات تھی اسی طرح ان ک[...] پیرو بھی اعلیٰ اور ارفع افراد تھے محمد کے پیغام نے ان میں ایسا نشہ پیدا کر دیا تھا جس کو عیسیٰ کے ابتدائی پیروؤں میں تلاش کرنا بے سود ہے .... جب عیسیٰ سولی پر لٹکا[...] گئے تو اس کے پیرو بھاگ گئے ان کا نشہ دینی جاتا رہا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجے میں گ[...] چھوڑ کر چل دیئے .... برعکس محمد کے پیروؤں کے انھوں نے ہر مقام [...] محمد صلی اللہ کی زندگی پر اپنی موت کو ترجیح دی" ———

——— (ترجمہ اردو مطبوعہ ۱۹۷۳ء بریلی)

یورپی اور جرمنی ——— دشمنان رسولؐ سے صداقت کی آواز آپ نے سن لی، ان کی مدح [...] میں انسانی ہمدردی اور سادگی کو خاص اہمیت دی گئی ہے ——— اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ [...] کی تعمیر و ترقی اور اس کے متراج اور بلندی کا اعلیٰ معیار اس کا ماحول اور ذاتی عادات و اخلاق کا [...]

ہوتا ہے، ملاحظہ کیجئے ہمارا محسن ان محاسن میں کیسے بلند و برتر مقام پر فائز ہے ـــــــ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ دنیا کا کوئی دوسرا رہبر کتنا ہی انسانیت کا ہمدرد ہو ایسی درویشانہ اور بے غرضانہ زندگی کی پرچھائیوں کو بھی نہیں پا سکتا ـــــــ

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

ـــــــ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

ضمیمہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم[1]

۱۴۰۰ چودہ سو سالہ شعراء کی زبان میں

ابوطالب متوفی سنہ ۶۲۰ء

وَعَرَضْتَ دِیْناً لَا مَحَالَۃَ اِنَّہٗ ۔۔۔ مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْناً

اور تُونے وہ دین پیش کیا جو یقیناً ۔۔۔ دنیا کے ادیان میں بہترین دین ہے

حمزہ رضؓ متوفی سنہ ۶۲۵ء

وَاَحْمَدُ مُصْطَفٰی فِیْنَا مُطَاعاً ۔۔۔ فَلَا تَغْشُوْہُ بِالْقَوْلِ الْعَنِیْفِ

اور احمدؐ ہم میں برگزیدہ ہیں جنکی اطاعت کی جاتی ہے ۔۔۔ لہٰذا تم اُن کے سامنے ناملائم لفظ بھی منہ سے نہ نکالنا

عبداللہ بن رواحہ رضؓ ۸ھ

رُوْحِیَ الْفِدَاءُ لِمَنْ اَخْلَاقُہٗ شَہِدَتْ ۔۔۔ بِاَنَّہٗ خَیْرُ مَوْلُوْدٍ مِّنَ الْبَشَرِ

میری جان اُن پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں ۔۔۔ کہ وہ بنی نوع انسان میں افضل ترین ہیں

[1] صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

Marfat.com

سیدہ فاطمۃ الزہرا ؓ سنہ ۱۱ھ

وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِیِّ کَئِیْبَۃٌ   اَسَفًا عَلَیْہِ کَثِیْرَۃُ الْاَحْزَانِ

اور زمین نبی کریم کے بعد مبتلائے درد ہے   ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

ابو بکر صدیق ؓ سنہ ۱۳ھ

فَکَیْفَ الْحَیَاۃُ لِفَقْدِ الْحَبِیْبِ   وَزَیْنُ الْمَعَاشِرِ فِی الْمَشْہَدِ

اب کیسی زندگی جو حبیب ہی بچھڑ گیا   اور وہ نہ رہا جو زینت وہ یک عالم تھا۔

ابو سفیان ؓ بن حارث سنہ ۲۰ھ

صَلَاۃُ اللّٰہِ مِنْ رَبٍّ رَحِیْمٍ   عَلَیْہِ لَا تَحُوْلُ وَلَا تَزُوْلُ

رحمت والے پاک پروردگار کی رحمتیں ہوں   حضور پر ایسی رحمتیں جو نہ تھمیں نہ کبھی ختم ہوں

عمر فاروق ؓ سنہ ۲۳ھ

فَاَمْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ عَزَّ نَصْرُہٗ   وَاَمْسٰی عِدَاہُ مِنْ قَتِیْلٍ وَّشَارِدٖ

پس رسول اللہ کو اللہ کی نصرت نے غلبہ دیا   اور انکے دشمن مقتول ہوئے اور شکست کھاکے بھاگے

عثمان غنی ؓ سنہ ۳۵ھ

فَیَا عَیْنِیْ اَبْکِیْ وَلَا تَسْاَمِیْ   وَحُقَّ الْبُکَاءُ عَلَی السَّیِّدِ

تو اے میری آنکھ آنسو بہا اور نہ تھک   اپنے سردار پر آنسو بہانا تو لازم آچکا

نبی کریم پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھیں

Marfat.com

علی المرتضیٰ ۴۰ھ

فَيَا خَيْرَ مَنْ ضَمَّ الجَوَانِحَ وَالحَشَا   وَيَا خَيْرَ مَيْتٍ ضَمَّهُ التُّرْبُ وَالثَّرَىٰ

انسانی بدن اور اسکے پہلو جتنی شخصیتوں کو چھپائے ہوئے ہیں ان میں سب سے بہتر آپ ہیں اور آپ ان تمام مرنیوالوں میں جنکو خاک نے چھپایا ہے سب سے بہتر ہیں

فَضَاقَ فَضَاءُ الأَرْضِ عَنْهُمْ بِرَحْبِهِ   لِفَقْدِ رَسُولِ اللهِ إِذْ قِيلَ قَدْ مَضَىٰ

زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی، رسول اللہ کی وفات کی وجہ سے جب یہ کہا گیا کہ رسول اکرم گزر گئے

ام المومنین عائشہ رض ۵۷ھ

فَمَنْ كَانَ أَوْ مَنْ قَدْ يَكُونُ كَأَحْمَدٍ   نِظَامٌ لِحَقٍّ أَوْ نَكَالٌ لِمُلْحِدِ

احمد مجتبیٰ جیسا کون تھا اور کون ہو گا . . . حق کا نظام قائم کرنیوالا اور ملحدوں کو سزایات عبرت بنادینے

حسان بن ثابت رض ۵۴ھ

وَشَقَّ لَهُ مِنِ اسْمِهِ لِيُجِلَّهُ   فَذُو العَرْشِ مَحْمُودٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

اللہ نے انکا نام انکے اعزاز کے لیے اپنے نام سے مشتق کیا ہے صاحب عرش محمود ہے اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

امام ابو حنیفہ رح ۱۵۰ھ

وَاللهِ يَا خَيْرَ الخَلَائِقِ إِنَّ لِي   قَلْبًا مَشُوقًا لَا يَرُومُ سِوَالِ

اے بہترین خلائق اللہ کی قسم! میرا دل صرف آپ کی محبت سے لبریز ہے وہ آپکے سوا کسی کا طا

Marfat.com

فردوسی ۴۱۱ھ

نبی آفتاب و صحابہ چو ماہ
بہم نسبتے یک دگر راست راہ

حضرت عبدالقادر جیلانی ۵۶۱ھ

غلامِ حلقہ بگوشِ رسول ساداتم
زہے نجات نمودن حبیبؐ آیاتم

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۶۳۲ھ

گرچہ بصورت آمدی بعد از ہمہ پیغمبراں
اما بمعنی بودۂ سرخیلِ جملہ انبیاءؑ

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ۶۳۳ھ

ما بلبلیم نالاں در گلستانِ محمدؐ
ما لؤلؤیم و مرجاں، عمانِ محمدؐ

خواجہ فریدالدین عطار ۶۳۷ھ

آفتابِ شرع، دریائے یقین
نورِ عالم، رحمتٌ للعالمین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں

Marfat.com

بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رح

اے کہ نامت را خدائے ذوالجلال
زد رقم بر جبہۂ عرشِ بریں
آستانِ عالیٔ تو بے مثل
آسمانے ہست بالائے زمیں

خواجہ نظام الدین اولیاء رح

صبا بسوئے مدینہ روکن ، ازیں دعاگو سلام برخواں
بگردِ شاہِ مدینہ گردو بصد تضرع پیام برخواں
بہ باب رحمت گہے گزرکن ، بہ باب جبریل گہہ جبیں سا
صلوٰۃ ﷺ مِنّیِ عَلَی النَّبِیِّ گہے بہ بابُ السلام برخواں

امیر خسرو رح

زہے روشن زرویت چشم بینش !
وجود کیمیائے آفرینش
لبش چوں انگبیں ریزد در افشد
ملائک چوں مگس در انگبینش

نبی اکرم پر ہر مرتبہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھیں

ابن العربی الشیخ الاکبر ۶۳۸ھ

أَتَى بِزَمَانِ السَّعْدِ فِي آخِرِ الْمَدَى   فَكَانَتْ لَهُ فِي كُلِّ عَصْرٍ مَوَاقِفُ

وہ آخری زمانے کی نیک گھڑی میں تشریف لائے   حالانکہ انکو تو ہر زمانے میں مقام موقف حاصل تھا

شمس الدین تبریز ۶۵۳ھ

اے طائرانِ قدس را عشقت فزودہ بالہا
در حلقہ سودائے تو روحانیاں را حالہا

مولانا روم ۶۷۲ھ

گر نبودے بہر عشق پاک را
کے وجودے دادمے افلاک را

سعدی شیرازی ۶۹۱ھ

عرش است کمیں پایہ ز ایوانِ محمد
جبریل امیں خادمِ دربانِ محمد
توریت کہ بر موسیٰ و انجیل بر عیسیٰ
شد محو بیک نقطۂ فرقانِ محمد
از بہر شفاعت چہ اولوالعزم چہ مرسل
در حشر زنند دست بدامانِ محمد

ہر جگہ حضور کے نام پر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھیے

Marfat.com

عراقی ہمدانی

حافظِ صفحۂ معانیٔ دل - چشمۂ آبِ زندگانیٔ دل

صوفیٔ خانقاہِ الرحمٰن - عالمِ علمِ علمِ القرآن

حافظ شیرازی

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرْ

مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ

ابن خلدون

هَبْ لِیْ شَفَاعَتَكَ الَّتِیْ اَرْجُوْبِهَا صَفْحًا جَمِیْلًا عَنْ قَبِیْحِ ذُنُوْبِیْ

اپنی شفاعت سے نوازیے جس کا امیدوار ہوں میرے بد ترین گناہوں سے بہترین طریقے پر درگزر فرمایے

خواجہ بندہ نواز گیسو درازؒ

اے اے محمدؐ! ہجلو جم جم جلوہ تیرا

ذاتِ تجلی ہوے گی سیں سپورنہ سیہرا

حضور کے نام پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھیں

Marfat.com

مولانا جامیؒ

یا شفیع المذنبین بارِ گناہ آوردہ ام
بر درت ایں بار باپشت دوتا آوردہ ام
چشمِ رحمت برکشا موئے سفیدِ من نگر
گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام
دیوِ رہ زن در کمیں، نفس و ہوا اعدائے دیں
زیں ہمہ با سایہ لطفت پناہ آوردہ ام
گرچہ روئے معذرت نگزاشت گستاخی مرا
کردہ گستاخی زبانِ عذر خواہ آوردہ ام

فیضی

عَلِیُّ الْمَرَاتِبِ سَنِیُّ الْمَنَاقِب
حَرِیُّ الْمَحَامِدِ رَضِیُّ الشَّمَائِل

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

وگر خواہی زباں بکشائے و در راہِ سخن پوئی
ثنائے پادشاہِ یثرب و سلطانِ بطحا کن

حضور کے نام پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھیں

قدسی

چشم رحمت بکشا، سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقب و ہاشمی و مطلبی

بیدل، عظیم آبادی

توئی کہ باغِ ربوبیت از تو دارد رنگ
توئی کہ سازِ الوہیت از تو بند دتار

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

فَلَسْتُ اَرٰی اِلَّا الْحَبِیْبَ مُحَمَّدًا
میں بجز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی اور کو محبوب نہیں پاتا
رَسُوْلُ اِلٰہِ الْخَلْقِ جَمُّ الْمَنَاقِبِ
وہ خداوندِ مخلوقات کے رسول ہیں تمام مناقب کے جامع

مرزا مظہر جان جاناں

خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس
محمد حامدِ حمدِ خدا بس

حضور کے نام پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں

خواجہ میر درد دہلوی

اے بہر شفاعتِ دو عالم لائق
دارم زجنابِ تو امید واثق
بے شبہ زخورشید حقیقت بجہاں
تو مخبر صادقی چو صبح صادق

شاہ ابدال پھلواروی

دو جگ کے سردار محمد ۔ نبیوں کے سالار محمد
امت کے غم خوار محمد ۔ سب کے پالنہار محمد
صلی اللہ علیہ وسلم

آزاد بلگرامی

رُوحِی الفِدَاءُ لِرَوضَۃٍ قُدسِیّۃٍ ۔ مَملُوءَۃٍ بِلَطَافَۃٍ وَصَفَاءِ
میری جان اس روضۂ اقدس پر قربان ۔ جو لطافت و پاکیزگی سے مالامال ہے

میر حسن دہلوی

کہوں اس کے رتبے کا کیا میں بیاں
کھڑے ہوں جہاں باندھ صف مرسلاں

Marfat.com

میر تقی میر

نیک و بد تیرے ثنا خواں ہم | لطف تیرا آرزو بخش اُمم
ملتفت ہو تو، تو کا ہے کا غم | تو رحیم اور مستحقِ رحم ہم

رحمۃٌ لِلعالمینی یا رسول
ہم شفیع المذنبینی یا رسول

جراتؔ، شیخ قلندر بخش

محمد ہے نبی ممدوح ذات کبریائی کا
کہے بندہ اگر مدح اس کی دعویٰ ہے خدائی کا

مولانا شاہ رفیع الدین دہلویؒ

تَعَدَّیتَ لکَ الرُّسُلُ العِظامُ تَرَقّیاً | فَعلَوتَ مَغبُوطاً لَهُمْ مَسرَال...

انبیائے عظام بیٹھے آپکی اس ترقی کو دیکھتے رہے | اور آپ بلندی کی طرف بڑھتے آپکا سفر جیسے قابل...

مولانا شاہ عبدالعزیز دہلویؒ

اِلَیهِ تَوَجُّهِی وَلَهُ اِستِنَادِی | وَفِیهِ مَطَامِعِی وَبِهِ اعتِمَادِی

انہیں کی طرف میری توجہ ہے اور انہیں پر میرا اعتماد | انہیں کی ذات میری آرزوؤں کا مرکز ہے میں نے انہیں کا دامن ...

حضور کے نام پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں۔

Marfat.com

مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ

دل ان کا جو ہے مخزنِ سرِ غیب — مبرّا خطا سے ہے بے شک و ریب
زباں ان کی ہے ترجمانِ قدم — ہُوا باغِ دیں جس سے رشکِ اِرم

الٰہی ہزاروں درود اور سلام
تو بھیج اُن پر اور ان کی اُمت پر مدام

محمد مومن خان مومنؔ

صاحبِ خانہ سے ہوتا ہے مکاں کا اکرام — وہی جنت ہے جہاں میں ہو جہاں تیرا قیام

ذوقؔ دہلوی

ہوا حمدِ خدا میں دل جو مصروفِ رقم میرا
الف الحمد رب العالمین کا ہے قلم میرا
رہے نام محمد لب پہ یارب اول و آخر
الٹ جائے بوقتِ نزع جب سینے میں دم میرا

مولانا کافی شہید

جو پڑھے گا صاحبِ لولاک کے اوپر
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا

حضور کے نام پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں

مولانا محمد فضل حق خیرآبادیؒ

أَنْشَدْتُكَ فَاقْبَلْ مِدْحَتِي كَرَمًا　　حَتّٰى أَفُوْزَ بِإِنْشَادِي بِمَنْشُوْدِي

میں نے آپ کے حضور یہ مدح پیش کی ہے اپنی کرم گستری سے قبول فرمائیے　　تاکہ میں اس شعر خوانی کے ذریعے دامنِ مقصود پر پاؤں

بہادر شاہ ظفرؔ

تو تھا سریرِ اوجِ رسالت پہ جلوہ گر　　آدمؑ جہاں ہنوز پسِ پردۂ عدم

صدقے زمین کے ہوتا نہ پھر پھر کے آسماں　　رکھتا سرِ زمیں نہ اگر آپ تو قدم

غالبؔ

حق جلوہ گر ، ز طرزِ بیانِ محمدؐ است

آرے کلامِ حق ، بزبانِ محمدؐ است

واعظ حدیث سایۂ طوبیٰ فرو گزار

کایں جا ، سخن ز سروِ روانِ محمدؐ است

مولانا امداد اللہ مہاجر مکیؒ

ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں

اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یارسولؐ

حضور کے نام پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھیں

Marfat.com

مولانا قاسم نانوتویؒ

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

محسنؔ کاکوروی

اسلام کا آفتاب چمکا بے پردہ و بے نقاب چمکا

علامہ شبلی نعمانی

صلِ یا ربِ علی خیرِ نبیٍ و رسول
صلِ یا ربِ علیٰ افضلِ ہر جن و بشر

مولانا احمد رضا خاں بریلوی

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازہ ہوں جانیں سیراب
سچے سورج! وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا

اثرؔ عظیم آبادی

دافعِ داغِ الَم دارُوئے ہر درد و غم
مرہم خستہ دلاں شاہ سلام علیک

حضور کے نام پہ ہر جگہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں

Marfat.com

علامہ مناظر احسن گیلانی

تم ری دور یا کیسے چھوڑدوں — تم سے توڑدوں کس سے جوڑدوں
تم ری گلی کی دھول بٹوردوں — تم رے نگر میں دم بھی توڑدوں

جی کا اب ارمان یہی ہے
آٹھوں پہر اب دھیان یہی ہے
صَلَّی اللهُ عَلَیْكَ نَبِیاً

ابوالکلام آزاد

ہر بیت میں جو وصف پیمبر رقم کیے
کاشانۂ سخن میں بڑی روشنی ہوئی

حفیظ ہوشیار پوری

نیاز اُس کا، جبین اُسکی، اعتبار اُس کا
وہ خوش نصیب ہے جسے تیرا آستانہ ملا

مشرقی

بس اک نگاہِ تبسم نواز مل جائے
تمام عمر میں ڈھلتا رہا ہوں آہوں میں

حضور کے نام پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں

اصغرؔ گونڈوی

ذرہ ذرہ عالمِ ہستی کا روشن ہو گیا
اللہ اللہ! شوکت و شانِ جمالِ مصطفیٰ

کیفؔ ٹونکی

یہاں نہ مقصد ملا تو کیا ہے وہاں ملے گا طفیلِ حضرت
ہمارا مطلب ادھر سے ہوگا نہ صبح ہوگا نہ شام ہوگا

سیمابؔ اکبرآبادی

طورِ سینا کی طرح اے سبزۂ کانِ حجاز
جلوہ گاہِ احمدِ محمود بن جاتا ہے تو

مولانا سید سلیمانؔ ندوی

عشقِ نبوی دردِ معاصی کی دوا ہے
ظلمت کدۂ دہر میں وہ شمعِ ہدیٰ ہے
احمد سے پتہ ذاتِ احد کا جو ملا ہے
مصنوع سے صانع کا پتہ سب کو ملا ہے

حضور کے نام پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں

Marfat.com

اگر اے نسیمِ سحر ترا ہو گذر دیارِ حجاز میں
میری چشمِ تر کا سلام کہنا حضورِ بندہ نواز میں

اختر شیرانی

اے رحمتِ تمام یہ دقتِ نگاہ ہے
یہ امّتِ جنابِ رسالت پناہ ہے

ادا جعفری

چڑھا کر رنگ اسلامی نہ چھوڑا فرق کچھ باقی
حبش کے تیرہ فاموں اور ترکی کے حسینوں میں

اسد ملتانی

عرب کے اندر وُہی معظّم
عجم کے اندر وُہی مکرّم
وہ فخرِ آدم امانِ عالم
امین محکم رسولِ اکرم

اسمٰعیل میرٹھی

چلوں میں جانِ حزیں کو نثار کر ڈالوں
نہ دیں جو اہلِ شریعت جبیں کو اذنِ سجود

اصغر گونڈوی

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

Marfat.com

کشتِ غربا کو بھی نوازا جس نے
وہ ابرِ کرم اے شہ لولاک ہے تو

اے۔ڈی۔اظہر

ہمیں یہ سرخ اجالا نہ راس آئے گا
کہ ہم ضیائے رسالتماب رکھتے ہیں

اعجاز رحمانی

شہ رہ بندگی میں آپ کا اسلوب حیات
عشق کو منزلِ یزداں کا نشان دیتا ہے

شیر افضل جعفری

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب
شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمال بے نقاب

علامہ اقبال

وہ نعلین سے عرش پر جانے والا
وہ شمعِ ہدایت کے ساتھ آنے والا

امجد حیدرآبادی

درفشانی نے تیری قطروں کو دریا کر دیا
دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا

اکبر الہ آبادی

راہ میں کانٹے جس نے بچھائے گالی دی پتھر برسائے
چھڑکی اس پر پیار کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم
بحرِ سخاوت ، کانِ مروّت، آیۂ رحمت، شافعِ اُمّت
مالکِ جنّت، قاسمِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم
دولتِ دنیا خاک برابر ہاتھ کے خالی دل کے تونگر
مالکِ کشور تخت نہ افسر صلی اللہ علیہ وسلم

امیر مینائی

عالم میں وہ آیا تھا یہ دل سوئے خدا تھا
حق اس کا رضا جو، وہ رضا جوئے خدا تھا

ببر علی انیس

ادب سے جھکائے ہیں سر دونوں عالم
یہ شان اور یہ عزّ و وقار اللہ اللہ

بہزاد لکھنوی

رخشندہ ترے حُسن سے رخسارِ یقیں ہے
تابندہ ترے عشق سے ایماں کی جبیں ہے

صوفی غلام مصطفیٰ تبسم

تیرے فقیروں کو بانٹتے دیکھتا ہوں دارا کی کبریائی
تیرے غلاموں کو روندتے دیکھتا ہوں فرعون کی خدائی

تاجور نجیب آبادی

کونین کا غم ، یادِ خدا ، وردِ شفاعت
دولت ہے یہی دولت سلطانِ مدینہ

جگر مراد آبادی

کیوں ہم پہ نہ صفیں قیصر و کسریٰ کی الٹ دیں
آخر تو وہی ہم ہیں غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جلیل قدوائی

کروٹیں دنیا کی تیرا قصر ڈھا سکتی نہیں
آندھیاں تیرے چراغوں کو بجھا سکتی نہیں

جوش ملیح آبادی

جب اپنی پوری جوانی پہ آگئی دنیا
تو زندگی کے لئے آخری پیام آگیا

محمد علی جوہر

سو بار تیرا دیکھ کے عفو اور ترحم
ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے

الطاف حسین حالی

Marfat.com

حق پرستوں کی اگر تو نے کی دلجوئی نہیں
طعنہ دیں گے بت کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں

آغا حشر کاشمیری

تری صورت، تری سیرت، ترا نقشہ، ترا جلوہ
تبسم، گفتگو، بندہ نوازی خندہ پیشانی
اگرچہ فقر فخری رتبہ ہے تیری قناعت کا
مگر قدموں تلے ہے فر کسرائی و خاقانی

حفیظ جالندھری

اے سبک سیر، جادہ اسری
روک دی تو نے وقت کی رفتار
روح احساس تیرا نام کبھی!
اور کبھی غازہ رخ افکار

حفیظ ہوشیار پوری

تمہارا نام ہی بے اختیار آتا ہے
خدا کے ذکر سے پہلے خدا کے نام کے بعد

ابوالبیان حماد

پھر اہل حرم سے ملاقات ہوتی
پھر اشکوں سے کچھ شرح جذبات ہوتی
مدینے کی پرنور و دلکش فضا میں!
نظر محو دید مقامات ہوتی

حمید صدیقی

Marfat.com

تخلیق دو عالم کا سبب ہے یہی خورشید
اس نورِ رسالت کی تجلّی ازلی ہے
خاطر غزنوی

تو کرتا ہے تکریم و توقیرِ مہماں
تو بے برگ و نادار کا آسرا ہے
امیر امم تاجدارِ دو عالم
تجھے نیّرِ اعظم جہاں کہہ رہا ہے
عبدالعزیز خالد

مدحتِ شاہِ دوسرا مجھ سے بیاں ہو کس طرح
تنگ میرے تصورات پست مرے تخیلات
نواب بہادر یار جنگ

پڑے ہوئے تھے ہزار پردے کلیمؑ دیکھا تو پھر بھی غش تھے!
مَیں اس کی آنکھوں کے صدقے جس نے وہ جلوۂ یوں بے حجاب دیکھا
داغ دہلوی

غلاموں کو دیا اس شان سے پیغامِ آزادی
کہ گردش میں ہے تیرہ سو برس سے جامِ آزادی
احسان دانش

Marfat.com

لے کے اسلام کا انقلابی پیام | جس کو صرف انسانیت سے پیار تھا
آخری اور مکمل خدا کا پیام | جو ہر اک مخلوق کا غمخوار تھا
آئے خیر البشر آئے خیر الانام | قید رنگ و نسل سے بیزار تھا
آئے پیغمبر انقلاب عوام | جو اخوت کا علمبردار تھا

قائد اقوام عالم ہے وہی

رحمٰن کیانی

رئیس امروہی

ماہر القادری

محمد کی نبوت دائرہ ہے نورِ وحدت کا
اسی کو ابتدا کہیے اسی کو انتہا کہیے

رئیس امروہوی

کس کا جمال ناز ہے جلوہ نما یہ سُو بہ سُو
گوشہ بگوشہ، در بدر، قریہ بہ قریہ، کُو بہ کُو
اشک فشاں ہے کس لئے دیدۂ منتظر مرا
دجلہ بہ دجلہ، یم بہ یم، چشمہ بہ چشمہ، جُو بہ جُو

حضور کے نام پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں۔

Marfat.com

انور صابری

جدھر اُٹھ گئے پائے سرکارِ والا ، کلیجے سے ظلمت کا اُبھرا اجالا
جوارِ نقوشِ قدم تک جو پہنچے وہ ذرّے مثالِ سحر جگمگائے

مولانا مفتی محمد شفیع

وہ رحمتِ عالم ہے شہِ اسود و احمر
وہ سیدِ کونین ہے آقائے اُمم ہے

ذہین

یہ وسعتِ کونین مرقّعِ طرحِ جنوں ہیں آج
حاضر ہے تہِ گوشۂ دامانِ محمد

آغا شورش کاشمیری

جنونِ عشق اسی آستاں پہ لے آیا   جبینِ شوق جہاں سنگِ آستاں ٹھہرے

آغا صادق

خوشا یہ جذبِ محبت کی نازفرمائی
کشاں کشاں مجھے کس کے حضور لے آئی

حضور کے نام پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھیں ۔

Marfat.com

حافظ لدھیانوی

تجھ سے منور ہو گئے فکر و نظر کے بام و در
ہر لحظہ ہر اک آن ہے شام و سحر میں جلوہ گر
تیرا جمال دلنشین
اے رحمۃ للعالمین

اکرام

چہ باشد گر نظر از لطف بر اکرام فرمائی
چہ باشد گر ردائی یافت کارم یا رسول اللہ

عابد نظامی

اللہ اللہ یہ رتبہ، یہ بلندی، یہ عروج ہوئے اللہ کے مہمان رسولِ عربی

ضمیر جعفری

بشر کی پیشوائی کے لئے شمس و قمر آئے
حضور آئے تو امکاناتِ ہستی بھی نظر آئے
یتیموں اور فقیروں کو پناہیں مل گئیں آخر
حضور آئے تو ذروں کو نگاہیں مل گئیں آخر

حضور کے نام پر ہر جگہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں

Marfat.com

ظفر علی خاں

دیارِ یثرب میں گھومتا ہوں
نبی کی دہلیز چومتا ہوں
شراب پی کر میں جھومتا ہوں
رہے سلامت پلانے والا

ضیاء الرحمٰن فاروقی

تجھ سا نہیں پایا کوئی چشمِ فلک نے
ناز کیا تری آمد پہ مالک نے ملک نے
حصولِ وحی میں موسیٰؑ طُور پہ پہنچے
پر کیا عجب جو وحی تیرے حضور پہنچے

قاری محمد ابراہیم مدرسہ عثمانیہ گوگھوال ملت روڈ لائلپور

حضور کے نام پر ہر جگہ
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پڑھیں

Marfat.com

غیر مسلم شعراء کے پھول عقیدت کے

والفضل ما شهدت به الاعداء

بڑے چھوٹے میں جس نے اخوت کی بنا ڈالی
زمانے سے تمیز بندہ و آقا مٹا ڈالی
سلام اس پر فقیری میں نہاں تھی جس کے سلطانی
رہا زیر قدم جس کے شکوہ و فرِ خاقانی —— جگن ناتھ آزاد

میرا عقبیٰ ہے منور آپ کی تنویر دل سے
میری دنیا آپ کے پیغام سے گلزار تو ہے !
دید سے تیری منور نہیں آنکھیں لیکن
نور سے قلب میرا مخزن انوار تو ہے —— ماتا پرشاد زیب ڈاکٹر

خمخانۂ وحدت ہے قرآن جسے کہتے
لبریز ہے عرفان ہر جام محمد کا
اے موج سہارے کو طوفان حوادث میں
اک نام خدا کا ہے ایک نام محمد کا —— راجندر بہادر موج

Marfat.com

کس نے ذرّوں کو ملایا اور صحرا کر دیا
کس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
کس کی حکمت نے یتیموں کو کیا در یتیم
اور غلام زمانے بھر کا مولیٰ کر دیا ——— پنڈت ہری چند اختر

○

میسر مجھ کو بھی قسمت سے ہو توفیق مے نوشی
بھرا ہے نور صہبا سے پیمانہ مدینے کا ——— وشنو کمار شوق لکھنوی

○

سکھایا اہل عرب کو برابری کا درس
کہ امتیاز کا قصہ تمام ہو جائے
سیاسیات سے مذہب ملا دیا تو نے
کہ دین و دنیا کا سب انتظام ہو جائے
رفاہ عام ہی تھا تیرا جبکہ نصب العین
لقب نہ کیوں تیرا خیر الانام ہو جائے ——— لالہ دھرم پال صاحب گپتا وفا

○

باہمی نفرت و کینہ تھا وطیرہ جن کا
انس والفت کا سبق ان کو پڑھایا تو نے
ریت کے ذروں کو بارود کی طاقت بخشی
خاک ناچیز کو اکسیر بنایا تو نے
کر دیا ایک شہنشاہ و گدا کا رتبہ
اونچ اور نیچ کا سب فرق اٹھایا تو نے ——— لالہ لال چند

Marfat.com

فرشتے بھی کہتے ہیں کہ ہم ہیں
غلامان غلامان محمد ——— دتورام کوثری

لولاک کا تاج دے رہے کملی والا من موہن
توحید کی مایا لیکر پھیرتا تھا بازاروں میں

معلوم ہے تم کو مقام محمد ——— وہ اُمت اسلام میں محدود نہیں ——— فراق گورکھپوری
کان عرب سے لعل نکل کر سرتاج بنا سرداروں کا
نام محمد اپنا رکھا سلطان ہلسرداروں کا ——— مہاراجہ سرکشن پرشاد شاد
نگاہوں کا جادو دلوں پر تسلط
جمال اللہ اللہ جلال اللہ اللہ
اتر آئے خود عرش و کرسی سے جلوے
نبوت کا درجہ کمال اللہ اللہ ——— پنڈت بال مکند عرش ملسیانی

★

مجھ پر بھی نگاہ مہر اے شفیع عاصیاں
بادلوں سے کفر کی کوندتی ہیں بجلیاں
چاند تاروں کو ملی آپ سے چمک دمک
آپ سے ہے نور بار یہ زمین و آسمان ——— شیر پرتاب سنگھ کشن

آخری گذارش

عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کتب کے حوالوں سے جس قدر ممکن ہو سکا میں نے انتہائی اجمال کے ساتھ محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کا نقشہ آپ کے سامنے رکھا۔ تاہم میرا دل آج تک یہی پکار رہا ہے کہ میں سیرت کی رقمطرازی میں کچھ نہ کر سکا،

انشاء اللہ عصرِ حاضر کی جمیع ضرورتوں اور ترقیاتی مہموں سے متعلق سیرۃ کے مقتضیات کی تفصیل طلوعِ سحر میں آئے گی۔ تاریخی اور واقعاتی تشریح رہبرِ اعظم کے اوراق کی زینت بنے گی۔

میں ان بزرگوں کا مشکور ہوں جنہوں نے اس کام میں میرا ہاتھ بٹایا بالخصوص۔۔ مدرسہ عربیہ اسلامیہ بورے والا (ملتان) کے عظیم کتب خانہ کے مہتمم حافظ عبدالرحیم نعمانی، قاسم العلوم فقیروالی (بہاولنگر) کے دارالکتب کے ناظم مولانا قاسم، قاسم باغ لائبریری ملتان، کتب خانہ خانقاہ سراجیہ کندیاں، پٹنہ اور میونسپل لائبریری اور عبدالرحمن عزام بے وزیرِ تعلیم مصر، کا انتہائی ممنون ہوں جنہوں نے کتابوں کی کتابیں راقم کے سامنے کھول دیں اور سیرت کے نہایت ضروری ابواب ایک نئی حیثیت سے دنیا کے سامنے آگئے۔

Marfat.com

کتابیات

قرآن عظیم
صحیح بخاری شریف
سنن ترمذی شریف
صحیح مسلم شریف
سنن ابی داؤد شریف
نسائی شریف
طحاوی شریف
ابن ماجہ شریف
سنن دارمی
زرقانی
شفاء
تاریخ طبری
تاریخ ابن ہشام
تاریخ یعقوبی
تاریخ مسعودی

تفسیر کشاف
تفسیر طبری
تفسیر جلالین
تفسیر ابن عباس رضہ
تفسیر روح المعانی
فیض الباری
شمائل ترمذی شریف
شمائل رسول
روض الانف
سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (شبلی)
رحمۃ للعالمین
سیرۃ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (کاندھلوی)
حاشیۃ الشمائل ابن حبیب بغدادی
سیاست شرعیہ ابن تیمیہ رح
زاد المعاد ابن قیم رح

المواہب
ابن عساکر
ازالۃ الخفا
حجۃ اللہ البالغہ
تفسیر حقانی
تفسیر عثمانی
تاریخ ابن خلدون
ارض القرآن سید سلیمان ندوی
اصح السیر
حیاۃ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
قصص القرآن
محسن انسانیت
نشر الطیب
النبی الخاتم صلی اللہ علیہ وسلم
رسول اکرم کی سیاسی زندگی
عہد نبوی کا نظام حکمرانی
حدیث دفاع
عہد نبوی کے میدان جنگ
سیر انصار رضہ
تقویم تاریخی
عبقریت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
محبوب خدا
حیاۃ رسالتمآب
سیر الصحابہ رضہ

محمد عربی
رحمت
خاتم النبیین
آفتاب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم
اصابہ ابن حجر عسقلانی رح
اسد الغابہ
سیر الصحابیات رضہ
خصائص کبریٰ
ترجمان السنہ مکمل

J.R. (Maggzine)
Life of Mohd
for Mohd

الوثائق السیاسۃ فی العہد النبوی
دار قطنی — فتوح البلدان
اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ
تاریخ ہجری — مستدرک
خطبات مدارس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وما ارسلنٰك الا رحمة للعٰلمين

رہبر و رہنما

سیرۃِ رسولؐ کا دلآویز مرقّع

تألیف

ضیاء الرحمٰن فاروقی